الہامِ عشق

تحریر: کرن رفیق

سبز درخت اس وقت اندھیرے میں ڈوبے چاند کی روشنی میں اپنی موجودگی کا ثبوت دے رہے تھے۔ قدموں کے نشان سڑک پر پڑے پتھروں کو پیچھے چھوڑتے جا رہے تھے۔ رات کے پچھلے پہر وہ سنسان سڑک پر تیز رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ اس کی سانسوں کا تسلسل ساتھ چھوڑ چکا تھا۔ دل کی دھڑکن بڑھی ہوئی تھی۔ رات کے خاموشی میں بس اس کی سانسیں ذرا سا ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔ پسینے سے شرابور اب وہ خود اذیتی کی انتہا پر تھا۔ پیاس سے اس کے لب خشک ہو رہے تھے۔ پیشانی پر بکھرے بال پانی کی بوندوں کو سڑک پر گرنے کا راستہ دے رہے تھے۔ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ اسی سڑک پر تھا اور اپنی سپیڈ کو تیز سے تیز کرتا جا رہا تھا۔ پاوں میں پہنے جاگرز کے تسمے سڑک کو چھوتے ہوئے اس کے ہم قدم ہو رہے تھے۔ سفید ٹی شرٹ اور براون ٹراوزر پہنے وہ دنیا سے بے نیاز ہو کر خود کو تکلیف دے رہا تھا۔ دودھیا رنگت اس وقت چاند کی مدھم روشنی میں چمک رہی تھی۔ بھوری آنکھوں میں اس وقت صرف وحشت تھی۔ کسی ذی روح کا تصور بھی اس وقت وہ بالکل نہیں کر رہا تھا جب اچانک اس کے سامنے ایک ٹرک آ گیا اس سے پہلے وہ ٹرک سے ٹکراتا اپنے پیچھے سے کسی نسوانی آواز پر اس کے بڑھتے قدم زنجیر میں قید ہوئے۔

"ہادی"

وہ پلٹ کر دیکھنے ہی والا تھا جب وہ ٹرک اسے کچلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"ہادی"

ایک چیخ نما آواز نے بیڈ پر سوئے ہوئے دوسرے وجود کو جھنجھوڑ کر اٹھایا تھا۔ خاموشی کو توڑتی اس کی آواز نے مقابل کو اس کے خوف کا پتہ صاف دے دیا تھا۔ حازم شاہ نے جلدی سے کمرے میں موجود لیمپ کو آن کر کے کمرے کو روشن کیا تھا۔ اور عشال شاہ کو دیکھا تھا جو اب گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو نارمل کرنے کی ادنی سی کوشش کر رہی تھیں۔ حازم شاہ نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔ حازم شاہ جانتے تھے یقینا آج بھی

عشال نے ہادی کے حوالے سے کوئی برا خواب دیکھا ہو گا۔ کیونکہ یہ خوف اسے راتوں کو نیند سے بری طرح جھنجھوڑ کر بیدار کرواتا تھا۔

"عشال۔۔۔ عشال۔۔ سب ٹھیک ہے۔"

حازم شاہ نے عشال کے بال سہلاتے ہوئے انہیں پر سکون کرنے کی کوشش کی۔ عشال شاہ کا جسم اب بھی لرز رہا تھا۔ اسی لرزش میں اب وہ رونے میں مصروف ہو چکی تھیں۔

اور یہ لمحہ حازم شاہ کے لئے دنیا کا تکلیف دہ لمحہ ہوتا تھا جب ان کی ہمراز ان کی محبت کی آنکھوں میں آنسو ہوتے تھے۔

"وہ۔۔ وہ۔۔۔ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائے گا نہ شاہ؟"

ہمیشہ سے کیا جانے والا سوال آج بھی حازم شاہ کو اس کی تکلیف کا پتہ دے گیا تھا۔ حازم شاہ بے بسی کی انتہا پر تھے۔ تسلی دیتے بھی تو کیسے جب انہیں خود معلوم تھا کہ ان کا بیٹا موت کے پیچھے بھاگنے والا کھلاڑی ہے۔ لیکن خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے انہوں نے عشال کی پیشانی پر بوسہ دیا اور انہیں پر سکون کیا۔ اپنے دائیں ہاتھ سے عشال شاہ کے بھیگے سرخ گالوں کو صاف کرتے ہوئے وہ بمشکل مسکرائے تھے۔

"وہ ہمارا بہادر بیٹا ہے شاہ کی جان۔ اس کے لئے تم دعا کیا کرو کہ وہ ہر امتحان اور ہر آزمائش میں کامیاب ہو۔ اور ویسے بھی آرمی میں جانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔"

آخری بات انہوں نے شرارت سے بولی تھی۔ جبکہ عشال شاہ کا سفید چہرہ ایک دم متغیر ہوا تھا۔

"اس آرمی نے مجھ سے بہت کچھ چھین لیا ہے شاہ۔ اب مزید کچھ دینے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے۔"

عشال شاہ کی بھرائی آواز پر حازم شاہ نے سختی سے اپنے لبوں کو پیوست کر کے خود پر ضبط کیا تھا۔ عشال شاہ کا اشارہ کس بات کی طرف تھا وہ باخوبی سمجھ گئے تھے۔

"ہم اس بارے میں بات نہیں کریں گے عشال۔ اب سو جائو۔ اور ہاں آفس میں ہادی کی کال آئی تھی پرسوں آرہا گھر کچھ دنوں کے لئے۔"

عشال نے شکوہ کناں نظروں سے حازم شاہ کو دیکھا تھا جو ہر بار اس موضوع سے دامن چھڑا لیتے تھے۔

عشال اب کافی حد تک خود کو کمپوز کر چکی تھیں اس لئے اب حازم شاہ سے الگ ہو کر تکیے پر سر رکھے وہ آنکھیں موند گئی تھیں جو کہ ناراضگی کا واضع اظہار تھا۔

حازم شاہ نے مسکرا کر عشال کو دیکھا جسے آج تک حازم شاہ سے ناراض ہونا نہیں آیا تھا۔ عشال کے سونے کا یقین کر کے وہ اٹھے اور اپنے کمرے میں موجود بالکنی کی طرف چلے گئے۔

چاند کو دیکھتے ہوئے ماضی کی بہت ساری سوچوں نے انہیں اپنے حصار میں لے لیا اور ایک آنسو ٹوٹ کر گالوں سے پھسلا تھا۔

"کیوں مجھے اکیلا کر دیا تم دونوں نے؟"

خود سے سوال کرتے ہوئے اب وہ اپنا ضبط کھو چکے تھے۔ تکلیف آنکھوں سے آنسو بن کر نکل کر رہی تھی۔ دنیا کے سامنے مشہور بزنس مین راتوں کو اٹھ کر روتا تھا۔ یہ بات فقط اس کی ذات اور راتوں کی تنہائی میں موجود چاند کی روشنی جانتی تھی۔ اٹھارہ سال گزر گئے تھے حازم شاہ کو اس حال میں لیکن آج بھی ان دکھ ویسے ہی تازہ تھا۔

سورج کی کرنوں کو منہ پر پڑتے دیکھ کر وہ کروٹ بدل گیا۔ اور منہ پر کمبل لیتے ہوئے وہ خود کو چھپا گیا تھا۔

"ہنی۔۔ ہنی۔۔ اٹھ جائو۔۔ بابا ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں۔"

ایک نسوانی آواز پر کمبل ہٹاتے ہوئے وہ اپنے سامنے دیکھنے لگا۔ جہاں ایک چوبیس سالہ لڑکی کھڑی مسکراتے ہوئے اس کے کمرے کو سمیٹنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

"بی جے نہ تنگ کیا کرو صبح صبح؟"

وہ پلٹ کو حمین کو دیکھنے لگی۔ دودھیا رنگت، کالی آنکھیں، لمبی خم دار پلکیں جو کالی آنکھوں کی چمک کو ہر وقت چھپانے کی کوشش کرتی تھیں، کلین شیو، کھڑی مغرور ناک، تیکھے نین نقش، پیشانی پر بکھرے بال، عنابی لبوں پر مسکراہٹ مقابل کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"آج تمہارا فرسٹ ڈے ہے یونی میں اور بابا نہیں چاہتے تم لیٹ ہو اسی لئے انہوں نے بولا کہ اگلے دس منٹ میں تم تیار ہو کر نہیں آئے تو وہ خود تمہیں تیار کرنے آجائیں گے۔"

حازم شاہ کے نام پر اس کی بند ہوتی آنکھیں پوری کھلی تھیں۔ بے ساختہ اس نے کمرے میں لگی گھڑی کی طرف دیکھا ہے۔ جہاں سات بج کر پچیس منٹ ہوئے تھے مطلب صاف تھا پینتیس منٹ تک وہ واقعی اس کے سر پر کھڑے ہوں گے۔

"بی جے اٹس ناٹ فئیر یار۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے اٹھا تھا۔

"حمین مجھے آپی بولا کرو تم۔"

حمین واش روم کی طرف جا رہا تھا جب آئرہ شاہ کی آواز پر رکا اور پلٹ کر مسکرایا تھا۔

"ہاں تاکہ میرا ہٹلر باپ میرے دو مہینے کی پاکٹ منی بند کر دے۔

یاد ہے پچھلی بار صرف آپ کا نام ہی لیا تھا بس پورا مہینہ ادھار مانگ مانگ کر کھاتا رہا تھا۔ بھابھی جی خوف خدا کرو کچھ اب تو میں کبھی بھی آپی نہ بولوں۔"

حمین کی ایکٹنگ پر آئرہ نے اسے گھورا تھا۔

"تو پھر بھابھی بولا کرو بی جے مجھے پسند نہیں۔"

آئرہ کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے اس کے قریب آیا۔

"بی جے ہی بولوں گا۔ بھابھی تو اولڈ فیشن ہے۔ اور بھابھی بولتے ہی ایسا لگ رہا ہے جیسے پچاس سالہ خاتون سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ اور ویسے بھی ابھی تو میں نے چچپں بھی بننا ہے۔"

حمین آخری بات شرارت سے بول کر اس سے دو قدم دور ہوا تھا کیونکہ آئرہ سخت تیور لئے اسے گھور رہی تھی۔

"اب چچپں کیا ہے؟"

آئرہ نے دانت پیسے تھے۔

"بھائیو کے بچوں کا میں چاچو مطلب چچپں ہی لگوں گا نہ؟"

اس کی بات پر آئرہ نے ایک ہلکی سی چپت اس کے دائیں گال پر لگائی تھی۔

"ڈفر انسان نکلو پہلی فرصت میں تم یہاں سے۔"

آئرہ اس کی بات پر جھنپتے ہوئے بولی تھی۔

"بی جے آپ بلش کرتے ہوئے بہت کیوٹ لگ رہی ہو۔ قسم سے۔"

حمین یہ بول کر جلدی سے واش روم میں بند ہوا تھا کیونکہ آئرہ اب اپنا جوتا اتار رہی تھی۔

"تلخ حقیقت ہے یہ ویسے کہ میں ایک ناپسندیدہ شخصیت ہوں آپ کے لئے میجر۔"

آئرہ اپنا عکس آئینے میں دیکھ کر خود سے بڑبڑائی اور آنکھوں میں آئی نمی کو چھپاتے ہوئے باہر نکل گئی جہاں اسے اپنی ذات کو انا کے خول میں بند کرنا تھا۔

"آئرہ بیٹا حمین اٹھا گیا کیا؟"

حازم شاہ ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"جی بابا اٹھ گیا ہے تیار ہو رہا ہے۔"

آئزہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ اور عشال کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے سب کے لئے ناشتہ لگا رہی تھیں۔

"ماما میں کچھ مدد کروں آپ کی؟"

آئزہ کی آواز پر عشال نے اسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولیں۔

"نہیں میری گڑیا بس ہو گیا ہے۔ ہاں شمائل کو اٹھایا تم نے؟"

"ماما وہ صبح ہی اٹھ گئی تھی۔"

آئزہ نے سنجیدگی سے جواب دیا اور ٹیبل پر پڑے ناشتے کو گھورنے لگی۔

"اٹھ گئی ہے تو پھر کہاں ہے؟"

عشال نے ناسمجھی سے آئزہ کو دیکھا اور پھر حازم شاہ کو جو آئزہ کے جھکے سر کو دیکھ رہے تھے۔

"مسز حاطب کے روم میں ہے وہ۔"

آئزہ کے جواب پر دونوں نے تاسف سے اس کے جھکے سر کو دیکھا تھا جو اٹھارہ سال پہلے والے حادثے کو بھولی نہیں تھی۔

"عارو۔۔ میرا بچہ تم بھول کیوں نہیں جاتی اس بات کو؟"

عشال نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے نم آنکھوں سے پوچھا۔

"انہوں نے میرا ناقابل تلافی نقصان کیا ہے میں نہیں معاف کر سکتی انہیں۔"

آئزہ کے لہجے میں چٹانوں سے سختی تھی۔ حازم شاہ نے اشارہ کر کے عشال کو مزید بولنے سے روک دیا۔ تو عشال نے بے بسی سے حازم کو دیکھا تھا۔

"گڈ مارننگ شاہ کی جان۔"

ماحول کی سوگواریت کو حمین کی کھنکتی آواز نے کم کیا تھا۔ حمین شرارت سے حازم کو دیکھ کر اب عشال کے ماتھے پر بوسہ دے رہا تھا۔

"ماں ہے وہ تمہاری۔"

حازم نے جیسے حمین کو گھور کر یاد کروایا۔

"ڈیڈ میں بھی شاہ ہی ہوں تو ماما میری بھی جان ہیں صرف آپ ہی نہیں انہیں شاہ کی جان بول سکتے یہ میں بھی بول سکتا ہوں۔"

حمین کی چلتی زبان پر جہاں عشال نے لبوں کو بھینچ کر اپنا قہقہ روکا تھا وہیں حازم شاہ نے حمین کو گھورا تھا۔ جو فخریہ انداز میں اب اپنی جگہ پر بیٹھ رہا تھا۔

"تمہیں کس نے کہا کہ میں تمہاری ماں کو ایسے بولتا ہوں؟"

حازم نے اسے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھول گئے تھے سامنے بیٹھا شخص ان کا بیٹا حمین شاہ تھا جس کے آگے سوال کرنا اپنی شامت بلانے کے مترادف ہوتا تھا۔

"اوو۔۔ڈیڈ اب یہ باتیں کیا میں سب کے سامنے بتاؤں؟ ویسے پرسوں رات کو میں نے سنا تھا آپ موم کو شاہ کی جان بول رہے تھے جب ہم سب رات کا کھانا کھا رہے تھے تب اور۔۔"

"بس کردو ہنی۔"

عشال نے حازم کا سرخ چہرہ دیکھ کر بے ساختہ حمین کو ٹوکا تھا۔ جبکہ آئرہ مسکراتے ہوئے اب حمین کو دیکھ ہی تھی جو دنیا جہاں سے بے فکر ناشتے میں مشغول ہو چکا تھا۔

"میری گاڑی ورکشاپ پر ہے حمین شاہ تو آج مجھے آفس تک تم ڈراپ کروگے۔"

حازم شاہ ناشتہ کر کے حمین سے بولے اور بنا اس کا جواب سنے باہر کی جانب چلے گئے تھے جبکہ حمین کا آخری نوالہ اس کے گلے میں ہی اٹک گیا تھا۔ اس نے اب عشال اور آئرہ کو دیکھا جو قہقہے لگا رہی تھیں۔

"موم۔۔۔ بی جے۔۔ یار زبان پھسل گئی پلیز بچا لیں مجھے ہٹلر سے۔"

حمین کی معصومیت دیکھنے لائق تھی۔ دونوں جانتی تھیں کہ حمین کی شامت اب پکی ہے جبکہ حمین جل تو جلال کا ورد کرتے ہوئے باہر کی جانب گیا تھا جہاں حازم شاہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

شرافت کی اعلی مثال قائم کرتے ہوئے وہ سنجیدہ سا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ حازم شاہ کی خاموشی اسے ڈرا رہی تھی۔ لیکن جلد ہی اس کا ڈر ختم ہوا جب حازم شاہ کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"حمین شاہ یہاں سے یونیورسٹی کتنے کلومیٹر دور ہے؟"

"ڈیڈ پانچ کلومیٹر۔"

"گاڑی رکو۔"

حازم کی سنجیدہ آواز پر اس نے گاڑی روکی تھی۔

"باہر نکلو"

حازم کے حکم کو بجالاتے ہوئے وہ گاڑی سے نکلا تھا۔

"تمہاری کلاس دس بجے شروع ہوگی آج اور اب یہاں سے تم پیدل جائو گے یونیورسٹی۔"

حازم کی بات پر حمین نے صدمے سے انہیں دیکھا۔

"ڈیڈ۔۔۔ قسم سے مذاق کر رہا تھا۔"

حمین کی جان جا رہی تھی یہ سوچ کر ہی اس کا ہٹلر باپ اسے پانچ کلومیٹر پیدل چلنے کی سزا سنا رہا تھا۔

"لیکن میں مذاق بالکل نہیں کر رہا اور ہاں میں عقیل سے پوچھ لوں گا کہ تم نے پہلی کلاس لی یا نہیں؟"

حازم شاہ یہ بول کر گاڑی لے کر چلے گئے جبکہ حمین نے منہ بناتے ہوئے چلنا شروع کیا تھا۔

"کیا ضرورت تھی حمین شاہ صبح صبح ہی سوئے شیر کو جگانے کی؟ اب بھگتو۔۔۔ لیکن پانچ کلومیٹر تو نہیں ہے فاصلہ دو کلومیٹر ہے اسی لئے چھوڑ گئے یہاں۔"

حمین بڑبڑاتے ہوئے روڈ پر چلنا شروع ہو گیا تھا۔ چاہتا تو ٹیکسی لے سکتا تھا لیکن بقول حمین شاہ کے

" ٹیکسی والے کو پیسے دینے سے بہتر ہے بندہ بیس کا پھول لے کر ایک لڑکی کو پٹائے اور لفٹ لے کر اپنی منزل پر چلا جائے۔"

اور اب وہ یہی کرنے کا سوچ رہا تھا جب سامنے سے آتی ایک لڑکی کو نہ دیکھ سکا اور اس سے ٹکرا گیا۔

"ماما آپ جانتی ہیں شاہ نہیں مانیں گے۔ وہ تو شائل کو خود سے ایک دن بھی دور نہیں کرتے اور آپ کا یہ مشورہ وہ کبھی نہیں مانیں گے۔"

عشال موبائل ہاتھ پکڑے لائونج میں موجود صوفے پر بیٹھ کر آمنہ شاہ سے بات کر رہی تھیں جو اس وقت لندن میں مقیم تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے میں کروں گی بات آپ پریشان نہیں ہوں۔ یہ بتائیں ھاد کیسا ہے؟"

دوسری طرف سے معلوم نہیں کیا کہا گیا تھا جس پر عشال شاہ نے لب بھینچ لئے تھے۔

"ٹھیک ہے ماما اپنا خیال رکھئے گا فی امان اللہ۔"

عشال شاہ نے مسکرا کال ڈراپ کی اس سے پہلے وہ صوفے سے اٹھ کر جاتیں پیچھے سے کسی نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اپنے چارسو بکھرتی خوشبو کو محسوس کر کے ہی وہ پہچان گئی تھیں کہ مقابل کون ہے؟

"ہادی۔"

لرزتی آواز اور آنسوئوں سے بھیگا لہجہ مقابل کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں بنا گیا تھا۔ جلدی سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے وہ عشال شاہ کے مقابل آیا تھا۔

"ماما آپ ہر بار کیسے پہچان لیتی ہیں؟"

ہادی عشال شاہ کی پیشانی پر بوسہ دے کر انہیں اپنے حصار میں لے بولا۔

"میرا بچہ۔۔۔ لیکن تم تو کل آنے والے تھے نا؟"

عشال اس کے چہرے کو دیوانہ وار چومتے ہوئے بولی۔

"ہاہاہا۔۔ ماما آپ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا تو اس کے گالوں کے ڈمپل واضح ہوئے تھے۔

عشال شاہ نے بے ساختہ نظروں کا زاویہ بدلا تھا کیونکہ وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگتا تھا پاکستان کے آرمی یونیفارم میں۔

دودھیا رنگت، بھوری آنکھیں جن میں کچھ پانے کا جنون تھا، ہلکی سی داڑھی، دونوں گالوں پر پڑتے گہرے ڈمپل جو اس نے اپنی ماں سے چرائے تھے، کھڑی مغرور ناک، تیکھے نین نقش، عنابی لب جن پر مسکراہٹ حق سے براجمان تھی۔

وہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل بن سکتا تھا لیکن اس کی زبان کی کڑواہٹ اور لہجے کی سختی ایسا ہونے نہیں دیتی تھی۔ وہ صرف دو لوگوں کے سامنے مسکراتا تھا ایک اسکی ماں اور دوسری اس کی بہن۔ باقی دنیا کے لئے اس کے دل میں کوئی نرمی نہیں تھی یا شاید وہ ایسا ظاہر کرتا تھا۔

اس سے پہلے وہ ماں بیٹا مزید گفتگو کرتے آئرہ کی آواز پر وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ماماوہ۔۔۔"

آئرہ کے باقی کے الفاظ ہادی کو سامنے دیکھتے ہی کہیں کھو گئے تھے۔

ہادی نے سر سری سا اسے دیکھ کر اپنی نگاہوں کو اپنی پر ٹکا دیا تھا۔

وہ منکوحہ تھی اس کی لیکن ایک دیوار حائل تھی ان کے رشتے کے درمیان اور وہ تھی انا کی دیوار جسے کوئی بھی پھلانگنا نہیں چاہتا تھا۔

"کیا ہوا عارو؟"

عشال شاہ کی آواز پر وہ جیسے ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔

"ماما مسز حاطب کی طبعیت خراب ہے شائل آپ کو بلا رہی ہے۔"

آئرہ کی بات پر ہادی فورا حرکت میں آیا تھا۔ اور عشال کو چھوڑ کر آئرہ کو نظر انداز کیئے آزفہ شاہ کے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ آئرہ نے نم آنکھوں سے اس کی بے رخی اور نظر انداز کیئے جانے کو سہا تھا۔

رخ موڑ کر جاناں میں

سانسیں چھوڑ دوں گا

کبھی عشق کے دریا میں

غوطہ زن ہو کر دیکھنا

"اللہ خیر"

حمین کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے تھے۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظر سامنے اٹھی وہ کچھ لمحوں کے لئے تو بول ہی نہ سکا۔ سامنے ایک اٹھارہ سالہ لڑکی تھی، دودھیا رنگت، کالی بڑی بڑی آنکھیں، چھوٹی سی ناک، عام سے نین

نقش، بالوں کی ٹیل پونی کئے، گلابی لبوں پر قفل لگائے، بلیک کیپری پر ہم رنگ کرتا پہنے، گلے میں ڈوپٹے کو مفلر کی طرح اوڑھے وہ حمین کو گھور رہی تھی۔

"اندھے ہو کیا؟"

مقابل کی آواز حمین کو ہوش کی دنیا میں پہنچ گئی تھی۔

"نہیں آنکھیں آج کرائے پر دے کر آیا ہوں کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ ایک اور اندھا مجھ سے ٹکرانے والا ہے۔"

حمین کی بات پر اس نے گھورا تھا۔

"تمہیں لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے کیا؟"

"تمیز سے تو دور دور تک میرا واسطہ نہیں ہے ویسے کیا یہ کھانے والی چیز ہے؟"

حمین کے برجستہ جواب پر مقابل لڑکی کچھ سخت سنانا چاہتی تھی لیکن ایک نسوانی آواز پر وہ اپنی آواز کا گلا گھونٹ گئی تھی۔

"عابیہ ہم لیٹ ہو رہے ہیں ابو انتظار کر رہے ہیں۔"

عابیہ نے پلٹ کر اس نسوانی آواز کو دیکھا تھا۔

"دعا کرنا مسٹر کہ اب تمہارا سامنا عابیہ شہروز ملک سے نہ ہو۔"

حمین کو وارننگ دے کر وہ پلٹ گئی تھی جبکہ حمین اس کی پشت کو گھور رہا تھا۔

"دن ہی خراب ہے آج تمہارا حمین شاہ۔"

خود سے بڑبڑاتے ہوئے اس نے موبائل نکالا اور کسی سے کال پر مصروف ہو گیا۔

اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔ کیونکہ سامنے ہی اس کے پوری دنیا اس کی جان اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"اسلام علیکم دادو۔"

وہ سامنے بیٹھی شخصیت کے گلے میں بازو ڈال کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔

"وعلیکم اسلام۔۔ آ گئے تم۔۔ چلو تم فریش ہو جائو میں تب تک تمہارے لئے ناشتہ بناتی ہوں۔"

آمنہ شاہ نے اس کے بال سنوارتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"دادو میں دس منٹ تک آتا ہوں اور پلیز آج آلو والے پراٹھے بنائیے گا مجھے بہت بھوک لگی ہے۔"

"ھاد"

بائیس سالہ ھادہیر نے پلٹ کر آمنہ شاہ کو دیکھا تھا۔

"جی میری جان"

اس کی آنکھوں اور لہجے میں شرارت تھی۔

"تمہارے دادا ابو تمہیں یاد کر رہے ہیں ان سے مل لو کمرے میں ہیں۔"

آمنہ شاہ نے اسے غور سے دیکھ کر کہا۔ گندمی رنگت، عنابی لبوں پر سجی مسکراہٹ جو مقابل کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی، کالی گھنی پلکیں جو بھوری آنکھوں کی وحشت کو چھپائے ہوئے تھیں، ہلکی سی داڑھی، لمبی کھڑی مغرور ناک، تیکھے نین نقش، پیشانی پر بکھرے سلکی بال، سفید ٹی شرٹ اور بلیک ٹراوزر پر وہ بالاج شاہ کی کاربن کاپی لگتا تھا۔ ایک چیز بس اس کی منفرد تھی وہ تھا اس کی آنکھوں کا رنگ جو اس نے اپنے دادا علی شاہ سے چرایا تھا۔ اس کی دنیا میں صرف آمنہ شاہ اور علی شاہ کی جگہ تھی۔

"ٹھیک ہے میں جاتا ہوں آپ کے مجازی خدا کے پاس۔"

وہ مسکراتے ہوئے بول کر علی شاہ کے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ جبکہ آمنہ شاہ کے چہرے پر کرب نے بروقت جگہ بناتے ہوئے ان کو ماضی کے اوراق کو پلٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

شاہ ہاؤس کے مکینوں کی خوشیاں اپنے عروج پر تھیں۔ جب زوال ان کی تمام خوشیوں کو ملیامیٹ کر گیا۔ حمدان شاہ اور ان کی اہلیہ کی کار حادثے میں وفات نے شاہ ہاؤس کے مکینوں کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ حاطب تو گویا زندگی گزارنے کا ڈھنگ بھول چکا تھا۔ عشال کو حازم شاہ نے بمشکل سنبھالا ہوا تھا۔ اسی غم میں بابا سائیں بھی جلد ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ ابھی زندگی سے شکوے ختم نہ ہوئے تھے جب ایک حادثے نے شاہ ہاؤس سے مکینوں کی زندگی بدل کر رکھ دی۔

حازم شاہ اور عشال شاہ کو خدا نے تین بچوں سے نوازہ تھا۔

ہادی شاہ، شمائل شاہ اور حمین شاہ۔ ہادی شاہ اس وقت آرمی میں بطور میجر اپنے فرائض سرانجام دے رہا تھا جبکہ شمائل اور حمین ابھی اپنی پڑھائی مکمل کرنے کی تگ ودو میں تھے۔ حمین شاہ کافی حد تک حاطب حمدان شاہ کا پرتو تھا بلکہ ان سے بھی دس قدم آگے کی سوچ رکھتا تھا۔

حاطب شاہ اور آزفہ شاہ کی دو بیٹیاں تھیں آئرہ شاہ جو اس وقت ایک فزیوتھراپسٹ کی تعلیم مکمل کر چکی تھی اور گھر پر ہی تھی۔ جبکہ دوسری کا نام آزاح تھا جو بچپن میں ہی اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر اس گم نام دنیا کا حصہ بن چکی تھی۔ حاطب شاہ نے کافی کوشش کی اپنی بیٹی کو ڈھونڈنے کی لیکن ناکام ٹھہرے اور پھر ایک دن ڈیوٹی سے واپسی پر ان کی گاڑی کو بم بلاسٹ کا نشانہ بنا دیا گیا جس کے باعث انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اور یہ غم آزفہ شاہ کو دنیا سے بیگانہ کر گیا اور پچھلے اٹھارہ سال سے ان کی زبان پر ایسا قفل لگا جسے آج تک کوئی نہیں توڑ سکا تھا۔

بالاج شاہ اور عانیہ شاہ کو ایک ہی بیٹا تھا ھادہیر شاہ جو اس وقت لندن میں آمنہ شاہ اور علی شاہ کے ساتھ مقیم اپنی گریجویشن کے آخری سال میں تھا۔ بالاج شاہ اور عانیہ شاہ کی پر اسرار موت کے بعد سے وہ تینوں لندن میں رہتے تھے کیونکہ ھادہیر پاکستان جانا نہیں چاہتا تھا اور آمنہ شاہ اور علی شاہ اسے چھوڑ کر نہیں جاسکتے تھے۔
زندگی کے تسلسل میں وہ سب اب کہیں کھو گئے تھے۔ حازم شاہ نے بلال شاہ کی مدد سے پاکستان میں اپنے بزنس کو بلندیوں تک پہنچایا تھا۔ پاکستان کے مشہور کاروباری حضرات سے ان کا تعلق تھا۔ اپنے بکھرتے آشیانے کو وہ ہر سو سمیٹنے کی کوشش کرتے تھے لیکن رات کی تنہائی انہیں بکھیر دیتی تھی۔ اس گھر میں صرف حمین شاہ تھا جس کی وجہ سے سب کے چہروں پر مسکراہٹ رہتی تھی۔ دو سال پہلے ہی ہادی اور آئرہ کو نکاح کے پاک بندھن میں باندھ دیا گیا تھا۔ ہادی نے کافی احتجاج کیا تھا کہ وہ نکاح نہیں کرنا چاہتا لیکن حازم شاہ کی سخت طبیعت کے آگے وہ بھی چپ ہو گیا تھا۔ چاروچار اب وہ آئرہ سے نکاح تو کر چکا تھا لیکن نبھانا اس کے لئے مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ کیا وجہ تھی اس کے انکار کی یہ تو خدا ہی جانتا تھا لیکن وہ آئرہ سے ہمکلام ہونا گویا خود کی ہی توہین تصور کرتا تھا اور یہ چیز وہ ہر بار اسے اپنے رویے سے باور کروادیتا تھا۔ یا شاید وہ اسے خود کے نزدیک ہی آنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ وقت کن رازوں سے پردہ ہٹانے والا تھا؟ قسمت اس بار کس کس کو آزمانے الی تھی یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن خدا پر کامل یقین نے ان سب کو اپنی اپنی جگہ مضبوط بنایا ہوا تھا۔

ہادی کمرے میں پہنچا تو اس کی نظر بیڈ پر لیٹی آزفہ شاہ پر پڑی تھی جو لمبے لمبے سانس لے رہی تھیں۔ ہادی آگے بڑھا اور ان کے پاس پہنچا اکیس سالہ شمائل جو ان کے پاس بیٹھی تھی اٹھ کر بیڈ سے چند قدم دور کھڑی ہوئی تا کہ ہادی آزفہ کو خود دیکھ لے۔
"گڑیا بڑی ماما کی طبیعت کب سے ایسی ہو رہی ہے؟"

ہادی نے آزفہ شاہ کو ان کی میڈیسن کھلاتے ہوئے شمائل سے پوچھا۔

"بھائی وہ صبح سے تھوڑا تھوڑا وومٹ کر رہی تھیں اور اب تقریباً دس منٹ پہلے ہی ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی ہے۔"

شمائل کے جواب پر ہادی نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور موبائل نکال کر کسی کو کال ملانے لگا۔

"اسلام علیکم ڈاکٹر ظفر آپ جلدی سے گھر آ جائیں کیونکہ بڑی ماما کی طبیعت بہت خراب ہو رہی ہے۔"

جواب میں معلوم نہیں ڈاکٹر نے کیا کہا ہادی نے اوکے بول کر کال ڈراپ کر دی تھی۔ عشال بھی ہادی کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوئی تھیں اور اب مسکرا کر اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں جسے بچپن سے ہی آزفہ شاہ بہت عزیز تھیں۔ سب سے زیادہ وہ آزفہ کی گود میں کھیلا تھا۔ ایک الگ ہی انسیت تھی اسے آزفہ شاہ سے۔ عشال شاہ نے آگے بڑھ کر اس کے دائیں کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"پریشان نہیں ہو وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"

عشال نہیں جانتی تھی یہ تسلی وہ ہادی کو دے رہی تھیں یا خود کو جو اتنے سالوں سے اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھ کر تکلیف کی انتہا پر تھی۔

"ماما انہیں ٹھیک ہونا ہوگا۔ اور یہ ٹھیک ہوں گی آپ دیکھ لیجئے گا۔"

ہادی کی آواز میں چٹانوں سی سختی تھی۔ آزفہ شاہ شاید اب تھوڑا پرسکون تھیں تب ہی وہ آنکھیں موند گئی تھیں۔ ہادی نے بیڈ سے اٹھ کر سرسری سا دروازے کی طرف دیکھا جہاں ایک آنچل دروازے کی اوٹ میں چھپا اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں بکھیر گیا تھا۔

"گڑیا ڈاکٹر آ رہا ہے آپ اپنے کمرے میں جائو اور ماما آپ یہیں بڑی ماما کے پاس رکیں میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"

ہادی نے نرمی سے شمائل کو دیکھ کر کہا جو سر ہلاتے ہوئے باہر کی جانب چلی گئی تھی۔ اور عشال نے مسکرا کر ہادی کے دائیں گال پر ہاتھ رکھا۔

"میرا بیٹا بہت سمجھدار ہے ماشاء اللہ۔"

عشال نے محبت بھرے لہجے میں کہا تو ہادی نے مسکرا کر ان کا ہاتھ پکڑ کر اس پر بوسہ دیا۔

"میں آتا ہوں۔"

ہادی یہ بول کر کمرے سے باہر کی جانب چلا گیا اب اس کا رخ آئرہ کے کمرے کی طرف تھا جو غالبا شمائل کو نکلتے دیکھ کر اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ ہادی بنا دروازہ ناک کئے کمرے میں داخل ہوا اور نظر سیدھی آئرہ پر گئی جو الماری سے اپنے کپڑے نکال رہی تھی۔

"آئندہ بڑی ماما کے کمرے کے آس پاس بھی مت آنا ورنہ انجام کی ذمے دار تم خود ہو گی۔"

ہادی کا لہجہ آئرہ کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ لایا تھا۔ وہ پلٹ کر ہادی کو دیکھنے لگی جو اپنے غصے کو بمشکل ضبط کئے بھوری آنکھوں میں سرخی لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں آپ کی بڑی ماما کے کمرے کے آس پاس جانے کی کیونکہ میرا ان سے کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے جو مجھے مجبور کرے ان کے پاس جانے کے لئے۔"

آئرہ کے جواب پر وہ سختی سے لبوں کو پیوست کئے اسے گھور رہا تھا۔

"اپنی زبان کے نشتر وہاں چلایا کرو آئرہ شاہ جہاں اس کی ضرورت ہو۔ بحر حال مجھے جو کہنا تھا کہہ چکا آئندہ احتیاط کرنا۔"

ہادی یہ بول کر وہاں سے جانے کے لئے مڑا ہی تھا جب آئرہ کا بھیگا لہجہ اس کے قدموں کو وہیں ساکت کر گیا تھا۔

"حوالہ دیناہی ہوتا ہے میجر تو اپنے نام کا دیا کریں کیونکہ اس دنیامیں صرف آپ کا نام ہی میری پہچان ہے۔ اور خدارا اتنی ہی نفرت کریں جتنی بعد میں آپ کے لئے پچھتاوے کا باعث نہ بنے۔"

وہ ہار رہی تھی اس کے بے رخی پر لیکن مقابل کچھ لمحے رکنے کے بعد وہاں سے جا چکا تھا۔ نم آنکھوں سے وہ اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ آج اسے شدت سے اپنے باپ کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ رو رہی تھی لیکن اسے چپ کروانے اور دلاسہ دینے کے لئے کوئی نہیں تھا۔ شاید وہ خود بھی میسر نہیں تھی خود کو۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔۔ قسم سے ہنی مجھے انکل بہت اچھے لگتے ہیں جب ایسی سزائیں دیتے ہیں تمہیں۔"

اس وقت حمین اپنے دوست کے ساتھ اس کی گاڑی میں موجود تھا جس کو اس نے کال کر بلایا تھا۔ اب ساری بات سننے کے بعد نائل ہنستے ہوئے اس کا مذاق اڑا رہا تھا جب حمین نے اسے گھورا۔

"تیرا باپ ایسا ہوتا تو پھر پوچھتا میں تمہیں گھٹیا انسان۔"

حمین اسے گھور کر باہر نکلا اور یونیورسٹی گیٹ سے اندر کی جانب چلا گیا۔ نائل اور وہ بچپن سے ایک ساتھ تھے دونوں کی دوستی بہت گہری تھی۔ شرارتوں میں بھی دونوں پیش پیش ہوتے تھے۔ اور شرافت کا مظاہرہ کرنے میں بھی اول درجہ حاصل کرتے تھے۔ نائل بھی گاڑی کا لاک کرتے اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

"ہنی۔۔ ہنی۔۔ یار بات تو سن۔"

نائل اس کے سامنے آتے ہوئے بولا تو حمین نے دایاں آبرو اچکا کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"ویسے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب انکل تم جیسے دی گریٹ حمین شاہ کو چھوٹی چھوٹی سزائیں دیتے ہیں۔"

"تمہیں معلوم ہے نائل کچھ لوگوں کو دیکھ کر لعنت بھی کہتی ہے ہم سے نہیں ہو گا یہ ہم سے اوپر کی چیز ہے اور بلاشبہ تم ان لوگوں کی صف میں اول ہو۔"

حمین اسے گھور کر آگے بڑھ گیا جبکہ نائل دانت پیستے ہوئے اس کے پیچھے گیا تھا۔

"اوئے ہیرو بات سن۔"

حمین اور نائل کلاس کی طرف جا رہے تھے جب دو تین لڑکوں کا گروپ راستے میں کھڑا خاص طور پر حمین کو متوجہ کرنے لگا۔ حمین اور نائل نے پلٹ کر انہیں دیکھا۔ ایک لڑکا جس کی گندمی رنگت تھی، حلیے سے ہی وہ حمین کو غنڈہ لگ رہا تھا۔

"مجھ سے کچھ کہا تم نے؟"

حمین نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"ادھر آ۔"

ایک لڑکے نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا تو نائل نے مسکرا کر سر جھکا لیا کیونکہ وہ جانتا تھا حمین شاہ کیسے ڈیل کرے گا ان سب کو۔ حمین شرافت کی مثال قائم کرتے ہوئے ان کے پاس آیا اور بولا۔

"جی سر بولیں۔"

"نئے آئے ہو کیا؟"

ایک لڑکے نے حمین کو دیکھ کر بڑے رعب سے پوچھا۔

"نہیں سر کافی پرانا ہوں۔ تقریباً اٹھارہ سال پرانا ہوں۔"

حمین کے جواب پر نائل نے اپنے قہقہے کا گلا بمشکل گھونٹا تھا۔

"ابے میں نے پوچھا اس یونیورسٹی میں نئے ہو کیا؟"

"لے اب اس میں نیا کہاں سے آ گیا ابھی دس دن پہلے ہی میں یہاں آیا تھا ایک سر سے ملنے۔"

حمین کے چہرے پر معصومیت کا راج تھا جبکہ نائل کا چہرہ قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہا تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

"موم ڈیڈ نے تو حمین رکھا تھا اب باقی کنفرم نہیں ہے۔"

حمین شاہ سے سیدھے جواب کی توقع تو گویا کبھی حازم شاہ نے نہیں کی تھی اور پھر سامنے کھڑے لڑکے تو اسے جانتے ہی نہیں تھے۔

"تم خود کو کافی ہوشیار سمجھ رہے ہو۔۔ لیکن یاد رکھنا ارحم ملک سے پنگا لے رہے ہو نتائج بھگتنا ہوں گے تمہیں۔"

حمین نے اس لڑکے کو پائوں سے لے کر سر تک دیکھا اور پھر بولا۔

"نتائج کی پرواہ کرنے والا عقل مند ہوتا ہے اور حمین شاہ سے عقل مندی کی امید رکھنے والا بیوقوف اب خود کا موازنہ کر لو ارحم ملک کہ تم عقل مند ہو یا بیوقوف؟"

حمین شاہ اسے لفظوں میں الجھا کر نائل کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا جبکہ ارحم ملک اس کی پشت کو گھور کر رہ گیا۔

"واہ شہزادے کیسے منہ بند کیا اس بندر کا۔ ایلفی کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔"

حمین نے مسکرا کر اپنے فرضی کالر جھاڑے۔

"چل اسی خوشی میں تو آج ٹریٹ دے گا پھر۔"

حمین نے گویا احسان کرنے والے انداز میں کہا جبکہ نائل اسے گھور کر رہ گیا۔

"میں کس خوشی میں ٹریٹ دوں بھکڑ؟"

"اپنے دوست کو منع کرے گا اب؟"

حمین نے اسے جذباتی کیا اور سدا کا جذباتی نائل بیچارا اس کی باتوں میں آ گیا۔

"ٹھیک ہے لیکن تو کم کھائے گا؟"

نائل کی بات پر حمین نے اسے گھورا۔

"میں کم ہی کھاتا ہوں۔"

"ہاں گدھوں کی طرح ٹھونستے ہو اور کم کھاتے ہو؟"

نائل یہ بول کر کلاس کی طرف بھاگا تھا جہاں سر عقیل ان دونوں کو منتظر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"لے بھئی حمین آج تیرا باپ تجھے تیری نانی دادی سب یاد کروائے گا۔"

حمین سر عقیل کو خود کی طرف گھورتے دیکھ کر بڑبڑایا اور آہستہ سے چلتے ہوئے کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

وہ دروازہ ناک کر کے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے کو اندھیرے میں دیکھ کر لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرتے ہوئے وہ سوئچ بورڈ کی طرف گیا اور لائٹ آن کر کے اس نے راکنگ چیئر کی طرف دیکھا جہاں علی شاہ آنکھیں موند کر بھیگے گالوں سے شاید نہیں یقیناً رو رہے تھے۔ لائٹ آن ہونے پر انہوں نے جلدی سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے تھے گویا روشنی انہیں پسند نہیں آئی تھی۔ ھادہیر آہستہ سے چلتے ہوئے ان کے قریب آیا اور ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

"بابا سائیں آپ رو کیوں رہے ہیں؟"

ھادہیر کی بات پر وہ بمشکل مسکرائے تھے۔

"میں رو تو نہیں رہا بس رات دیر تک جاگتا رہا شاید اس لئے اب آنکھوں سے پانی نکل رہا ہے۔"

ھادہیر نے ان کے گال اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے صاف کئے اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"رات دیر تک جاگنے کی وجہ جان سکتا ہوں میں؟"

علی شاہ نے غور سے ھادہیر کو دیکھا ایک پل کو تو انہیں بالاج کا گمان ہوا تھا لیکن صرف ایک پل کو ہی بعد میں وہ نظریں چرا گئے تھے ھادہیر نے ان کا نظریں چرانا باخوبی دیکھا تھا۔

"بالاج کی سالگرہ ہے آج اور ہر بار کی طرح وہ اس بار بھی مجھ سے دعائیں لینے نہیں آیا۔"
علی شاہ نے کرب سے بولتے ہوئے پھر سے آنکھیں موند لیں۔
"بابا سائیں مرنے والوں کے ساتھ مرا تو نہیں جاسکتا نا؟ وہ جاچکے ہیں پلیز اس بات کو مان لیں آپ۔"
ھادہیر کا التجائیہ انداز ان کے لبوں پر ایک زخمی مسکراہٹ لے آیا تھا۔
"دکھ اس بات کا نہیں ہے ھاد کہ وہ جاچکا ہے دکھ تو اس بات کا ہے وہ مجھ سے پہلے جاچکا ہے حالانکہ باری میری تھی۔"
"بابا سائیں پلیز بس کر دیں جس نے جتنی زندگی لکھوائی ہے اتنی ہی گزارنی ہے اب آپ اس ٹاپک پر بات نہیں کریں گے اور ہاں آج شام کو پانچ بجے آپ کی ڈاکٹر سے اپائنمنٹ ہے تو ریڈی رہیے گا میں یونی سے آکر آپ کو لے جائوں گا۔"
ھادہیر ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے ان کو پرسکون کرچکا تھا جیسے ہر بار کرتا تھا۔ وہ مسکرائے تھے۔ انہوں اپنے پوتے پوتیوں میں سے ھادہیر سب سے زیادہ عزیز تھا۔
"اچھا حازم سے بات ہوئی؟ گھر میں سب کیسے ہیں؟"
"ہاں کل رات بات ہوئی تھی چھوٹے پاپا اور ہادی بھائی سے سب ٹھیک ہیں۔"
ھادہیر کے لہجے میں محبت تھی اپنے چھوٹے پاپا اور بڑے بھائی کے لئے جو علی شاہ نے باخوبی محسوس کی تھی۔
"میں نے کل تمہاری دادی سے کہا تھا کہ وہ حازم سے بات کریں اور شائل کو یہاں بھیج دیں۔"
ھادہیر نے مسکرا کر ان کو دیکھا۔
"جیسے آپ کو مناسب لگے۔"

یہ بول کر وہ کمرے سے جا چکا تھا۔ علی شاہ نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا جس کے لہجے میں صرف نرمی اور محبت ہوتی تھی۔

"عارو بچے ہادی کو بلا لاؤ لنچ کے لئے۔"

آئرہ مسکراتے ہوئے جیسے ہی لاؤنج میں آئی کیچن سے نکلتی عشال نے اس سے کہا۔ اس کی مسکراہٹ ایک پل میں سمٹی تھی۔ ان کے درمیان کشیدگی کو سب ہی ختم کرنے کے طریقے ڈھونڈتے تھے۔ آئرہ نے ایک نظر عشال شاہ کو دیکھا جو امید سے اسے دیکھ رہی تھیں وہ چاہ کر بھی انکار نہ کر سکی اور اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے ہادی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

دروازہ ناک کرنے کے لئے اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو حرکت دی تھی۔ دروازہ ناک کر کے جیسے ہی اس نے ہاتھ نیچے کیا اندر سے کمنگ کی آواز پر وہ دروازے کو کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔ سامنے ہی وہ واش روم سے غالباً نہا کر نکلا تھا۔ کیونکہ پیشانی پر بکھرے بالوں سے گرتی بوندیں اور کندھے پر موجود ٹاول اس کے فریش ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔ بلیک ٹی شرٹ پہنے، ہم رنگ ہی ٹراؤزر پہنے اس کا دھیان اب آئرہ کی طرف تھا جو ہلکے فیروزی رنگ میں، دودھیا رنگت لئے، کالی گھنی پلکوں کو سجدہ ریز کئے مقابل کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر رہی تھی۔

سفید رخساروں پر ہلکی سی سرخی اور گلابی لبوں پر خاموشی مقابل کو واقعی مات دے رہی تھی۔ ایک لمحے سے پہلے وہ خود پر لعنت بھیجتے ہوئے اس کے حصار سے نکلا تھا۔

"کتنی دفعہ کہا ہے کہ میرے کمرے میں مت آیا کرو سنائی نہیں دیتا کیا؟"

آئرہ نے آنکھوں پر موجود پلکوں کی جھالر کو اٹھا کر مقابل کو دیکھا جو اب اس کی طرف پشت کئے ہوئے تھا۔ شدت توہین سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"ماما بلا رہی ہیں آپ کو ناشتے پر۔ انہی کو پیغام دینے آئی تھی ورنہ مجھے پاگل کتے نہیں کاٹا تھا جو یہاں آپ کے دیدار کو حاضر ہو جاتی۔"

آئرہ نے بنا لحاظ کے اس کو سنائی تھیں۔ ہادی نے پلٹ کر اسے گھورا۔

"اپنی زبان کو قابو میں رکھنا سیکھو ورنہ کسی دن یہی زبان کاٹ کر تمہارے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔"

ہادی کو اس کا جواب دینا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

"حاطب حمدان شاہ کی بیٹی ہوں میں اتنی آسانی سے زبان کاٹنے تو بالکل نہیں دوں گی۔ ہمت ہے تو آزما کر دیکھ لیجئے گا۔"

آئرہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ سے بول کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

"کہاں پھنسا دیا مجھے پاپا آپ نے؟"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

خود سے ہی تو ہارا ہوں میں

اے عشق!

ابھی تو تیری مات باقی ہے۔

(کرن رفیق)

اس وقت وہ نائل کے ساتھ کیفے سے باہر نکل رہا تھا جب اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی جسے غالبا یونیورسٹی میں پہلا دن ہونے پر بیوقوف بنایا گیا تھا کیونکہ اس لڑکے کے سر پر ڈوپٹہ تھا جو لڑکیوں کی طرح اوڑھا ہوا تھا۔ حمین جتنا بھی شرارتی سہی لیکن کسی کی ذات کا مذاق بنانا اس کی فطرت میں نہیں تھا یہ چیز اس نے حاطب حمدان شاہ سے حاصل کی تھی۔

حمین آگے بڑھا اور اس لڑکے کے پاس پہنچا۔ جو نم آنکھوں سے اپنے اردگرد ہنسنے والوں کو دیکھ رہا تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

حمین نے مسکرا کر اس لڑکے سے پوچھا جس کی گندمی رنگت اس وقت پیلی ہوتی جا رہی تھی۔ اٹھارہ سالہ وہ لڑکا حمین کو دیکھنے لگا۔ جس کے چہرے پر کہیں بھی مذاق اڑائے جانے کا تاثر نہیں تھا۔

"رومان"

اس لڑکے کا لہجہ کافی حد تک لرز رہا تھا اور حمین شاہ کو یہ چیز کافی غصہ دلا رہی تھی۔

"پورا نام کیا ہے تمہارا؟"

حمین نے اسے گھور کر پوچھا۔

"رومان چوہدری۔"

وہ آنکھیں بند کر کے بولا۔

"پہلا دن ہے یونیورسٹی میں؟"

"جی لیکن کچھ لڑکیوں نے میرا موبائل اور گاڑی کی چابی لے لی اور کہا یہ سب کروں تو ہی دونوں چیزیں واپس ملیں گی۔"

رومان کو شکایت لگاتے دیکھ کر حمین منہ نیچے کر کے مسکرایا تھا جبکہ تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا نائل دونوں کو گھور رہا تھا۔

"کن لڑکیوں نے کیا یہ؟"

"وہ جو سامنے گاڑی کے پاس کھڑی ہیں۔"

رومان نے ہاتھ کے اشارے سے یونیورسٹی پارکنگ کی طرف اشارہ کیا جہاں صبح والی لڑکیاں ارحم ملک کے گروپ کے ساتھ کھڑی قہقے لگا رہی تھی۔ حمین نے مسکرا کر انہیں دیکھا اور یہ مسکراہٹ کسی شکاری کی مسکراہٹ تھی۔

"چل بھائی میرے ساتھ میں بتاتا ہوں تمہیں کیسے واپس لینی چیزیں؟"

حمین اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"عابیہ میری جان تم یہاں اس پھٹیچر کے ساتھ کیا کر رہی ہو؟"

حمین کا اشارہ ارحم ملک کی طرف تھا جس کے بتیس دانت اب اندر ہو گئے تھے۔ جبکہ عابیہ اور ادیبہ دونوں شاک کیفیت میں حمین کو دیکھنے لگی تھیں۔

"ہو کون تم میں تو تمہیں جانتی تک نہیں۔"

عابیہ نے حمین کو گھورا تھا۔

"اوو کم آن میری جان ایسے ری ایکٹ مت کرو ویسے بھی یہی ہے نا وہ جسے تم الو بولتی ہو؟"

حمین کے ایکٹنگ عروج پر تھی جبکہ عابیہ ارحم کا سرخ چہرہ دیکھ کر ڈر رہی تھی۔

"میں تو تمہیں جانتی تک نہیں گھٹیا انسان۔۔اور۔۔"

حمین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ جو گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑی تھی اس افتاد پر گھبراتے ہوئے اس کے قریب آئی تھی باقی سب تماشائیوں کا کردار ادا کر رہے تھے۔

عابیہ نے حمین کے بائیں کندھے پر ہاتھ رکھ کر خود کو چند انچ کے فاصلے پر روکا تھا ورنہ ممکن تھا یہ فاصلہ بھی مٹ جاتا۔

"بے بی اب اتنی بھی یاداشت کمزور نہیں ہے تمہاری۔ویسے بھی ابھی صبح ہی تو ملے تھے روڈ پر یاد آیا؟"

حمین نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے پر پھونک ماری تھی۔ارحم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حمین شاہ کو آگ لگا دیتا جس نے عابیہ کو یوں سب کے سامنے اپنے قریب کیا تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟"

عابیہ کا لہجہ اعتماد کی کمی لئے ہوئے تھا۔

"اسی وقت اس لڑکے سے معافی مانگو اور اس کی گاڑی کی چابی اور موبائل واپس کرو۔"

حمین کے جواب پر عابیہ نے اسے گھورا اور پھر دوسرے ہاتھ سے اس کو چابی اور موبائل واپس کر دیا۔

"ویسے حیرت ہوتی ہے مجھے جن لڑکیوں کے گول گپے کھانے کے لئے کراچی سے لاہور تک منہ کھل جاتے ہیں ان کی بولتی کسی لڑکے کے سامنے کیسے بند ہو جاتی ہے؟"

حمین مسکراتے ہوئے اپنی دائیں آنکھ کا کونا دبا گیا اور اسے چھوڑ دیا۔

"عابیہ شہروز ملک نام ہے میرا تم یاد رکھو گے اس نام کو۔"

عابیہ نے حمین کو پلٹتے دیکھ کر اسے چیلنج کیا۔

"کون عابیہ شہروز ملک،ٹرمپ کی بیٹی یا مودی کی بہن؟"

حمین معصومیت سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولا۔

نائل اور رومان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی اس کے انداز سے جبکہ ارحم ملک خاموشی سے اس کو دیکھ رہا تھا۔

عابیہ نے ایک نظر ارحم کو دیکھا اور وہاں سے واک آئوٹ کر گئی۔

"بہن چلی گئی تمہاری یہاں سے اب نکلو تم بھی شاباش۔"

حمین ارحم کو دیکھ کر بولا تو وہ حمین کو غصے سے دیکھ کر وہاں سے عابیہ کے پیچھے چلا گیا۔ جبکہ ادیبہ بھی اس کے ہمراہ تھی۔

"شکریہ حمین آپ کی وجہ سے مجھے میری گاڑی واپس مل گئی اور موبائل بھی۔"

رومان مسکراتے ہوئے حمین سے بولا جبکہ حمین نے نائل کو دیکھ کر رومان کو دیکھا۔

"ایسے کیسے شکریہ بھئی۔۔۔ تم مجھے اور نائل کو رات کو ڈنر کروا رہے ہو منال میں۔"

حمین کی بات پر رومان مسکرایا تھا جبکہ نائل نے اسے گھورا تھا۔

"حمین یار بچہ ہے جانے دے اسے۔"

نائل نے حمین کے قریب سرگوشی کی۔

جبکہ رومان دونوں کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

"بالکل ضرور مجھے خوشی ہو گی۔"

"ٹھیک ہے جائو اور رات کو آٹھ بجے تک پہنچ جانا وہاں۔"

حمین یہ بول کر وہاں سے نائل کی گاڑی کی طرف چلا گیا تھا جبکہ نائل نے تاسف سے رومان کو دیکھا جس کا آج رات کباڑہ ہونے والا تھا۔

"اللہ ہی بچائے اسے"

نائل بڑبڑاتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔ جہاں حمین فرنٹ سیٹ پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"کب سے جانتی ہو اس حمین شاہ کو؟"

عابیہ پارکنگ میں اپنی گاڑی میں بیٹھنے لگی تھی جب اس کا دایاں ہاتھ ارحم ملک نے پکڑ کر اسے روکا۔ عابیہ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"میں اس انسان کو نہیں جانتی اور مجھے تمہیں وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

عابیہ نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے اسے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مت بتائو لیکن چاچو کو تو سب سچ بتانا پڑے گا تمہیں۔"

ارحم نے مسکراتے ہوئے عابیہ سے کہا جس کا رنگ اب متغیر ہوا تھا۔

"پلیز ارحم ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ عابیہ اسے نہیں جانتی پلیز تم ابو سے کچھ مت کہنا۔"

ادیبہ نے آگے بڑھ کر ارحم سے کہا۔ ادیبہ کو گھورتے ہوئے وہ عابیہ کے پاس آیا۔

"بچپن سے تمہارے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہوا ہے عابیہ ملک تو اس بات کو یاد رکھنا اگر غلطی سے بھی دوبارہ مجھے وہ شخص تمہارے آس پاس نظر آیا تو وہ تو جان سے جائے گا لیکن تمہیں موت سے بدتر سزا دوں گا۔"

ارحم یہ بول کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا جبکہ ادیبہ نے عابیہ کا کو آگے بڑھ کر کندھوں سے تھاما تھا کیونکہ وہ لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے کی طرف بمشکل گرنے سے بچی تھی۔

"آپی میں اسے واقعی نہیں جانتی آپ پلیز ابو کو بتایئے گا۔ میں کیسے ان کے حکم کی خلاف ورزی کر سکتی ہوں؟"

عابیہ نے نم آنکھوں سے ادیبہ کے ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"گڑیا میں جانتی ہوں تم اسے نہیں جانتی اور ارحم کا غصہ وقتی ہے دیکھنا رات کو تمہیں منانے بھی آجائے گا۔"

ادیبہ نے مسکرا کر اس کی نم آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کئے تھے۔ جواب میں بس وہ خاموشی سے اپنی بڑی بہن کا مسکراتا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوا سامنے ہی لائونج میں اسے عشال بیٹھی نظر آئیں۔ وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔

"گڈ آفٹرنون موم۔"

حمین نے مسکرا کر عشال شاہ کے گرد حصار باندھا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے ان کے گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

"ہنی کتنی بار بولا ہے اسلام علیکم بولا کرو۔۔۔ اچھا یہ بتائو یونیورسٹی کا پہلا دن کیسا رہا؟"

عشال شاہ نے اس کی پیشانی سے بال سنوارتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"موم ٹھیک ہی تھا۔ ویسے مجھے سمجھ نہیں آتی پڑھ کر کرنا کیا ہے؟"

وہ پانچ سالہ بچے کی طرح منہ بسورتے ہوئے بولا۔

"وہی کرنا جو تمہارے باپ اور بھائی کر رہے ہیں۔"

اس سے پہلے عشال شاہ کوئی جواب دیتیں سڑھیاں اترتے ہادی نے کف فولڈ کرتے ہوئے حمین کو جواب دیا۔

حمین نے اٹھ کر ہادی کو دیکھا تھا جو سنجیدہ سا چہرہ لئے اسی طرف آرہا تھا۔

"بھائیو۔۔۔ واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔۔ کب آئے آپ؟"

حمین جوش اور خوشی کے ملے جلے تاثرات چہرے پر سجائے ہادی سے بغلگیر ہوا تھا۔

"بس کرو ڈرامے اور یہ بتائو پڑھائی سے کیا مسئلہ ہے تمہیں۔"

ہادی عشال کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ جبکہ حمین منہ بناتے ہوئے عشال کے پاس بیٹھ گیا۔

"بھائیو میں تو ایویں بول رہا تھا۔"

حمین منمناتے ہوئے بولا۔ ہادی نے اسے گھورا اور ٹیبل سے ریموٹ پکڑ کر لائونج میں موجود ایل سی ڈی آن کر لی۔

"ہادی مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے؟"

عشال کی آواز پر وہ گردن موڑ کر انہیں دیکھنے لگا۔

"جی ماما بولیں۔"

"ماما کی کال آئی تھی وہ عشال کو اپنے پاس بلا رہی ہیں۔ بڑے پاپا کی طبیعت بھی خراب رہتی کے اور وہ ضد کر رہے ہیں عشال کو اپنے پاس بلانے کی۔"

"موم بابا سائیں کو بولیں یہاں آجائیں ویسے بھی وہ پاکستان نہیں آتے جب ہی جاتے ہیں ہم ہی جاتے ان سے ملنے۔ ان کا تو ایک ہی پوتا ہو جیسے۔"

حمین کے شکایتی انداز پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"حمین بھائی ہے وہ تمہارا اور کس لہجے میں بات کر رہے ہو؟ ہم سے زیادہ حق ہے ھاد کا بابا سائیں اور اماں سائیں پر۔۔ آئندہ اس طرح سوچا بھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا تمہارے لئے۔"

ہادی نے اسے سخت نظروں سے گھورتے ہوئے وارننگ دی جس کا حمین پر ایک لمحے سے پہلے اثر ہوا تھا۔

"بھائیو میں تو مذاق کر رہا تھا۔"

"مذاق میں بھی بڑوں کی عزت کرنا مت بھولو تم۔"

ہادی کے جواب پر حمین نے عشال شاہ کو دیکھا تھا جو مسکراتے ہوئے حمین کا اترا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"اچھا سوری نا اب ناراض تو نہ ہوں۔"

حمین نے ہادی کو دیکھ کر کہا تو ہادی نے اپنا سر اثبات میں ہلا کر اس اطمینان دلایا تھا۔

"ماما میں ڈیڈ سے بات کرتا ہوں آپ پریشان نہیں ہوں بابا سائیں کا ہر حکم ماننا ہمارا فرض ہے۔"

ہادی نے مسکرا کر عشال کو دیکھ کر کہا۔

"بھائیو میری دفعہ آپ کی مسکراہٹ کو زنگ لگ جاتا ہے کیا؟"

حمین کی زبان پر پھر سے کھجلی ہوئی تھی۔

"ہنی باز آ جائیو۔"

ہادی سے پہلے ہی عشال نے اسے ٹوکا تھا۔

"موم ویسے کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے میں آپ کا سوتیلا بیٹا ہوں۔"

حمین منہ بناتے ہوئے بولا تو ہادی نے اسے گھورا۔

"بی جے۔۔ صرف آپ ہی ہیں جو مجھ سے محبت کرتی ہیں باقی سب تو جیسے فرض پورا کرتے ہیں۔"

حمین کیچن کی طرف جاتی آئرہ کے کندھے پر بازو رکھ کر بولا۔ہادی نے ایک نظر آئرہ کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔

"ہاں بھئی تمہاری بی جے ہی تمہاری سگی ہے۔"

عشال نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے موم میں ایک بات سوچ رہا تھا؟"

حمین کے سنجیدہ انداز پر ہادی بھی اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"بھائیو کے بچے بھائیو کے طرح کھڑوس ہوں گے یا بی جے کی طرح پیارے اور مجھ سے محبت کرنے والے؟"

حمین کی بات پر جہاں آئرہ کا چہرہ ایک پل میں سرخ ہوا تھا وہیں عشال کا قہقہ لائونج میں گونجا تھا۔ہادی اپنی جگہ سے اٹھ کر حمین کی طرف بڑھا تھا جو اب بھاگتے ہوئے لائونج سے باہر جا رہا تھا۔ہادی آئرہ کے قریب رکا اور اسے سر جھکائے لب چباتے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"خوش فہمی پر خوش ہونے والے سے بڑا بیوقوف اس دنیا میں کوئی نہیں ہے آئرہ شاہ۔"

ہادی کی دھیمی مگر تمسخر بھری آواز پر آئرہ نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔اور اس ظالم انسان کو دیکھا تھا جو کبھی بھی اس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"خوش فہمی وہ لوگ پالتے ہیں جن کو امید ہے مقابل سے اور میرا یقین مانیں میجر مجھے آپ سے کسی قسم کی کوئی امید نہیں ہے۔"

آئرہ یہ بول کر کیچن کی طرف چلی گئی تھی جبکہ اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی مقابل کو اس کی جگہ ساکت کر گئی تھی۔

ٹھہر گیا تھا چلتا پانی بھی

اے عشق!

تیرا عکس اتنا گہرا تھا۔

(کرن رفیق)

"جی سر میں تیار ہوں۔ ان شاء اللہ اسی ہفتے کے آخر میں نکل جاؤں گا مشن پر۔"

ہادی اپنے کمرے میں کال پر مصروف تھا۔

"میجر آپ کے جذبات اس مشن کا حصہ نہیں بنیں گے ایسی امید ہے مجھے۔"

دوسری طرف سے کہی گئی بات پر ہادی نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کیا تھا۔

"سر میرے لئے میرا وطن پہلے ہے اور جہاں تک بات ہے جذبات کی تو میرے تمام جذبات بھی میرے وطن کے لئے ہی ہیں۔"

ہادی کے لہجے میں چٹانوں سی سختی تھی۔

"اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔"

یہ بول کر دوسری طرف سے کال ڈراپ کر دی گئی تھی۔

ہادی نے موبائل کو گھور کر دیکھا اور جیسے ہی پلٹ کر سامنے دروازے کی طرف دیکھا آئرہ کو کھڑے پایا۔ اس کی فق رنگت بتا رہی تھی کہ وہ کچھ نہ کچھ ضرور سن چکی ہے ہادی کو غصہ تو بہت آیا تھا خود پر کیونکہ وہ دروازہ لاک کرنا بھول گیا تھا۔

"یہ مصیبت اب کہاں سے نازل ہو گئی؟"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے اس کے قریب پہنچا اور چند قدم کے فاصلے پر رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کتنی دفعہ سمجھاؤں ایک بات جو تمہاری سمجھ میں آجائے۔ کیا لینے آئی ہو یہاں؟"

ہادی کی آواز پر اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا جس کے چہرے پر اس وقت صرف خالی پن تھا۔

"پاپا آپ کو بلا رہے ہیں۔"

آئرہ یہ بول کر وہاں سے جانے لگی تھی جب ہادی نے اس کا بایاں بازو پکڑ کر اسے روکا۔

"یہاں اگر کچھ سنا بھی ہے تو اسے یہیں دفن کر دو ورنہ دوسری صورت میں انجام کے لئے تیار رہنا۔"

ہادی نے جھک کر اس کے بائیں کان میں سرگوشی کی تھی آئرہ کے سارے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔ وہ مزاحمت کرنا چاہتی تھی لیکن اس کی تمام ہمت ہی شاید ہادی کے لہجے نے ختم کر دی تھی۔ ہادی بغور اس کے چہرے کے ایک رخ کو دیکھنے لگا جہاں اس وقت سرخی پھیل رہی تھی آنکھوں سے آنسو اس کے رخساروں کو مزید حسن بخش رہے تھے۔ وہ ان موتیوں کو اپنی انگلی کی پوروں پر چننا چاہتا تھا لیکن آئرہ کی آواز نے ایسا کرنے سے روک دیا۔

"میرا بازو چھوڑ دیں میجر مجھے درد ہو رہا ہے۔"

آئرہ کی آواز پر وہ جو اس کے سحر میں جکڑا جا رہا تھا فوراً اسے پہلے حواس میں لوٹا تھا۔ اور اس سے دور ہوا تھا۔

"جاؤ یہاں سے۔"

ہادی اس کی طرف پشت کر کے بولا تھا۔ آئرہ نے بنا اس کی طرف دیکھے کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر چلی گئی۔

"حد ہے یار اتنا بے بس بھی کوئی ہو سکتا ہے کیا؟"

خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سنوارتے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ اب اس کا رخ حازم کے کمرے کی طرف تھا۔ دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا وہاں شمائل اور آئرہ کو دیکھ کر وہ سنجیدگی سے حازم شاہ کو دیکھنے لگا۔

"ڈیڈ آپ نے بلایا؟"

"ہاں ہادی بیٹھو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

حازم نے اسے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔ جہاں اس وقت شمائل بیٹھی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے شمائل کے پاس بیٹھ گیا۔

"آئرہ اپنی تعلیم مکمل کر چکی ہے اور ہاسپٹل جوائن کرنا چاہتی ہے۔ مجھے اور تمہاری ماما کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ باقی چونکہ تمہاری وہ منکوحہ ہے تو تمہاری رائے بھی ضروری ہے۔"

حازم شاہ نے اپنی بات ختم کر کے ہادی کو دیکھا جو آئرہ کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔

"پاپا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اچھا فیصلہ ہے آپ سب کا۔"

ہادی نے مسکرا کر حازم کو جواب دیا لیکن آئرہ کو گھورنا نہیں بھولا تھا وہ۔

"میں جانتا تھا میرا بیٹا میری بات سے اختلاف نہیں کرے گا۔ ہاں ایک بات اور شمائل کی ٹکٹ کنفرم کروا دو پرسوں کی۔ پاپا یاد کر رہے ہیں بہت اپنی لاڈلی کو۔"

حازم نے محبت سے عشال کو دیکھ کر کہا۔

"بھائی مجھے آپ سب کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا۔"

شمائل نے لاڈ بھرے لہجے میں ہادی کے گرد دونوں بازئوں سے حصار بناتے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھ کر کہا۔

"بھائی کی جان بابا سائیں اور دادی نے اتنے پیار سے ہم سے کچھ مانگا ہے انہیں انکار تو نہیں کر سکتے نا؟"

ہادی نے مسکراتے ہوئے شمائل کی پیشانی پر بوسہ دے کر اسے سمجھایا آئرہ نے حسرت سے اس کے گالوں پر پڑنے والے ڈمپلز دیکھے تھے۔ جو بولتے ہوئے تو واضح ہوتے ہی تھے لیکن مسکرانے پر وہ مقابل کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے ہادی نے جیسے ہی سامنے دیکھا آئرہ نے گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"یا اللہ اس ہٹلر کو بھی ابھی دیکھنا تھا۔"

آئرہ نے دل میں سوچا اور عشال کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"بھائی میں آپ سب کو مس کروں گی۔"

"ہم سب کو یا اپنے ہنی کو۔"

ہادی نے مسکرا کر شمائل سے پوچھا۔ سب جانتے تھے اس کا گھر میں سب سے زیادہ پیار حمین سے ہے اور لڑائی بھی اسی سے ہے۔

"ہاں تو بھائی ہے میرا مس تو کروں گی نا؟"

شمائل نے مسکرا کر جواب دیا۔

"حمین سے یاد آیا ہادی نظر رکھو اس پر آج بھی بغیر بتائے نکل گیا ہے۔ پتہ نہیں کہاں آوارہ گردی کر رہا ہو گا اس وقت۔"

حازم شاہ گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے ہادی سے بولے تھے۔

"پاپا اس کے کسی دوست نے اسے پارٹی دینی تھی وہیں گیا ہے۔ مجھے بتا کر گیا ہے۔"

آئرہ جلدی سے بولی تو عشال نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"مجال ہے جو اس گھر میں اس کے سپورٹر کم ہو جائیں۔"

حازم شاہ کی بات پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی سوائے ہادی کے جس کی نظریں آئرہ پر تھیں۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ اٹھا اور حازم شاہ سے اجازت لیتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ آئرہ کو اس کی خاموشی کسی طوفان کا اندیشہ دلا رہی تھی لیکن وہ اپنے تمام تر جذبات کی نفی کر گئی تھی۔

پر شاید اس بار اس کی خاموشی واقعی آئرہ شاہ پر طوفان بن کر گزرنے والی تھی۔ یا یہ فقط اس کا گمان ثابت ہونے والا تھا۔ قسمت دور کھڑی اس کو سوچوں میں الجھتے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

آسمان پر بڑھتی چاند کی روشنی وہاں موجود پہاڑوں کو خیرہ کن چمک بخش رہی تھی۔ سبزہ اس وقت اندھیرے میں ہلکی سی چمک سے ماحول کو پر سوز بنا رہا تھا۔ وہ اس وقت منال ہوٹل میں موجود تھے۔ جہاں اس وقت بہت سے لوگوں کے موجودگی میں بھی گہما گہمی نہیں بلکہ خاموشی تھی۔ بلیو جینز پر براؤن ٹی شرٹ پہنے۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ مسکراتے ہوئے وہاں موجود بہت سی لڑکیوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔

"بس کر کتنا مسکرائے گا؟"

نائل اسے گھور کر بولا جو آج بے وجہ ہی مسکرا رہا تھا۔

"تو جل رہا ہے نا کہ لڑکیاں تیری بجائے مجھ جیسے ہینڈسم کو گھور رہی ہیں؟"

حمین نے حساب برابر کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔

"انہی لڑکیوں کو اگر معلوم ہو جائے اتنے ڈیشنگ اور ہینڈسم کے بٹوے میں ایک روپیہ بھی نہیں تو کیا ہی سین ہو؟"

"نائل آفندی تم یقینا بھرے ہوٹل میں مجھ سے پٹنا نہیں چاہتے؟"

حمین کی بات پر نائل کا مدھم سا قہقہہ گونجا تھا۔

"ہاں مار لینا بعد میں حساب ہادی بھائی کو دینا پھر۔"

"تم بچ جائو آج مجھ سے کمینے انسان۔ یہ بتائو یہ رومان ہمیں دھوکہ تو نہیں دے گیا۔"

حمین نے گھڑی پر وقت دیکھا جو اس وقت ساڑھے آٹھ کا منظر پیش کر رہی تھی اور پھر نائل سے کہا جو مسکرا رہا تھا۔

"تیری سیفٹی کے لئے میں اس سے موبائل نمبر لے چکا تھا کال کی تھی میں نے اسے بول رہا تھا ٹریفک میں ہے پہنچ جاتا ہے۔۔لو آ گیا۔"

نائل سڑھیاں اترتے رومان کو دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"سوری گائز وہ ٹریفک میں پھنس گیا تھا خیر تم لوگ آرڈر کرو جلدی سے۔"

رومان ان کے قریب کرسی پر براجمان ہوتے ہوئے خوش اخلاقی سے بولا۔

"ویٹر۔"

حمین کی آواز پر ایک لڑکا ان کی طرف آیا جو بلیک اور وائیٹ یونیفارم میں یقینا ہوٹل کی نمائندگی کر رہا تھا۔

"جی سر۔"

"یہاں اس وقت جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں ان سے آرڈر لیں کیونکہ بل ہمارے رومان چوہدری ادا کریں گے۔"

حمین کی بات پر جہاں رومان نے شاکڈ کی کیفیت میں اسے دیکھا وہیں نائل نے مسکراتے ہوئے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

ویٹر نے حیرانگی سے حمین کو دیکھا تھا کیونکہ وہاں تقریبا اس حصے میں چالیس سے پچاس لوگ موجود تھے۔

"حمین سر میں تو آپ دونوں کو ڈنر کروانے والا تھا نہ؟"

رومان کی صدمے بھری آواز پر حمین نے اسے دیکھا۔

"جہاں بولنا ہوتا ہے وہاں تم چپ کر جاتے ہو اور جہاں نہیں بولنا ہوتا وہاں تمہاری زبان لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ رہی ہے۔"

حمین نے اسے گھورا تھا رومان شرمندہ سا سر جھکا گیا تھا۔

نائل نے دونوں کو دیکھ کر ویٹر کو آرڈر دیا تو ویٹر چلا گیا۔

"سوری۔"

رومان کی منمناتی آواز پر حمین نے اسے گھورا۔

"نائل اس ڈھکن کی تھوڑی سے ٹیونگ کرنی پڑے گی بس۔"

حمین نائل کو دیکھ کر بولا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ پارکنگ کی طرف آ رہے تھے جب سامنے ہی اس کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جو ہاف سلیوز شرٹ کے نیچے جینز پہنے، شولڈر کٹ بالوں کو ادھر ادھر کئے وہ وہاں موجود حمین سمیت سب کی توجہ خود پر کھینچ رہی تھی۔ حمین نے بے ساختہ نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

"حمین اگر تو نے اس لڑکی کو پٹا لیا پانچ منٹ میں تو جو تو بولے گا وہ میں کروں گا اور اگر نہیں تو اگلے دو دن تک لنچ تو کروائے گا۔"

نائل نے رومان کی طرف دیکھ کر حمین سے کہا۔

"حمین شاہ کو چیلنج کر رہے ہو؟"

حمین نے نائل کو دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں بالکل۔"

نائل کے برجستہ جواب پر وہ مسکرایا۔

"دیکھنا پانچ منٹ میں بریک اپ بھی کر کے آئوں گا۔"

حمین مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا جبکہ نائل اور رومان دور کھڑے اب اس کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔

"فاریہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

حمین کی حیرانگی پر وہ لڑکی پلٹی تھی۔

"ایکسکیوزمی میرا نام سارہ ہے۔"

"اوہ سوری سارہ کیسی ہو؟"

حمین نے مسکرا کر پوچھا۔

"مسٹر آپ ہیں کون؟"

سارہ نے حمین کو ناسمجھی سے دیکھ کر پوچھا۔

"میں انکل عظیم کے دوست کا بیٹا ہوں۔"

حمین کے جواب پر اس لڑکی نے اسے گھورا۔

"کون انکل عظیم؟"

"تمہارے ڈیڈ۔"

"میرے ڈیڈ کا نام تو شفقت جتوئی ہے۔"

"ہاں تو ان کی ہی بات کر رہا تھا۔"

حمین کی معصومیت پر وہ لڑکی اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

"انتہائی چیپ طریقہ ہے ویسے کسی لڑکی سے بات کرنے کا۔"

"ہے نا مجھے بھی یہی لگتا ہے لیکن وہ جو میرے دوست کھڑے ہیں نا میرے پیچھے ان کا ماننا ہے لڑکیوں کو ایسے ہی ڈیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں نے انہیں کافی سمجھایا لیکن وہ مانے ہی نہیں۔ اور مجھے بلیک میل کر کے یہاں آپ سے بات کرنے کے لئے بھیج دیا اور۔۔۔"

حمین کی چلتی زبان کو بریک تب لگا جب وہ لڑکی اسے گھورتے ہوئے نائل اور رومان کی طرف بڑھی تھی۔

اس سے پہلے نائل اور رومان کچھ سمجھتے وہ لڑکی دونوں کو ایک ایک تھپڑ رسید کر چکی تھی۔ حمین نے قہقہے کا گلا گھونٹے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ جبکہ نائل اور رومان تو شاک میں چلے گئے تھے۔

"انتہائی چیپ ہو تم لوگ اپنے معصوم دوست کو بلیک میل کرتے ہوئے ذرا شرم نہیں آتی تم لوگوں کو۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہیں منہ اٹھا کر چیپ لوگ۔"

سارہ انہیں سنا کر ہوٹل کے اندرونی حصے کی طرف چلی گئی تھی جبکہ حمین نے اپنے قہقہے کو آزاد کر دیا تھا۔

"مجھے کیوں تھپڑ مروایا میں نے کیا کیا تھا؟"

رومان حمین کے پاس پہنچ کر اسے گھور کر بولا۔ جبکہ نائل تو حمین کو ابھی بھی گھور رہا تھا۔

"اس لئے کیونکہ تم دونوں نے حمین شاہ کی صلاحیتوں پر شک کیا اور ایک لڑکی کو پٹانے کا کہا۔ حالانکہ یہ نائل جانتا ہے لڑکیاں خود حمین شاہ کے پاس آتی ہیں وہ لڑکیوں کے پاس نہیں جاتا۔"

حمین نے آخری بات پر اپنے فرضی کالر جھاڑے تھے۔ جبکہ نائل اب حرکت میں آتے ہی اس کو پکڑ کر مارنے لگا تھا۔ رومان بیچارا دونوں کو لڑتے دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو نائل لگ جائے گی حمین کو چھوڑ دو اسے۔"

رومان کو ثالث کا کردار ادا کرتے دیکھ کر دونوں نے قہقہ لگایا تھا جبکہ رومان ہونقوں کی طرح منہ کھولے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ان دونوں کو واقعی سمجھنے سے فلحال قاصر تھا۔

اپنے کمرے کے دروازے کو لاک کر کے جیسے ہی وہ پلٹی سامنے بیڈ پر ہادی کو بیٹھے دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رکی تھی۔

ہادی نے اسے سر تا پیر اپنی ملکیت سمجھ کر گھورا تھا۔ آئرہ کے قدموں کو جیسے زنجیروں سے قید کر دیا گیا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

آئرہ کے حواس بحال ہوئے تو ہادی کی طرف دیکھ کر اپنا اعتماد بحال کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

"کیونکہ اپنی بیوی کے پاس آنے کے لئے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت ہے؟"

ہادی کے جواب پر آئرہ نے سنجیدہ نظروں سے اس کے بے تاثر چہرے کو دیکھا تھا۔

"کوریکشن کرلیں اپنی میجر بیوی نہیں منکوحہ اور بھی زبردستی کی۔"

وہ حاطب حمدان شاہ کی بیٹی تھی ہار ماننا اس نے سیکھا کب تھا۔

"ہادی اٹھ کر اس کے مقابل آیا اور اس کے چہرے کو دیکھ کر بولا۔

"زبردستی ہی سہی منکوحہ بن تو گئی ہو۔ خیر مجھے اپنا وقت فضول گوئی میں ضائع نہیں کرنا۔ تم کسی ہاسپٹل میں کوئی جاب نہیں کر رہی سمجھی تم۔"

ہادی کے حاکمانہ انداز پر آئرہ کا خون کھول اٹھا تھا۔

"اگر آپ کو اعتراض ہے تو پاپا سے بات کریں کیونکہ وہ مجھے اجازت دے چکے ہیں اور مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس کی بات ہادی کو طیش میں مبتلا کر گئی تھی وہ آگے بڑھا اور آئرہ کو شانوں سے تھام کر اپنے قریب کر گیا۔ اتنے قریب کے آئرہ کی دھڑکنوں کو شور ہادی کے کانوں میں واضح سنائی دے رہا تھا۔ اس کی فطری لرزش پر وہ حیران ہو رہا تھا۔ حیا کا بوجھ پلکوں پر آن ٹھہرا تھا۔ وہ پہلی بار اسے اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا اور اس کا دل اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ یہ لڑکی جلد ہی اس کی دل کی دنیا کو تہہ و بالا کر دے گی۔ شانوں پر بڑھتا دبائو آئرہ کی تکلیف میں اضافہ کر رہا تھا۔ خود پر پڑتی ہادی کی سانسیں اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہی تھی۔ وہ سانس روکے بنا مزاحمت کے اس کی قربت پر خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایک سحر سا جکڑ رہا تھا دونوں کو۔ جلد ہی اس سحر کو آئرہ کی آواز نے توڑا تھا۔

"یو آر ہرٹنگ می میجر۔"

آئرہ کی آواز پر وہ حواس میں لوٹا تھا لیکن گرفت پہلے سے بھی سخت کر چکا تھا۔

"تم کوئی جاب نہیں کر رہی ورنہ دوسری صورت میں جو میں کروں گا وہ تم زندگی بھر یاد رکھو گی۔"

ہادی اسے وارن کر کے چھوڑ چکا تھا۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے دروازے کے سہارے خود کو کھڑا کر چکی تھی۔

"جاب تو میں ہر صورت کروں گی دیکھتی ہوں مجھے کون روکتا ہے۔"

آئرہ بھی ہادی کو دیکھ کر اعتماد سے بولی۔

"مجھے لگتا ہے کہ اب رخصتی کروا لینی چاہیے مسز کیونکہ تمہارے پر پرزے کچھ زیادہ ہی نکل آئے ہیں۔"

ہادی کی بات پر آئرہ لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔

"میں کسی صورت رخصتی نہیں ہونے دوں گی سن لیں آپ۔"

"مسز یہ جو تم حربے استعمال کر رہی ہو نا میں جانتا ہوں رخصتی کے لئے ہی ہیں۔ چلو واپس آکر یہی فریضہ انجام دوں گا۔"

ہادی تمسخر سے آئرہ کو دیکھ کر بولا اور دروازے سے اسکے وجود کو ہٹاتے ہوئے تقریباً دھکا دے کر بیڈ کی طرف کیا تھا اور خود کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

"آئی ہیٹ یو میجر۔۔۔ آئی رئیلی ہیٹ یو۔"

آئرہ اپنی اس قدر توہین پر چیختے ہوئے رو دی تھی۔ یہ آنسو تو اسکی قسمت کا اب حصہ بن چکے تھے اور انہیں حصہ بنانے والا ہی اس کے دل کا مکین تھا جسے وہ چاہ کر بھی خود سے الگ نہیں کر سکتی تھی۔

لرز اٹھا تھا اس کا جسم سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ بھاگنا چاہتا تھا لیکن مجبور تھا ان زنجیروں کے آگے جو اسے ایک کرسی کے ساتھ باندھے ہوئے تھیں۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ کمرہ ہے یا کونسی جگہ کیونکہ اسے بس روشنی تب نظر آتی تھی جب سامنے بیٹھا شخص اس کو ٹارچر کرنے آتا تھا۔ پھر اندھیرا ہوتا تھا اور فقط اس کی چیخیں۔ مگر مقابل اپنا سارا غصہ نکال کر ہی جاتا تھا۔

"ہاؤ آر یو ڈیوڈ؟"

مقابل کی سرد آواز اس کی بوڑھی ہڈیوں میں ارتعاش پیدا کر گئی تھی۔ پچھلے ایک مہینے سے وہ اس شخص کے ظلم کا نشانہ بن رہا تھا اور وجہ وہ جاننے سے قاصر تھا۔ ڈیوڈ نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھایا اور اسے دیکھا جس کے چہرے پر اس وقت کوئی تاثر نہیں تھا۔

"پلیز لیو می۔"

ڈیوڈ نے روتے ہوئے اس سے التجا کی تھی جبکہ مقابل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ پراسرار مسکراہٹ جیسے کوئی شکاری اپنے شکار کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"دیئر از نو پلیس فار مرسی ان دا ورلڈ آف ایچ ایس۔"

(ایچ ایس کی دنیا میں رحم کی کوئی جگہ نہیں ہے۔)

یہ الفاظ مقابل کو کانپنے پر مجبور کر گئے تھے۔ ڈیوڈ اس کی آنکھوں میں اترتی وحشت کی سرخی کو خوف سے دیکھ رہا تھا۔

"وائے آر یو ٹارچنگ می؟"

۔(تم مجھے تکلیف کیوں دے رہے ہو۔)

ڈیوڈ نے اپنا ہر روز والا سوال دہرایا تھا۔

"بی کاز یو آر مائے کلرپٹ۔"

۔(کیونکہ تم میرے مجرم ہو۔)

مقابل کی سرد آواز کے ساتھ اب کچھ وائرز کو ہاتھ میں پکڑے اس نے ڈیوڈ کو شاک دینے شروع کئے تھے۔ اس کی چیخیں جیسے اسے سکون دے رہی تھیں۔

"قاتل ہو تم اور تمہارے دوست میرے باپ کے سب بھگتو گے اپنا انجام سب بھگتو گے۔"

مقابل اس کے بے ہوش وجود کو دیکھ کر چیخا تھا۔ وہ اپنی زبان میں بولا تھا تاکہ ڈیوڈ کو کچھ سمجھ نہ آئے اور وہ اذیت میں ہی رہے۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر وہ کمرے سے نکلا تھا اور اس کے نکلتے ہی کمرے میں اندھیرا چھا گیا تھا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے نکلا سامنے ہی اس کا خاص آدمی کھڑا تھا۔

"وہ مرنا بالکل نہیں چاہیے علی ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا یہی پتہ بتائے گا ہمیں اس گھٹیا شخص کا جس کی وجہ سے میں نے اپنے باپ کو کھویا ہے۔"

اس کی سرخی اب آہستہ آہستہ آنسوئوں میں ڈھل رہی تھی۔ وہ دنیا کی نظر میں مضبوط رہنا چاہتا تھا۔

"اوکے سر۔"

علی یہ بول کر کمرے کے اندر چلا گیا جبکہ وہ اس پچیس منزلہ عمارت سے نکل کر اب اپنی گاڑی میں آ گیا تھا۔ جہاں سٹئیرنگ پر سر ٹکائے وہ اپنے آنسو ضبط کرتے کرتے ہار گیا تھا۔

"مس یو ڈیڈ۔۔ میرا وعدہ ہے آپ سے ولیم اور اس کے تمام دوستوں کو ان کے انجام تک پہنچائوں گا اور وہ موت دوں گا جس سے دنیا ڈرے گی۔ ھادہیر بلاج شاہ دنیا جانے گی اس نام کو ڈیڈ آئی پرامس۔"

وہ روتے ہوئے دوبارہ سے اپنے خول میں بند ہو گیا تھا۔ آنکھیں ایک لمحے سے پہلے خشک ہوئی تھیں۔ دل کی جگہ پتھر رکھ کر اب وہ ائیرپورٹ کی طرف روانہ ہوا تھا جہاں اس کے بابا سائیں کے حکم کے مطابق اس کی کزن شائل آنے والی تھی۔ وقت کیسے مرہم رکھنے والا تھا اس کے زخموں پر یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن قسمت شاید اپنا کھیل شروع کرنے والی تھی۔

"ماما میری شرٹ پریس ہونے والی ہے اور مجھے ڈیوٹی پر واپس جانا ہے۔"

ہادی اپنے یونیفارم کی شرٹ ہاتھ میں پکڑے لائونج میں آیا تھا جہاں آئرہ نیچے قالین پر بیٹھی صوفے سے ٹیک لگائے کوئی نیوز چینل دیکھ رہی تھی جبکہ عشال مسکراتے ہوئے اس کے بال سہلا رہی تھیں۔ ہادی خاکی پینٹ پر سفید بنیان پہنے لائونج میں عشال کے پاس آیا تھا۔ آئرہ نے سرسری سا دیکھا تھا ہادی کو پھر رخ موڑ کر ایل ای ڈی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"مجھے دھیان نہیں رہا تھا ہادی ورنہ میں کر دیتی پریس۔ آج تو میری کمر میں بھی درد ہو رہی ہے ورنہ میں کر دیتی۔ عاروایسے کرو تم جاؤ اور جا کر اس شرٹ کو پریس کر دو۔"

عشال نے آئرہ سے کہا تو ہادی نے سختی سے اپنے لبوں کو پیوست کر کے خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھا تھا۔ جبکہ آئرہ نے گہری سانس فضا میں خارج کر کے عشال شاہ کو دیکھا تھا۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے وہ ہادی کے پاس آئی اور شرٹ لے کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"ماما مجھے لگتا ہے کہ آپ کی بہو میں کچھ ذیادہ ہی نخرہ ہے۔"

ہادی منہ بسورتے ہوئے عشال کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

"میری بیٹی ہے وہ خبر دار اسے بہو کہا تو۔ اتنی پیاری ہے بس حالات نے اس کی برداشت سے ذیادہ اسے آزما لیا ہے۔"

عشال کی آنکھیں لمحے میں نم ہوئی تھیں۔ ہادی جلدی سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔

"خبر دار ماما ایک آنسو بھی نکالا آپ نے تو۔۔ آپ کی مجازی خدا کو معلوم ہو گیا تو انہوں نے یہ نہیں دیکھنا قصور کس کا تھا بس ہو جانا شروع کی کس کی ہمت ہوئی میری جان کو رولانے کی۔"

ہادی نے نرمی سے مسکراتے ہوئے شرارت سے کہا تو عشال نے ایک ہلکا سا تھپڑ اس کے دائیں گال پر رسید کیا۔

"ڈیڈ ہیں وہ تمہارے شرم کیا کرو۔"

"ویسے ماما ڈیڈ آپ سے کچھ ذیادہ ہی محبت کرتے ہیں مجال ہے جو انہیں اپنی اولاد نظر آجائے آپ کے سامنے۔"

ہادی عشال کا دھیان بٹانا چاہ رہا تھا جس میں وہ کامیاب بھی ٹھہرا تھا۔

"تم جانتے ہو ہادی تمہارے ڈیڈ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں لیکن مجھ سے ذیادہ محبت وہ بھائی سے کرتے ہیں۔"

عشال نم آنکھوں سے مسکرائی تھیں۔

"لیکن آپ جانتی میں کس سے محبت کرتا ہوں اس دنیا میں؟"

ہادی کی بات پر عشال نے اسے دیکھا جبکہ لائونج میں داخل ہوتی آئرہ کے قدم وہیں ساکت ہو گئے تھے اور تمام حسیات ایک دم سے بیدار ہو گئی تھیں۔

"میں جانتی ہوں تم سب سے زیادہ محبت آئرہ سے کرتے ہو۔"

عشال نے مسکرا کر شرارت سے کہا تھا۔ آئرہ کے نام پر وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"میں اس دنیا میں صرف اپنے وطن سے محبت کرتا ہوں باقی لوگوں کی حثیت ثانوی ہے۔"

ہادی کے جواب پر جہاں آئرہ کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ آئی تھی وہیں عشال نے رخ موڑ کر آئرہ کو دیکھا تھا۔

"آپ کی شرٹ۔"

آئرہ نے آہستہ سے چلتے ہوئے ہادی کے قریب کھڑے ہو کر کہا۔ ہادی نے بنا اسکی طرف دیکھے شرٹ کو پکڑا اور عشال کو دیکھ کر مسکرایا۔

"ماما ایک کپ بلیک کافی ود آئوٹ شوگر میرے کمرے میں پہنچا دیں۔"

ہادی یہ بول کر وہاں سے جا چکا تھا جبکہ عشال نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"یہ بالکل اپنے باپ پر گیا ہے۔ کوئی عادت ایسی نہیں جو ان سے نہ چرائی ہو اس نے۔"

عشال کی بات پر آئرہ نا چاہتے ہوئے بھی مسکرائی تھی۔

"ماما مجھے کل سے ہاسپٹل جوائن کرنا ہے میں ذرا اپنے کچھ ڈاکومنٹ دیکھ لوں۔"

آئرہ یہ بول کر وہاں سے جانے لگی جب عشال کی بات پر وہ سرعت سے پلٹ کر رکی تھی۔

"ہادی جانے سے پہلے تم سے ملنا چاہتا ہے آئرہ اسی لئے کافی کا بول کر گیا ورنہ تم جانتی ہو علاوہ رات کے کھانے کے بعد وہ کافی نہیں پیتا۔"

عشال شاہ کی شرارت بھری آواز پر وہ انہیں مصنوعی خفگی سے دیکھنے لگی۔

"تم جانتی ہو وہ کسی ملازمہ کو اپنے کام نہیں کرنے دیتا تو اب جائو اور جا کر اس کے کیئے کافی بنائو۔"

"ماما ویسے یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

آئرہ منہ بسورتے ہوئے کیچن کی طرف چلی گئی تھی۔ جبکہ عشال شاہ نے قہقہ لگایا تھا اس کو یوں جاتے دیکھ کر۔

خوشیوں سے تعلق ٹوٹا تھا تو کیا ہوا؟ امید نے تو دامن چھوڑنے نہیں دیا تھا۔

"وہیں رک جائو تم۔"

حمین جیسے ہی کلاس میں داخل ہونے لگا سر عقیل نے اسے دروازے پر ہی روک لیا۔ حمین نے حیرانگی سے سر کو دیکھا تھا جبکہ رومان اور نائل دونوں اندر بیٹھے مسکرا رہے تھے۔

"کیا ہوا سر سب ٹھیک ہے؟"

حمین نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے پوچھا۔

"حمین شاہ آپ کے دوست کلاس شروع ہونے سے تقریبا پہلے ہی آ گئے تھے اور آپ اب آ رہے ہیں؟"

سر عقیل نے تاسف سے حمین کو دیکھ کر کہا تھا۔

"سر بندر تو وقت پر ہی پہنچ جاتے ہیں ہاں شیر تھوڑا لیٹ آتا ہے۔"

حمین نے اپنے فرضی کالر جھاڑے تھے۔

"تو ٹھیک ہے یہ شیر اب کلاس سے باہر ہی حکمرانی کرے۔"

سر عقیل نے دانت پیسے تھے اس کی ڈھٹائی پر۔ حمین نے مسکرا کر سر کو دیکھا تھا۔

"سر سوچ لیں جنگل میں تباہی آ گئی تو مجھے مت کہیے گا۔"

حمین کی بات پر جہاں ساری کلاس میں قہقہوں کی آوازیں گونجی تھیں وہیں حمین نے چہرے پر شرافت سجائے رکھی تھی۔ سر عقیل نے تاسف سے حمین کو دیکھا تھا۔

"تم دنیا کی سب سے زیادہ ڈھیٹ اور نالائق انسان ہو۔ اندر آئو۔"

سر عقیل کی بات پر حمین نے مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا تھا۔

"ویسے سر آپ آج کافی ہینڈسم لگ رہے ہیں اور جہاں تک مجھے یاد ہے آج میم ماریہ کی سالگرہ کی دعوت ہے سٹاف روم میں۔ ایسا ہی ہے نا؟"

حمین ان کے قریب سے گزرتے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں بولا تو سر عقیل نے ڈسٹر اس کی طرف پھینکا۔ حمین نے بروقت نیچے ہو کر خود کو بچایا تھا۔ اور بتیس دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے وہ رومان اور نائل کے ساتھ دو سیٹوں پر بمشکل بیٹھا تھا۔

"سر کلاس شروع کرنے سے پہلے پچھلا تو سن لیں۔"

سر عقیل کتاب کھول کر بورڈ کی طرف متوجہ ہوئے تھے جب حمین کی سنجیدہ آواز پر وہ مسکراتے ہوئے پلٹے تھے۔

"تو شروعات پھر آپ سے ہی کرتے ہیں کیا خیال ہے آپ کا؟"

سر عقیل کی بات پر رومان اور نائل دونوں نے منہ نیچے کر کے اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا۔

"سر مذاق تھا آپ تو سریس ہی ہو گئے۔"

حمین نے ازلی انداز میں جواب دیا تھا۔

"حمین شاہ آپ مجھے یہ بتائیں گے کہ سرمائے میں کون کون سی چیزیں آتی ہیں؟"

سر عقیل نے حمین سے کہا تو ساری کلاس نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا جو آخری سیٹ پر بڑی شان بے نیازی سے بیٹھا تھا۔

"سرمائے میں تو سب کچھ آجاتا ہے۔"

حمین کھڑے ہو کر معصومیت سے بولا۔

"وضاحت کرنا پسند کریں گے آپ؟"

سر عقیل دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر بولے تھے۔

"سر کاکروچ وہ دیکھیں آپ کے پیچھے۔"

حمین نے ڈرتے ہوئے جس انداز سے کہا تھا کلاس میں تقریباً سب لڑکیوں کی چیخیں سر عقیل تک پہنچ چکی تھیں اور وہ خود بھی حواس باختہ ہو گئے تھے۔ جبکہ رومان اور نائل اس کو گھور رہے تھے جو اب مزے سے مسکرا کر اپنی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔ سر عقیل اسے گھورتے ہوئے کلاس سے باہر گئے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ واپس آئے تھے اور ان کے ساتھ موجود ہستی کو دیکھ کر حمین ایک لمحے سے پہلے کھڑا ہوا تھا اور اس کا رنگ خود بخود متغیر ہو چکا تھا۔

"کیا مصیبت ہے یہ اچھی خاصی جا رہی تھی کمرے میں لیکن انتہائی کوئی کھڑوس انسان ہیں یہ میجر۔ فارغ تو مجھے دیکھ ہی نہیں سکتے نہ؟"

آئرہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے دائیں ہاتھ میں کافی کا مگ لئے سڑھیاں چڑھتے ہوئے ہادی کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔ کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے دستک دی تھی۔

"کمنگ۔"

آئرہ آہستہ سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی تو اس کی نظر ہادی پر پڑی جو آئینے کے سامنے کھڑے اپنے بالوں کو کنگھی کر رہا تھا۔

آئرہ نے کافی جا کر اس کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی اور خود پلٹ کر کمرے سے آنے لگی تھی جب اس کی بائیں کلائی مقابل کی مضبوط گرفت میں آگئی تھی۔

"ایسے کون سرو کرتا ہے؟ طریقہ سیکھ لو شوہر کی خدمت کرنے کا۔"

ہادی کی طنزیہ آواز پر وہ پلٹی تھی۔

"میں کرتی ہوں ایسے سرو اور مجھے کوئی شوق نہیں کسی کی خدمت کرنے کا۔"

آئرہ نے اعتماد سے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"شوق نہیں ہے مسز شاہ تو شوق پال لیں کیونکہ مجھے ایسی نکمی لڑکیاں پسند نہیں ہیں۔"

ہادی نے اس کلائی کو چھوڑ کر اب اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ چہرہ بے تاثر تھا جبکہ آئرہ اسے گھور رہی تھی۔

"مجھے آپ کی پسند نہ ہی معلوم ہے اور نہ ہی میں جاننا چاہتی ہوں۔ اس لئے اب ہاتھ چھوڑیں میرا۔"

آئرہ کی بات پر ایک ہلکا سا تبسم اس کے لبوں پر آیا تھا جسے وہ ہوا کے جھونکے کی طرح مقابل سے چھپا گیا تھا۔

"سوچ لو زندگی بھر کے لئے چھوڑ دوں گا۔"

ہادی کی بات پر آئرہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"آپ مجھے میری غلطی نہیں نا سمجھی کی اتنی بڑی سزا دیں گے؟"

نا چاہتے ہوئے بھی شکوہ لبوں سے آزاد ہوا تھا۔ آنکھوں میں نمی چمکی تو مقابل کو اپنا دل اس نمی میں ڈوبتا محسوس ہوا۔

"تم نے واقعی غلطی نہیں میری نظر میں گناہ کیا ہے جس کی معافی میں چاہ کر بھی تمہیں نہیں دے سکتا۔"

ہادی نے مسکرا کر سرد لہجے میں کہا اور اس کا گال تھپتھپا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مطلب صاف تھا کہ اب وہ جا سکتی ہے۔

"میں جانتی ہوں آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔"

آئرہ کا دل اسے جھکا رہا تھا جبکہ دماغ تو اس کے لفظوں کے آگے مفلوج ہو چکا تھا۔

"بڑی ماما کا خیال رکھنا ہے تمہیں اور مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے اس معاملے میں ورنہ دوسری صورت میں تمہاری سوچ سے زیادہ برا کروں گا تمہارے ساتھ۔"

ہادی کے لفظوں سے زیادہ اس کے لہجے کی سنجیدگی آئرہ کو تاسف میں مبتلا کر رہی تھی۔

"آپ جانتے ہیں میں ان کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتی۔ وہ قاتل ہیں میرے پاپا کی اور۔۔۔"

"شششش۔۔۔۔ آواز بند۔"

ہادی نے پلٹ کر سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے اس کے لبوں پر اپنی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی رکھ کر اس کے باقی لفظوں کو قید کیا تھا۔ تنے ہوئے جبڑے اور پیشانی پر موجود لکیروں کو دیکھ کر آئرہ کا دل کانپ گیا تھا۔

"مجھے اس معاملے میں نہ نہیں سننی اور بڑی ماما کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو ابھی اسی وقت تمہاری جان لے لوں گا سمجھی تم۔"

ہادی کی آواز ہی نہیں بلکہ لہجہ بھی وارننگ لئے ہوئے تھا۔

آئرہ کو خوف محسوس ہو رہا تھا اس کی سرخ آنکھوں سے جو اس کے غصے کو ضبط کرنے کی گواہی سرعام دے رہی تھیں۔ اس نے جلدی سے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔

"ہفتے کو ریڈی رہنا ایک دوست کی بیگم تم سے ملنا چاہتی ہیں اور دوسری بات اتوار کو میں نے بلوچستان جانا ہے ایک ماہ کے لئے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں ہونا چاہیے۔"

ہادی کے لہجے میں اب سختی کا عنصر بالکل نہیں تھا وہ نارمل ہو گیا تھا اور آئرہ سانس روکے بس اس کو دیکھ رہی تھی جو وردی میں کچھ زیادہ ہی رعب جھاڑتا تھا اور مقابل کا خون خشک کر دیتا تھا۔ آئرہ نے بمشکل اپنی آواز کو لبوں سے آزاد کیا تھا۔

"اوکے۔"

"جائو اب ماما ویٹ کر رہی ہوں گی اور اس کافی کو بھی لے جائو جس میں یقیناً تم نے جان بوجھ کر شوگر ایڈ نہیں کی ہو گی۔"

ہادی نے اس کا دھیان کافی کی طرف دلایا تو وہ شرمندہ سی ہو گئی کیونکہ اس نے جان بوجھ کر اس میں شوگر ایڈ کی تھی لیکن یہ بھول گئی تھی وہ ہادی شاہ تھا جس کی نظروں سے آئرہ کی ایک بھی حرکت چھپی رہنا ناممکن تھا۔

"اب حیران بعد میں ہو جانا اور اٹھائو اسے اور ڈسٹبین میں پھینکو کیونکہ اس کی خوشبو بتا رہی ہے کہ یہ پینے لائق تو بالکل نہیں ہو گی۔"

ہادی کی بات پر آئرہ نے اسے گھورا اور کافی کا مگ اٹھا کر جان بوجھ کر دروازے کو زور سے پٹخ کر بند کرتے ہوئے اپنے غصے کا اظہار کر کے گئی تھی۔ اس کی اس حرکت پر ہادی کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ جسے آئینے میں دیکھ کر وہ جلدی سے چھپا گیا تھا۔ شاید خود سے بھی وہ کسی راز کو شئیر کرنے سے ڈرتا تھا۔

\-

اپنے باپ کو سر عقیل کے ساتھ داخل ہوتے دیکھ کر وہ لمحے سے پہلے سنجیدہ ہوا تھا جبکہ ساری کلاس ان کے احترام میں کھڑی ہوئی تھی۔

"سٹ ڈائون پلیز۔"

سر عقیل نے مسکراتے ہوئے سب کو کہا تو سب بیٹھ گئے تھے سوائے حمین کے جو شاک کی کیفیت میں اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔ سر عقیل نے اس کے متغیر چہرے کو دیکھ کر حازم شاہ کو دیکھا جو حمین کو سنجیدگی سے دیکھ رہے تھے۔ سر عقیل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"حمین شاہ سٹ ڈائون۔"

سر عقیل کی اونچی آواز پر وہ گڑبڑاتے ہوئے سیدھا ہو کر نائل اور رومان کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ کیونکہ جانتا تھا اس کا باپ اب اس کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت کو بھی نوٹ کرے گا۔

"تو کلاس یہ ہیں اس شہر اور پاکستان کے معروف بزنس مین سید حازم علی شاہ۔ آج ان کا ہماری یونیورسٹی میں موٹیویشنل لیکچر تھا جس کی وجہ سے آج وہ ہمارے درمیان آئے۔ ابھی وہ لیکچر دے کر واپس جا رہے تھے جب میرے کہنے پر وہ آپ سب سے ملنے آئے اب جس کو بزنس سے متعلق کوئی سوال کرنا ہو وہ پوچھ سکتا ہے۔"

سر عقیل نے مسکراتے ہوئے نرمی سے حازم شاہ کا تعارف کروایا تھا سب کی نظروں میں ان کے لیے ستائش ابھری تھی سوائے حمین کے جو اپنے باپ کی کھوجتی نظروں سے بچتے ہوئے اپنی نظریں چرا رہا تھا۔

"اسلام علیکم کلاس کیسے ہیں آپ سب؟ پروفیسر عقیل میرے بہت اچھے دوست ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ یہاں کی سٹوڈنٹس کو کچھ آئیڈیاز دیئے جائیں ان کو گروم کیا جائے۔ ان کو موٹیویٹ کیا جائے۔ ویسے تو یہ بہت قابل پروفیسر ہیں لیکن ان کی نرمی سے بعض دفعہ لوگ غلط فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ ٹیچر کو عزت دے کر ہی آپ لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ باقی ابھی وقت کی کمی ہے ورنہ آپ سب سے ضرور لمبی بات ہوتی ان شاء اللہ اگلی بار آپ کے سوالوں کے جوابات دینے ضرور آئوں گا۔"

حازم شاہ کا نرم لہجہ بھی حمین کی سانسیں خشک کر رہا تھا۔ وہ اپنے باپ کی طرف دیکھنے کی ہمت خود میں مفقود پا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مزید دو تین باتیں کر کے سر عقیل سے اجازت لے کر چلے گئے تھے۔ حمین نے لمبی سانس فضا میں خارج کی تھی اور سر عقیل کی طرف دیکھا تھا جو مسکراتے ہوئے حمین کو دیکھ رہے تھے۔ کلاس کا وقت ختم ہو چکا تھا سب باہر جا رہے تھے جب حمین سر عقیل کے پاس آیا۔

"آپ کے دس منٹ آئے تھے سر لیکن حمین شاہ کا ہفتہ آئے گا۔"

حمین سر عقیل سے یہ بول کر وہاں سے بھاگا تھا کیونکہ سر عقیل اسے اب گھور رہے تھے۔

"بالکل حاطب پر گیا ہے۔"

۔ سر عقیل نے حمین کی پشت دیکھ کر سوچا اور اپنا رجسٹر ڈ اور بک لے کر کلاس سے باہر چلے گئے۔

ائیر پورٹ پر وہ شمائل کے نام کا بورڈ لے کر کھڑا تھا کیونکہ شمائل کو دیکھے اسے کافی سال ہو گئے تھے۔ ارد گرد سے بے نیاز وہ اب گھڑی کو دیکھ رہا تھا جس کو تقریباً وہ پچھلے ایک گھنٹے سے کوئی ستر مرتبہ دیکھ چکا تھا۔ موسم خراب ہونے کی وجہ سے فلائٹ تھوڑا لیٹ تھی اور انتظار کرنا تو ھادہیر شاہ کو دنیا کا مشکل کام لگتا تھا۔ اس سے پہلے وہ مزید کوفت کا شکار ہوتا اس کی نظر سامنے سے آتی حجاب کئے ایک لڑکی پر پڑی۔ سفید کلر کی کیپری پر ہلکے فیروزی رنگ کا باریک کڑھائی والا کرتا پہنے، سفید حجاب میں اس کی دودھیا رنگت چمک رہی تھی، گالوں پر ہلکی سی گلابی سرخی مقابل کو چاروں شانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی، گلابی لبوں پر ہلکا سا لپ گلوز لگا کر مسکراہٹ سجائے، بھوری آنکھوں میں کاجل لگائے، لمبی گھنی پلکوں پر مسکارے کا بوجھ لئے، چھوٹی سی ناک اور معصومانہ نین نقش لئے کسی کی بھی دل کی دنیا کو تہہ وبالا کر سکتی تھی۔ مقابل تو ھادہیر شاہ تھا جس نے ایک نظر دیکھ کر اپنی نظروں کا رخ بدل لیا تھا۔ لیکن بورڈ ابھی بھی پکڑا ہوا تھا۔ شمائل نے سامنے کھڑے ھادہیر کے ہاتھ میں اپنے نام کا بورڈ دیکھا

تو مسکراتے ہوئے اس کی طرف آگئی وہ جانتی تھی وہ اس کا کزن ہے کیونکہ اس کی تصویریں وہ ہادی اور حمین دونوں کے موبائل میں دیکھ چکی تھی۔

"اسلام علیکم ھاد بھائی۔"

شمائل کی کھنکتی اور پرجوش آواز پر وہ رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"ایکسکیوز می کون بھائی اور کس کا بھائی؟ اور آپ ہیں کون؟"

ھادہیر نے پلٹ کر اسے گھورا اور سخت آواز میں پوچھا تھا۔ شمائل نے ڈر کر اس کا انداز دیکھا تھا اس نے تو کبھی اپنے باپ بھائی کا سخت انداز نہیں دیکھا تھا۔ وہ معصوم چڑیا کی طرح اس کے انداز پر سہم سی گئی تھی۔

"وہ آپ نے میرے نام کا بورڈ پکڑا ہے اور میں نے بھائی کے موبائل میں آپ کی تصویر بھی دیکھی تھی۔ میں شمائل ہوں ھاد بھائی۔"

شمائل ایسے وضاحت کر رہی تھی جیسے کوئی بے گناہ اپنی بے گناہی کو ثابت کرتا ہے۔ ھادہیر نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور بنا اس کی طرف دیکھے وہاں سے پارکنگ کی طرف چلنا شروع ہو گیا۔ شمائل نے حیرت سے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر ایک نظر اپنے سامان کو جس کو مروت میں بھی اس نے ہاتھ لگانے تو کیا پوچھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی کہ میں یہ سامان لے جاتا ہوں۔

شمائل منہ بسورتے ہوئے اپنی سامان والی ٹرالی کو گھسیٹتے ہوئے اس کی کار تک آئی تھی۔ اپنا سامان خود ہی ڈکی میں رکھنے کے بعد وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے لگی جب ھادہیر نے اسے گھورا۔

"اس سیٹ پر صرف دادی اور بابا سائیں بیٹھ سکتے ہیں تم پیچھے بیٹھو۔"

ھادہیر کے الفاظ گویا اسے توہین کے گہرے سمندر میں غوطہ زن کر گئے تھے۔ وہ اپنے آنسوئوں پر ضبط کرتے ہوئے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے بیٹھتے ہی ھادہیر نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

"ھادبھائی مجھے پیاس لگی ہے اگر پانی ہے تو پلیز پلا دیں۔"

شمائل تھوڑی دیر بعد بولی تو ھادہیر نے بیک مرر سے اسے گھورا تھا جو پچھلی سیٹ پر بیٹھی سرخ آنکھوں سے بار بار لبوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ شاید اسے واقعی پیاس لگی تھی۔

"جہاز والوں نے کونسی ریس کروائی تھی تمہاری جو تمہیں پیاس لگ گئی۔۔"

ھادہیر اسے پانی کی بوتل پکڑاتے ہوئے بولا۔

"وہ ان کا کھانا بہت گندہ سا تھا تو میں نہیں کھایا اور پانی بھی نہیں پیا جب کھانا گندہ تھا تو پانی تو اللہ ہی حافظ۔"

شمائل کا معصومانہ انداز ھادہیر کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا اس لئے اس نے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی کیونکہ وہ جلد از جلد شمائل کو گھر پہنچا کر علی سے ملنے جانا چاہتا تھا۔

"ھادبھائی آہستہ چلائیں مجھے ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے۔"

شمائل اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے معصومیت سے بولی تو ھادہیر نے اسے گھورا۔

"ایک سال ہی بڑا ہوں تم سے اور خبر دار اب کوئی لفظ بھی منہ سے نکالا تو ورنہ یہیں پھینک جائوں گا۔"

ھادہیر کو اس کا بھائی کہنا ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔ شمائل بھی اس کے لفظوں سے زیادہ لہجے سے ڈر گئی تھی اس لئے نا چاہتے ہوئے بھی وہ خاموش ہو گئی حالانکہ اسے بچپن سے ہی تیز ڈرائیونگ سے ڈر لگتا تھا اور یہ بات گھر میں سب جانتے تھے۔ اگر کوئی بے خبر تھا تو وہ تھا ھادہیر شاہ۔ جس کی دنیا میں ایسی خبروں اور انسانوں کی شاید کوئی جگہ نہیں تھی یا وہ جگہ بنانا نہیں چاہتا تھا۔

"آہ۔۔۔ آہ۔۔۔ جو بھی کر لو میں نہیں بتائوں گا کچھ بھی تم لوگوں کو۔"

یہ منظر ہے ایک اندھیرے کمرے کا جہاں ایک بیالیس سالہ شخص کو زنجیروں میں قید لوہے کے راڈ سے مارا جارہا تھا۔ اندھیرا تو جیسا اس مقدر بن چکا تھا لیکن لہجہ ابھی بھی مضبوط تھا۔ روشنی کی کرن دیکھے پتہ نہیں کتنی صدیاں ہو چکی تھیں اسے۔ ہر روز اسے اسی طرح ٹارچر کیا جاتا تھا۔ لیکن وہ شاید اب عادی ہو چکا تھا ظلم کا اس لئے تو وہ آج تک اس شخص سے کچھ اگلوا نہیں سکے تھے۔ کمزوری کافی حد تک غالب آچکی تھی لیکن لہجے اور دل میں وطن کی محبت چھلک کر باہر آتی تھی۔

"تم جانتے ہو میجر تم یہاں سے کبھی رہا نہیں ہو سکتے۔"

مارنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

"جانتا ہوں رہائی مشکل ہے ناممکن نہیں کیونکہ مجھے اپنے اللہ پر کامل یقین ہے وہ تو وہاں بھی راستے نکال دیتا ہے جہاں ہم انسان ہار مان لیتے ہیں یہ تو پھر ایک قید ہے۔"

بیالیس سالہ شخص نے لرزتے لہجے میں خشک لبوں پر زبان پھیر کر جواب دیا۔ شاہد نہیں وہ یقیناً پیاس سے خشک ہو گئے تھے۔

"چلو دیکھتے ہیں پاکستان کا بہترین فوجی اور جاسوس کس سرزمین پر اپنی جان دیتا ہے؟ پاکستان یا انڈیا؟"

مقابل کا تمسخر بھرا انداز اس شخص کو ہنسنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"خدا کبھی بھی مجھے تم جیسے کافروں کی زمین پر مرنے نہیں دے گا یہ میرا اس پر یقین ہے۔ اور اگر ایسا ہوا تو یقیناً تم لوگوں کا انجام دیکھ کر ہی ہو گا۔"

مقابل شخص پر کسی چیز کا اثر کب ہوتا تھا۔ وہ سب بھول سکتا تھا لیکن خدا کو نہیں اور ایسا ہی تھا وہ سب بھول چکا تھا بس یاد تھا تو اتنا کہ وہ ایک پاک آرمی آفیسر تھا جس کو ہر حال میں خدا پر کامل یقین رکھنا تھا مایوسی کو اپنے قریب بھی

نہیں آنے دینا تھا۔مارنے والے اشخاص باہر جا چکے تھے اور وہ پھر سے خدا کے آگے سر بسجود دعائوں میں مشغول ہو گیا تھا۔

"ویسے ہنی حازم شاہ کتنے ہینڈسم ہیں نا؟ مجھے تو بالکل تمہاری طرح لگ رہے تھے۔ہاں آنکھوں کا رنگ تھوڑا مختلف تھا ویسے تو بالکل تمہاری طرح تھے۔"

پروفیسر عقیل کی کلاس لینے کے بعد حمین نائل اور رومان کے ساتھ کیفے میں آیا تھا جہاں رومان کا تبصرہ سن کر نائل کا قہقہ گونجا وہیں حمین نے اسے گھورا۔

"ڈفر انسان ڈیڈ ہیں میرے تو میری طرح ہی ہوں گے نا۔"

حمین نے نائل کو گھورا تو رومان نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"لیکن وہ تو اتنے ینگ ہیں مجھے تو لگ رہا تھا کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں گے۔"

رومان کی بات پر جہاں پانی پیتے حمین کو اچھو لگا وہیں نائل پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگا۔

"گھٹیا انسان تو میں کونسا اتنا بڑا ہی دنیا میں آگیا تھا میں بھی تو چھوٹے سے ہی بڑا ہوا ہوں۔"

"اچھا لیکن تمہارے ڈیڈ زیادہ ہینڈسم ہیں تم سے۔"

رومان نے حمین کو چڑایا تھا۔

"ہاں ہینڈسم تو وہ ابھی بھی ہیں لیکن اس سے بڑھ کر ہٹلر ہیں کبھی ملیں گے تو خود جان جائو گے۔"

حمین آج کلاس کا واقعہ یاد کرتے ہوئے بولا۔

"ویسے کچھ بھی بول یار تو حازم انکل نے تجھ جیسے شیطان کو دس منٹ کے لئے سیدھا ضرور کر دیا تھا۔"

"ہاں یہاں تو دس منٹ تھے گھر میں تو پورے دس گھنٹے ہوں گے۔"

حمین کی بڑبڑاہٹ پر دونوں نے حمین کا نا سمجھی سے دیکھا۔

"کیا ہے اب گھور کیوں رہے ہو؟"

حمین نے دونوں کو دیکھ کر پوچھا۔

"تم دنیا کے ڈھیٹ ترین انسان ہو حمین شاہ۔"

نائل اور رومان یک زبان ہو کر بولے تھے۔

"ہاں بالکل اور اسی ڈھیٹ پن کی کلاسز میں تم دونوں سے لیتا ہوں یقیناً۔"

حمین نے ان دونوں کو جواب دینا اپنا فرض سمجھا تھا۔

"ہنی کیوں کہتے ہیں تمہیں حمین؟"

رومان کے سنجیدہ انداز پر جہاں نائل نے اسے دیکھا وہیں حمین نے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔

"کیونکہ یہ نام میرے بڑے پاپا کو بہت پسند تھا۔"

حمین یہ بول کر اٹھا اور کیفے سے باہر چلا گیا تھا۔ شاید حاطب کے ذکر پر وہ مسکرانا بھول جاتا تھا۔

"نائل کیا میں نے کچھ غلط پوچھ لیا جو وہ اس طرح ناراض ہو کر چلا گیا۔"

رومان حمین کو جاتے دیکھ کر نائل سے بولا۔

"اس نے اپنے بڑے پاپا کو دیکھا نہیں ہوا لیکن اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت اور عزت ان کی ہی کرتا ہے۔ ان کے ذکر پر ایسے ہی ری ایکٹ کرتا ہے تم فکر نہیں کرو آجاتا ہے ایک گھنٹے تک۔"

نائل نے مسکرا کر رومان سے کہا تو رومان بھی مسکرا دیا۔

کیفے سے نکل کر وہ گراؤنڈ کے کسی خالی گوشے کی طرف جا رہا تھا جب اس کی نظر سامنے کھڑی عابیہ پر پڑی جو ارحم کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ حمین اسے نظر انداز کرتے ہوئے قریب سے گزرا تو ارحم کی آواز نے اس کے قدموں کو وہیں روک لیا۔

"ہے لوزر تمہارے چمچے نظر نہیں آ رہے آج۔"

ارحم کی آواز پر وہ سنجیدگی سے پلٹ کر دونوں کو دیکھنے لگا۔

"تم نے مجھ سے کچھ کہا کیا؟"

"کیوں یہاں کوئی اور نظر آ رہا ہے کیا تمہیں؟"

ارحم نے جیسے اس کا مذاق اڑایا۔

"ہاں نظر آ رہا ہے اسی لئے پوچھا۔ ایک تو تم ہو اور دوسری تمہاری یہ بہن۔"

حمین نے عابیہ کو دیکھ کر کہا جو گلابی رنگ کے کپڑوں میں ڈوپٹے کو مفلر کی طرح لپیٹے میک اپ سے بے نیاز حمین کو گھور رہی تھی۔ ارحم کو اس کی بات پر اچھا خاصا غصہ آیا تھا۔

"ہونے والی بیوی ہے وہ میری اور خبر دار آئندہ تم نے اس کی طرف دیکھا ورنہ انجام کے ذمے دار تم خود ہو گے۔"

ارحم کی بات پر وہ عابیہ کو ایک نظر دیکھ کر وہاں سے جانے کے لئے پلٹا ہی تھا پھر کچھ یاد آنے پر وہ عابیہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"آج رات تین بجے کال کروں گا ریسیو کر لینا اور اس لنگور کی فکر بالکل نہیں کرنی کیونکہ یہ صرف دھمکانا جانتا ہے کرنا کچھ نہیں اوکے بے بی رات کو یاد سے ریسیو کر لینا۔"

حمین مسکراتے ہوئے بول کر وہاں سے پلٹ گیا جبکہ عابیہ نے بے ساختہ ارحم کو دیکھا تھا۔

"ارحم وہ جھوٹ بول کر گیا ہے تم جانتے ہو۔۔۔ارحم ارحم پلیز میری بات سنو۔"

عابیہ نے ارحم کو دیکھ کر کہا جو اس کی بات سنے بغیر وہاں سے تیز تیز قدم اٹھاتے پارکنگ کی طرف چلا گیا تھا جبکہ عابیہ اس کے پیچھے ہی تھی۔

"یا اللہ ابو سے بچا لینا پلیز۔"

عابیہ خود سے بولتے ہوئے اس کے پیچھے گئی تھی۔

"میری گڑیا کتنی بڑی ہو گئی ہے۔مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے کہ تم میرے پاس آ گئی ہو۔"

شمائل کو فلیٹ کے اندر چھوڑ کر ھادہیر جا چکا تھا۔تقریباً پانچ گھنٹوں بعد وہ واپس آیا تھا اور تب سے ہی اپنے دادا دادی کو شمائل پر پیار لوٹاتے دیکھ رہا تھا جو اسے ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

"اماں سائیں مجھے بھوک لگی ہے۔"

ھادہیر آمنہ شاہ کو دیکھ کر بولا جو شمائل کے ہر پانچ منٹ بعد بوسے لے رہی تھیں۔ھادہیر کی آواز پر شمائل جو آمنہ شاہ کے حصار میں تھی اسے دیکھنے لگی جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔علی شاہ جو مسکرا کر چائے پی رہے تھے ھادہیر کو دیکھنے لگے۔

"ہاں لگاتی ہوں میں کھانا۔جاؤں مانو تم بھی فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھا لینا۔"

آمنہ شاہ بچپن سے ہی شمائل کو پیار سے مانو کہتی تھیں اور ھادہیر کو اس وقت شمائل زہر سے زیادہ بری لگ رہی تھی۔

"جی اماں سائیں۔۔میں بس ابھی آئی۔"

شمائل یہ بول کر چھوٹے سے لائونج میں موجود سڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر موجود دو کمروں میں سے ایک کمرے میں غائب ہوگئی تھی۔ اس فلیٹ میں چار کمرے تھے اور چھوٹا سا ٹی وی لائونج تھا۔ لائونج کے ساتھ ہی اوپن کیچن تھا۔ اس فلیٹ میں تقریباً ہر چیز موجود تھی۔ جس کی ضرورت وہاں کے مکینوں کو تھی۔

"ویسے بابا سائیں آپ کو نہیں لگتا کہ اماں سائیں مجھے بھول گئی ہیں پچھلے کچھ گھنٹوں سے؟"

ھادھیر نے مسکراتے ہوئے علی شاہ کو دیکھ کر کہا تو آمنہ شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"تمہیں بھولنا مطلب خود کو بھولنا ہے ھاد۔۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوگا۔"

آمنہ شاہ سے پہلے ہی علی شاہ نے کہا۔ تو وہ مسکرا دیا جبکہ آمنہ شاہ مسکراتے ہوئے کیچن کی جانب چلی گئیں۔ ھاد بھی ان کے پیچھے ہی کیچن کی جانب چلا گیا جہاں ڈائینگ ٹیبل پر اب وہ ان کے ساتھ کھانا ٹیبل پر لگوا رہا تھا۔

علی شاہ نے نم آنکھوں سے اس کی نرم طبیعت کو دیکھا تھا۔ وہ انہیں بالکل بالاج کا عکس لگتا تھا لیکن وہ نہیں جانتے تھے وہ بالاج کا عکس ضرور تھا لیکن صرف دیکھنے کی حد تک ویسے وہ حاطب شاہ تھا دشمنوں کو ان کے انجام تک پہنچانے والا۔ جو مخالف کو کسی قسم کی رعایت نہیں دیتا تھا۔

رات کا کھانا سب خاموشی سے کھا رہے تھے۔ بلال شاہ کے علاوہ وہاں سب موجود تھے۔ بلال شاہ ان دنوں ایک بزنس ٹور پر جرمنی میں تھے۔ حازم شاہ سربراہ کی کرسی پر براجمان تھے جبکہ دائیں طرف پہلی کرسی پر عشال شاہ کے ساتھ آئرہ بیٹھی تھی۔ بائیں طرف ہادی اور حمین بیٹھے تھے۔ سب کھانا کھا رہے تھے جب حازم شاہ کی آواز پر حمین کے گلے کا نوالہ اٹک گیا تھا۔

"حمین تمہاری یونیورسٹی کیسی جا رہی ہے؟"

حازم شاہ کی سنجیدہ آواز پر آئرہ نے بھی حمین کو دیکھا تھا جو مدد طلب نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈ اچھی جا رہی ہے۔"

حمین کے جواب پر ہادی مسکرایا تھا۔

"تم جانتے ہو ڈیڈ کیا پوچھ رہے ہیں تو سیدھے طریقے سے اپنا کارنامہ بتا دو۔"

ہادی کی مداخلت پر آئرہ نے اسے گھورا تھا۔ جبکہ عشال معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا بھائیو ہاں ڈیڈ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔"

حمین کا اعتماد مقابل پر یقین کی چھاپ چھوڑ دیتا تھا لیکن سامنے اس کا باپ تھا جو اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"ہادی اگلے دو ماہ کے لئے اس کا کریڈٹ کارڈ بلاک کروا دو۔"

حازم کی آواز پر حمین نے صدمے سے اپنے باپ کو دیکھا تھا۔

"لیکن ڈیڈ۔۔۔"

"شاہ فالتو میں میرے بچے کو سزا نہ دیں وہ بول رہا ہے نا اس نے کچھ نہیں کیا تو مطلب اس نے کچھ نہیں کیا وہ جھوٹ نہیں بولتا میں جانتی ہیں۔"

حمین کچھ بولنے لگا جب عشال شاہ کی آواز پر حازم اور ہادی نے عشال کو دیکھا جو اس وقت واقعی سنجیدہ تھیں۔

"موم بالکل میں نے کچھ نہیں کیا۔"

حمین کی معصومیت پر ہادی نے اسے گھورا تھا جبکہ حازم نے عشال کو دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہارے بیٹے کو بغیر وجہ کے سزا دیتا ہوں؟"

حازم کھانے سے ہاتھ روک کر اب باقاعدہ عشال کی طرف متوجہ تھے۔

"ہاں بالکل اس دن بھی اسے پیدل یونیورسٹی بھیجا آپ نے حالانکہ میرے معصوم بچے نے آپ کو کچھ کہا بھی نہیں تھا۔"

آئرہ عشال کی بات پر مسکرائی تھی۔ کیونکہ یہ بات اسی نے عشال کو بتائی تھی۔ حمین اب مزے سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا جو عشال کو گھور رہے تھے۔

"اپنی نکمی اولاد پر اندھا یقین نہیں کرو۔"

حازم شاہ کی بات پر عشال کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں حاضر ہوئی تھیں۔

"ہاں ایک میں نکمی اور ایک میری اولاد نکمی۔۔۔ کام والے تو بس آپ ہیں۔ رہیں یہاں میں جا رہی ہوں۔"

عشال حازم شاہ کو گھورتے ہوئے دیکھ کر وہاں سے اٹھیں اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

حمین اور آئرہ نے بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا تھا۔ جبکہ ہادی ان دونوں کو گھور کر رہا گیا تھا جن کی وجہ سے حازم اور عشال شاہ کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ حازم شاہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے حمین کو گھورا۔

"کونسے تعویز کروائے ہیں اپنی ماں پر جسے تمہارے علاوہ کوئی نظر ہی نہیں آتا۔"

حازم شاہ کی بات پر حمین نے قہقہہ لگایا تھا۔ جبکہ ہادی اسے گھور کر رہ گیا۔

"ڈیڈ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تعویز کہاں سے ہوتے ہیں تو قسم سے سب سے پہلے آپ پر کرواتا جو مجھے ایویں سزا دیتے ہیں۔"

حمین ہنستے ہوئے بولا۔

"شٹ اپ ہنی۔"

ہادی نے اسے گھورا جبکہ حازم نے بے بسی سے اپنے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔

"کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تم لوگوں کی ماں اب بوڑھی ہو چکی ہے۔ بچوں کی طرح آج بھی مجھے اسے منانا پڑتا ہے۔"

حازم شاہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولے۔

"ماما مان جائیں گی پاپا۔۔ آپ فکر نہیں کریں۔"

آئزہ نے مسکرا کر حازم سے کہا۔ ہادی نے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا اور اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔ اس لئے وہ جلدی سے بولا۔

"ڈیڈ مجھے آپ سے ایک اجازت چاہیے تھی۔"

ہادی کی آواز پر حازم شاہ اسکی طرف مڑے تھے۔

"کیسی اجازت؟"

"وہ ڈیڈ کل میرے ایک دوست نے مجھے آپ کی بیٹی کے ہمراہ انوائیٹ کیا ہے ڈنر پر تو کیا ہم جا سکتے ہیں؟"

"بھائیو ویسے بولو بی جے کو ڈیٹ پر لے جانے کا دل کر رہا ہے ایویں ڈنر کو بہانا تو مت کریں۔"

اس سے پہلے حازم شاہ کچھ بولتے حمین نے اپنی زبان کے جوہر دکھانے شروع کر دیئے۔ ہادی نے اسے گھورا جبکہ حازم کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

"بیوی ہے میری وہ سمجھے تم۔"

ہادی نے حمین کو جیسے جتلایا تھا کہ اسے کسی کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

"بھائیو رخصتی کروالیں پھر آپ کو بہانے بنانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔"

حمین یہ بول کر وہاں سے سڑھیوں کی طرف بھاگا تھا۔ جبکہ ہادی نے اس کے پیچھے جانا چاہا تو حازم نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

آئزہ ان سب میں اپنی منتشر دھڑکنوں کو سنبھالتی اپنے کمرے کی طرف جا چکی تھی۔ اس دوران وہ سڑھیوں پر کھڑے حمین کو گھورنا نہیں بھولی تھی۔

"بات تو ٹھیک ہے اس کی ویسے تمہاری کیا رائے ہے اس بارے میں رخصتی ہو جانی چاہیے نا؟"

حازم کی مسکراتی آواز پر وہ حازم کو دیکھنے لگا۔

"ڈیڈ مجھے ابھی رخصتی کے جھنجٹ میں نہیں پڑنا اور پلیز اس ٹاپک پر اب بات مت کیجئے گا۔"

ہادی کی سنجیدہ آواز کمرے کے دروازے کے ساتھ کان لگائے آئرہ کے وجود نے باخوبی سنی تھی۔ مطلب آج بھی وہ اسی دوراہے پھر تھی جہاں نہ ہی اسے اپنایا جارہا تھا اور نہ ہی اس دھتکارا جارہا تھا۔

"ہادی تمہیں اس بات کو سنجیدگی سے سوچنا ہو گا ورنہ دوسری صورت میں مجھے کوئی انتہائی قدم اٹھانا ہو گا جو شاید تمہارے لئے اچھا نہ ہو۔ خیر لے جانا اسے منکوحہ ہے تمہاری اس پر تمہارا حق زیادہ ہے۔"

حازم شاہ کی بات پر ہادی نے انہیں دیکھا۔

"اوکے ڈیڈ آپ جائیں اور ماما کو منائیں ورنہ جتنی لیٹ آپ جائیں گے لائونج میں سونے کے چانسز بڑھتے جائیں گے۔"

ہادی مسکراتے ہوئے بولا اور وہاں سے چلا گیا جبکہ حازم شاہ اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"جیسی ماں ویسی اولاد مجال ہے جو کبھی میری بات سن لیں۔"

حازم شاہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے کمرے کی طرف گئے تھے جو شاید نہیں یقیناً لاک ہو چکا تھا۔ مطلب وہ لیٹ ہو چکے تھے۔ ایک لمبی سانس فضا میں خارج کرتے ہوئے اب وہ دستک دے رہے تھے جانتے تھے ٹھیک دس منٹ بعد کمبل اور تکیہ دینے کے لئے دروازہ کھلے گا اور ویسا ہی ہوا۔ حازم شاہ نے اپنا تکیہ اور کمبل خاموشی سے لیا اور لائونج میں آ گئے۔ جبکہ اوپر سڑھیوں پر کھڑا احمین بمشکل اپنے قہقے کا گلا گھونٹ رہا تھا۔

\-

رات کا پچھلا پہر تھا جب حازم شاہ کو اپنے قریب قدموں کی چاپ سنائی دی۔ جانتے تھے عشال شاہ کے علاوہ کوئی نہیں ہو گا۔ وہ خود بھی بے سکونی سے صوفے پر لیٹے ہوئے تھے۔ جانتے تھے نیند تو عشال شاہ سے کوسوں دور ہو گی۔

"شاہ سو گئے ہیں کیا آپ؟"

عشال شاہ نے ان کے دائیں بازو پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"ہاں سویا ہوا ہوں۔"

حازم شاہ کی خفگی بھری آواز پر عشال شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"ناراض کیوں ہو رہے ہیں؟ آنکھیں تو کھولیں نا؟"

عشال کی بات پر حازم شاہ نے آنکھیں کھولیں اور بنا عشال شاہ کی طرف دیکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔ عشال بھی مسکراتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گئی تھیں۔

"آپ جانتے ہیں مجھے ہنی میں بھائی کی پرچھائی نظر آتی ہے اور جب آپ اسے ڈانٹتے ہیں تو مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔"

عشال شاہ حازم شاہ کے کندھے سر رکھ کر بولی تھیں۔

حازم شاہ کو ہمیشہ ان کا یہ انداز چاروں شانے چت کر دیتا تھا۔

"وہ بگڑ جائے گا شاہ کی جان۔"

حازم شاہ نے عشال شاہ کے گرد اپنے بازو پھیلاتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"نہیں بگڑے گا۔۔ وہ شرارتی ہے۔ اور اب ہمیں ہماری تربیت پر یقین رکھنا ہو گا۔"

عشال شاہ کی بات پر حازم شاہ مسکرائے تھے۔ اور جھک کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پیچھے ہوئے تھے۔

"تم زندگی ہو میری۔ تمہارے بغیر تو اس دنیا کا تصور بھی جان لے لیتا ہے میری۔"

حازم شاہ کی بات پر عشال شاہ مسکرائی تھیں۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتیں لائونج میں حمین شاہ کا قہقہہ گونجا تھا۔ عشال شاہ ایک لمحے سے پہلے حازم شاہ سے فاصلے پر ہوئی تھیں۔ جبکہ حازم شاہ نے اس شیطان نما انسان کو گھورا تھا جو بروقت نازل ہوتا تھا۔

"ہائو کیوٹ موم ڈیڈ۔۔ قسم سے میں تو کہتا ہوں آپ کی لو سٹوری پر ایک فلم بنی چاہیے آپ کا کیا خیال ہے؟"

حمین سڑھیوں سے اترتے ہوئے ان کے پاس آتے ہوئے بولا۔

"شٹ اپ ہنی اور تم اتنی رات کو جاگ کیوں رہے ہو؟"

حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"وہ ڈیڈ میں تو آپ کو اپنے کمرے میں لے جانے آیا تھا مگر مجھ معصوم کو کیا پتہ کہ آپ کی بیوی یہاں پہلے سے موجود ہوں گی۔"

حمین معصومیت سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے عشال کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

"ہنی سدھر جائو ورنہ پٹو گے مجھ سے۔"

عشال شاہ نے ایک ہلکا سا تھپڑ اس کے سر پر لگایا تھا۔

"موم ویسے آپ اتنے کھڑوس بندے کے ساتھ گزارہ کیسے کر رہی ہیں؟ ہر وقت غصہ ان کی ناک پر ہوتا ہے۔"

حمین نے عشال شاہ کے کان میں سرگوشی کی تو حازم شاہ نے اسے گھورا۔

"تمہیں میرے سامنے ہی یاد آتا ہے اپنی ماں سے پیار جتانا۔"

حازم شاہ نے دانت پیسے تھے۔ جبکہ حمین نے اپنی دائیں آنکھ کا کونا دبایا۔

"بی کاز یو ہیو آ بیوٹیفل وائف مسٹر شاہ۔"

حمین یہ بول کر وہاں سے سڑھیوں کی طرف گیا تھا جبکہ حازم شاہ نے اپنا جوتا وہیں سے اس پر پھینکا تھا۔

"انتہائی کوئی ڈھیٹ اولاد ہے میری۔"

حازم شاہ بڑبڑاتے ہوئے عشال شاہ کو دیکھنے لگے جو مسکراہٹ ضبط کر رہی تھیں۔

"ڈیڈ تھوڑے پیسے چاہیں پلیز کل تک ٹرانسفر کروا دیجئے گا۔۔۔ورنہ سر عقیل کو آپ کی کنجوسی کے قصے سنا دوں گا۔"

حمین حازم شاہ کی طرف دیکھ کر بتیس دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا تو حازم نے اسے گھورا۔

"یہ بلیک میلر پتہ نہیں کہاں سے میرے گھر آ گیا۔"

حازم شاہ بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے جبکہ عشال نے اٹھ کر حمین کو گھورا تھا۔

"گڈ نائٹ موم۔۔اینڈ آلسو لو یو۔"

حمین یہ بول کر سڑھیاں عبور کرتے ہوئے اپنے کمرے میں گم ہو گیا تھا جبکہ عشال اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں۔قسمت دور کھڑی مسکراتے ہوئے ان کی امیدوں کو شاید پھر سے پرکھنے والی تھی یا وقت اس بار ان کی خوشیوں کو واپس لٹانے والا تھا۔

"بی جے۔۔بی جے۔۔بھائیو ویٹ کر رہے ہیں آپ کا گاڑی میں جلدی جائیں۔"

حمین آئرہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے رکا اور جیسے ہی اس کی نظر آئرہ پر پڑی وہ ٹھٹک سا گیا تھا کیونکہ وہ آئینے کے سامنے کھڑی لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔ حمین مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور آئرہ کے پاس آیا۔

"بی جے۔۔ویسے ایک بات تو ماننی پڑے گی آج بھائیو رخصتی کے لئے ڈیڈ سے بات ضرور کرنے والے ہیں۔"

حمین شرارت سے بول کر دروازے کی طرف بھاگا تھا کیونکہ آئرہ پرفیوم پکڑے اس کا نشانہ باندھ رہی تھی۔

"ڈفر انسان جب بھی بولنا الٹا ہی بولنا۔۔ تمہارے بھائیو کی نظر میں میری کیا ویلیو ہے یہ تم سب لوگ جانتے ہو۔۔ اس لئے خوش فہمیاں بھی مت پالا کرو۔"

آئرہ مسکراتے ہوئے بول کر باہر نکل گئی تھی جبکہ حمین منہ بسورتے ہوئے اس کے پیچھے گیا تھا۔

پورچ میں گاڑی پر ہادی کسی سے بات کر رہا تھا جب اس کا دھیان اپنی طرف آتی آئرہ پر گیا۔ ہادی کچھ لمحوں تک بھول گیا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ وہ فرصت سے اس کا جائزہ لینے لگا تھا۔

ریڈ کلر کی شارٹ فراک کے نیچے مہرون کلر کا ٹرائوزر پہنے، ریڈ ڈوپٹے کو دائیں کندھے پر لٹکائے، بائیں طرف بالوں کو کندھے پر ڈالے، دودھیا رنگت پر بے نام سا میک اپ کئے، لبوں کو سرخ رنگ کی لپ اسٹک سے سجائے وہ سادگی میں بھی اسے اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی۔ ہادی کا سکتہ تب ٹوٹا تھا جب آئرہ نے اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجا کر اسے چلنے کا کہا تھا۔

" چلیں۔"

اس کی آواز پر ہادی حواس میں واپس آیا تھا۔

" کس سے پوچھ کر تم اتنا سج سنور کر آئی ہو؟"

ہادی کی بے تکی بات پر آئرہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

" میجر شاید آپ نے ہی مجھے اسے دن تیار ہونے کا کہا تھا اور جتنا تیار ہونا مجھے آتا ہے اتنا ہی ہوئی ہوں۔"

" ابھی کے ابھی یہ لپ اسٹک ریموو کرو۔"

ہادی کی نظریں بار بار اس کے چہرے کے نقوش کو چھونے کی گستاخی کر رہی تھیں۔ اور لبوں پر سجا رنگ وہ چاہ کر بھی اسے دیکھنے سے گریز نہیں برت پا رہا تھا۔

" پہلی دفعہ ہی لگائی ہے میں نے اور میں ریموو تو بالکل نہیں کر رہی۔"

آئرہ اسے گھور کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی ہادی نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔ خود کو کنٹرول کرتے ہوئے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔ اور ایک نظر آئرہ کو دیکھا جو مکمل لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

ہادی نے آئرہ کے دائیں بازو کو پکڑ کو اپنی طرف کھینچا۔ آئرہ جو اس افتاد کے لئے بالکل تیار نہیں تھی سیدھا اس کے سینے سے آ لگی تھی۔ بلیک ڈریس پینٹ پر سفید شرٹ پہنے وہ مقابل کی دھڑکن کو پہلے ہی منتشر کر چکا تھا لیکن اب اتنی قربت پر وہ واقعی اس کے حواسوں پر سوار ہو رہا تھا۔ آئرہ نے بایاں ہاتھ اس کے عین دل کے مقام پر رکھ کر اس کی دھڑکن کو محسوس کرنا چاہا لیکن مایوس ہو گئی کیونکہ وہ بالکل نارمل تھی۔ ہادی نے بنا کسی تاخیر کے ڈیش بورڈ پر پڑے ٹشو کے ڈبے سے دو تین ٹشو نکالے اور اس کے لبوں پر سجے رنگ کو بے دردی سے مٹا دیا۔ آئرہ نے اس کے اس قدر شدید عمل کو شاک کی کیفیت میں دیکھا تھا۔

"آئندہ ایک دفعہ میں ہی بات مان لینا مسز ورنہ انجام برا ہو گا۔"

ہادی نے اس طریقے سے اس کے لبوں سے لپ اسٹک کا نشان مٹایا تھا کہ اس کے گلابی لبوں پر وہ ہلکا سا رنگ چھوڑ کر انہیں مزید دلکش بنا گیا تھا۔ ہادی نے اسے گھورا تھا۔ جو نم آنکھوں سے اس ظالم کو دیکھ رہی تھی۔

"یو نو واٹ میجر آپ اس دنیا میں ہر کسی سے محبت کر سکتے ہیں سوائے آئرہ شاہ سے۔"

آئرہ یہ بول کر پیچھے ہونے لگی تھی جب مقابل کی گرفت اس کے بازو پر مضبوط ہو گئی تھی۔

"آئرہ شاہ نہیں مسز ہادی اور یقیناً تم نے درست کہا میں ہر کسی سے محبت کر سکتا ہوں لیکن تم سے نہیں۔"

یہ بول کر اس نے آئرہ کی آنکھوں میں دیکھا جہاں بے یقینی تھی تاسف تھا۔ ہادی جھکا اور اس کی بے یقین آنکھوں پر اپنے لبوں سے یقین کی مہر ثبت کرتے ہوئے مقابل کو ساکت چھوڑ گیا تھا۔ آئرہ کا چہرہ ایک پل میں گلنار ہوا تھا۔ پلکیں حیا کے بوجھ سے لرز اٹھی تھیں۔ لبوں پر کپکپاہٹ آئی تو ہادی نے اسے دیکھا اور ایک لمحے سے پہلے چھوڑا۔

آئرہ اس کے رد عمل پر ایک بار پھر سے بے یقین ہوئی تھی۔ کیا تھا وہ شخص یہ آئرہ کو کم از کم سمجھ آنا دنیا کا مشکل کام لگ رہا تھا۔

ہادی نے بنا اس کی طرف دیکھے گاڑی سٹارٹ کر دی جبکہ آئرہ بھی خود کو کمپوز کرتے ہوئے ونڈو سے باہر رات کی خاموشی کو محسوس کرنے لگی۔ ایک خلیج تھی ان کے رشتے میں جسے پار کرنا شاید دونوں کو مشکل لگتا تھا۔ وقت تو دونوں کو ایک دوسرے کا احساس دلا رہا تھا لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا جو وہ دور کھڑے ان دونوں کی دوری پر مسکرا رہی تھی۔

گمان میں چھوڑ کر مجھ کو

اے دل!

وہ امید کسی اور کی بن گیا۔

(کرن رفیق)

کمرے میں گونجتی سسکیوں کی آواز جو رات کی تنہائی کو جھنجھوڑ رہی تھی جبکہ خاموشی بار بار اس پری پیکر کا چہرہ دیکھ ہی تھی جسے بنا بات کے سزا دی جاتی تھی۔ ادیبہ نے ایک دم سے کروٹ بدل کر دیکھا تو عابیہ کے لرزتے جسم کو دیکھ کر وہ پریشانی سے اٹھ بیٹھی اور جلدی سے کمرے کی لائٹ آن کی تھی۔

"عاب میری جان کیا ہوا ہے؟"

ادیبہ اسے روتے دیکھ کر اسے اپنے حصار میں لے کر بولی۔ عابیہ کے رونے میں شدت آ گئی تھی۔ وہ ہچکولے لیتے وجود کو سنبھالتے ہوئے اس کے حصار میں بکھرتی جا رہی تھی۔

"آپی۔۔ آپی۔۔ قسم سے میں اسے نہیں جانتی۔۔ میں نہیں جانتی وہ لڑکا کیوں ایسے کرتا ہے؟ اور ارحم کو بھی مجھ پر یقین نہیں ہے۔ ابو کے سامنے بھی اس نے کتنی بدتمیزی سے بات کی لیکن ابو نے ارحم کو کچھ کہنے کی بجائے ہمیشہ کی طرح مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔ آپی کیوں کرتے ہیں ابو ایسے؟"

وہ سراپا سوال بنی ادیبہ کی آنکھیں بھی نم کر گئی تھی۔

"میری جان تم جانتی تو ہو ابو تم سے کتنا پیار کرتے ہیں ہاں کبھی کبھی بس کچھ ٹینشن کی وجہ سے وہ ایسے کر جاتے ہیں۔"

ادیبہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ اس نے سر اٹھا کر ادیبہ کا چہرہ دیکھا تو ادیبہ نظریں چرا گئی۔

"بچپن سے لے کر اب تک میں نے کبھی ان کے سامنے کچھ نہیں کہا لیکن آپی انہوں نے کبھی آپ کی طرح مجھے اپنے سینے سے نہیں لگایا کبھی میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے باپ کی شفقت کا احساس نہیں دلایا۔ کیا میں انسان نہیں ہوں؟ آج بھی کتنی بے دردی سے سب کے سامنے مجھ پر ہاتھ اٹھایا اور دادا ابو نے بھی کچھ نہیں کہا انہیں۔ کیوں آپی کیا میں اس گھر کی بیٹی نہیں ہوں؟"

عابیہ کے سوالوں کا ادیبہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ تو خود بچپن سے اس کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کی وجہ ڈھونڈ رہی تھی لیکن شاید وہ بھی وجہ نہیں جان سکی تھی۔

"عاب میری جان ایسا کچھ نہیں ہے تم جانتی تو ہو ابو کو۔۔ بس دادا ابو کی طبیعت کی وجہ سے وہ ایسا ری ایکٹ کر جاتے ہیں۔ تم دیکھنا اب صبح ہی مجھے بولیں گے کہ میری طرف سے عاب کو شاپنگ کروالانا اور اچھا سا ڈنر بھی کروالانا۔"

ادیبہ کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔ واقعی ہی ایسا تھا۔ شہروز ملک کی طبیعت ایسی ہی تھی۔ وہ سخت تھے تو نرمی بھی ان کے اندر بلا کی تھی۔

"جانتی ہوں آپی۔۔ اسی لئے دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتی ہوں ان سے۔"

عابیہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ اس کے لہجے میں شہروز ملک کے لئے محبت ہی محبت تھی۔ ادیبہ نے مسکرا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور دو تین ادھر ادھر کی باتیں کر کے اسے سلا کر سو گئی۔ کمرے سے باہر کھڑا وجود خاموشی سے ان کی باتیں سن کر واپس پلٹ گیا تھا۔

"ملک صاحب آپ کہاں گئے تھے اتنی رات کو؟"

نازش بیگم جو شہروز ملک کے بیوی کے عہدے پر فائز تھیں ان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر موندیں آنکھوں کو کھول کر بولیں۔

"نازش مجھے لگتا ہے بابا کی وجہ سے میں عاب کے ساتھ بہت زیادتی کر جاتا ہوں۔"

شہروز ملک کی بات پر نازش نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔

"وہ ہماری بیٹی ہے ملک صاحب اور سمجھتی ہے بابا کے رویے کو اسی لئے تو چپ رہتی ہے۔ دیکھ لیجئے گا صبح بالکل ٹھیک ہو گی۔ اب آپ بھی سو جائیں۔"

نازش بیگم انہیں پر سکون مرتے ہوئے خود کروٹ بدل کر سو گئی تھیں جبکہ شہروز ملک ماضی میں کھوئے اس تاریک رات کو یاد کر رہے تھے جس نے ان کے گھر کی زندگی بدل دی تھی۔

پیاس سے اس کے لبوں پر خشکی آ رہی تھی۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ اچانک اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا تھا۔ اندھیرے کو دیکھتے ہی اس کی چیخیں بلند ہو گئی تھیں۔ وہ اونچی آواز میں چیخنا شروع ہو گئی تھی۔ پسینہ سے اس کا سارا جسم شرابور تھا۔ سانسوں کی روانگی معمول سے ہٹ چکی تھی۔ اس کی چیخوں کی آواز سن کر جلدی سے کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوا اور لائٹ آن کی تھی۔ سامنے لرزتا شمائل کا وجود ڈھا ڈھیر کو تشویش میں مبتلا کر گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھتا آمنہ شاہ بھی نیچے سے اس کی آوازیں سن کر اوپر آ گئی تھیں۔ علی شاہ بھی ان

کے ہمراہ تھے۔ آمنہ شاہ نے آگے بڑھ کر شمائل کو گلے لگایا جو مسلسل چیخ رہی تھی اور روئے جا رہی تھی۔ ھادہیر نے نا سمجھی سے اس کی حالت کو دیکھا تھا۔

"مانو سب ٹھیک ہے دیکھو میں یہاں ہوں تمہارے پاس۔۔مانو۔۔بات سنو۔۔دیکھو ہم سب یہاں ہیں۔"

آمنہ شاہ اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے نرمی سے بولیں اس نے آنکھیں کھول کر آمنہ شاہ کو دیکھا اور پھر رونا شروع کر دیا۔

"اماں سائیں وہ۔۔وہ۔۔وہاں پر کوئی تھا۔"

شمائل کی لرزتی آواز پر ھادہیر نے اس کو گھورا کیونکہ اس کے گھر کی سیکیورٹی اس نے ایسی پلان کی تھی کہ کسی کا بھی وجود اس کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

"ھاد جلدی سے پانی لے کر آئو۔"

آمنہ شاہ کی آواز پر وہ پانی لینے چلا گیا جب واپس آیا تو وہ کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔ آمنہ شاہ اسے کوئی دوائی کھلا رہی تھیں۔ ھادہیر ابھی بھی صورتحال سمجھنے سے قاصر تھا۔

"اچھا اب میں یہیں ہوں اپنی مانو کے پاس آپ چلیں جائے اور جا کر سو جائیں شاہ جی آپ کی ہوتی بالکل ٹھیک ہے اب۔"

آمنہ شاہ اس کا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے بولیں۔ علی شاہ نے نم آنکھوں سے شمائل کو دیکھا اور پھر اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے وہ کمرے سے باہر چلے گئے ھادہیر بھی ان کے پیچھے ہی کمرے سے نکل گیا۔

"بابا سائیں کیا ہوا ہے شمائل کو سب ٹھیک ہے؟"

ھادہیر علی شاہ کے ساتھ سڑھیاں اترتے ہوئے سنجیدہ نظروں کو ان کے چہرے پر گاڑھے پوچھنے لگا۔

"اسے فوبیا ہے اندھیرے سے۔۔ بچپن سے ہی اس کی حالت اندھیرے میں یہی ہو جاتی ہے مجھے لگتا ہے ابھی شاید اس کے کمرے کی لائٹ آف تھی جس کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی ہے۔"

علی شاہ کی بات پر ھادہیر کو یاد آیا تھا کہ اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اسی نے شمائل کے کمرے کی لائٹ آف کی تھی کیونکہ اسے لگ رہا تھا شمائل آف کرنا بھول گئی ہے شاید۔ لیکن اب وہ شرمندہ تھا اپنی انجانے میں کی گئی غلطی پر۔

"بابا سائیں کیا یہ صرف فوبیا ہے مجھے تو کچھ اور ہی لگتا ہے جیسے کوئی پینک اٹیک تھا معمولی سا۔"

ھادہیر کی بات پر علی شاہ نم آنکھوں سے مسکرائے تھے۔

"یہ ڈر بچپن سے اس کے ساتھ ہے ھاد اور اسی ڈر کو کم کرنے کے لیے عشال نے اسے یہاں بھیجا ہے۔"

"لیکن چھوٹی ماما کو معلوم ہے کہ اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے تو پھر ان کو اسے کسی سائیکاٹریس کو دکھانا چاہیے تھا۔"

ھادہیر کے مشورے پر علی شاہ نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"بہت مشکل سے وہ زندگی کی طرف واپس آئی ہے ھاد اور ہم نہیں چاہتے ڈاکٹر اسے مزید پاگل کر دیں۔"

علی شاہ یہ بول کر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے جبکہ ھادہیر نے الجھن سے ان کی پشت کو دیکھا تھا۔ اور پھر سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

رات کے تقریباً دس بج چکے تھے جب ہادی اور آئرہ کی واپسی ہوئی تھی۔ گاڑی پورچ میں روک کر وہ آئرہ کی جانب مڑا تھا جو سیٹ بیلٹ اتار رہی تھی۔

"تم میرے جانے کے بعد بڑی ماما کا خیال رکھنا کیونکہ میری واپسی مقرر نہیں ہے۔"

ہادی کے نرم لہجے پر آئرہ کا دل پگھلا تھا مگر اس کے الفاظ دل میں جیسے خنجر کی طرح پیوست ہوئے تھے۔ آئرہ نے اس کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں امید لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ جانتے ہیں میجر یہ میرے بس میں نہیں ہے۔ میں چاہ کر بھی ان کے پاس نہیں جا سکتی۔ مجھے وہ وقت دوبارہ سے یاد آنا شروع ہو جاتا ہے اور میری نفرت ان کے لئے مزید بڑھ جاتی ہے۔"

آئرہ کے لہجے میں بے بسی تھی۔ ہادی کی پیشانی پر یکلخت ان گنت بلوں نے اپنی جگہ بنائی تھی۔ مطلب نرمی سے بات ماننا تو آئرہ شاہ نے سیکھا نہیں تھا۔

"تو ٹھیک ہے میں اس بار ان کے لئے کوئی خیال رکھنے والی لے کر آئوں گا۔ تا کہ تم جیسی بے حس انسان سے مجھے دوبارہ یہ بات کہنی نہ پڑے۔"

ہادی کی بات پر آئرہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے نا میجر۔"

آئرہ کا لہجہ شکست لے چکا تھا۔ جتنا بھی بے نیاز وہ خود کو ظاہر کر لیتی لیکن محبت کی تقسیم کسی صورت برداشت نہیں تھی اسے۔ وہ امید کے جگنو آنکھوں میں سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں ایسا کر سکتا ہوں مسز اس بات کی اجازت تو اسلام بھی مجھے دے چکا ہے۔"

"اسلام اجازت دے چکا ہے تو کیا ہوا میری محبت آپ کو اجازت نہیں دے گی یہ کرنے کی سنا آپ نے۔"

آئرہ کے ہاتھ اس کے گریبان پر جا پہنچے تھے۔ ہادی نے حیرانگی سے اس کا ردعمل اور اس کے لفظوں پر غور کیا تھا۔ پہلی بار وہ اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی ہادی کے سامنے لیکن وہ بے حس بن چکا تھا۔

"تو ٹھیک ہے ڈیل کرتے ہیں تم بڑی ماما کا خیال رکھو جیسے ہی وہ ٹھیک ہو جائیں گی تمہاری محبت کو سود سمیت واپس لوٹا دوں گا اور اگر ایسا نہیں کر سکتی تو یہ کھوکھلے دعوے بھی مت کرو کہ محبت کرتی ہوں فلاں فلاں۔"

ہادی کی بات پر آئرہ مسکرائی تھی۔اس کی مسکراہٹ اس کے دکھ کو واضح کر رہی تھی۔

"محبت کو سود سمیت کیسے لوٹائیں گے آپ؟ جب محبت کے میم سے ہی واقف نہیں ہیں آپ؟"

آئرہ یہ بول کر گاڑی سے اتر گئی جبکہ ہادی جلدی سے گاڑی لاک کرتے اس کے پیچھے آیا تھا۔

"محبت کے میم سے واقف ہونا کون چاہتا ہے بس تمہیں تمہاری محبت لوٹا کر اپنا وعدہ پورا کروں گا۔"

ہادی نے جیسے اس کے پاکیزہ جذبوں کو ایک پل میں دفن کیا تھا آئرہ کے چلتے قدموں کو وہ ساکت کر گیا تھا۔ آئرہ نے نم آنکھوں سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"یو نو واٹ میجر جب جب مجھے لگتا ہے آپ اچھے انسان ہیں آپ اپنا مقام اپنے لفظوں سے پہلے سے بھی گرا دیتے ہیں۔اب مجھے خود پر افسوس ہوتا ہے جس نے محبت بھی کی تو پتھر دل انسان سے۔"

"ہاں کیونکہ تم مجھے مجبور کرتی ہو اس مقام سے گرنے پر۔۔ خیر اب بولو ڈیل ڈن سمجھوں؟"

ہادی بنا تاثر لہجے سے آئرہ کی نم آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ آئرہ نے اسے گھورا تھا۔

"ہار جائیں گے آپ وہ بھی برے طریقے سے۔"

"ایک فوجی کبھی نہیں ہارتا وہ آخری سانس تک لڑتا ہے مسز۔"

ہادی تھوڑا سا جھک کر مسکرایا تھا۔اور پھر پلٹ کر لائونج کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"فوجی نہیں ہار سکتا لیکن ایک شوہر ہار جائے گا۔"

آئرہ کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔ گالوں پر پڑنے والے ڈمپل گہرے ہوئے تھے۔وہ پلٹ کر مقابل کو خوش فہم نہیں کرنا چاہتا تھا۔اسی لئے وہ مڑے بغیر ہی رک کر بولا تھا۔

"ایک ماہ بعد جو جیتا وہ مقابل کی ہر شرط مانے گا۔"

ہادی یہ بول کر اندر کی جانب چلا گیا جبکہ آئرہ اس کی پشت کو گھورتی رہ گئی۔

"کھڑوس، اڑیل، اور دنیا کے دیگر ایسے الفاظ بھی آپ کی شان میں کم ہیں جو ایک سڑیل انسان کی نمائندگی کرتے ہیں۔"

آئرہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے ہی گھر کے اندر چلی گئی تھی۔

اگلی صبح سب ناشتہ کر رہے تھے۔ چونکہ آج اتوار تھا اس لئے سب ہی تھوڑا لیٹ اٹھے تھے لیکن حمین کچھ زیادہ ہی لیٹ تھا۔ سب ناشتہ کر رہے تھے جب وہ تقریبا بھاگتے ہوئے اپنی جگہ پر آکر براجمان ہوا تھا۔

"گڈ مارننگ۔"

حمین کی آواز پر حازم سمیت سب نے اسے گھورا تھا۔ حمین نے گڑبڑاتے ہوئے اپنے لفظوں کو واپس لیا تھا اور معذرت کرتے ہوئے سب کو سلام کیا تھا۔

"سوری غلطی لگ گئی۔ اسلام علیکم سب کو۔"

"لیٹ کیوں آئے ناشتے پر؟"

ہادی نے اسے گھور کر پوچھا۔

"کم آن بھائی اب آپ خود تو رات کو انجوائے کرتے ہوئے لیٹ گھر آئے تھے اور میں تو بس ایک چھوٹی سی فلم دیکھ رہا تھا۔"

حمین منمناتے ہوئے بولا۔ جبکہ اس کی بات پر آئرہ نے اسے گھورا تھا۔

"حمین تمہیں پیسے کیوں چاہیے تھے؟"

حازم شاہ نے چھری کانٹے سے آملیٹ کو کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ڈیڈ کچھ شاپنگ کرنی ہے۔"

"کتنے پیسے چاہیے تمہیں؟"

حازم شاہ نے اب سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"ویسے تو آپ اپنی مرضی سے بھی دے سکتے ہیں لیکن فلحال ایک ہزار کم ایک لاکھ روپے۔"

حمین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ اس کی بات پر ہادی نے اسے گھورا۔

"تم اتنے پیسوں کی شاپنگ کرو گے؟"

ہادی کی بات پر حمین نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔

"عشال تم کل رات بول رہی تھی تمہیں کچھ شاپنگ کرنی ہے تو چلو آج ہم سب اور حمین شاپنگ پر چلیں گے۔ اور آئرہ کو بھی جس چیز کی ضرورت ہو پوچھ لو کیونکہ اس نے پوچھنے سے پہلے ساتھ جانے سے انکار کر دینا ہے۔"

حازم کی بات پر حمین جو جوس پی رہا تھا زور زور سے کھانسنے لگا۔ جبکہ آئرہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر روکا تھا۔

"ڈیڈ مجھے آج دوستوں کے ساتھ باہر جانا ہے آپ لوگ کر آئیں شاپنگ میں کل کر آئوں گا۔"

حمین کی بات پر ہادی نے دایاں آبرو اچکا کر اسے دیکھا تو حمین نے گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"تم ہمارے ساتھ ہی جا رہے ہو حمین شاہ ورنہ دوسری صورت میں کوئی پیسے نہیں ملیں گے۔"

حازم اسے گھورتے بول کر ڈائینگ ٹیبل پر سے اٹھ گئے تھے۔ جبکہ حمین منہ بسورتے ہوئے شمائل کو دیکھنے لگا جو مسکرا کر کندھے اچکا گئی تھیں۔

"ویسے تمہاری پکڑ اچھی خاصی ہو جاتی ہے ہنی۔"

آئرہ ہنستے ہوئے بولی تو حمین نے مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

"بی جے اٹس ناٹ فئیر۔"

"ہاہاہاہا۔۔۔ ہنی فیئر ہی ہے تم کتنے کیوٹ لگ رہے ہو ایسے منہ بناتے ہوئے۔"
آئرہ کی ہنسی پر ہادی اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔
"عارو بچے پھر تم جا رہی ہو ہمارے ساتھ یا تمہارے پاپا کا اندازہ ٹھیک ہے کہ تم نہیں جاؤ گی؟"
عشال شاہ نے مسکراتے ہوئے آئرہ سے پوچھا آئرہ نے ایک نظر ہادی کو دیکھا جو بنا تاثر اسے دیکھ رہا تھا۔
"نہیں ماما میں نہیں جا رہی اور ہاں میرے لئے دو آف وائیٹ اور بلیک ڈریس لے آیئے گا۔"
آئرہ نے مسکرا کر عشال شاہ کو جواب دیا تھا۔
"ٹھیک ہے گڑیا جیسے تمہاری مرضی ہاں ہادی تم شام تک گھر پر ہی رہنا کیونکہ آزفہ گھر پر اکیلی ہو گی۔"
عشال شاہ نے آئرہ کو جواب دیتے ہوئے ہادی سے کہا تو ہادی نے آئرہ کو دیکھا شاید وہ منتظر تھا کچھ لفظوں کا جو اسے تسلی اور باقیوں کو خوشی دے سکتے تھے۔ آئرہ نے ایک نظر ہادی کو کو دیکھا جو آنکھوں میں امید کا تاثر لئے اسے دیکھ رہا تھا۔
"ماما میجر نے آج ڈیوٹی پر واپس جانا ہے اور میری ڈیوٹی بھی رات کی ہی ہوتی تو میں ان کا خیال رکھ لوں گی۔"
آئرہ نے سپاٹ چہرے سے عشال کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ہادی کی آنکھوں میں ایک چمک آئی تھی۔ عشال اور حمین نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔
"آئرہ کیا جو میں نے ابھی سنا وہ سچ تھا مطلب تم واقعی آزفہ کا خیال رکھوں گی نا؟"
عشال شاہ اب بھی بے یقین تھیں۔
"جی ماما۔"
ضبط کے مراحل سے گزرتے ہوئے وہ بمشکل مسکرائی تھی۔ عشال شاہ نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"میں بتا نہیں سکتی مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے تم نے اسے معاف کر دیا اور۔۔۔"

"ایم سوری ماما لیکن میرا ظرف اتنا بڑا نہیں ہے کہ میں ان کو معاف کر دوں ماں ہیں میری وہ بدقسمتی سے اب منہ تو نہیں موڑ سکتی نا۔"

آئزہ کے سخت الفاظ وہاں موجود سب نفوس کو شاکڈ کر گئے تھے۔ ہادی نے لب بھینچ کر اسے دیکھا تھا۔ جبکہ حمین نے مسکرا کر آئزہ کو دیکھا۔

"بی جے جہاں پرواہ اور محبت ہوتی ہے رشتے وہی جڑے رہتے ہیں چاہے جتنی بھی غلط فہمیاں کسی رشتے میں آئیں جو ازل سے آپ سے جڑا ہے وہ کوئی آپ سے الگ نہیں کر سکتا آپ خود بھی نہیں۔"

حمین یہ بول کر اپنی جگہ سے اٹھ کر سڑھیوں کی طرف چلا گیا تھا۔ اسے بھی یقینا آئزہ کا یہ رویہ آزفہ کے ساتھ بالکل پسند نہیں آتا تھا۔ ہادی بھی ایک نظر آئزہ کو دیکھ کر اٹھ گیا جبکہ عشال نے مسکرا کر آئزہ کو اپنے حصار میں لیا وہ جانتی تھیں کہ آئزہ بہت جلد اپنی ماں کو اپنی محبت اور توجہ سے زندگی کہ طرف واپس لے آئے گی۔ آئزہ نے بمشکل اپنے آنسوئوں کو پلکوں کے باڑ پھلانگنے سے روکا ہوا تھا۔ قسمت شاید واقعی اس بار اسے اس کی خوشیاں لوٹانے والی تھی۔

وہ سڑھیاں اتر کر نیچے آ رہا تھا جب سامنے ہی ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی شائل پر ھادھیر کی نظر پڑی وہ مسکراتے ہوئے آمنہ شاہ کے ہاتھ سے بریڈ کے نوالے منہ میں لے رہی تھی۔ ھادھیر نے اس کی پشت کو گھورا تھا۔ اور پھر سب کو سلام کرتے ہوئے علی شاہ کے ساتھ دائیں طرف شائل کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"اسلام علیکم۔"

ھادھیر کی آواز پر شائل بھی مسکرا کر اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

"وعلیکم اسلام ھاد بھائی۔"

شمائل کی پر جوش آواز پر وہ سختی سے لب بھینچ گیا تھا۔ علی شاہ نے مسکرا کر شمائل کو دیکھا تھا۔

"دو بھائی کم پڑ رہے ہیں نا اس کو جو مجھے بھی بھائی بنانے پر تلی ہے۔"

ھادہیر بڑبڑاتے ہوئے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اماں سائیں آپ کو معلوم ہے ماما آئرہ آپی کو ایسے تب ناشتہ کرواتی ہیں جب وہ ناراض ہوتی ہیں یا اپ سیٹ ہوتی ہیں۔"

شمائل مسکرا کر آمنہ شاہ کو دیکھ رہی تھی اور اس کی مسکراہٹ ھادہیر کو زہر سے زیادہ بری لگ رہی تھی۔

"اچھا اماں سائیں میرا ناشتہ ہو گیا میں یونیورسٹی کے لئے نکل رہا ہوں۔"

ھادہیر یہ بول کر لائونج میں آیا جب شمائل کی بات پر اس کے ہاتھ تھمے تھے۔

"اماں سائیں ڈیڈ نے بولا تھا میں یہاں بھی یونیورسٹی جائوں گی تو میں کب سے جائوں گی یونیورسٹی؟"

"کیا تم یہاں پڑھنے آئی ہو؟"

ھادہیر نے پلٹ کر شمائل سے پوچھا تھا۔ آمنہ شاہ اور علی شاہ نے حیرانگی سے اس کا ردعمل دیکھا تھا۔

"ہاں حازم نے مانو کی مائیگریشن تمہاری یونیورسٹی میں کروادی ہے اور اب چند مہینوں کی پڑھائی وہ ضائع تو نہیں کرے گی نا؟ یہاں ہی اب وہ اپنی گریجویشن مکمل کرے گی۔"

شمائل کے بولنے سے پہلے ہی آمنہ شاہ نے اسے تفصیل سے جواب دیا۔

"لیکن اماں سائیں آپ جانتی ہیں یہاں کا ماحول پاکستان کے ماحول سے بالکل مختلف ہے۔"

ھادہیر نے جیسے احتجاج کیا تھا۔

"یہ اس کے باپ کا فیصلہ ہے ھاد اور تمہیں اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔"

علی شاہ کے دوٹوک جواب پر وہ لب بھینچ کر اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے انہیں خدا حافظ بول کر فلیٹ سے باہر آ گیا تھا۔ جب اس کے موبائل پر علی کے نام سے کال آنے لگی۔ ھادھیر نے بنا کسی تاخیر کے کال ریسیو کی تھی۔

"ہاں ہیلو علی۔۔ کیا تم سچ بول رہے ہو؟ چلو تم اس کی ایکٹیویٹیز پر نظر رکھو میں اسے جانوروں سے بدتر موت دوں گا۔"

یہ بولتے ہی اس نے سرخ آنکھوں سے جیسے اپنے ضبط کو آزمایا تھا۔ اور موبائل آف کر کے دوسرے ہاتھ میں اچھالا تھا۔

"سو اٹس اِچ ایس ٹرن مسٹر ولیم۔

بی ریڈی فار مائے ریوینج۔"

ایک جنون سا تھا اس کی بڑبڑاہٹ میں۔ سب کچھ تہس نہس کرنے کا جنون۔ آنکھوں کی سرخی اور بھینچے لبوں سے وہ خالی سڑک کو دیکھ رہا تھا۔ ایک وحشت تھی اس کے اندر جسے وہ پچھلے اٹھارہ سالوں سے نکالنا چاہتا تھا اور یہ وحشت اب کیسا طوفان لانے والی تھی یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن شاید اب اس کی ویرانی ولیم کو موت سے بدتر زندگی کی طرف کے جانے والی تھی۔

"موم دس از ناٹ فیئر ڈیڈ مجھے کچھ بھی خریدنے نہیں دے رہے۔ سب کچھ اپنی مرضی کا لے رہے ہیں جیسے اسے استعمال بھی انہوں نے ہی کرنا ہے۔"

وہ اسلام آباد کے شاپنگ مال سینٹورس میں شاپنگ کے لئے آئے تھے۔ جہاں عشال اور حمین ایک شاپ پر تھے جبکہ حازم کسی کی کال سننے کے لئے شاپ سے باہر کھڑا تھا۔

"کیونکہ وہ جانتے ہیں تمہیں ان کی پسند کی شاپنگ ہی اچھی لگے گی اپنی پسند کی تو تم ایک دفعہ پہن کر ہی رکھ دو گے۔"

عشال نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا۔ اتفاق تھا یا کچھ اور ادیبہ اور عابیہ بھی اسی شاپنگ مال میں اسی شاپ پر آگئی تھیں۔ حمین کی نظر جیسے ہی عابیہ پر پڑی وہ جلدی سے حازم شاہ کو دیکھنے لگا جو شاپ سے باہر ہی تھے۔ حمین نے عشال کا ہاتھ پکڑا اور بولا۔

"موم بس چلیں وہ سامنے والی شاپ سے ہم لوگ کچھ خریدتے ہیں یہاں تو کچھ اچھا نہیں ہے۔"

"رک جاؤ ہنی یہاں ہم عارو کی شاپنگ کے لئے آئے ہیں اور اس کے لئے یہیں سے پسند کرنے دو مجھے کچھ۔"

عشال اسے گھور کر بولی۔ جبکہ حمین کی نظریں عابیہ کی طرف اٹھی تھیں جو ایک سٹیچو کے پاس کھڑی پنک کلر کے ڈریس کو کافی ستائش سے دیکھ رہی تھی۔

"حمین بیٹا نکل لے یہاں سے کیونکہ تیری چھٹی حس تجھے کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے دلا رہی ہے۔"

حمین بڑبڑاتے ہوئے شاپ سے نکلنے لگا۔ اس کا دھیان عابیہ کی طرف تھا جب وہ ایک سٹیچو سے ٹکرا گیا۔ ٹکر اتنی شدید تھی کہ سٹیچو نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔ اب شاپ میں موجود سب کی توجہ اس پر آگئی تھی۔ عشال نے گھور کر اسے دیکھا جبکہ حازم شاہ نے کال ڈراپ کر کے اندر قدم رکھے اور سامنے کا نظارہ انہیں غصہ دلا گیا۔

"واٹ از دس ہنی؟"

حازم شاہ کی سنجیدہ مگر دھیمی آواز پر وہ پلٹ کر اپنے باپ کو دیکھنے لگا جو اس وقت غصے سے اسی دیکھ رہے تھے۔

"ڈیڈ وہ جان بوجھ کر نہیں کیا غلطی سے ٹوٹ گیا۔"

حمین نے معصومیت سے جواب دیا۔

"آنکھیں کھول کر چلا کرو تم۔"

حازم شاہ نے اسے وہیں ڈانٹ پلائی تھی۔ اور شاپ کیپر کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ حمین نے عابیہ کو دیکھا جو مسکرا کر حمین کو دیکھ رہی تھی اور آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے قریب آ رہی تھی۔ چند قدموں کے فاصلے پر رک کر وہ حمین کو دیکھنے لگی جو اس وقت شاید اسے دیکھنے سے بھی گریز برت رہا تھا۔

"ہنی بے بی تم یہاں؟ واٹ آ سرپرائز؟

عابیہ کی اونچی اور پر جوش آواز پر حازم شاہ جو شاپ کیپر سے معذرت کرتے ہوئے ان کے نقصان کے بارے میں بات کر رہے تھے پلٹ کر دیکھنے لگے جبکہ عشال شاہ نے نا سمجھی سے اس لڑکی کو دیکھا تھا۔

"آپ کون بہن جی؟"

حمین معصومیت سے بولا تو عابیہ نے مسکرا کر اس کا بایاں ہاتھ پکڑا۔

"ہنی بے بی اب یہ تو مت بولو کہ میں کون؟ وہی جس سے رات کو تین بجے تک باتیں کرتے ہو وہی ہوں میں جس کو یونیورسٹی میں کلاسز بنک کر کے ڈیٹ پر لے جاتے ہو۔"

عابیہ کی بات پر حمین نے بے ساختہ اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا تھا۔ دونوں اسے گھور رہے تھے۔ بلکہ حازم شاہ کی پیشانی پر ان گنت بل اپنی جگہ بناتے جا رہے تھے۔ ادیبہ اپنے قہقہے کا گلا گھونٹ کر عابیہ کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

"ہنی کون ہے یہ لڑکی؟"

عشال شاہ نے سخت آواز میں پوچھا تو حمین نے اپنی ماں کو دیکھا اور کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب عابیہ کی آواز نے اس کی آواز کو اس کے گلے میں ہی دفن کر دیا تھا۔

"ہنی بے بی یہ تمہاری موم ہے نا؟ کتنی پیاری ہیں نا؟ اسلام علیکم آنٹی میں حمین کی گرل فرینڈ ہوں۔"

عابیہ کی بات پر حازم شاہ کا پارہ سوا نیزے پر پہنچ چکا تھا جبکہ حمین کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ اسے اب غصہ آ رہا تھا عابیہ پر لیکن وہ نکال نہیں سکتا تھا اپنے باپ کے سامنے ورنہ مقابل کی بولتی تو وہ اچھی خاصی بند کروا سکتا تھا۔

"ہنی۔"

عشال کی بے یقین آواز پر حمین نے عشال کو دیکھا۔ اور جلدی سے بولا۔

"موم ایسا کچھ نہیں ہے یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے۔"

حمین عشال شاہ کی طرف بڑھا تو عشال اسے گھور کر شاپ سے نکل گئیں جبکہ حازم شاہ بھی شاپ کیپر کا نقصان ادا کر کے شاپ سے نکل گئے تھے۔

"ڈیڈ۔"

حمین نے بے بسی سے انہیں پکارا تھا۔ عابیہ کے قہقہے پر وہ پلٹ کر اس کی طرف آیا تھا۔

"حمین شاہ کے بدلے کے لئے تیار رہنا مس ملک۔"

حمین سرخ آنکھوں سے یہ بول کر اپنے ماں باپ کے پیچھے گیا تھا جبکہ عابیہ ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو گئی تھی۔

"اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔۔ آپ نے دیکھا آپی کیسے بھیگی بلی بن کر اپنے ماں باپ کے پیچھے گیا ہے۔"

عابیہ ہنستے ہوئے بولی تو ادیبہ نے مسکرا کر اسے ہنستے ہوئے دیکھا۔

"لیکن عاب اگر اس نے کچھ الٹا کر دیا تو؟"

ادیبہ کو حمین کی دھمکی یاد آئی۔

"اوو ہو۔۔ آپی آپ اس گیدڑ کی دھمکیوں سے نہیں ڈریں اب مجھ سے پنگا لینے سے پہلے سو بار سوچے گا۔ کیا چھترول ہو گی آج اس کی اسکے باپ سے مزہ آجائے گا۔ چلیں ہم شاپنگ کرتے ہیں۔"

عابیہ اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے ہوئے ڈریسز دیکھنے میں مصروف ہو گئی تو ادیبہ بھی اسے ہنستے دیکھ کر اس کا ساتھ دینے لگی۔ قسمت بھی اس کے مسکراہٹ پر مسکرا اٹھی تھی کیونکہ واقعی اس کے گمان سے باہر تھا سب جو اب ہونے والا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ بڑی ماما کی میڈیسن کا وقت ہو گیا ہے؟"

ہادی آئرہ کو ڈھونڈتے ہوئے کیچن میں آیا اور اسے اپنی سوچوں میں گم دیکھا۔ ہادی کے ماتھے پر بل چمکے تو اس نے آئرہ کو گھورا جو کیچن میں شیلف کے پاس کھڑی اس کی موجودگی سے بے خبر تھی۔

اس کی آواز سن کر وہ چونکی تھی۔

ہادی اس کے بے خبری پر اسے گھورنے لگا۔

"کچھ کہا آپ نے؟"

آئرہ ہادی کی طرف دیکھ کر بولی۔

"بڑی ماما کی میڈیسن کا وقت ہو گیا ہے یہ ارشاد فرمایا ہے میں نے۔"

ہادی کی بات پر آئرہ نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور وہاں سے جانے لگی جب ہادی نے اس کی بے دھیانی کو نوٹ کرتے ہوئے اس کا بازو پکڑا اور اسے روکا۔ وہ غائب دماغی سے ہادی کو دیکھنے لگی۔

"دھیان کہاں ہے تمہارا؟"

ہادی کا لہجہ انتہا کی نرمی لئے ہوئے تھا۔ آئرہ نے اسے دیکھا اور مسکرائی۔

"آپ پر۔"

آئرہ کے جواب پر ہادی نے اسے گھورا۔

"بات کو ٹالنے کی کوشش مت کرو اور بتاؤ کیا بات ہے؟ کہیں ابھی سے تو ہار نہیں مان رہی تم؟"

ہادی نے جانچتی نگاہوں سے اس کا چہرہ پڑھنا چاہا لیکن ناکام ٹھہرا۔

"آپ کو جیتنا ہے مجھے ہر حال میں میجر کیونکہ آپ کی شکست ہی مجھے سب کچھ واپس دلا سکتی ہے۔"

آئرہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"اتنا اعتماد اچھا نہیں ہوتا۔"

"آپ کو کس نے کہا یہ اعتماد ہے؟ یہ تو بس میری پیشن گوئی ہے کہ آپ ہار جائیں گے۔ اعتماد تو رشتوں پر کیا جاتا ہے اس طرح ڈیلز میں نہیں۔"

آئرہ کی باتیں ہادی کو اس کی ٹینشن کا پتہ صاف دے رہی تھیں۔

"بتائو کیا پرابلم ہے جس کی وجہ سے بے مطلب باتیں کر رہی ہو؟"

ہادی کے صحیح اندازے پر آئرہ سختی سے لب بھینچ گئی تھی۔

"آپ کی بڑی ماما خود ہی ٹھیک نہیں ہونا چاہتیں۔۔۔ ان کی رپورٹس دیکھی ہیں میں نے آج۔۔ وہ جان بوجھ کر اپنی مینٹل ول پاور کو استعمال میں نہیں لا رہی۔ جب دماغی طور پر وہ ٹھیک نہیں ہونا چاہتیں تو فزیکلی میں ان کو ٹھیک کیسے کروں گی؟"

آئرہ سپاٹ چہرے سے بولی تو ہادی مسکرایا تھا۔ گالوں پر پڑنے والے ڈمپلز نے آئرہ کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی تو ہادی کے لفظوں نے اس کی یہ کوشش ناکام بنادی۔

"بڑی ماما کو دماغی طور بھی تمہیں ہی ٹھیک کرنا ہے ڈاکٹر آئرہ اور میرا نہیں خیال کہ حاطب حمدان شاہ کی بیٹی کو ہار ماننی چاہیے۔"

"اگر وہ ٹھیک نہ ہوئی تو؟"

آئرہ نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا۔

"ایک ڈاکٹر کبھی بھی مایوس یا ناامید نہیں ہوتا مسز۔"

ہادی کا نرم لہجہ اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہ خلاف معمول نارمل لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا۔

"میں انہیں ٹھیک کر لوں گی اللہ کی مدد سے۔"

آئرہ مسکراتے ہوئے بولی تو ہادی کا چہرہ ایک دم سے سنجیدہ ہو گیا۔

"دس منٹ لیٹ ہو چکی ہو مسز ان کو میڈیسن دینے میں اگر مزید لیٹ ہوئی تو ڈیل کینسل بھی ہو سکتی ہے۔"

وہ آئرہ کے چہرے کے نزدیک اپنا چہرہ کر کے ایک ہلکی سے پھونک اس کے چہرے پر مار کر اس کے بازو کو اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے کیچن سے چلا گیا تھا۔ وہ آئرہ کے لئے ایک سمجھ میں نہ آنے والا شخص تھا جو پل میں تولہ پل میں ماشا ہو جاتا تھا۔ کیا تھا وہ شخص ایک پہیلی یا جان بوجھ کر وہ ایسا رویہ رکھتا تھا۔

ماضی:

"ہادی۔۔۔ہادی۔ گر جائو گے آہستہ بھاگو۔"

پانچ سالہ ہادی قہقہ لگاتے ہوئے شاہ ہائوس کے لان میں بھاگ رہا تھا اور حاطب اس کے پیچھے تھا۔

"پاپا مجھے پکڑ کر دکھائیں آپ؟"

ہادی ہنستے ہوئے بولا اور پیچھے مڑ کر حاطب کو دیکھا۔

"ہادی سنبھل کر۔"

ابھی حاطب حمدان شاہ کے الفاظ منہ میں تھے جب ہادی کو سامنے پڑے پتھر سے ٹھوکر لگ گئی اور وہ ایک چیخ مار کر گرا تھا۔

"ماما۔"

حاطب بھاگتے ہوئے اس تک پہنچا تھا اور اس کے ہاتھ پائوں چیک کرنے لگا تھا۔ سب ٹھیک تھا بس ہادی شاہ کو واویلا مچانے کا کچھ ذیادہ ہی شوق تھا۔ حاطب نے مسکرا کر اس کے دونوں گالوں پر بوسہ دیا۔

"پاپا کا شیر بیٹا۔۔ کچھ نہیں ہوا اور اب آواز نکالنا بند کر دو ورنہ تمہارا ہٹلر باپ کل سے ہمیں کھیلنے نہیں دے گا۔"

ہادی نے اپنے مگرمچھ کے آنسو صاف کئے اور حاطب کو دیکھنے لگا۔

"پاپا ڈیڈ اتنے سڑیل کیوں ہیں؟"

ہادی کے معصومانہ سوال پر حاطب کا قہقہہ لان میں گونجا تھا اور حازم جو ابھی آفس سے واپس آیا تھا ان دونوں باپ بیٹے کے گفتگو باخوبی سن چکا تھا۔

"کیونکہ تمہارے ڈیڈ تمہارے پاپا کی طرح شیطانی کام بالکل نہیں کرتے۔"

حازم حاطب کو گھورتے ہوئے ہادی سے بولا۔

"شرم کیا کرو حازم شاہ میرے بیٹے کو میرے خلاف ورغلا رہے ہو؟"

حاطب نے مصنوعی تاسف سے کہا۔ حالانکہ جانتا تھا ہادی صرف حاطب کی بات مانتا ہے۔

"ہاں میں تو جیسے تمہارے بیٹے کا دشمن ہوں؟"

"حازم شاہ تم میرے بیٹے کے دشمن ہی ہو۔۔ کبھی جو اسے کھیلتے دیکھ لو تو ایسے لیکچر شروع کرتے ہو جیسے اس نے کسی کی لڑکی کو پٹا لیا ہو۔"

حاطب کی بات پر حازم شاہ نے اس کے دائیں کندھے پر ایک تھپڑ رسید کیا تھا۔

"گھٹیا انسان خبردار میرے بیٹے کو اپنے جیسا بنانے کا سوچا بھی تو۔"

"یہ میرا بیٹا ہے حازم شاہ اور اس کے دس بارہ افئیرز تو میں خود چلاؤں گا۔ باقی جتنے وہ چلانا چاہے۔"

حاطب مسکرا کر ہادی کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولا۔

"ہاں یہ اتنا مشہور ہو جائے گا کہ کل کو کوئی اپنی بیٹی نہیں دے گا اسے۔"

"تمہیں کس نے کہا کہ میرے بیٹے کو لڑکیوں کی کمی ہے۔ میرے بیٹے کی شادی میری گڑیا عارو سے ہو گی۔ کیوں بھئی پاپا کے شیر کرو گے نا شادی آئرہ سے اور رکھو گے نا اس کا خیال؟"

حاطب حازم کو جواب دیتے ہوئے آخر میں ہادی کو دیکھ کر بولا۔

ہادی نے مسکرا کر حاطب کی گردن کے گرد بازو حائل کئے اور بولا۔

"پاپا عارو کا میں خیال رکھوں گا اور وہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی۔"

"پرامس کرو۔"

حاطب نے حازم کو دیکھ کر ہادی کے آگے اپنا ہاتھ پھیلایا تو ہادی مسکرایا۔

"کل مجھے واٹر پارک جانا ہے اور ساتھ میں کھلونے بھی خریدنے ہیں۔"

ہادی کے مطالبے پر حازم شاہ کا قہقہ لان مین گونجا جبکہ حاطب نے اس کی بلیک میلنگ پر اسے گھورا۔

"واقعی تمہارا بیٹا ہے یہ حاطب شاہ تمہیں ٹکر دے گا یہ۔"

حازم ہنستے ہوئے بولا تو ہادی نے مسکرا کر حاطب کے دائیں گال پر بوسہ دیا۔

"پرامس پاپا عارو کا میں بہت خیال رکھوں گا اور سے اپنے کھلونے بھی دوں گا۔"

ہادی کی بات پر حاطب نے ایک بار پھر سے اس کے دونوں گال اپنے لبوں سے لگائے اور مسکراتے ہوئے حازم کو دیکھا۔

"حازم شاہ یہ حاطب شاہ کا بیٹا اور دیکھنا اپنا وعدہ ہر حال میں نبھائے گا۔"

حاطب کے لہجے میں ایک فخر تھا یقین تھا۔ جو حازم شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

حال:

"آئی پرامس ڈیڈ کے آپ سے کیا وعدہ ہادی شاہ ہر حال میں نبھائے گا۔"

ہادی اپنا سامان پیک کرتے ہوئے حاطب کی تصویر کو دیکھ کر بولا۔ اور پھر اس فریم کو بیگ میں رکھ کر زپ بند کرنے لگا کہ حازم شاہ کے چلانے کی آواز پر وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

"ڈیڈ آئی سوئیر میں اسے جانتا تک نہیں ہوں۔"

حمین حازم کے پیچھے ہی گھر کے لائونج میں داخل ہوا تھا۔ جب حازم شاہ نے پلٹ کر اسے گھورا اور ایک ذور دار تھپڑ اس کے دائیں گال پر رسید کیا۔ عشال نے بے ساختہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھا تھا۔ غصہ تو انہیں بھی تھا اس لئے سارے راستے انہوں نے حمین سے بات تک نہیں کی تھی۔ لیکن حازم شاہ کا ردعمل شدید تھا۔ ہادی جلدی سے سڑھیاں اتر کر حازم شاہ اور ہادی کے قریب آیا۔

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ ایڈیٹ۔۔ جانتا تھا میں کہ ایک نہ ایک دن تم ایسی حرکت کرو گے لیکن تمہاری ماں کو تم پر یقین تھا۔ اب دیکھ لو عشال اپنی تربیت کو۔"

حازم شاہ سرخ آنکھوں سے دونوں ماں بیٹے کو گھورتے ہوئے لائونج میں موجود صوفے پر جا بیٹھے تھے۔ اتنے میں آئرہ بھی آزفہ کے کمرے سے نکل کر باہر آگئی تھی۔ ہادی ناسمجھی سے سب کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ حمین اپنے گال پر ہاتھ رکھے اپنی ماں کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں ضبط سے سرخ ہوگئی تھیں۔ نمی باہر نکلنے کے لئے بے تاب تھی۔ وہ سر جھکا گیا تھا۔ عشال شاہ نے اس کے دیکھنے پر نظریں چرا لی تھیں۔

"ڈیڈ ہوا کیا ہے؟ کیا کیا ہے ہنی نے جس کی وجہ سے آپ نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہے؟"

ہادی نے آگے بڑھ کر حازم سے پوچھا۔

"پوچھو اس سے کیا گل کھلاتا پھر رہا ہے یہ گھٹیا انسان؟"

حازم شاہ کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔

"بھائی میں بڑے پاپا کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے کچھ نہیں کیا۔"

حمین بھرائے لہجے میں بول کر وہاں سے سڑھیوں کی طرف چلا گیا جبکہ ہادی نے اب اپنی ماں کو دیکھا تھا۔عشال شاہ نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے ہادی کو مال والا سارا واقعہ سنا دیا۔ہادی نے تاسف سے اپنے باپ کو دیکھا تھا۔

"ڈیڈ وہ لاابالی ضرور ہے شرارتی بھی ہے لیکن اتنا بھی ناسمجھ نہیں ہے کہ حرام رشتوں کے پیچھے بھاگتا پھرے۔ آپ کو اس پر نا سہی اپنی تربیت پر تو یقین رکھنا چاہیے۔افسوس ہوا مجھے آپ کا بے وجہ غصہ دیکھ کر۔اور ویسے بھی وہ سچ بول رہا ہے کیونکہ پاپا کہ قسم وہ کبھی بھی جھوٹی نہیں اٹھائے گا۔"

ہادی یہ بول کر وہاں سے سڑھیوں کی طرف حمین کے کمرے کی طرف گیا تھا۔جبکہ عشال شاہ نے حازم شاہ کو گھورا تھا۔

"ہر کسی کو اپنے جیسے سمجھنا بند کر دیں شاہ۔وہ آپ کی اولاد ضرور ہے لیکن تربیت اس کی میں نے کی ہے۔"

عشال شاہ کے الفاظ پر حازم شاہ نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔مطلب وہ ماضی کا طعنہ اسے دے گئی تھیں۔

عشال شاہ کے لفظوں پر وہ شرمندگی کے سمندر میں گر چکے تھے۔آئرہ ان دونوں سے نظریں چراتے ہوئے حمین کے کمرے کی طرف گئی تھی۔جبکہ عشال شاہ حازم شاہ کو دیکھے بغیر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں۔

"آئی ول کل یو باسٹرڈ۔۔تم یاد رکھو گی حمین شاہ کے نام کو۔"

حمین واش روم کے واش بیسن پر جھکا آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہا تھا۔حازم شاہ کے اس قدر شدید ردعمل پر وہ ہرٹ ہوا تھا اس لئے نمی بار بار آنکھوں سے باہر آ رہی تھی۔

"ہنی۔۔ہنی باہر آئو۔"

ہادی کی نرم آواز پر وہ بمشکل مسکراتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا۔

"مجھے پوری بات بتائو کے کیا ماجرا ہے؟"

ہادی نے سنجیدہ نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب ڈیڈ کی طرح آپ کو بھی لگ رہا ہے کہ آپ کا ہنی کوئی گرل فرینڈ بنا سکتا ہے اور اسے ڈیٹ پر لے جا سکتا ہے؟"

حمین کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے یقین ہے لیکن اتنا تو میں جانتا ہوں ڈیڈ نے بلاوجہ تھپڑ نہیں مارا تمہیں بتاؤ کیسے جانتے ہو اس لڑکی کو؟"

ہادی کی بات پر وہ مسکرایا اور الف سے لے کر یے تک ساری بات ہادی کو بتا دی۔ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"ہنی مذاق اپنی جگہ لیکن تم واقعی ایک اور تھپڑ ڈیزرو کرتے ہو۔"

"کیوں ڈیزرو کرتا ہے میرا ہنی ایک اور تھپڑ؟ خبردار کوئی ہاتھ تو لگائے اسے؟ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے سب نے۔"

اس سے پہلے حمین کچھ بولتا آئرہ کی آواز پر دونوں پلٹ کر آئرہ کو دیکھنے لگے جو ہادی کو گھور رہی تھی۔

"آ گئی تمہاری سپورٹر۔"

ہادی حمین کے کان کے قریب بولا تو حمین مسکرا دیا۔

"بی جے اٹس او کے ڈیڈ کے پیسے لگے تھے تو بس وہ پتہ تو چلنا تھا سب کو اسی لئے لگا دیا تھپڑ۔"

حمین کی بات پر جہاں ہادی نے اسے مصنوعی گھورا تھا وہیں آئرہ بے ساختہ ہنسی تھی۔

"شرم کرو ڈیڈ کو کنجوس بول رہے ہو۔"

ہادی نے اسے شرم دلانے چاہی۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ میں نے کب ان کو کنجوس بولا بھائیو۔ کل ایک لاکھ روپے دے دیتے تو آج یہ حال نہیں ہوتا۔ ساتھ لے کر گئے تھے تو دو لاکھ کی شاپنگ ہو گئی۔ اب بتانا تو تھا انہوں نے کے تمہاری وجہ سے ہوا سب۔"

حمین ہنستے ہوئے بولا تو ہادی نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"اچھا میں جا رہا ہوں اب ہو سکتا ہے جلدی واپسی نہ ہو۔ ہاں خیال رکھنا اور ڈیڈ کو زیادہ تنگ نہیں کرنا ورنہ میں نے لان میں موجود درخت سے الٹا لٹکا دینا ہے۔"

ہادی یہ بول کر اس کے گلے لگا تھا۔

"بھائیو ویسے خیال رکھنے کا مجھے بول رہے ہیں یا۔۔۔"

حمین کی شرارتی رگ پھر سے پھڑک اٹھی تھی۔ وہ جان بوجھ کر آئزہ کو دیکھتے ہوئے ہادی سے بولا۔ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"باقی سب اپنا خیال رکھ سکتے ہیں سوائے تمہارے اسی لئے تمہیں ہی بولا۔ فی امان اللہ۔"

ہادی اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولا اور ایک نظر آئزہ کو دیکھ کر کمرے سے چلا گیا۔

"مجھے چنٹو منٹو کی بہت فکر ہے بی جے۔"

حمین مصنوعی سنجیدگی کو چہرے پر سجائے بیڈ پر بیٹھا تو آئزہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"یہ حضرات کون ہیں اب؟"

آئزہ کی بات پر وہ بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"میرے کھڑوس بھائیو کے بچے۔"

"ہاں فکر تو مجھے بھی ہے۔"

آئزہ بے ساختہ بولی لیکن جیسے ہی حمین کی بات اس کی سمجھ میں آئی تھی اس نے کمرے میں موجود کشن اٹھا کر حمین کی پٹائی شروع کر دی تھی۔

"ہاہاہا۔۔ بی جے۔۔ ہاہاہا۔"

اس کی ہنستی آواز پر عشال شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ جو اسے کھانے کے لئے بلانے آئی تھیں۔ وہ واقعی حاطب شاہ کی کاپی تھا جسے دکھ چھپانا بھی آتا تھا اور اگلے بندے کا خود سے دھیان بٹانا بھی آتا تھا۔ عشال شاہ وہیں سے پلٹ گئی تھیں۔ مگر اپنے گھر کی خوشیوں کے لئے دعا کرنا نہیں بھولی تھیں۔

"ھاد بھائی مجھے شاپنگ کرنے جانا ہے اور اماں سائیں بول رہی ہیں آپ سے کہوں تو آپ لے جائیں گے۔"

شمائل ھادہیر کے کمرے میں بنا اجازت کے داخل ہوئی تھی۔ ھادہیر جو اپنے کمرے کی الماری کے پاس کھڑا اپنے پسٹل کو چیک کر رہا تھا شمائل کے آنے پر بھونچکا رہا گیا۔ اس نے جلدی سے اپنے پسٹل کو الماری کے دراز میں رکھا۔ اور شمائل کی طرف مڑا جو کمرے کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ ہر چیز سفید کلر میں موجود تھی وہاں فرنیچر سے لے پینٹ تک ہر چیز کا ایک ہی رنگ تھا سفید۔ اس سے پہلے وہ مکمل جائزہ لیتی کمرے کا ھادہیر اس کی جانب مڑا اور بولا۔

"اتنے مینرز نہیں ہیں کہ کسی کے کمرے میں ناک کر کے جاتے ہیں۔"

ھادہیر کے سخت لہجے پر شمائل ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں تو کبھی بھی ہادی بھائی اور حمین کے کمرے میں ناک کر کے نہیں گئی اور آپ بھی میرے بھائی ہیں تو آپ کے کمرے میں کیوں ناک کر کے آتی؟"

وہ معصومیت سے اس پر اپنا حق جتا رہی تھی۔ ھادہیر نے اسے گھورا۔

"یقیناً تمہارے بھائیو نے تمہاری عادتیں بگاڑ دیں ہیں۔"

ھادہیر اسے گھور کر بولا۔ شمائل نے صدمے سے ھادہیر کو دیکھا تھا۔

"آپ میرے بھائیو کو کچھ نہیں بول سکتے ھاد بھائی۔"

شمائل سے کہاں برداشت تھا کوئی دوسرا اس کے بھائیوں کے بارے میں بات کرے۔ ھادھیر نے اسے گھورا۔

"کیوں نہیں بول سکتا میں تمہارے بھائیوں کو کچھ ؟"

"کیونکہ وہ آپ کے بھی بھائی ہیں اور آپ اپنے بھائیوں کے بارے میں غلط بات کر کے غیبت کر رہے ہیں۔"

شمائل معصومیت سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔ ھادھیر کا دل چاہا تھا اپنا سر پیٹ لے۔

"کیا لینے آئی تھی یہاں یہ بتائو؟"

ھادھیر اس کی طرف پشت کر کے اپنے کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی رسٹ واچ اٹھا کر پہننے لگا۔

"مجھے اپنے لئے کچھ چیزیں لینی ہیں اور اماں سائیں نے کہا ہے آپ کو بولوں آپ شاپنگ پر لے جائیں گے۔"

"کیا خریدنا ہے تمہیں؟"

ھادھیر نے سنجیدگی سے پلٹ کر اسے دیکھا جو اس کے سوال پر ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے لپ اسٹک لینی ہے اور کچھ پرفیومز اور آئی لائینر، بلش آن، آئی شیڈز، فاونڈیشن، کچھ کریمز اور۔۔۔"

شمائل کی چلتی زبان کو ھادھیر کی آواز نے روکا تھا۔

"یہ سب استعمال کون کرے گا؟"

ھادھیر کی بات پر شمائل نے ھادھیر کو ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی اور ہی مخلوق ہو۔

"ھاد بھائی یہ سب لڑکیاں استعمال کرتی ہیں اب آپ نے تو استعمال کرنا نہیں ہے کیونکہ آپ لڑکے ہیں تو ظاہر سی بات ہے میں ہی کروں گی نا؟"

شمائل نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔ ھادھیر نے اسے حیرانگی سے دیکھا جو بنا میک اپ بھی بہت خوبصورت تھی۔

"تمہیں اسکی ضرورت بالکل نہیں ہے سمجھی تم اب جائو کمرے میں۔"

ھادہیر اسے تصور میں ہی میک اپ کیئے دیکھ کر لاحول ولا قوۃ پڑھ کر سختی سے بولا تو شمائل نے اسے دیکھا۔

"میں ابھی باباسائیں کو بتاتی ہوں کہ آپ مجھے شاپنگ پر نہیں لے کر جا رہے۔"

شمائل اسے دھمکاتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ ھادہیر نے اس کی پشت کو گھورا تھا۔ وہ معصوم تھی بہت زیادہ لیکن پھر ایسا کیا ہوا تھا کہ اس کی معصومیت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

ھادہیر مختلف سوچوں میں خود کو گرا کر دوبارہ الماری کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد سر جھٹک کر اپنی پسٹل لے کر کمرے سے جا چکا تھا کیونکہ آج اس نے ولیم کو پکڑنا تھا۔ اور وہ کسی صورت گھر سے باہر کسی کو نہیں لے جا سکتا تھا۔ لیکن شاید ہر بار کی طرح اس بار اس کی پلاننگ اسے زندگی کا بہت بڑا اسبق سکھانے کے لئے تیار تھی۔ جس سے انجان وہ گھر سے نکل چکا تھا۔

"آپ جانتے ہیں سر میں کسی صورت اس گدھے کو ساتھ نہیں لے کر جا سکتا۔"

یہ منظر ہے آئی ایس آئی کی بلڈنگ میں موجود ایک آفس کا جہاں ایک چالیس سالہ شخص ٹیبل کے گرد رکھی کرسی پر براجمان تھا اور اس کے سامنے ہی دو کرسیوں میں سے ایک پر ہادی بیٹھا تھا۔ جس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں تھی اور لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔ ہادی کی آواز پر وہ چالیس سالہ شخص مسکرایا اور ہادی کو دیکھنے لگا۔

"آفیسر میں کسی صورت آپ کو وہاں اکیلے نہیں بھیج سکتا کیونکہ مجھے آفیسر احان کو آپ کے ساتھ بھیجنے کے آرڈر ملے ہیں۔ اور اگر آپ انکار کرتے ہیں تو ہماری اتھارٹی آپ کو اس مشن سے برخاست کر دے گی۔"

چالیس سالہ شخص کی بات پر ہادی نے انہیں دیکھا تھا۔

"سر اگر وہ ڈفر سر شفاعت کو بیٹا نہ ہوتا تو آپ یقین مانیں میں اسے کسی صورت بھی آئی ایس آئی میں برداشت نہیں کرتا۔"

ہادی کی سنجیدہ آواز پر مقابل مسکرایا تھا۔

"یہ آپ کا نظریہ ہے آفیسر لیکن احان سے اچھا ہیکر ہمیں کہیں نہیں مل سکتا۔ہی از آ کنگ آف ٹیکنالوجی۔"

ہادی نے اس شخص کی بات پر خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا تھا۔

"ویسے ایک خرابی ہے احان میں کہ وہ تھوڑا زیادہ بولتا ہے۔"

"سر تھوڑا زیادہ نہیں وہ بہت زیادہ بولتا ہے۔اس کی زبان کی بریک تو شاید ابھی تک کوئی بنی ہی نہیں ہے۔"

ہادی کے دانت پیسنے پر مقابل کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

"مجھے معلوم ہے تمہیں اس کی ضرورت ہوگی کیونکہ اس مشن میں وہ ہمارے لئے بہت اہم ہے۔"

"جی سر۔"

ایک لفظی جواب پر اس شخص نے ہادی کو دیکھا۔

"اگر میجر حاطب کے بارے میں کوئی معلومات ملی تو سب سے پہلے تم ہمیں انفارم کروگے۔"

ہادی نے سر اٹھا کر اس شخص کو دیکھا۔

"شیور سر۔"

کڑے ضبط کے مراحل طے کرتے ہوئے وہ یہ الفاظ بول سکا تھا۔

"آج رات ایک بج کر پچیس منٹ پر تم اور احان بارڈر کراس کروگے کیونکہ اس وقت ہمسائے ملک کی سیکیورٹی کم ہوتی ہے۔ مطلب نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔"

"اوکے سر اب میں چلتا ہوں اور احان کو پلیز بول دیجئے گا مجھے وقت کے پابند لوگ ہی اچھے لگتے ہیں۔"

ہادی یہ بول اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنا دایاں ہاتھ مصافحہ کرنے کے لئے بڑھایا تو مقابل شخص نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اللہ کی امان میں رہو آفیسر۔"

جواب میں اس شخص نے یہ بول کر ہادی کو رخصت کیا تھا۔ ہادی مسکراتے ہوئے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ اسے اب ایک ایسی جگہ جانا تھا جہاں زندگی کے بڑے امتحان اس کے منتظر تھے۔ اور ان امتحانات میں وہ ہر صورت میں پورا اترنے چاہتا تھا۔

رات کے اندھیرے سے گزرتے ہوئے وہ ایک بلڈنگ کے پاس پہنچا تھا۔ جہاں ہر طرف روشنیوں کا طوفان برپا تھا۔ آنکھوں کی سرخی ان روشنیوں میں واضح ہو رہی تھی جبکہ اندھیرے میں بس وہ ایک ساکت وجود کی طرح لگ رہا تھا۔ لبوں کو آپس میں پیوست کئے شاید وہ آج اپنے ضبط کو آزما رہا تھا۔ داخلی راستے سے وہ بلڈنگ کے اندر نہیں جا سکتا تھا اس لئے اس نے اپنے قدموں کو پیچھے موڑا اور وہاں سے اس بلڈنگ کے پچھلے حصے کی طرف آیا جہاں جنگل تھا اور اندھیرے میں خاموشی کو توڑتی اس کے قدموں کی آواز۔ کاندھے پر لٹکی رسی کو اس نے بلڈنگ کی ایک ونڈو کی طرف اچھالا تھا جہاں دو تین کوششوں کے بعد وہ سیٹ ہو چکی تھی۔ اس شخص نے آہستہ آہستہ بلڈنگ کی دیوار سے رسی کو تھامتے ہوئے اوپر چڑھنا شروع کیا اور پھر چوتھے فلور تک پہنچ کر وہ ایک بالکنی میں جمپ کر گیا تھا۔ رسی کو بالکنی کی ریلنگ کے ساتھ باندھ کر وہ کھڑکی کو کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ قسمت اچھی تھی شاید اس کی جو تھوڑی تگ و دو کے بعد کھڑکی کھل چکی تھی۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کا سامنا اندھیرے سے ہوا۔ اس نے اپنے موبائل کی لائٹ آن کی اور سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا۔ لائیٹ آن کر کے اس نے کمرے کا طائرانہ جائزہ لیا۔ ہر طرف ولیم اور اس کی فیملی کی تصاویر تھی۔ یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر ان گنت بل ابھرے تھے۔

"اٹس یور بیڈ لک ولیم کہ تم میری دسترس سے اب دور نہیں ہو۔"

ھادہیر اس کی تصویر کو دیکھ کر بڑبڑایا۔ اور پھر ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ جہاں شاید ولیم کے بیٹے کی تصویر جگمگا رہی تھی۔ ھادہیر نے تصویر کو غور سے دیکھا۔ تو اسے یاد آیا کہ یہ اس کا یونیورسٹی فیلو رونل رائو تھا۔ جس کی ھادہیر سے کبھی نہیں بنی تھی۔

"مطلب یہ رونل ولیم رائو ہے؟"

ھادہیر اس کے تصویر کے نیچے لکھے نام کو پڑھ کر خود سے بولا۔ ھادہیر نے آگے بڑھ کر ایک کیمرہ وہاں رونل کی تصویر کے دائیں طرف اوپر والے کونے میں سیٹ کر دیا۔ اور دوسرا کیمرہ لے کر الماری کی طرف بڑھا تھا جب کمرے کا دروازہ اچانک سے کھلا اور رونل کمرے میں داخل ہوا۔ ھادہیر کی اس کی طرف پشت تھی اس سے پہلے کہ وہ پلٹتا کسی نے اس کی پیشانی پر گن رکھ کر اس کی کوشش ناکام بنادی تھی۔

"ہنی آج میں نے تمہاری پسند کا بادام کا حلوہ بنایا ہے۔"

حمین خلاف معمول خاموشی سے رات کا کھانا کھا رہا تھا سب ہی اس کی خاموشی کی وجہ جانتے تھے۔ حازم شاہ نے بھی اس کی خاموشی کو باخوبی نوٹ کیا تھا۔ عشال شاہ نے اس نے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر پیار سے کہا۔ عشال شاہ کی بات پر وہ ذرا سا مسکرایا۔

"اوکے موم۔"

یہ بول کر وہ پھر خاموش ہو گیا تھا۔

"میں ہاسٹل شفٹ ہونا چاہتا ہوں۔"

حمین کی سنجیدہ آواز پر کھانے کی میز پر موجود تینوں نفوس نے اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا تھا۔

"تم کہیں نہیں جارہے ہو سنا تم نے ہادی تو پہلے ہی ہم سے دور رہتا ہے مہینوں بعد گھر آتا ہے اور اب تم بھی ناراض ہو کر مجھ سے دور ہونا چاہتے ہو؟"

عشال شاہ کی بھرائی آواز پر حمین جلدی سے اٹھ کر عشال کے پاس پہنچا تھا۔ حازم شاہ دونوں ماں بیٹے کو بس گھورنے پر اکتفا کر رہے تھے جبکہ آئرہ اب حمین کو گھور رہی تھی جس کی وجہ سے عشال شاہ رو رہی تھیں۔

"اوو گاڈ موم میں مذاق کر رہا تھا آپ تو سریس ہی ہو گئیں۔"

حمین ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ عشال نے اسے خفگی سے دیکھا۔

"اپنے مذاق کو میری بیوی کے سامنے مت کھولا کرو چھوٹا سا دل ہے اس کا ایویں رونا شروع کر دیتی ہے۔"

حازم شاہ کی بات کر حمین نے انہیں دیکھنے سے گریز کیا تھا اور عشال شاہ کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔ حازم شاہ اس کے ناراضگی کے انداز پر مسکرائے تھے۔

"اچھا موم حلوہ میں صبح کھاؤں گا ابھی نیند آرہی ہے شب بخیر۔"

حمین یہ بول کر سڑھیوں کی جانب چلا گیا۔ جبکہ عشال شاہ نے حازم کو گھور کر دیکھا اور پھر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔ حازم نے ایک سانس فضا میں خارج کی اور آئرہ کو دیکھا جو اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو چکی تھی۔

"مجال ہے جو ماں بیٹے اب ذرا سا ترس کھالیں تمہارے باپ پر۔"

حازم شاہ کی بات پر وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔

"پاپا ہنی واقعی ہرٹ ہوا ہے اس بار۔"

آئرہ کی بات پر وہ مسکرائے تھے۔

"جانتا ہوں وہ ہرٹ ہوا لیکن اب فالتو میں ناٹک کر رہا ہے یقینا کوئی بات منوانا چاہتا ہو گا۔"

حازم شاہ کے صحیح اندازے پر آئرہ ایک بار پھر ہنسی تھی۔
"چلیں پھر آپ جائیں اور جا کر میرے ہنی کا مطالبہ پورا کریں ورنہ آپ جانتے ماما آپ سے بات بالکل نہیں کریں گی۔"
"انتہائی کوئی فسادی ہے ویسے تمہارا ہنی۔"
حازم شاہ آئرہ کو مصنوعی خفگی سے گھور کر سڑھیوں کی طرف چلے گئے تھے جبکہ آئرہ مسکراتے ہوئے آزفہ کے کمرے کو دیکھنے لگی تھی۔

دروازہ ناک کر کے حازم شاہ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ سامنے ہی حمین بیڈ پر اوندھا لیٹا موبائل کو گھما رہا تھا۔
وہ جانتا تھا اس کا باپ اسے منانے ضرور آئے گا اس لئے اب وہ مسکرایا تھا۔
"کیا چاہیے تمہیں اب؟"
حازم شاہ کی آواز پر وہ مسکرایا تھا۔ اور اپنے مسکراہٹ کو اپنے باپ کے سامنے دکھا کر وہ اپنی شامت نہیں بلا سکتا تھا اس لئے وہ شرافت کا لبادہ اوڑھ کر سیدھے ہو کر بیٹھا اور چہرے پر مصنوعی ناسمجھی کے تاثر سجائے وہ اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔
"کیا مطلب ڈیڈ؟"
"میں نے پوچھا کیا چاہیے جس کی وجہ سے یہ ناراضگی لمبی ہو رہی ہے۔"
حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔
"آپ نے مجھے تھپڑ مارا وہ بھی بے وجہ۔"
حمین نے جیسے اسے یاد کروایا۔ مطلب اس بار مطالبہ کچھ بڑا تھا اس کا۔ حازم شاہ نے اسے گھورا۔

"تو اب ناراضگی دور کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

حازم شاہ نے دانت پیسے تھے۔ جبکہ حمین نے بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا تھا۔

"سپورٹس کار وہ بھی برینڈ نیو۔"

حمین مزے سے بولا جبکہ حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"تم حد سے زیادہ پھیل رہے ہو اب؟"

حازم شاہ نے اسے گھورا۔

"ڈیڈ موم کی ناراضگی لمبی بھی جا سکتی ہے سوچ لیں۔"

"حمین شاہ تم اس بار ٹاپ کر کے دکھاؤ میرا وعدہ ہے تم سے کہ تمہیں جو گاڑی بولو گے لے کر دوں گا۔"

"ڈیڈ یہ چیٹنگ ہے اب۔۔ اچھا چلیں پھر مجھے کچھ پیسے دیں؟"

حمین معصومیت سے آنکھیں مٹکاتے بولا تو حازم شاہ نے اس بلیک میلر کو گھورا۔

"کتنے پیسے چاہیے؟"

"اونلی ففٹی تھاؤزنڈ ڈیڈ۔"

حمین مزے سے بول کر بیڈ پر بیٹھ گیا جبکہ حازم شاہ کو اس وقت وہ بالکل حاطب حمدان شاہ لگ رہا سب کو لاجواب کرنے والا۔ لیکن وہ حاطب نہیں تھا یہ دکھ وہ زندگی بھر کے لئے جھیلنے والے تھے اور جھیل چکے تھے۔

"اتنے پیسوں کا کرنا کیا ہے تم نے؟"

حازم شاہ جلد ہی خود کو کمپوز کرتے ہوئے حمین کو دیکھ کر بولے۔

"بات یہ ہے ڈیڈ کے ابھی مہینے کی پندرہ تاریخ ہوئی ہے اور میری پاکٹ منی ختم ہو چکی ہے۔ اب مجھے کچھ پیسے چاہیے تاکہ روکھا سوکھا گزارہ کر سکوں۔"

حمین مصنوعی بیچارگی کو چہرے پر سجا کر بولا تو حازم شاہ نے اپنا والٹ قمیض کے سائیڈ جیب سے نکالا اور پانچ پانچ ہزار کے کچھ نوٹ اسے دیئے۔ حمین نے مسکرا کر حازم شاہ کو دیکھا۔

"اچھا خاصا مہنگا تھپڑ پڑا ہے مجھے یہ۔"

حازم شاہ کی بڑبڑاہٹ پر حمین شاہ کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

"بالکل ڈیڈ اس لئے سوچ سمجھ کر اگلی بار ہاتھ اٹھایئے گا کیونکہ دن بدن مہنگائی ہے ابھی تو پچاس ہزار لئے ہیں اگلی بار قیمت ڈبل ہوگی۔"

حمین شرارت سے بولا تو حازم نے اسے گھورا۔

"سو جائو اب صبح یونی بھی جانا ہے تم نے۔"

حازم شاہ یہ بول کر کمرے کے دروازے تک پہنچے تھے جب حمین کی آواز پر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"لو یو ڈیڈ۔۔ یو آر دا بیسٹ فادر ان دس ورلڈ۔"

اس کا بچگانہ انداز حازم شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ کی چھاپ چھوڑ چکا تھا۔ حازم شاہ اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر گئے تھے۔ جبکہ حمین مسکراتے ہوئے اب بیڈ پر لیٹ کر رومان اور نائل کو ویڈیو کال کرنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

حازم شاہ کی بات پر عشال شاہ جو بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی تھیں پلٹ کر انہیں دیکھنے لگیں جو اپنے ہی کمرے میں آنے کے لئے اجازت مانگ رہے تھے۔

"یہ آپ کا کمرہ ہے آپ کا گھر ہے آپ کو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے حازم شاہ۔"

عشال شاہ کا انداز خفگی لئے ہوئے تھا۔ حازم شاہ مسکرا کر اندر داخل ہوئے۔

"بیٹے کی ناراضگی تو پچاس ہزار میں ختم ہوئی لیکن معلوم نہیں بیوی کی ناراضگی کتنے میں ختم ہو گی؟"

حازم شاہ کی بڑبڑاہٹ بھی ان کے بڑھتے قدموں کے ساتھ جاری تھی۔

"اچھا وہ جو ڈائمنڈ رنگ جو تم نے پسند کی تھی وہ کتنے کی تھی؟"

حازم شاہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

عشال شاہ نے ان کی طرف دیکھا اور بولیں۔

"سات لاکھ کی تھی کیوں کیا ہوا؟"

عشال شاہ کا انداز ابھی بھی خفگی سے تر تھا۔

"وہ میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے لئے خرید لوں وہ۔۔اور۔۔"

"شاہ اگر یہ سب آپ مجھے منانے کے لئے کر رہے ہیں تو رہنے دیں کیونکہ ہر بار آپ یہی کرتے ہیں اور مجھے آپ کی چیزیں نہیں چاہیے جب آپ نے دوبارہ غصہ کرنا ہوتا ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے میری غلطی تھی اب کیا معافی کی گنجائش بھی نہیں ہے؟"

حازم شاہ کا لہجہ شکست لے چکا تھا عشال شاہ نے انہیں گھورا۔

"شاہ نہیں کیا کریں ایسے ہنی کی اتری ہوئی شکل مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔"

عشال شاہ کی بات پر وہ مسکرائے تھے۔

"ہاں اس کی شکل پچاس ہزار میں سیدھی ہوئی ہے ویسے۔"

حازم شاہ کی بات پر عشال شاہ کا قہقہ کمرے میں گونجا تھا۔

"ویسے مجھے اس لڑکی کی شکل تو نہیں یاد لیکن اگر وہ دوبارہ میرے ہنی کی لائف میں آئی تو میں بہت برا کروں گی شاہ اس کے ساتھ۔"

عشال شاہ کا لہجہ ایک دم سخت ہو گیا تھا۔ حازم شاہ نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

"یاد تو مجھے بھی نہیں ہے لیکن فکر نہیں کرو اب وہ حمین کی لائف میں تو کیا ہماری لائف میں بھی نہیں آئے گی کیونکہ ایک انسان بار بار ٹکرا جائے زندگی میں ایسا ضروری نہیں ہے۔"

حازم شاہ کی بات عشال مسکرائی تھیں۔

"ویسے اب رنگ نہیں چاہیے نا؟"

حازم شاہ نے شرارتی انداز میں پوچھا۔

"وہ رنگ میں نے آئرہ کے لئے پسند کی ہے شاہ تو آپ اسے ہر حال میں خرید کر دیں گے سمجھے آپ۔"

عشال شاہ نے انگلی اٹھا کر انہیں وارن کیا تھا۔

"اچھا بھئی ٹھیک ہے۔ تمہارا سارا پیار تو بچوں پر ہی ختم ہو جاتا ہے میں تو جیسے تمہیں نظر نہیں آتا۔"

"شاہ بس کر دیں عورتوں کی طرح شکوے مت کیا کریں۔ اب لائٹ آف کریں مجھے نیند آ رہی ہے۔"

عشال کی بات پر حازم شاہ نے انہیں گھورا تھا جو اب کروٹ بدل کر لیٹ گئی تھیں۔

"میرا خیال ہے مجھے دو شادیاں کر لینی چاہیے تھیں۔"

"اور پھر میں یقیناً آپ کا قتل کر چکی ہوتی۔"

حازم شاہ کی بات پر عشال شاہ کی مدھم آواز ان کے جاگنے کا پتہ صاف دے رہی تھی۔ حازم شاہ نے مسکرائے اور جھک کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"میرا عین شین قاف ہو تم۔"

حازم شاہ یہ بول کر بیڈ کی دوسری طرف لیٹ گئے۔ وقت واقعی شاید محبت کے دعویداروں کو آزمانے کے بعد خوشیاں لوٹاتا ہے۔

"سر ویسے آپ کو معلوم ہے ابھی میری شادی بھی نہیں ہوئی تو آپ کیسے مجھ معصوم سی شکل پر اتنا بڑا الزام لگا سکتے ہیں؟"

ہادی اور احان اس وقت انڈیا کا بارڈر کراس کر کے ان کی فوجی چوکیوں سے ہوتے ہوئے گھنے جنگل کی طرف بڑھ رہے تھے جب احان نے ہادی سے کہا۔ ہادی پچھلے ایک گھنٹے سے اس کی چلتی زبان کے جوہر دیکھ رہا تھا۔ ہادی نے پلٹ کر اسے گھورا۔

"آفیسر احان ہم یہاں آپ کی شادی کروانے نہیں آئے اس لئے مجھ سے کسی قسم کی رعایت کی امید مت رکھئے گا اب خاموشی سے چلیں کیونکہ اس جنگل سے گزر کر ہمیں ممبئی پہنچنا ہے۔"

ہادی کے سخت لہجے پر احان نے منہ بسورا تھا۔

"سر میرے خاموش ہونے سے ممبئی جلدی تو نہیں آجائے گا ویسے بھی مجھ جیسے شریف لوگوں کی زبان ایسے وقت میں پیٹرول کا کام کرتی ہے۔۔ پیٹرول سے یاد آیا سر پیٹرول کافی مہنگا ہو گیا ہے اور۔۔۔"

گھنے جنگل کی تاریکی میں موجود خاموشی کو توڑتی احان کی دھیمی آواز اس وقت ہادی کو زہر سے زیادہ بری لگ رہی تھی۔ اس کے بس میں ہوتا تو وہ اس کے منہ پر ٹیپ لگا دیتا۔ ہادی ایک دم سے رکا تو احان بھی رک گیا۔ اور اس کی چلتی زبان کو بریک بروقت لگی تھی کیونکہ سامنے ہی ایک کالے رنگ کا سانپ چاند کی مدھم سی روشنی میں اپنی جھپ دکھا کر آہستہ آہستہ سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ احان نے ایک نظر ہادی کو دیکھا اور پھر اس کے کان کے قریب سرگوشیانہ انداز میں بولا۔

"سر مجھے اس بچا لیں قسم سے میری شادی بھی نہیں ہوئی اور میرے ہونے والے بچے وقت سے پہلے ہی یتیم ہو جائیں گے۔"

احان کے بے تکی بات پر ہادی نے اپنی بھوری آنکھوں سے اسے گھورا۔

"جسٹ شٹ یور مائوتھ۔"

ہادی کی آواز مدھم مگر لہجہ سخت تھا۔ احان منہ بسورتے ہوئے دو قدم پیچھے ہو گیا۔ ہادی نے ارد گرد دیکھا تو ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی جس سے وہ اس سانپ کو مار سکتا اس نے احان کو دیکھا جس کی جیکٹ پر ایک لوگو لگا تھا جو غالبا لوہے کا تھا۔ وہ مسکرایا تو احان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظروں نے ہادی کی نگاہوں کا تعاقب کیا وہ اپنا سر نفی میں ہلانے لگا۔

"سر جیسا آپ سوچ۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا ہادی نے ایک جھٹکے سے اس کی جیکٹ سے لوگو کو اتارا تھا اور پھر سانپ کو دیکھا جو تین چار قدم کے فاصلے پر تھا۔ ہادی نے بنا تاخیر کئے اس لوگو کو دانتوں سے سیدھا کیا جس سے وہ ایک بلیڈ کی شکل اختیار کر گیا تھا اور پھر سانپ کا سر تھوڑے فاصلے سے پکڑ کر یکے بعد دیگرے کئی وار اس پر کئے۔ تقریبا پانچ منٹ کی تگ و دو کے بعد وہ سانپ مر چکا تھا جبکہ احان فق چہرے سے ہادی کو دیکھ رہا تھا۔ ہادی نے ایک نظر اسے دیکھا اور سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

"سر پورے چار ہزار کی جیکٹ تھی میری جس کا ستیاناس کر دیا آپ نے۔"

احان کی صدماتی آواز پر ہادی نے پلٹ کر اسے گھورا۔

"اور پوری چوبیس سالہ زندگی تھی تمہاری جو یقینا تمہارے چار ہزار سے بڑھ کر تھی۔"

ہادی یہ بول کر پلٹ گیا جبکہ احان نے اس کی پشت کو گھورا تھا۔

"ہٹلر کا بیٹا بھی ہٹلر ہی ہوتا ہے۔"

احان بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا یہ تو طے تھا وہ خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔

"یہاں سے دائیں طرف ایک روڈ ہے جہاں سے لفٹ لے کر ہمیں ممبئ پہنچنا ہے اور ارون نامی بندے کے پاس سٹے کرنا ہے۔"

ہادی کی آواز پر احان نے منہ بنایا تھا۔

"اچھا خاصہ بندہ جہاز سے آسکتا تھا لیکن مجال ہے جو ہمارے آفیسرز ذرا سا پیسہ خرچ کر لیں۔"

"تم یقیناً بچے نہیں ہو احان اگر جہاز کے ذریعے آتے تو بنا کسی تاخیر کے پکڑے جاتے ہم۔"

ہادی کو اب اس پر غصہ آرہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ دو لگا دیتا اسے۔

"سر میں تو مذاق کر رہا تھا آپ تو سریس ہی ہو گئے ہیں۔"

احان اس کے غصے کو دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"پتہ نہیں کونسا وقت تھا جب تم جیسی جونک کا انتخاب میرے ساتھ کیا گیا تھا۔"

ہادی کی بات پر احان نے قہقہ لگایا۔

"سر یقیناً بہت اچھا وقت ہو گا کیونکہ آپ کا خون چوسنے کا موقعہ میں ہاتھ سے جانے کیسے دیتا؟"

"احان خدا کا واسطہ ہے کچھ دیر کے لئے خاموش ہو جائو۔"

ہادی تنگ آکر بولا تھا۔

"سر میرے پاس گھڑی نہیں ہے اور کچھ وقت مطلب کتنی دیر خاموش رہنا ہے پھر یہ بھی پتہ نہیں چلے گا مجھے تو ایسے کرتے ہیں میں خاموش نہیں ہوتا آپ ہو جائیں۔"

احان کی بات پر ہادی نے مٹھیوں کو ذور سے بند کر کے کھولا تھا اور پھر روڈ کی طرف بڑھ گیا جہاں اسے ایک گاڑی نظر آ رہی تھی۔ احان بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ دونوں کے چہروں پر ماسک تھے جس کی وجہ سے کوئی بھی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا اور ایک ایک سفری بیگ جس میں ان کی ضرورت کی چیزیں تھیں۔ ہادی نے اشارے سے گاڑی روکی۔ گاڑی کا شیشہ جیسے ہی نیچے ہوا ہادی نے گاڑی کے ڈرائیور سے ممبئ تک لفٹ مانگی تو اس گاڑی کی ڈرائیور نے کچھ بہانوں اور پیسوں کے بعد ان کی مدد کرنے کی حامی بھر لی۔ اب وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

بندوق کی نوک کو اپنے سر پر محسوس کر کے وہ مسکرایا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کون ہو گا۔

"مجھے ان کھلونوں سے ڈرانا بیکار ہے علی احمد۔"

ھادہیر پلٹ کر مسکرایا تھا جبکہ علی جو اس کا پیچھا کرتے کرتے اس بلڈنگ میں ویٹر کا روپ دھار کر پہنچا تھا ھادہیر کو دیوار سے چڑھتے دیکھ کر وہ کسی کے بھی یہاں آنے سے پہلے اسے خبر دار کرنا چاہتا تھا۔

"سوری سر لیکن رونل کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتا ہے آپ کو ابھی یہاں سے نکلنا ہو گا پلیز۔"

علی کے التجائیہ انداز پر ھادہیر نے اسے گھورا تھا۔

"تم مجھے ڈرانے کی کوشش تو بالکل بھی مت کرو کیونکہ میں اس رونل کو کسی خاطر میں نہیں لاتا۔"

۔

ھادہیر کی سخت آواز پر فوراً مئودب انداز اپناتے ہوئے بولا۔

"سر ولیم کی جان رونل میں بستی ہے اور ویسے بھی ولیم اور اس کا بیٹا ایک بہت بڑی سمگلنگ کرنے والے ہیں جس کی ڈیٹیل میں آپ کو یہاں نہیں بتا سکتا اس لئے ابھی آپ کو جانا ہو گا یہاں سے۔"

"علی رونل کی تمام ایکٹیویٹیز پر نظر رکھو تاکہ ہم جلد از جلد ان کو قابو میں کر سکیں۔"

ھادہیر یہ بول کر دوبارہ بالکنی کی طرف چلا گیا تھا جبکہ علی جلدی سے کمرے سے نکل کر دروازہ لاک کر چکا تھا۔

جیسے ہی وہ فلیٹ کے اندر داخل ہوا سامنے ہی لائونج میں علی شاہ کو دیکھ کر حیران ہوا کیونکہ رات کافی ہو چکی تھی اور وہ اب تک جاگ رہے تھے۔ یقیناوہ اس کے منتظر تھے۔

"کہاں سے آرہے ہو اس وقت؟"

علی شاہ کا لہجہ کافی سخت تھا۔ ھادہیر نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا اور جھوٹا بہانہ گھڑتے ہوئے بولا۔

"باباسائیں وہ ایک دوست کی طرف کمبائن سٹڈی کے لئے گیا تھا۔"

علی شاہ نے اسے جانچتی نگاہوں کے حصار میں رکھتے ہوئے ایک اور سوال پوچھا تھا۔

"جہاں تک میری ناقص معلومات ہیں تمہارا کوئی دوست نہیں ہے۔"

علی شاہ کے سوال پر وہ اچھا خاصا گڑبڑایا تھا۔

"باباسائیں آپ اسے نہیں جانتے۔"

"باباسائیں نہیں جانتے یا جان بوجھ کر باہر رہے تاکہ مجھے شاپنگ پر نہ لے جانا پڑے۔"

اس سے پہلے علی شاہ کوئی جواب دیتے شمائل جو سڑھیاں اترتے ہوئے خالی جگ کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر یقینا پانی لینے کیچن میں جارہی تھی نے ان دونوں کی گفتگو میں مداخلت کی۔ ھادہیر نے اس کو گھورا تھا۔

"مجھے ایسے بہانے بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ھادہیر چاہ کر بھی علی شاہ کے سامنے اپنا لہجہ سخت نہ کر سکا۔

"ضرورت کیوں نہیں ہے۔۔باباسائیں آپ کو معلوم ہے ھاد بھائی مجھ پر اتنا غصہ کرتے ہیں اور اس دن انہوں نے میرے کمرے کی لائٹ بھی جان بوجھ کر آف کی تھی۔"

شمائل کچھ سچ اور کچھ جھوٹ ملا کر علی شاہ سے بولی جبکہ ھادہیر اس کی چالاکی پر کھول کر رہ گیا تھا۔وہ معصوم تو اس وقت بالکل نہیں لگ رہی تھی۔

"باباسائیں یہ جھوٹ۔۔"

"ھاد ہماری تربیت پر کبھی سوال نہیں آنا چاہیے۔"

علی شاہ کے سخت لہجے پر وہ اپنی بات مکمل نہیں کر سکا اور شمائل کو دیکھنے لگا جو اب مسکراہٹ کو لبوں پر سجائے اس کے دیکھنے پر اپنی دائیں آنکھ کا کونا دبا کر اسے شاکڈ کر چکی تھی۔

"باباسائیں میں چلتی ہوں مجھے نیند آرہی ہے شب بخیر۔"

شمائل یہ بول کر وہاں سے کیچن کی طرف چلی گئی جبکہ ھادہیر علی شاہ کا لیکچر سننے میں مشغول ہو چکا تھا لیکن اس کا دھیان ابھی بھی شمائل پر تھا جو آگ لگا کر خود اب مزے سے سونے کے لئے جا چکی تھی۔

"یار ہنی پکا یہ تو ٹھیک کر رہا ہے نا؟"

رومان اور نائل حمین کے ساتھ اس وقت یونیورسٹی میں تھے اور عابیہ اور ارحم کی کلاس کے باہر کھڑے تھے جب رومان حمین کے ہاتھ میں ایلفی دیکھ کر بولا۔جو یقیناً ارحم ملک اور عابیہ کے ساتھ کچھ الٹا کرنے والا تھا۔

"نائل اس کے منہ پر ٹیپ لگا ورنہ میں نے یہی ایلفی اس کو پلا دینی ہے۔"

حمین اسے گھورتے ہوئے نائل سے بولا تو نائل نے اسے اشارے سے خاموش ہونے کا کہا۔

جیسے ہی ارحم کلاس سے نکلا حمین مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور جان بوجھ کر جا کر ارحم سے ٹکرایا اور اسی دوران وہ ایلفی کو ارحم کی شرٹ پر پھینک کر اس کی شرٹ کو اس کے جسم کے ساتھ چپکا چکا تھا۔ یہ سب اتنی جلدی میں ہوا کہ ارحم حواس باختہ ہو گیا۔ جبکہ نائل اور رومان نے بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا تھا۔

"اوپس سوری سوری۔۔ میرا دھیان نہیں تھا چھچھوندر۔"

حمین معصومیت سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولا۔ ارحم کو اپنی پیٹھ پر کچھ جلن سی محسوس ہوئی تو اس کا ہاتھ بے ساختہ پیچھے گیا۔ اس نے حمین کو گھورا لیکن حمین اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا۔ جہاں عابیہ کلاس سے باہر نکل رہی تھی۔

"بے بی کل سے کہاں تھی یار۔۔ کال بھی ریسیو نہیں کی۔"

حمین عابیہ کے پاس کھڑے ہو کر بولا تو ارحم اپنی جلن بھلائے ان کے نزدیک آیا۔

"اپنا یہ لوفر انداز بند کرو تم اچھے سے جانتا ہوں میں کہ عابیہ تمہیں نہیں جانتی تم جان بوجھ کر اسے پریشان کرتے ہو۔"

ارحم نے حمین کو گھورا تو حمین بنا اثر لئے عابیہ کی طرف مڑا۔

"بے بی دس از ناٹ ڈن یار۔۔ کل شاپنگ مال سے واپسی پر موم ڈیڈ تم سے ملنے کے بعد تو مجھے بھول ہی گئے ہیں انہیں تم بہت پسند آئی ہو لیکن تم ہو کے ابھی بھی سب سے چھپا کر رکھنا چاہتی ہو ہمارا رشتہ۔"

حمین کی خفگی بھری آواز پر عابیہ نے اسے گھورا۔

"انتہائی ڈھیٹ انسان ہو تم میں تو تمہیں جانتی بھی نہیں اور ایویں پیچھے پڑ گئے ہو۔"

عابیہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"سن لیا اب جائو یہاں سے دماغ خراب کرنے آ گئے ہو فالتو میں۔"

ارحم حمین کو گھور کر بولا۔

"اچھا چلا جاتا ہوں لیکن بعد میں سوری والے میسج اور کس والے ایموجی سینڈ کر کے مجھے منانے کی کوشش مت کرنا۔ ورنہ تمہیں معلوم ہے تمہارا ہنی ایویں مان جاتا ہے۔"

حمین یہ بول کر عابیہ کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور پھر تھوڑا سا جھکا اور اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"آج سے تم مختلف زندگی گزارو گی مس ملک کیونکہ حمین شاہ کا ریونج برا ہو گا۔"

یہ بول کر وہ پیچھے ہٹا اور اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو اپنے لبوں سے لگا کر عابیہ کے بائیں گال سے ٹچ کرتے ہوئے بائیں آنکھ کا کونا دبا گیا۔ اس کی اس حرکت پر عابیہ اور ارحم دونوں کو غصہ آیا تھا۔ اس سے پہلے ارحم کچھ کہتا حمین وہاں سے جا چکا تھا۔ ارحم نے سختی سے عابیہ کا بازو دبوچا اور اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ حمین نے مسکراتے ہوئے یہ منظر دیکھا تھا۔

"حمین شاہ دھیان کہاں ہے آپ کا؟"

حمین کلاس میں بیٹھا ارد گرد نظریں گھما رہا تھا جب سر عقیل نے سخت لہجے میں اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ نائل اور رومان نے بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا تھا۔

"سر آپ پر۔"

حمین کے جواب پر سر عقیل نے اسے گھورا۔

"اچھا تو یہ بتائو میں کیا پڑھا رہا ہوں؟"

"سر کتاب پڑھا رہے ہیں اور کیا؟"

حمین کی معصومیت پر سر عقیل نے دانت پیسے تھے جبکہ ساری کلاس اب مزے سے ان کی گفتگو انجوائے کر رہی تھی۔

"کونسی کتاب پڑھا رہا ہوں یہ بھی بتا دیں آپ؟"

"لے سر آپ کو یہ بھی نہیں معلوم آپ ہمیں یہاں کونسی کتاب پڑھا رہے ہیں؟ چلیں میں بتا دیتا ہوں اکنامکس پڑھا رہے ہیں آپ۔"

حمین کی بات پر اب کلاس میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں گونجی تھیں۔

"ڈفر انسان یہ بتاؤ ٹاپک کیا ہے؟"

سر عقیل کی برداشت اب حمین ختم کر رہا تھا۔

"سر ٹاپک بھی اب میں بتاؤں گیا کیا؟"

حمین نے حیرانگی کا بھرپور مظاہرہ کیا تھا۔

"نہیں تمہارا باپ بتائے گا۔ تم ہی بتاؤ گے۔"

سر عقیل نے غصے سے حمین کو دیکھا تو حمین فوراً سے پہلے سیدھے ہوا تھا۔

"سر ڈیڈ کو بھی نہیں معلوم ہوگا کونسا ٹاپک ہے کیونکہ انہوں نے اکنامکس بالکل نہیں پڑھی ہوئی وہ میتھ سٹوڈنٹ تھے اور اب بزنس مین اللہ کے فضل سے۔"

حمین کے شریفانہ جواب پر سر عقیل نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"حمین شاہ تم لاعلاج ہو۔"

"سر سب یہی کہتے ہیں لیکن ڈیڈ نہیں مانتے اسی لئے میں ایسی کوششیں کرتا ہوں کہ وہ مان جائیں لیکن وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہ نہیں میں نہیں ہوں لاعلاج اب بندہ کیا کہے ان کو؟"

حمین کے دکھی انداز پر سر عقیل مسکرائے تھے۔

"اچھا اب اپنے دکھڑے بعد میں سنانا اور لیکچر کی طرف متوجہ ہو جائو۔"

سر عقیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ تمام تر شرافت کو چہرے پر سجائے او کے بول کر وائٹ بورڈ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ لیکن صرف ظاہری طور پر کیونکہ دماغی طور پر اس کا کلاس میں حاضر ہونا اس کے خود کے بس سے باہر تھا۔

گاڑیوں کے شور میں وہ اس وقت ممبئی میں تھے۔ جہاں ٹریفک کو دیکھتے ہوئے ہادی کو کوفت ہو رہی تھی جبکہ احان اس کی بیزاریت کو کافی انجوائے کر رہا تھا۔

ہادی آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے اب روڈ کراس کر رہا تھا اور احان بھی اس کے پیچھے تھا۔ روڈ کراس کر کے وہ ایک بلڈنگ کی طرف بڑھے تھے جو پچیس منزلہ تھی۔ وہ بلڈنگ ایسے ایریا میں تھی جہاں لوگ کم پڑھے لکھے تھے۔ ہادی اندر بڑھا تو وہاں موجود ہر شخصیت کو سرے سے ہی نظر انداز کر گیا تھا۔ جبکہ احان کافی دلچسپی سے سب کو دیکھ رہا تھا۔ سڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ ساتویں منزل پر پہنچے اور وہاں کسی بوڑھے شخص سے ارون نامی شخص کا پتہ پوچھا تو اس نے دو دروازے چھوڑ کر تیسرے کی طرف اشارہ کیا۔ ہادی ان کی زبان میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ دروازے پر دستک دے کر وہ چند منٹ تک انتظار کرتا رہا۔ پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد دروازہ ایک عورت نے کھولا تھا جس نے ساڑھی باندھی ہوئی تھی۔ اور حلیہ سے شاید ارون کی بیوی لگ رہی تھی۔

"ہمیں ارون سے ملنا ہے۔"

ہادی نے سنجیدگی سے اس عورت سے کہا۔

"آپ لوگ کون ہیں؟"

عورت نے جانچتی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"ہم ارون کے دہلی والے دوست ہیں میرا نام راہل ہے اور یہ پرتھوی ہے۔"

ہادی کے بولنے پر وہ عورت اندر بڑھ گئی اور انہیں بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ سامنے ہی چھوٹے سے ہال میں لکڑی کے صوفے پر ان کو بٹھا کر وہ وہاں موجود دو کمروں میں سے ایک میں گم ہو گئی تھی۔

"سر مجھے تو یہ عورت مشکوک لگ رہی ہے۔"

احان نے ہادی کے کان کے قریب دھیمی آواز میں سرگوشی کی تھی۔

ہادی نے اسے گھورا۔

"تمام راستے تمہیں سمجھاتے آیا ہوں میں کہ میرا نام راہل ہے یہاں تو تم اسی نام سے بلاؤ گے۔"

اس کی بات پر احان نے اپنے بتیس دانتوں کی نمائش کرنا ضروری سمجھا تھا۔

"سوری سر۔۔۔ نہیں نہیں راہل۔"

احان اس کی گھوری پر جلدی سے بات پلٹ گیا تھا۔

"ویلکم ویلکم۔۔۔ مسٹر راہل۔"

چھوٹے سے حال میں اچانک ایک تیس سالہ شخص کی آواز گونجی تھی۔ احان نے پلٹ کر دیکھا تو ایک سانولے رنگ کا مرد منہ میں پان دبائے سرخ لبوں پر مسکراہٹ سجائے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ احان کو وہ شخص کافی ناگوار گزرا تھا۔ جبکہ ہادی سنجیدگی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر مسکرایا تھا۔

"تھینکس ارون۔۔۔ کیسے ہو؟"

ہادی کی اس قدر خوش دلی پر احان اسے گھورنے لگا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک تم سناؤ اتنی دیر بعد چکر لگایا اور گھر میں سب کیسے ہیں؟"

ارون نامی شخص کی خوش دلی عروج پر تھی جبکہ احان ہونقوں کی طرح ہادی کو مسکراتے اور نرمی سے بات کرتے دیکھ رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہیں تم بتائو۔"

"رادھا۔۔ جلدی سے میرے دوستوں کے لئے چائے بنائو تب تک ہم کمرے میں ہیں۔"

ارون اپنی بیوی سے بولا جو دروازے کی اوٹ میں چھپی شاید ان کی باتیں سن رہی تھی۔ ارون کی آواز پر وہ حال میں موجود کیچن کی جانب چلی گئی جبکہ ہادی اور احان ارون کے ساتھ کمرے کے اندر چلے گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے ارون نے دروازہ لاک کر دیا۔ احان نے اسے گھورا تھا۔

"اگر تم نے ہم پر بری نظر رکھی تو یہ سوچ لینا کہ راہل تمہیں جان سے مار دے گا۔"

احان کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا جبکہ ارون نے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا تھا۔

"او بھائی مجھے کیا ضرورت تم پر بری نظر رکھنے کی ویسے بھی سر کا آرڈر تھا کہ تم دونوں کو ایک دن یہاں سٹے کروانا ہے تو اسی لئے اندر لے آیا۔"

ارون مسکراتے ہوئے بولا اور بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔

"آفیسر شمروز نام ہے میرا یاد رکھنا۔"

ارون نامی شخص احان کے کان کے قریب سرگوشی میں بولا تو احان نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو مسکراتے ہوئے اب بیڈ کو تھوڑا سا ہٹا کر دیوار کو نیچے سے دیکھ رہا تھا۔

"سر یہ بندہ مجھے قابل اعتبار نہیں لگتا۔ چلیں یہاں سے ہم خود اس دجالی فتنہ ایاز عرف کوبرا کو ڈھونڈ لیں گے۔"

احان ہادی کے قریب دھیمی آواز میں بولا تو ہادی نے اسے گھورا۔

"یہ آئی ایس آئی کے سنئیر آفیسر ہیں جو یہاں مشن پر ہیں پچھلے پانچ سال سے جلد ہی انشاء اللہ اپنا کام مکمل کر کے وہ اپنے وطن پاکستان واپس آجائیں گے اور رہی اعتبار کی بات تو وہ تو میں تم پر بالکل نہیں کرتا لیکن پھر بھی تم میرے ساتھ ہو۔اب آواز نہ نکالنا کیونکہ کیمرہ ہو سکتا ہے یہاں۔"

"سر کوئی کیمرہ نہیں ہے یہاں میں نے داخل ہوتے ہی اپنی ڈیوائس سے سکین کر لیا تھا۔"

احان نے فخریہ انداز میں اپنے کالر جھاڑے تو ہادی نے دانت پیسے تھے۔

"باہر جو عورت موجود ہے وہ را کی ایجنٹ ہے تو اس لحاظ سے ہی بات کرو تم اب۔"

ہادی کی معلومات پر اس کا منہ کھلا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا شمروز نے دیوار کو ٹچ کر کے ایک کوڈ جو وہاں موجود بٹن تھے پر دبایا تو ایک چھوٹا سا دروازہ کھلا تھا جو غالبا ایک سرنگ کو جاتا تھا۔

"رات کو ایک بجے تم دونوں اس سرنگ سے ایک کمرے تک پہنچو گے جہاں ڈیوس نامی بندہ تم لوگوں کو کوبرا کی متعلق ساری معلومات دے گا اور اس تک پہنچنے کا راستہ بھی بتائے گا۔"

شمروز کی دھیمی آواز پر ہادی نے اپنا سر اثبات میں ہلایا جبکہ احان منہ کھولے ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"ارون جی چائے تیار ہے۔"

رادھا کے آواز پر وہ مسکرایا تھا۔

"آرہے ہیں ہم۔"

ارون نے جواب دیا اور ہادی کو دیکھنے لگا۔

ہادی نے اس کے لبوں کو دیکھا جو غالبا کچھ بول رہا تھا ہادی نے سمجھ کر اپنا سر اثبات میں ہلایا اور کمرے سے باہر جانے لگا۔

"اگر چائے پینے کا سوچا بھی تو جان لے لوں گا تمہاری۔"

ہادی احان کے کان کے قریب دھیمی مگر سخت آواز میں بولا تو احان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ لیکن جلد ہی اس کی تیز نظروں کو دیکھتے ہوئے اپنا سر اثبات میں ہلا گیا۔ چائے کو ٹیبل پر دیکھ کر ہادی براہ راست رادھا سے مخاطب ہوا۔

"بھابھی کیا مجھے ایک برتن ملے گا چائے ٹھنڈی کرنے کے لئے وہ کیا ہے نا میں ٹھنڈی چائے پیتا ہوں۔"

ہادی کی بات پر وہ کیچن کی طرف گئی تو احان جلدی سے کچھ اس طرح سے ٹیبل کو ٹھوکر لگا کر آگے بڑھا کے ساری چائے ٹیبل پر نقش و نگار بنا گئی تھی جبکہ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"سوری یار وہ کارپٹ میں پائوں اٹک گیا تھا۔"

احان نے چہرے پر مصنوعی شرمندگی کا تاثر سجایا اور رادھا کو دیکھا جو مسکرا گئی تھی۔

"کوئی بات نہیں میں دوبارہ بنا دیتی ہوں۔"

"ارے نہیں بھابھی اب رات کا کھانا کی کھائیں گے ہم لوگ کیونکہ صبح جلدی ہمیں ایک انٹرویو کے لئے جانا ہے۔"

ہادی کی ایکٹنگ پر احان غش کھا کر رہ گیا تھا۔ جبکہ شمروز چہرے پر ہنوز مسکراہٹ سجائے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

رادھا مسکراتے ہوئے برتن اٹھا کر کیچن میں چلی گئی جبکہ ہادی اور احان شمروز کے بتائے ہوئے کمرے کی طرف آرام کی غرض سے چلے گئے تھے۔

"بی جے۔۔بی جے۔۔ایم۔گیٹنگ بوریار۔۔ چلیں کوئی مووی دیکھتے ہیں۔"

حمین آئرہ کو ڈھونڈتے ہوئے آزفہ کے کمرے میں آیا تھا جہاں آئرہ آزفہ کو میڈیسن کھلا کر لیٹا رہی تھی۔ آئرہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"ہنی میری ڈیوٹی آف ہے آج ہاسپٹل سے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ کوئی مووی دیکھوں گی۔"

آئرہ حمین کو گھورتے ہوئے بولی۔ حمین منہ بناتے ہوئے آزفہ کے پاس بیٹھ گیا۔

"بڑی ماں دیکھ لیں اپنی لاڈلی کو یہ میری بات بالکل نہیں مانتی ہیں۔"

حمین کے بچوں کی طرح شکایت لگانے پر آئرہ مسکرائی تھی۔

"وہ تمہیں سن نہیں سکتیں ہنی۔"

آئرہ کی آواز پر وہ لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر گیا تھا۔

"بی جے وہ مجھے سن سکتی ہیں میرا دل کہتا ہے وہ مجھے محسوس کرتی ہیں۔"

حمین کی بات پر آئرہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو مسلسل آزفہ شاہ کے چہرے پر اپنی نگاہوں کو مرکوز کئے ہوئے تھا۔

"تم پاگل ہو ہنی وہ بس اپنی سانسیں پوری کر رہی ہیں۔"

آئرہ کی بات پر وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"بی جے خدا کا واسطہ ہے اتنے ہی لفظ منہ سے نکالیں جن کا وزن آپ بعد میں بھی اٹھا سکیں۔"

حمین کی بات پر وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔

"باپ کھویا ہے میں نے تمہاری بڑی ماں کی وجہ سے۔۔۔ کیا تھا اگر یہ اس دن میرے پاپا کو وہاں زبردستی نہ بھیجتیں۔ لیکن نہیں ان کو اپنی اس بیٹی کی فکر تھی جس کو وہ کھو چکی تھیں۔ ان کی بے جا ضد نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ہے ہنی۔"

آئرہ غصے کی زیادتی سے چیخ کر بولی تو حمین نے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا۔

"بی جے قسمت کا الزام آپ میری بڑی ماں کو نہیں دے سکتیں۔۔ حیرت ہے مجھے آپ پر کہ پڑھی لکھی ہو کر آپ کی سوچ یہاں مفلوج ہو جاتی ہے۔"

حمین نے تاسف سے کہا تھا اور بنا اس کی طرف دیکھے کمرے سے جا چکا تھا جبکہ آئرہ نے آزفہ شاہ کے ساکت وجود کو دیکھا تھا۔

"اب تو خوش ہوں گی نا آپ۔۔ آہستہ آہستہ سب رشتے مجھ سے چھین رہی ہیں آپ۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی مسز حاطب حمدان شاہ سن لیں آپ۔۔ میری زندگی میں جو خسارہ آپ کہ وجہ سے آیا ہے اس کہ سزا میں آپکی آخری سانس تک آپ کو دوں گی۔"

آئرہ کا غصہ اب اس کے آنسوئوں کہ صورت میں باہر نکلا تھا وہ آزفہ شاہ کے وجود کو دھندلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔ آزفہ شاہ کے لبوں میں ہلکی سے جنبش ہوئی تھی۔ ایک آنسو ٹوٹ کر ان کے دائیں گال پر نکل کر بے مول ہوا تھا۔ وہ لبوں سے آواز دے کر آئرہ کو اپنے پاس بلانا چاہتی تھیں لیکن بے سود۔ ان کا جسم ساکت تھا۔ لیکن شاید دماغ آہستہ آہستہ اپنی غنودگی توڑ کر واپس زندگی کی طرف لوٹ رہا تھا اور یہ شاید آئرہ کی توجہ ہی تھی کہ وہ کچھ ہی دنوں میں کافی حد تک زندگی کی طرف لوٹ آئی تھیں۔

اب قسمت کیا رنگ شاہ ہائوس کو دکھانے والی تھی یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن شاید اب غم کے کالے بادل آہستہ سے معدوم ہوتے جا رہے تھے۔

"مانو۔۔مانو۔۔ بیٹا ناشتہ لگ گیا ہے آجائو پھر یونیورسٹی کے لئے بھی نکلنا ہے۔"

سب چھوٹے سے لائونج میں موجود کیچن کے سامنے پڑے ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کر رہے تھے جب آمنہ شاہ نے شمائل کو آواز دی۔ شمائل جلدی سے سڑھیاں اتر کر ڈائننگ ٹیبل پر آئی تھی اور سب کو سلام کر کے اپنی جگہ پر

بیٹھی تھی۔ ھادہیر نے غور سے اسے دیکھا تھا جو وائیٹ کلر کے جینز کے ٹراوزر پر بلیک کرتا پہنے بالوں کو حجاب میں قید کئے، میک اپ سے بے نیاز بھی اسے اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی۔ خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو ھادہیر کو ناشتے کی پلیٹ پر جھکے دیکھا۔

"اچھا اماں سائیں ہمیں چلنا چاہیے کیونکہ میرا پہلا لیکچر بہت اہم ہے اور میں مس نہیں کرنا چاہتا۔"

ھادہیر کی نرم آواز پر شمائل نے جلدی سے اپنا جوس ختم کیا اور علی شاہ اور آمنہ شاہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"میں چلتی ہوں اماں سائیں۔"

شمائل مسکراتے ہوئے بولی۔ تو دونوں نے اسے ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے یونیورسٹی کے لئے رخصت کیا۔

"تمہیں کتنی بار یہ بات سمجھانی پڑے گی کہ فرنٹ سیٹ پر صرف اماں سائیں اور بابا سائیں ہی میرے ساتھ بیٹھتے ہیں۔"

شمائل جلدی جلدی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولنے لگی تو ھادہیر نے اسے گھورتے ہوئے ٹوکا تھا۔ شمائل منہ بسورتے ہوئے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔

"ھاد بھائی ویسے بندہ کبھی پیار سے بھی بات کر لیتا ہے آپ تو ہر وقت جیسے آگ منہ میں رکھتے ہیں۔"

شمائل پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولی تو ھادہیر نے اسے گھورا۔

"تمہاری زبان کچھ زیادہ نہیں چلتی ویسے؟"

"میں تو بہت کم بولتی ہوں ھاد بھائی آپ کو زیادہ سنائی دیتا ہے بس۔"

شمائل مسکراتے ہوئے بولی تو ھادہیر نے اپنا سر نفی میں ہلا دیا۔

یونیورسٹی کی پارکنگ میں گاڑی روک کر وہ شمائل کے آگے آگے یونیورسٹی میں داخل ہوا تھا۔ شمائل منہ کھولے ساری یونیورسٹی کو دیکھنے لگی تھی۔ ہر طرف گہما گہمی تھی۔ کچھ سٹوڈنٹس تو اتنی نازیبا حرکتیں کر رہے تھے کے

شمائل نے بے ساختہ استغفراللہ کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر کے چلنا شروع کر دیا ابھی دو قدم ہی وہ بڑھی تھی جب ھادھیر کے پلٹنے پر وہ اس سے ٹکرائی تھی۔

"ہائے ماما۔۔مر گئی۔"

شمائل اپنا ماتھا مسلتے ہوئے بولی لیکن جیسے ہی اس کی نظر سامنے کھڑے ھادھیر پر پڑی وہ اسے گھورنے لگی۔

"کوئی خاص بیماری ہے آپ کو جو ہر وقت میرے سامنے آتے رہتے ہیں۔"

شمائل کی بات پر ھادھیر نے جواب میں اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"اندھوں کی طرح کیوں چل رہی تھی تم؟"

"اندھوں کی طرح تو نہیں چل رہی تھی میں۔یہاں کے سٹوڈنٹس کی حرکتوں نے میری آنکھوں کو بند کر دیا۔"

اس کی معصومانہ جواز پر ھادھیر کے لبوں پر مسکراہٹ کی جھلک آ کر غائب ہوئی تھی۔

"یہاں یہ حرکتیں عام ہیں شمائل شاہ تو کیا ہر وقت آنکھوں کو بند کر چلو گی؟"

ھادھیر کی بات پر اس نے منہ بسورا تھا۔

"ہاں چلوں گی آنکھیں بند کر کے آپ کو کوئی اعتراض؟"

"نہیں مجھے کیا اعتراض ہو گا چلو تمہیں تمہاری کلاس تک چھوڑ دوں اور ہاں ایک بات اور یہاں دوستی کرنے کی ضرورت بالکل نہیں ہے کیونکہ یہاں کوئی قابل اعتبار شخص نہیں ہے۔"

ھادھیر آگے بڑھتے ہوئے بولا تو شمائل ناسمجھی سے اس کے پیچھے چلنے لگی۔

"کیا آپ کا کوئی دوست نہیں کے یہاں؟"

"نہیں۔"

ھادھیر کے لفظی جواب پر شمائل نے حیرانگی سے اس کے ساتھ چلتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"ھادبھائی آپ انسان ہیں نا؟ یا کسی ہالی وڈ مووی کی طرح آپ ویمپ ہیں جسے دوستوں کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔"

شمائل نے جس انداز سے پوچھا تھا ھادہیر کا دل قہقہ لگانے کو کیا تھا۔

"ہاں ویمپ ہی ہوں میں لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

ھادہیر اس کے خوفزدہ چہرے کو دیکھ کر مزے سے بولا۔اس سے پہلے شمائل کوئی جواب دیتی ھادہیر ایک کلاس کے سامنے رکا تھا۔اور ہاتھ کے اشارے سے سے اندر جانے کا کہنے لگا۔

"یہ تمہاری کلاس ہے اور کوئی بھی مسئلہ ہو تو یہاں سے بائیں طرف تھرڈ فلور کے چوتھے کمرے میں، میں موجود ہوں تم مجھے بتا سکتی ہو۔اب میں چلتا ہوں میری کلاس کا وقت ہو چکا ہے۔"

ھادہیر یہ بول کر وہاں سے جا چکا تھا جبکہ شمائل مسکراتے ہوئے کلاس کے اندر چلی گئی تھی۔

ماضی:

"حاطب اللہ کا واسطہ ہے مجھے بتا دو کہ تم نے آئرہ کا سکول بیگ کہاں رکھا کے؟"

آزفہ نے حاطب کو التجائیہ نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم اس کے بیگ کا؟ میں تو ابھی دو گھنٹے پہلے ہی گھر آیا ہوں۔"

حاطب نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبا کر آزفہ کو جواب دیا۔

"حاطب حمدان شاہ میں تمہاری نس نس سے واقف ہوں۔۔۔تم نے آئرہ کا سکول بیگ چھپایا ہے تاکہ تم مجھ سے بدلہ لے سکو۔"

آزفہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"یار کیوں مجھ معصوم پر الزام لگا رہی ہو۔۔۔ اور کس بات کا بدلہ لوں گا میں تم سے؟"

حاطب معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔

"تمہارے ساتھ ڈیٹ پر نہ جانے کا بدلہ۔۔۔ تم جانتے ہو میں اپنی بیٹی کے معاملے میں کتنی حساس ہوں اس لئے تم ایسی حرکتیں کرتے ہو۔"

اس کے ٹھیک اندازے پر حاطب نے بمشکل اپنا قہقہہ کنٹرول کیا اور بولا۔

"تو پھر آج رات کی ڈیٹ پکی سمجھوں؟"

"حاطب تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی میں اس حالت میں گھر سے باہر نہیں جاؤں گی۔"

آزفہ روہانسی ہو کر بولی تو حاطب بیڈ سے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اسے اپنے حصار میں لے کر بولا۔

"آزی۔۔۔۔۔ تم چاہے جتنے بھی بہانے بنا ئو بل بھی ہمیشہ کی طرح تم ہی دو گی اور ہم ڈیٹ پر بھی جا رہے ہیں۔"

حاطب یہ بول کر جیسے ہی پیچھے ہٹا آزفہ نے اسے گھورا۔

"میری جان ایسے نا دیکھو ورنہ آتے ہوئے آئسکریم بھی تم اپنے پیسوں سے کھلائو گی۔"

"حاطب تم دنیا کے پہلے اور آخری کنجوس مرد ہو جو اپنی بیوی کے ڈنر کے پیسے بھی اپنی جیب سے نہیں دیتے۔"

"آزی میری جان اسے کنجوس ہونا نہیں بلکہ سمجھدار ہونا کہتے ہیں کیونکہ میں ان مردوں میں سے بالکل بھی نہیں ہوں جو بیوی بیچاری کو باہر لے جاتے ہیں اور مروت کے مارے ویٹر کو ٹپ بھی دے کر آتے ہیں۔"

آزفہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"حاطب حمدان شاہ۔۔۔ اس دنیا کا سب سے۔۔۔"

"سمجھدار انسان ہے۔۔۔ کیونکہ وہ بیوی کے ہاتھوں بیوقوف نہیں بنتا۔"

حاطب نے اس کی بات درمیان میں سے ہی اچک کر مکمل کی تو آزفہ بے ساختہ مسکرائی اور اپنا سر نفی میں ہلایا۔

"بھائی ٹھیک کہتے ہیں تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔"

آزفہ یہ بول کر کمرے سے جانے لگی جب حاطب نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا اور سرگوشیانہ انداز میں بولا۔

"اور میرا یقین مانو میں اپنے آنے والے بچے کو ہادی سے زیادہ بگاڑنے والا ہوں۔"

آزفہ جو کسی رومانوی جملے کی توقع کر رہی تھی نے حاطب کو دھکا دیا اور مصنوعی غصے سے بولی۔

"میں ابھی جا کر پاپا سے آپکی شکایت کرتی ہوں۔"

آزفہ یہ بول کر وہاں سے چلی گئی جبکہ حاطب اس کے پیچھے بھاگا تھا کیونکہ کچھ بھی تھا آج بھی وہ حمدان شاہ کے جوتے کا سائز نہیں بھولا تھا۔

حال:

ماضی کی دھندلی یادوں سے لڑتے لڑتے وہ اپنے ضبط کو کھو رہا تھا۔ دھندلے عکس اس کی آنسوئوں اور درد میں مزید اضافہ کر رہے تھے۔ وہ سر تھام کر چیخنا شروع کر چکا تھا۔ آوازیں اس کے دماغ میں مسلسل گونج رہی تھیں جبکہ عکس اس کے ذہن میں بالکل دھندلے تھے۔ اس کی چیخوں سے کمرے گونج رہا تھا جبکہ آنسوئوں سے تر چہرے سے وہ اب وہ غنودگی میں جا رہا تھا۔ وقت مسلسل اس کی اذیت پر مسکرا رہا تھا جبکہ قسمت اب دور کھڑی وقت پر قہقہے لگا رہی تھی کیونکہ واقعی اب شاید پلڑا اس بار قسمت کا بھاری ہونا والا تھا۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا ہادی کو گئے ہوئے لیکن نہ ہی اس کی کال آئی تھی اور نہ ہی کوئی انفارمیشن آئی تھی۔ آئرہ آزفہ کی بدلتی حالت اور حمین کی بات کے بعد اب بالکل خاموش ہو چکی تھی۔ وہ آزفہ کو بس خاموشی سے دیکھتی رہتی

تھی۔ وہ آج چھٹی ہونے کی وجہ سے لان میں بیٹھی پھولوں کو دیکھ رہی تھی جو ذرا سی ہوا پر مسکرا کر جھوم رہے تھے۔ ماضی کی یادوں نے اس کے گرد حصار کھینچا تو وہ سختی سے آنکھوں کو موند کر اپنے آنسوئوں کو روک گئی تھی۔

"بابا۔۔ ماما کہاں ہیں اور بے بی کدھر ہے جو آپ لینے گئے تھے؟"

حاطب حمدان شاہ جیسے ہی ہاسپٹل سے گھر آیا تھا۔ سامنے لائونج میں ہی چھ سالہ آئرہ جو عشال کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی اسے دیکھ کر جلدی سے اس کی طرف آئی تھی اور معصومیت سے بولی تھی۔ اس کا یہ سوال پچھلے ایک ہفتے سے حاطب حمدان شاہ کے دل پر خنجر کی طرح وار کر رہا تھا۔ حاطب نے بمشکل نم آنکھوں سے مسکرا کر آئرہ کو دیکھا تھا۔ تسلی کے الفاظ تو اس کے پاس بھی نہیں تھے۔ لیکن اسے مضبوط ظاہر کرنا تھا خود کو اپنی بیٹی کے لئے۔

"آپ کی ماما کل گھر واپس آجائیں گی۔"

حاطب نے آئرہ کی پیشانی پر جھک کر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"اور بابا بے بی؟"

"بیٹا اللہ نے بے بی دے کر واپس لے لیا اور اب آپ بے بی کا نام نہیں لو گی ٹھیک ہے ورنہ ماما اپ سیٹ ہوں گی اور ان کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔"

حاطب ضبط کی انتہا کو چھو رہا تھا۔ عشال نم آنکھوں سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی جس نے ایک ہفتہ پہلے ہی اپنی بیٹی کو کھو دیا تھا۔

"اوکے بابا۔"

"گڈ گرل چلو روم میں جا کر ماما کے لئے ویلکم کارڈ بنائو میں آ کر دیکھتا ہوں۔"

"اوکے بابا اور آپ دیکھئے گا میرا کارڈ دیکھ کر میری ماما جلدی سے ٹھیک ہو جائیں گی۔"

حاطب اس کا گال تھپتھپا کر بولا تو وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی۔اس کی شروع سے عادت تھی وہ بات کو زیادہ جاننے کی کوشش نہیں کرتی تھی۔

"بھائی آزفہ کیسی ہے؟"

عشال کی بھرائی آواز پر اس کا ایک آنسو ٹوٹ کر دائیں گال سے نیچے پھسلا تھا۔

"وہ ٹھیک ہے اب عشی۔۔کل تک ڈسچارج ہو جائے گی؟"

حاطب چاہ کر بھی اپنے لہجے کو مضبوط نہیں کر سکا تھا۔عشال آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے پاس آئی اور نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی جو اسے دیکھنے سے مکمل گریز برت رہا تھا۔

"اور آپ کیسے ہیں؟"

"کیسا ہو سکتا ہے وہ باپ عشی جس نے اپنی بیٹی کو دیکھے اور محسوس کئے بغیر ہی کھو دیا ہو؟ ابھی تو میں نے دیکھا بھی نہیں تھا اسے اور وہ دنیا میں گم گئی۔ میں اپنی بیٹی کی حفاظت نہیں کر سکا عشی یہ چیز مجھے اندر ہی اندر توڑ رہی ہے۔ مجھے تو یہی نہیں معلوم کہ میں آزی کو حوصلہ کیسے دوں گا؟ تسلی کے کون سے الفاظ استعمال کروں گا؟ عشی میں ہار رہا ہوں یار۔"

عشال اس کے ٹوٹتے لہجے اور بکھرتے لفظوں پر بے ساختہ اس کے سینے پر سر رکھ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔حاطب حمدان شاہ نے اپنا ضبط کھو دیا تھا۔وہ مضبوط تھا لیکن شاید اولاد کا دکھ ہی ایسا ہوتا ہے جو مضبوط رہنے نہیں دیتا۔آئرہ جو کمرے کے دروازے پر کھڑی سب دیکھ رہی تھی حاطب کو روتے دیکھ کر دوبارہ اندر جا چکی تھی۔

"عارو۔۔عارو۔"

وہ اپنی ماضی کو یاد کر رہی تھی جب عشال شاہ کی پریشان کن آواز نے اسے حال کی دنیا میں لا پٹخا تھا۔وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھی تھی۔اور لائونج کے دروازے کے پاس کھڑی عشال کے پاس پہنچی تھی۔

"جی ماما۔"

"وہ آزفہ کی طبیعت بہت بگڑ رہی ہے وہ بہت تیز تیز سانس لے رہی ہے اور۔۔"

عشال شاہ کے الفاظ ابھی منہ میں تھے جب آئرہ بھاگتے ہوئے ان کے کمرے میں پہنچی تھی۔بیڈ پر لیٹے ان کے ساکت وجود کو لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ کر وہ حواس باختہ ہو چکی تھی۔وہ جلدی سے ان کے پاس بیڈ پر آئی تھی اور ان کے دائیں ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر پریشانی سے ان کے چہرے کو دیکھنے لگی تھی۔

"چھوٹی ماما۔۔ جلدی سے بڑے پاپا کو کال کریں اور ڈرائیور کو بولیں گاڑی ریڈی کریں ان کی پلس بہت سلو چل رہی ہے اور ہارٹ بیٹ بھی نارمل نہیں ہے۔"

آئرہ نے جلدی سے حازم شاہ کو کال کی تھی۔عشال اور آئرہ ڈرائیور کی مدد سے آزفہ کو گاڑی میں پچھلی سیٹ پر لٹا کر ہاسپٹل لے گئی تھیں۔جہاں تھوڑی فارمیلٹی کے بعد آزفہ شاہ کو آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔عشال شاہ نے آئی سی یو کے باہر پڑے بینچ پر اپنے وجود کو جیسے ساکت کر لیا تھا جبکہ آئرہ شاہ نم آنکھوں سے آئی سی یو کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔

ایک بار پھر وہ اپنا ماضی جینا نہیں چاہتی تھی۔لیکن شاید اب کی بار قسمت اس کو بہت بڑے امتحان میں ڈالنے والی تھی۔

جیسے ہی وہ کلاس میں داخل ہونے لگا سامنے نئے پروفیسر کی پشت دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ناچاہتے ہوئے بھی ان کے سامنے اسے تمیز کا مظاہرہ کرنا پڑا تھا۔

"سر مے آئی کم ان؟"

حمین کی دھیمی اور اجازت طلب آواز پر ساری کلاس نے گردنیں موڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"حمین شاہ آپ آج پھر لیٹ ہیں۔"

پروفیسر عقیل نے پلٹ کر اسے گھورا تھا۔

حمین کے تو مانو بتیس دانت روشن ہوئے تھے۔ پروفیسر عقیل کو تنگ کرنا تو جیسے اس کے فرائض میں شامل تھا۔

"سر آپ کو دیکھ کر مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ میں بتا نہیں سکتا۔ ویسے کل تو آپ کی منگنی تھی نا؟ تو پھر بتائیں منگنی کیسی رہی آپ کی؟"

حمین کی بات پر پروفیسر عقیل نے اسے گھورا جبکہ ساری کلاس میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں گونجنا شروع ہو چکی تھیں۔

"تم سے کس نے کہا کہ کل میری منگنی تھی؟"

"او۔۔۔ ہو۔۔ سر شرمانے والی کوئی بات نہیں ہے۔ سب کی منگنی ہوتی ہے۔ یہ کوئی بری بات بالکل نہیں ہے۔ ویسے بھابھی بھی ٹیچر ہیں کیا؟"

حمین شاہ سے جیتنا گویا جنگ جیتنے کے مترادف تھا۔

"حمین میری کوئی منگنی نہیں ہوئی سمجھے تم۔"

"سر دیکھیں آپ کا چہرہ بلش کر رہا ہے اور آپ پھر بھی چھپا رہے ہیں۔ ناٹ فیئر۔"

حمین نے ان کے سرخ چہرے پر چوٹ کی جو غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا لیکن مقابل کو پرواہ ہی کب تھی پروفیسر عقیل کی گھوریوں کی۔ کمال کی بے نیازی تھی اس کی طبیعت میں یا شاید وہ ایسے ظاہر کرتا تھا۔

"حمین بس کرو اور لیٹ آنے کی وجہ بتاؤ۔"

پروفیسر عقیل نے اپنے غصے کو ضبط کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ سر صبح آنکھ تھوڑا لیٹ کھلی تھی اور یہ رومی اور نائل کو میں نے بتایا تھا کہ آپ کو بتادیں میں تھوڑا سا لیٹ ہو جائوں گا۔"

معصومیت کا لبادہ اوڑھنے میں شاید ہی اس کا کوئی ثانی تھا۔ اپنا ملبہ رومان اور نائل پر گرائے اب وہ مسکرایا تھا۔ جبکہ پروفیسر عقیل کی ڈانٹ کا رخ ان دونوں کی طرف ہو گیا تھا اور آخر میں وہ ہمیشہ کی طرح حمین کو وارن کر کے کلاس کے اندر آنے کی اجازت دے چکے تھے۔ حمین شہزادوں کی سی چال چلتے ہوئے رومان اور نائل کے درمیان جگہ بنا کر بیٹھ گیا تھا۔ جبکہ پروفیسر عقیل کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"تم جیسا بے غیرت اور گھٹیا دوست انسان کسی دشمن کو بھی نہ دے۔"

رومان اور نائل نے دھیمی مگر ایک آواز میں کہا تھا۔

"سیم ٹو یو کمینوں۔"

حمین نے حساب برابر کیا تھا۔ اس سے پہلے وہ مزید بولتا اس کا موبائل وائبریٹ کرنے لگا۔ اس نے موبائل پینٹ کی پاکٹ سے نکال کر دیکھا تو آئرہ کا میسج تھا۔

"ہنی تمہاری بڑی ماما ہاسپٹل میں ہیں اور۔۔۔"

حمین کا میسج پڑھتے ہی رنگ فق ہو چکا تھا۔ وہ رومان اور نائل کو دیکھے بغیر پروفیسر عقیل کے پاس پہنچا۔

"سوری سر مجھے ابھی جانا ہے ایک ایمرجنسی ہے۔"

حمین پروفیسر عقیل کو دیکھ کر بولا اور باہر کی جانب بھاگ گیا تھا۔

"یا اللہ خیر۔"

پروفیسر عقیل نے بے ساختہ لبوں سے یہ الفاظ ادا کئے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے حمین کتنا بھی شرارتی ہو ایسے کلاس چھوڑ کر کبھی نہیں جاتا۔ اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے اب وہ دوبارہ کلاس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے جبکہ ان کے دماغ میں ابھی بھی حمین کا فق چہرہ گھوم رہا تھا۔

وہ بھاگتے ہوئے پارکنگ کی طرف جارہا تھا جب اچانک اس کو ٹھوکر لگی اور وہ منہ کے بل پارکنگ میں موجود گاڑیوں میں سے ایک پر گرا۔

اس نے دونوں ہاتھ گاڑی پر رکھ کر اپنے چہرے کو گاڑی سے ٹکرانے سے بچایا تھا۔ حمین نے پلٹ کر دیکھا تو ارحم کچھ لڑکوں کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ارحم کا پاؤں اٹکنے کی وجہ سے غالباً وہ گرا تھا۔ وہ ارحم کو اگنور کر کے جانے لگا تو ارحم دوبارہ سے اس کے سامنے آگیا۔ حمین نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

"اوئے ہیرو جا کہاں رہا ہے؟ کچھ حساب کتاب چکانے ہیں وہ تو پورا کرتے جا۔"

ارحم ملک کی تمسخرانہ آواز پر حمین نے سختی سے لب بھینچے تھے۔ اس وقت اسے کیسے بھی کر کے ہاسپٹل پہنچنا تھا اس لئے وہ دوبارہ سے ارحم کی بائیں سائیڈ سے نکلنے لگا تو کسی نے پیچھے سے اس کی کمر میں ایک کک رسید کی۔ وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا تھا۔ حمین نے ضبط سے خود کو روکا تھا اور اٹھا اور ارحم ملک کی طرف بڑھا۔

"ارحم ملک مجھے جانے دو ورنہ اچھا نہیں ہو گا تمہارے لئے۔"

حمین شاہ نے اسے گھورا تھا جس کے ساتھ باقی لڑکے اب دائرے کی شکل میں انہیں گھیر چکے تھے۔

"آج تم جانو گے کہ ارحم ملک سے پنگا لینے کا انجام کیا ہوتا ہے؟"

ارحم نے بول کر حمین کے دائیں گال پر زور سے ایک مکا رسید کیا اور پھر باقی لڑکوں نے بھی اسے مارنا شروع کر دیا حمین نے کافی کوشش کی خود کو چھڑانے کی لیکن وہ اکیلا ان سب کا مقابلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ ابھی بمشکل پانچ منٹ ہی

ہوئے ہوں گے جب پارکنگ میں نائل اور رومان آئے تھے۔ دونوں حمین کو پٹتا دیکھ کر آگے بڑھے تھے اور اسے بچا کر خود ان سب کے ساتھ الجھ گئے تھے۔ اس سے پہلے مزید لڑائی بڑھتی کچھ سیکیورٹی گارڈز نے آکر ان کو چھڑوایا تھا۔ حمین کے سر پر کافی چوٹ آئی تھی اور منہ بھی تقریبا سوج چکا تھا۔ نائل اور رومان نے اسے گاڑی میں بٹھایا اور ہاسپٹل لے گئے۔ کیونکہ وہ نیم غنودگی میں جا رہا تھا۔

"اس ارحم ملک کو میں جان سے مار دوں گا اس کی ہمت کیسے ہوئی ہنی پر ہاتھ اٹھانے کی۔"

نائل کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ قریبی ہاسپٹل سے مرہم پٹی کروانے کے بعد وہ دونوں حمین کو دیکھ رہے تھے جو لب بھینچے اپنے درد کا قابو کر رہا تھا۔

"سی ایم ایچ چلو نائل جلدی۔"

حمین بمشکل بولا تو رومان اور نائل نے اسے دیکھا جو حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ نائل نے بنا تاخیر کئے اس کی بات مانی تھی۔

"یا اللہ میری بڑی ماں کی حفاظت کرنا آمین۔"

حمین دل ہی دل میں دعا مانگ کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا تھا۔ جبکہ نائل کے ذہن میں بار بار ارحم ملک کا چہرہ گھوم رہا تھا۔ رومان ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ گویا ہر کوئی اپنی سوچ کو ایک دوسرے سے چھپائے ہوئے تھا۔

اندھیرے سے گزرتے ہوئے وہ آہستہ سے رینگتے ہوئے نیچے کی طرف جا رہے تھے۔ بہت مشقت سے وہ کہنیوں کے بل نیچے کی طرف جا رہے تھے۔ چوتھے فلور سے سرنگ تک کا راستہ انہیں صحیح معنوں میں سبق سکھا گیا تھا۔ سانس لینے میں بھی اب انہیں کافی دشواری ہو رہی تھی۔ لیکن انہیں آگے بڑھنا تھا سب کے لئے اپنے وطن کے

لئے اور سب سے بڑھ کر انسانیت کے لئے۔ ہادی پسینے سے تقریباً شرابور تھا جبکہ احان کافی تیز تیز سانس لے رہا تھا۔ تقریباً پچیس منٹ کی مسافت کے بعد وہ ایک سرنگ میں اترے تھے۔ جہاں اس وقت اندھیرا تھا۔ احان نے سرنگ میں تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنی سانسیں ہموار کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہادی نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر سر جھٹک کر سرنگ کے اندر کی جانب چلا گیا۔ جس کا راستہ دو گھنٹے کا تھا۔ احان نے اس کی پشت کو دیکھا اور جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

"سر آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں؟ مجھے چھوڑ کر آپ اکیلے جا رہے ہیں مطلب میری کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ نہیں مطلب احان سرے سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا آپ کے لئے۔"

احان اس کے پیچھے جا کر ہانپتے ہوئے بولا تو ہادی نے اسے گھورا۔

"تمہارے لئے یہاں رک کر مجھے وقت برباد نہیں کرنا۔ اور دوسری بات تم نے بالکل ٹھیک کہی کہ تم میرے لئے واقعی کوئی اہمیت نہیں رکھتے سمجھے تم اب خاموشی سے چلو۔"

ہادی اسے گھور کر آگے بڑھا تو احان نے صدمے سے اسے دیکھا تھا۔

"ہاں بھئی بس ڈاکٹر بھابھی کی اہمیت ہوگی آپ کی زندگی میں۔ ہم تو جیسے کسی کھاتے میں ہی نہیں آتے۔"

احان کی زبان کو روکنا واقعی ہادی کے لئے مشکل ترین کام تھا۔ آئرہ کے ذکر پر وہ چند سیکنڈ اپنی جگہ رکا تھا۔ سفید آنچل میں چمکتا اس کا گلابی چہرہ اس کے لبوں پر تبسم کو بکھیر گیا تھا۔ ڈمپلز نے اپنی جھپ دکھانی چاہی تو ہادی نے سختی سے لبوں کو پیوست کر کے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔

"فضول گوئی سے پرہیز کرو تم ورنہ یہیں چھوڑ جاؤں گا اور واپسی بھول جانا پھر تم۔"

ہادی کی دھمکی پر احان مسکرایا تھا۔

"سر آر یو بلشنگ؟"

احان کی شرارت بھری آواز پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"اب اگر تمہاری آواز آئی تو جو گولیاں میں نے بیگ میں رکھی ہیں کو براپر چلانے کے لئے ان کو تجربہ تم پر کروں گا۔"

ہادی کا لہجہ سخت ہو گیا تھا احان ناچاہتے ہوئے بھی منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

"سر ویسے آپس کی بات ہے رادھا اور ارون کی شادی کیسے ہوئی؟ نہیں مطلب ایک ہندو ایک مسلمان۔۔۔ اور۔۔۔"

احان کی خاموشی صرف اگلے دس سیکنڈ کے لئے تھی۔ کیونکہ احان کی زبان کو روکنا شاید اس کے خود کے بس میں بھی نہیں تھا۔ ہادی کان لپیٹے اس کے آگے آگے چل رہا تھا جبکہ احان کی بے تکی باتوں کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا۔

آئرہ ساکت نظروں سے آئی سی یو کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں صرف ویرانی تھی۔ وہ رونا چاہتی تھی لیکن آنسو شاید خشک ہو چکے تھے۔ بنا پلک جھپکے وہ اپنے ارتکاز کو برقرار رکھے ہوئے تھی۔ عشال شاہ کو حازم شاہ نے سنبھالا ہوا تھا۔ جو مسلسل روتے ہوئے ان کے کندھے سے سر ٹکائے دعائیں کر رہی تھیں جبکہ حازم شاہ خود ضبط کے آخری مراحل میں تھے۔ حمین جیسے ہی وہاں آیا سب کو یوں دیکھ کر پریشانی سے آگے بڑھا۔ اس کی قدموں کی چاپ تھی شاید کہ حازم شاہ نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔ سر پر لگی پٹی جس میں سے شاید تھوڑا سا خون رس کر ظاہر ہوا تھا۔ اور ہاتھ پر لگی چوٹ نے انہیں ٹھٹکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ عشال شاہ نے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ حمین جلدی سے ان کی طرف بڑھا تھا۔

"موم ڈیڈ بڑی ماں کیسی ہیں؟ کیا ہوا ہے ان کو؟"

حمین نے ان کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ حازم شاہ نے اس کو دیکھ کر گھورا تھا جبکہ عشال شاہ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار واضح دیکھ رہی تھیں۔

"ہنی یہ سب کیا ہوا ہے؟"

عشال شاہ کا پریشان کن انداز اس کے لئے توقع کے مطابق تھا۔

"کچھ نہیں موم بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ آپ بتائیں نا بڑی ماں کیسی ہیں؟"

حمین نے عشال کا ہاتھ پکڑ کر امید بھری نظروں سے پوچھا تھا۔

"تمہاری بڑی ماں کا نروس بریک ڈائون ہوا ہے۔"

حازم شاہ نے ضبط سے جواب دیا تھا جبکہ حمین نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔

"ڈیڈ لیکن یہ کیسے ممکن ہے وہ تو پہلے ہی دماغی طور پر۔۔۔"

"وہ ریکور ہو رہی تھی لیکن ہمیں معلوم نہیں تھا اور اسی ریکوری کے دوران ہی اس نے کوئی ٹینشن لی ہے جس کے باعث یہ ہوا ہے۔"

حازم حمین کی ادھوری بات کا مطلب سمجھ کر بولا تو حمین نے بے ساختہ آئرہ کو دیکھا تھا۔ لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر کے وہ اٹھا تھا اور آئرہ کو بازو سے پکڑ کر بینچ سے اٹھایا تھا۔ حازم اور عشال نے شاکڈ کی کیفیت میں حمین کا سرخ چہرہ اور غصہ دیکھا تھا۔

"کیا کہا ہے آپ نے میری بڑی ماں سے جو آج وہ اس حالت میں ہیں؟"

حمین تقریباً چیخا تھا۔ آئرہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"ہنی میں نے کچھ۔۔"

"جھوٹ بالکل نہیں بولیں گی آپ سنا آپ نے؟ اور ویسے بھی یہ پریشانی کا دکھاوا یہاں نہ ہی کریں آپ تو بہتر ہو گا۔ کیونکہ میں اچھے سے جانتا ہوں کہ آپ کو ان کہ کتنی فکر ہے۔ دعا کریں مسز ہادی کے میری بڑی ماں کو کچھ نہ ہو ورنہ انجام بہت برا ہو گا۔"

"ہنی۔"

حازم کی تنبیہ کرتی آواز پر وہ پلٹا تھا اور نم آنکھوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھنے لگا۔

"اپنے بڑے پاپا کو کھو چکا ہوں لیکن بڑی ماں کو کھونے کی ہمت آپ کے ہنی میں نہیں ہے۔"

حمین کے آنسو اس کے رخسار بھگو گئے تھے۔ عشال نے آگے بڑھ اسے اپنی آغوش لینا چاہا تو وہ پیچھے ہو گیا اور پلٹ کر کوریڈور سے ہوتے ہوئے کسی ایک روم میں غائب ہو گیا تھا۔ حازم شاہ نے بے ساختہ آئرہ کو دیکھا تھا جو زمین کو مسلسل دیکھ رہی تھی۔ حازم شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ جانتے تھے حمین نے پہلی اور آخری دفعہ آئرہ سے ایسے بات کی ہے کیونکہ بعد میں وہ خود اپنی غلطی کا احساس ہونے پر اسے منا لے گا۔ لیکن آئرہ کی آنکھیں اب آنسو بہانے میں مصروف ہو چکی تھیں۔ حازم نے اسے اپنے حصار میں لیا تو وہ اپنے ضبط کے تمام مراحل کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اپنی تکلیفوں کو مقابل کے سینے میں نمی کی صورت محسوس کروا گئی تھی۔

راہداری سے گزرتے ہوئے وہ ھادہیر کی بتائی ہوئی جگہ پر جا رہی تھی جب کسی سے بے ساختہ ٹکرائی اس سے پہلے وہ گرتی کسی نے اسے گرنے سے بچا لیا تھا۔ شمائل نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں خود کو کسی کے حصار میں پایا۔ گرے آنکھوں میں چمک تھی تو سفید رنگت پر عام سے نین نقش، ہلکی سے بھوری داڑھی، شمائل جلدی سے ہوش میں آتے ہی اس کے حصار سے نکلی تھی۔

"ایم سوری۔"

شمائل نے جلدی سے کہا تھا جبکہ مقابل کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔

"اٹس او کے بیوٹیفل۔"

مقابل کی خوش کن آواز شمائل کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"آئی شڈ لیو نائو۔"

شمائل یہ بول کر آگے بڑھی تو سامنے پھر سے وہی شخص آگیا شمائل نے بمشکل ٹکرانے سے خود کو بچایا تھا۔

"سوری بیوٹیفل بٹ آئی وانٹ ٹو نو یور نائس نیم؟ سو ٹیل می یور نیم۔"

"شمائل شاہ۔"

شمائل بول کر جیسے بات ختم کرنا چاہتی تھی لیکن مقابل شاید راضی نہیں تھا۔

"آئی ایم رونل مس بیوٹی۔ ہوپ سو وی ول میٹ اگین۔"

رونل کی بات پر شمائل کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں نمایاں ہوئی تھیں اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی ھادہیر کی آواز نے اسے پلٹ کر دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"شمائل جلدی سے جا کر گاڑی میں بیٹھو۔"

آواز سے زیادہ اس کے لہجے کی سختی نے شمائل کو اس کی بات ماننے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ ھادہیر نے رونل کو سرخ آنکھوں سے گھورا تھا۔ رونل لبوں کو سیٹی کی شکل میں گول کیئے وہاں سے مسکراتے ہوئے پلٹ گیا تھا۔ ھادہیر غصے میں پارکنگ کی طرف بڑھا تھا جہاں شمائل گاڑی میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ھادہیر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کی بجائے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ شمائل نے دہل کر اس کی طرف دیکھا تھا جو غصے سے سرخ آنکھیں لئے اور لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیئے اپنے غصے کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"کیوں بات کر رہی تھی اس کے ساتھ؟"

ھادہیر نے اس کا بازو سختی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ کا جبڑا پکڑ کر بنا کسی لحاظ کے پوچھا تھا۔ وہ اس وقت ھادہیر شاہ نہیں تھا جو بلاج جیسا نرم تھا وہ اس وقت ایچ ایس تھا جو حاطب جیسا سخت تھا۔ تکلیف کی شدت سے شمائل کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔

"مجھے۔۔۔ درد۔۔۔ ہو۔۔ رہا۔۔ ہے۔"

نم آنکھوں سے وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔

"آئندہ اس رونل سے دور رہنا ورنہ جان سے مار دوں گا تمہیں۔"

ھادہیر اس کا منہ چھوڑ کر غرایا تھا جبکہ شمائل نے اپنا سر جلدی سے اثبات میں ہلایا تھا۔ وہ اس وقت واقعی ھادہیر سے خوفزدہ ہو چکی تھی۔ ھادہیر ایک نظر اس کے ڈرے سہمے چہرے کو دیکھ کر پلٹ کر متبسم انداز میں مسکرایا تھا۔ وہ خوفزدہ سی ہرنی لگ رہی تھی اس وقت ھادہیر کو جو توجہ نہ ملنے پر توجہ کھینچ بھی لیتی تھی۔ گاڑی سے اتر کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور ایک نظر اس کو بیک مرر میں دیکھ کر گاڑی کو سٹارٹ کر دیا۔ شمائل نے سر اٹھا کر دیکھنے کی غلطی دوبارہ نہیں کی تھی۔

یوں تو غلط لفظوں میں بیاں مت کیجئے

منافق ہیں ہم تو منافق رہنے دیجئے۔

(کرن رفیق)

دو سے ڈھائی گھنٹے بعد اب وہ ایک لکڑی کے دروازے کو کھول کر کمرے میں داخل ہوئے تھے جو غالباً کسی کمرے کا فرش لگ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے کمرے میں کوئی نہیں تھا صرف اندھیرا تھا۔ ہادی نے ٹارچ کی

مدد سے کمرے کو روشن کیا تھا۔ وہاں ایک سنگل بیڈ دو لکڑی کی پرانی کرسیاں اور ایک ٹیبل پڑا تھا۔ احان گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بیڈ پر تقریبا گرنے والے انداز میں لیٹا تھا۔ ہادی نے اسے دیکھ کر اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے میں زندہ ہوں ورنہ مجھے تو اس سرنگ میں سانس لینے میں بھی اتنی مشکل ہو رہی تھی کہ مجھے لگ رہا تھا آج نہیں بچو گا۔"

احان کی بڑبڑاہٹ پر ہادی نے کوئی توجہ نہیں دی اور کمرے میں موجود چیزوں کو چیک کرنا شروع ہو گیا تھا۔

"سر میں مانتا ہوں آپ ربڑ کے ہیں لیکن دو منٹ تو بیٹھ جائیں اور ٹانگوں کو سکون دیں۔"

احان نے ہادی کو دیکھ کر کہا۔ اس سے پہلے ہادی کوئی جواب دیتا کمرے میں ایک پینتیس سالہ شخص داخل ہوا۔

ہادی اور احان جلدی سے الرٹ ہوئے تھے۔

"ویلکم آفیسر زمائے نیم از ڈیوس عرف حاطب خان۔"

حاطب کے نام پر ہادی نے سختی سے اپنے ہاتھوں کو مٹھیوں کی شکل میں باندھ کر جیسے خود پر ضبط کیا تھا۔ جبکہ احان نے اس کے چہرے کی سرخی واضح دیکھی تھی۔

"میرا نام راہل عرف میجر ہادی شاہ اور یہ میرا مشن پارٹنر پرتھوی عرف آفیسر احان ہے۔"

ہادی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ جبکہ احان نے اس کی سنجیدگی پر منہ بسورا تھا۔

"میں تو آرام کروں گا اتنے لمبے سفر کے بعد اور ڈیوس پلیز کچھ کھانے کو ہے تو لا دیں مجھے بہت بھوک لگی ہے۔"

احان ڈیوس کو دیکھ کر بولا۔

"صرف بیس منٹ ہیں تمہارے پاس احان اور ان بیس منٹ میں تم سو جاؤ یا کھانا کھالو مجھے پرواہ نہیں کیونکہ اس کے بعد تمہیں ایک چپ کی مدد سے کسی کو ٹریس کرنا ہے۔"

ہادی احان کو دیکھ کر بولا تو احان کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

"سر یہ تو زیادتی ہے اب۔ بیس منٹ تو میں صرف منہ دھونے میں لگا دوں اور آپ مجھے ان میں ریسٹ اور کھانا کی محدود پیشکش کر رہے ہیں۔"

ڈیوس نے احان کی صدماتی کیفیت پر بمشکل اپنے قہقے کا گلا گھونٹا تھا۔

"یقیناً تم لڑکی نہیں ہو جسے منہ دھونے میں اتنا وقت لگتا ہے۔ اور رہی آرام کی بات تو دس منٹ تم آرام کرو اور دس منٹ میں کھانا کھائیو۔"

ہادی اسے دیکھ کر سپاٹ چہرے سے بولا۔

"سر آپ کیوں مجھ معصوم سے انسان اور پیارے سے آفیسر سے جان چھڑانا چاہتے ہیں؟"

احان نے جذباتی پن سے کہا۔

"انیس منٹ باقی ہیں آپ کے آفیسر۔"

ہادی یہ بول کر آرام سے کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ڈیوس کھانا لینے چلا گیا تھا۔ احان ہادی کو گھورتے ہوئے کمرے سے ملحقہ واش روم کی طرف چلا گیا تھا۔ جبکہ ہادی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ماضی کے اوراق کو پلٹنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

ماضی:

"ماما مجھے نہیں کرنا کوئی نکاح پلیز سمجھیں میری بات کو۔"

ہادی کی آواز میں التجا تھی۔

عشال شاہ اسے مسلسل گھور رہی تھیں جبکہ ہادی عشال شاہ سے نظریں چرا رہا تھا۔

"مجھے وجہ چاہیے ہادی اور یہ مت کہنا کہ وہ چھوٹی ہے یا تم نے کبھی اس کو اس نظر سے دیکھا نہیں ہے۔ اب اصل جواز بتاؤ کیا مسئلہ ہے کیوں انکار کر رہے ہو؟"

عشال شاہ نے اس بار بیڈ پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں ہادی سے کہا تھا۔ ہادی نے لبوں کو سختی سے بھینچ کر خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا تھا۔

"ماما کیا یہ وجہ کافی نہیں ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا؟"

"نہیں یہ وجہ کافی نہیں ہے ہادی شاہ۔"

کمرے میں داخل ہوتے حازم شاہ نے ہادی کی بات کا جواب سنجیدگی سے دیا تھا۔ ہادی نے حازم شاہ کے دیکھنے پر نظریں چرائی تھیں جبکہ عشال شاہ نے ہادی کو گھورا اور حازم شاہ کی طرف مڑی تھیں۔

"آپ کے بیٹے کو کیسے منانا ہے یہ آپ بہتر جانتے ہیں لیکن مجھے اس کا انکار کسی صورت منظور نہیں ہے۔"

عشال شاہ حازم شاہ سے یہ بول کر کمرے سے جا چکی تھیں جبکہ ہادی کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

"حاطب سے کیا وعدہ تمہاری ماں ہر حال میں نبھائے گی۔ اگر تم نہیں مانے تو وہ آئرہ کا نکاح حمین سے کروا دے گی۔ کیونکہ اسے ہر قیمت پر تمہارے پاپا سے کیا وعدہ نبھانا ہے۔"

حازم شاہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے ہادی کے جھکے سر کو دیکھ کر بولے تھے۔ ہادی نے حمین کے نام پر اپنا سر اٹھایا تھا۔ بے یقینی آنکھوں سے واضح تھی۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہا وہ رات کو مجھے اپنے فیصلے کے بارے میں آگاہ کر چکی ہے اور تمہاری ماں کا وعدہ پورا کرنا میرا فرض ہے میں انکار نہیں کروں گا۔"

"ڈیڈ یہ ٹھیک نہیں ہے آپ مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے۔"

ہادی کی آواز صدمے سے تر تھی۔

"ہادی شاہ تمہیں کس نے کہا کہ میں تمہیں بلیک میل کر رہا ہوں۔ یہ تمہاری ماں کا فیصلہ ہے جو کل رات سنا کر وہ مجھے بھی شاکڈ کر چکی ہے۔"

حازم شاہ کے لہجے سے کہیں بھی جھوٹ کا تاثر ہادی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

"ڈیڈ میں کیسے ایسی لڑکی کو اپنی زندگی کا حصہ بنالوں جو اپنی سگی ماں سے نفرت کرتی ہو؟"

ہادی نے بلاآخر جھجکتے ہوئے اپنی بات واضح کی تھی۔

"وہ نفرت نہیں کرتی اپنی ماں سے ہادی شاہ وہ بس اپنی محبت کو دل کے کسی کونے میں دفنا چکی ہے بس تمہیں اپنی توجہ سے اسے دوبارہ زندہ کرنا ہے اور مجھے امید ہے ایک فوجی ہر محاذ میں سرخرو ہونا چاہے گا۔"

حازم شاہ نے مسکرا کر ہادی کو دیکھا تھا جو اپنا سر جھکا گیا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم بچپن سے اسے پسند کرتے ہو لیکن بس اس کے آزفہ کے ساتھ رویے کی وجہ سے اس سے دور ہو گئے لیکن ہر دفعہ رشتے میں دوری مقابل کو اس کی غلطی کا احساس نہیں دلاتی ہادی بعض دفعہ ہمیں نزدیک رہ کر دوسرے انسان کو احساس دلانا پڑتا ہے۔ امید ہے سمجھ گئے ہو میری بات تم؟"

حازم شاہ کا آخری بات پر سوالیہ لہجہ ہادی کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ ڈمپلز نے اس کی مسکراہٹ کو مزید دلکش بنایا تھا۔

"تمہاری ماں کے یہی ڈمپلز جو تم نے چرائے ہیں مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے۔"

حازم شاہ کی مصنوعی خفگی پر ہادی نے قہقہ لگایا تھا۔

"شکریہ ڈیڈ میں کوشش کروں گا آپ کو کوئی شکایت نہ ہو۔"

ہادی نے حازم شاہ کا دایاں ہاتھ پکڑ کر انہیں یقین دلایا تھا۔

"میں جانتا تھا تم مان جاؤ گے بس تمہاری ماں ڈرامہ کوئین بننے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔"

"ڈیڈ ماما کے بارے میں مذاق میں بھی کچھ نہیں سنوں گا۔"

ہادی نے حازم شاہ کو مصنوعی خفگی سے دیکھ کر کہا تھا تو حازم شاہ نے منہ بسورا۔

"ماما کے چمچے ہو پورے تم میری تو بس شمائل اور آئرہ ہیں۔"

حازم شاہ کی بات پر ایک بار پھر ہادی کا قہقہ گونجا تھا۔

حال:

ماضی کی یاد میں قدم احان کی آواز نے رکھے تو وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا تھا۔ احان اس کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ہادی جلدی سے سیدھا ہوا اور احان کی شرارت بھری آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

"اس مسکراہٹ کے پیچھے کا راز کافی گہرا لگتا ہے سر کیونکہ پچیس منٹ ہو گئے اور آپ نے مجھے وقت کا احساس نہیں دلایا۔"

احان کی بات پر اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو واقعی پچیس منٹ ہو چکے تھے۔ ہادی اپنی شرمندگی کو کم کرنے کے لئے اسے گھورنے لگا۔

"تم جلدی سے اپنی ڈیوائس سے ایک کوڈ کو ٹریس کرو اور اس کوڈ سے مجھے اس شخص کی لوکیشن بتاؤ۔ اور اگر اب مزید فالتو گفتگو کی تو اسی سرنگ میں واپس دھکیل دوں گا۔"

ہادی کی بات پر احان نے کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا تو ہادی نے اسے وارننگ دی تھی۔ احان منہ بسورتے ہوئے ہادی سے ایک چپ لے کر اس کے کوکوڈ کو سکین کرنا شروع ہو گیا تھا جبکہ ڈیوس نامی شخص کچھ فائلز کو ہادی کے سامنے رکھ کر اسے کچھ سمجھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔

چاند کی روشنی میں صرف اس کی آنکھوں کی نمی اس کی رخساروں پر چمک رہی تھی۔ گلابی لب کپکپاہٹ لیے ہوئے تھے۔ مختلف سوچوں میں گری وہ اس وقت خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔ جب کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ ارتکاز چھن کر کے ٹوٹا تو اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کئے۔ عشال اس کے ساتھ اسی بینچ پر بیٹھ گئی تھیں۔ ہاسپٹل کے گارڈن میں ہری گھاس پر ہلکی ہلکی نمی تھی۔ اسی نرماہٹ کو محسوس کرنے کے لئے شاید آئرہ نے اپنے پائوں جوتے سے آزاد مٹی پر رکھے تھے۔ اندر کی تپش کو کم کرنے کی کوشش میں بھی وہ ناکامی کا لفظ استعمال نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس عمل سے بھی وہ سکون میں نہیں تھی۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

عشال شاہ کی نرم آواز پر وہ آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھنے لگی تھی۔ پلکیں ابھی بھی شبنم کا منظر لئے ہوئے تھیں۔

"میں ان سے نفرت نہیں کر سکی ماما۔ میں ہار گئی ہوں خود سے لڑتے ہوئے۔"

آئرہ شاہ کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔ عشال شاہ نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ چاہتی تھیں کہ وہ ایک بار میں اپنا غبار نکال لے۔

"ان کے لئے میں کبھی اہم نہیں رہی ماما کیونکہ ان کے لئے صرف ان کی کھوئی ہوئی بیٹی اہم تھی یا پھر ان کے شوہر۔ میں تو کہیں بھی نہیں تھی۔ بیٹی گم ہوئی تو مجھے نظر انداز کر دیا۔ بابا کا انتقال ہوا تو مجھ سے کیا دنیا سے ہی منہ موڑ لیا۔ آپ جانتی ہیں بہت سی باتیں میں ان کو بتانا چاہتی تھی۔ میں بھی ان کی گود میں ہر رات سر رکھ کر سونا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے مجھے خود سے دور کر دیا۔ اتنا دور کہ میں چاہ کر بھی ان کے پاس واپس نہیں جا سکی۔ سب کو میں غلط لگتی تھی کہ میں ان سے نفرت کرتی ہوں۔ ان سے روڈ ہوں۔ لیکن ماما میں نے کبھی ان سے نفرت نہیں کی ایک بیٹی کیسے نفرت کر سکتی ہے اپنی ماں سے۔ میں ناراض تھی ان سے اور بہت ناراض تھی۔ مجھے جب بھی ان کی ضرورت تھی کیوں وہ میرے لئے میری زندگی میں واپس نہیں آئیں؟ مجھے بھی دکھ ہوتا تھا۔ مجھے بھی تکلیف

ہوتی تھی۔ باپ تو پہلے ہی جا چکا تھا لیکن ماں نے بھی ان کی محبت میں میرا ساتھ نہیں دیا۔ وہ ٹھیک ہو سکتی تھیں لیکن انہوں نے کبھی بھی میرے لئے کوشش نہیں کی ماما۔ میں ایک دن میں ہزار بار مرتی تھی یہ دیکھ کر میری ماں میرے لئے بھی کوشش نہیں کرنا چاہتیں۔ ماما وہ جیسی بھی ہیں لیکن میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ سب کی زندگی میں برا وقت آتا ہے لیکن ماما اس سب میں اپنوں کا ساتھ سب بھلا دیتا ہے۔ ان کا نروس بریک ڈائون میری وجہ سے نہیں ہوا۔ انہوں نے دوبارہ سے بس مجھے چھوڑنے کی ایک ناکام کوشش کی ہے۔ ابھی تو خود پر سکون ہو کر سو رہی ہیں لیکن کل کو یہی سب وہ دوبارہ کریں گی کیونکہ انہیں بابا کے پاس جانا ہے۔ مجھ سے انہیں نہ کل محبت تھی نہ آج ہے۔"

اتنے سالوں کا سارا غبار اس کے لفظوں اور آنسوئوں کی صورت میں باہر نکلا تھا۔ آئرہ ہچکیوں سے رونا شروع ہو چکی تھی۔ جب عشال نے اسے اپنے حصار میں لیا۔ آنکھیں تو عشال شاہ کی بھی نم تھیں لیکن انہیں مضبوط بننا تھا۔

"جانتی ہو عارو جب تم پیدا ہوئی تھی تو سب سے زیادہ خوشی تمہاری ماں کو ہوئی تھی۔ لیکن تمہاری ماں جو تھی وہ تم سے کبھی اس چیز کو بیان نہیں کر سکی۔ وہ حد سے زیادہ حساس تھی تمہارے معاملے میں۔ تمہاری چھوٹی سے چھوٹی چوٹ پر وہ بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ جاتی تھی۔ اس جیسی محبت تو دنیا میں تمہیں کوئی نہیں کر سکتا عارو۔ لیکن جب آزاح پیدا ہوئی تھی تو اس کی گمشدگی میں شاید وہ خود کو بھول چکی تھی۔ تمہارے باپ نے کافی سمجھایا تھا تمہاری ماں کو اور وہ زندگی کی طرف واپس بھی آ رہی تھی لیکن تمہارے بابا کی ڈیتھ ہم سب پر قیامت بن کر گری تھی۔ عورت کے لئے اس دنیا میں شوہر کا رشتہ سب سے زیادہ قریبی ہوتا ہے اس کے جانے سے وہ بالکل ٹوٹ جاتی ہے عارو لیکن آزفہ نے شوہر ہی نہیں اپنا دوست، اپنا عشق کھویا تھا۔ وہ نارمل نہیں رہ سکتی تھی۔ خیر تمہاری ماں کو اب تمہاری ضرورت ہے کیونکہ اسے صرف تمہاری محبت اور توجہ ہی زندگی کی طرف واپس لا سکتی ہے۔"

عشال شاہ نے نرمی سے اسے سمجھایا تھا۔ آئرہ نے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"چلو اٹھو شاباش اندر چلو اور اس ہنی کے کان میں کھینچتی ہوں جو ابھی تک اس نے تمہیں سوری نہیں بولا۔"

عشال کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"ماماوہ مجھے ہاسپٹل سے گھر جاتے ہوئے سوری بول چکا تھا۔"

آئرہ نے مسکرا کر بتایا تو عشال نے مصنوعی حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"ماماوہ میرا ہنی ہے سویٹ سا غصہ تو اسے کرنا ہی نہیں آتا۔ کل آپ دیکھنا ہاسپٹل آتے ہی سب سے پہلے مجھے گھر لے کر جائے گا اور پھر اچھا سا پاستا کھلا کر سوری بولے گا۔"

آئرہ کے لہجے میں حمین کے لئے صرف محبت تھی۔ عشال نے بے ساختہ دل میں اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ اور ہاسپٹل کے کوریڈور سے گزرتے ہوئے وہ آئرہ کے ہمراہ اپنے گھر کی آنے والی خوشیوں کی دعا کرنے لگی تھیں۔

گاڑی کو پارکنگ میں روک کر جیسے ہی اس نے شمائل کو دیکھا اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ کیونکہ شمائل شاید ڈر کی وجہ سے آنکھیں بند کئے ہی گاڑی کی پشت سے ٹیک لگائے سو چکی تھی۔ گلابی لب آپس میں پیوست تھے۔ رخساروں پر آنسو اپنی چھاپ چھوڑے ہوئے تھے۔ پلکیں ابھی بھی نمی لئے ہوئے تھیں۔ ھادہیر گاڑی سے اتر کر پیچھے آیا اور آہستہ سے گاڑی کا دروازہ کھول کر اس کی ساتھ بیٹھ گیا۔

"شمائل۔۔ شمائل اوپن یور آئیز۔"

ھادہیر نے نرمی سے اسے آوازیں دی جبکہ شمائل ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ ھادہیر کو تھوڑی تشویش ہوئی تو اس نے اپنے دائیں ہاتھ کو بڑھا کر اس کے بائیں کندھے پر رکھا اور تھوڑا سا جھٹکا دیا۔ شمائل ایک جھٹکے سے اوندھے منہ اس کی گود میں گری تھی۔ مطلب وہ سوئی نہیں تھی بے ہوش ہو چکی تھی اور یہ چیز ھادہیر کے ہوش اب صحیح معنوں میں ٹھکانے لگانے والی تھی۔

ھادیر نے جلدی سے اسے سیدھا کیا اور اس کے گال تھپتھپائے۔

"شمائل۔۔شمائل۔"

شاید نہیں یقیناوہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ھادیر کو اب خود پر غصہ آرہا تھا۔ھادیر نے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے آنکھوں کے قریب جا کر اس کے ناک کو ذور سے دبایا تھا۔تقریبا کچھ ہی سیکنڈ میں وہ ہوش میں آگئی تھی۔لیکن جیسے ہی اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا ھادیر کا چہرہ اپنے نزدیک دیکھ کر وہ حواس باختہ ہوگئی اور جلدی سے اٹھنا چاہا تو اس کا سر ھادیر کے سر سے ٹکرا گیا۔ھادیر نے اسے مصنوعی گھورا تھا۔

"صبر کرو تم۔"

ھادیر یہ بول کر خود ہی پیچھے ہو گیا تھا۔شمائل نے نظریں چرا کر باہر دیکھا تھا۔

"آج جو بھی ہوا اس کا ذکر کسی سے نہیں ہونا چاہیے۔انڈرسٹینڈ اماں سائیں کی مانو؟"

ھادیر کے الفاظ ایک بار پھر اس کے جسم میں سنسناہٹ دوڑا گئی تھے۔

"ھاد بھائی میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گی۔"

شمائل معصومیت سے جواب میں بولی تھی۔

"گڈ چلو اندر چلیں اماں سائیں اپنی مانو کو انتظار کر رہی ہوں گی۔"

ھادیر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی جسے اس نے چھپانے کی کوشش بالکل نہیں کی تھی۔ھادیر نے ایک نظر اسے دیکھا تو گویا اس کی تمام حسیات کچھ پل کے لئے معدوم ہوگئی تھیں۔وہ ٹشو سے اپنا چہرہ صاف کر کے حجاب کی پنز کو ٹائٹ کر کے اپنی کتابوں کو سمیٹ رہی تھی۔ھادیر کو اپنے دھڑکنیں روانگی سے ہٹتی ہوئی محسوس ہوئیں تو اس نے بے ساختہ نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔شمائل نے مسکرا کر ھادیر کو دیکھا اور گاڑی سے اتر گئی۔

"ھادبھائی آپ شادی کرلیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کوئی بھی لڑکی بے وجہ غصہ برداشت نہیں کرتی۔"

شمائل سنجیدگی سے بول کر اندر بڑھ گئی تھی جبکہ ھادہیر نے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا تھا۔

"مطلب اماں سائیں کی مانو ناراض ہوچکی ہیں۔ اور اب ان کا منانا پڑے گا ورنہ اماں سائیں ناراض ہو جائیں گی۔"

ھادہیر بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے گیا تھا۔

امید اتنی تھی کہ جیت جائوں گا تجھے

اے عشق!

پر تیری وفائوں کے امتحان بہت دشوار گزرے۔

(کرن رفیق)

"سر دو منٹ مزید چاہیے اس کوڈ کو سکین کرنے میں۔"

احان ہادی کو دیکھ کر بولا جو مسلسل کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ ڈیوس کچھ فائلز کو ٹیبل پر رکھ کر ان میں سے اہم پوائنٹ نوٹ ڈائون کرنا شروع کرچکا تھا۔ اور احان ایک ٹیب نما ڈیوائس سے اس چپ کے کوڈ کو سکین کر رہا تھا۔

"سر ویسے یہ چپ میں جو کوڈ ہے اس سے آپ ٹریس کس کو کروا رہے ہیں؟"

احان نے ہادی کو مسلسل چکر کاٹتے دیکھ کر پوچھا۔

"حمنہ صدیقی۔"

ہادی نے لفظی جواب دیا تھا۔ احان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"کوبرا کے دائیں ہاتھ احمر صدیقی کی بیٹی ہے۔"

"سر ڈونٹ ٹیل می کہ یہ لڑکی وہی ہے جو دبئی کے مال میں آپ سے ٹکرائی تھی۔"

احان نے کچھ یاد کرتے ہوئے کہا۔ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"ہاں یہ وہی ہے اور میں جانتا ہوں یہی ہمیں کوبرا تک لے کر جا سکتی ہے۔"

"مطلب آپ اپنے مشن کے لئے اسے استعمال کرنے والے ہیں۔"

احان کی بات پر ہادی نے سخت نظروں سے اسے گھورا تھا۔ اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا۔

"وہ اپنے باپ کے کالے کرتوت جانتی ہے اور اس کا ساتھ دیتی ہے۔ اب کوڈ سکین کرنے میں کتنا وقت ہے یہ بتائو؟"

ہادی نے احان کو دیکھ کر سپاٹ چہرے سے جواب دے کر پوچھا تھا۔

"حمنہ اس کا کاغذی نام ہے اس کا دوسرا نام لیزا ہے جو کوبرا کے لئے کام کرتی ہے۔ وہ دنیا کی نظر میں خود کو مسلمان ظاہر کرتی ہے لیکن وہ مسلمان بالکل نہیں ہے۔"

ڈیوس نے احان کی معلومات میں مزید اضافہ کیا تو احان کا منہ صدمے سے کھل گیا تھا۔

"سر ویسے آپ جتنے ہینڈسم ہیں اس لڑکی کو اپنے جال میں پھنسانا آپ کے لئے آسان ہو گا۔"

احان کی زبان کی کھجلی پر ہادی نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔

"سر کوڈ سکین ہو گیا۔ یہ لڑکی اس وقت ممبئی کے ہوٹل میگن سٹارز جو یہاں سے تقریبا دس کلومیٹر دور ہے کے کمرہ نمبر 214 میں موجود ہے۔ یہ کمرہ ہوٹل کے پانچویں فلور پر دائیں سائیڈ کی طرف جو کوریڈور ہے وہاں سے گزرتے ہوئے بائیں طرف کا دوسرا کمرہ ہے۔"

احان نے سنجیدگی سے جواب دیا تو ہادی نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔

"ڈیوس مجھے کل تک اس لڑکی کے متعلق ایک ایک بات کی معلومات چاہیے؟ کیا؟ کب؟ کیسے؟ ہر چیز کی معلومات سمجھ گئے ہونا؟"

ہادی نے مسکرا کر ڈیوس سے کہا۔ احان نے حیرانگی سے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔

"یقیناً یہ ہٹلر کا جانشین کچھ بڑا پلین کر رہا ہے۔"

احان بڑبڑاتے ہوئے اپنی ڈیوائس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جبکہ ہادی کمرے میں موجود کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے میں مشغول ہو چکا تھا۔

"میں نہیں جا رہی ان کے کمرے میں۔۔۔ تم خود چلی جائو اور جا کر ان سے بات کرو پلیز۔"

آئرہ شمائل کو دیکھ کر بولی جو مسلسل مسکرا رہی تھی۔ کل ہی تو آئرہ اور ہادی کا نکاح ہوا تھا۔ لیکن ان کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ آئرہ اپنی فطری حیا کے پیش نظر ہادی کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی جبکہ ہادی تو جیسے نکاح کر کے اس کے وجود کو مکمل نظر انداز کر گیا تھا۔

ہادی کی آج رات ڈیوٹی پر واپسی تھی اور شمائل آئرہ کو مسلسل فورس کر رہی تھی کہ وہ ہادی سے بولے انہیں باہر آئسکریم کھلا کر لائے۔ جس پر آئرہ کی زبان پر صرف انکار تھا۔

"عارو آپی اگر آپ نے بھائی سے جا کر ابھی آئسکریم کا نہ بولا تو میں آپ سے ناراض ہو جائوں گی۔"

شمائل نے اسے جذباتی کیا تو آئرہ نے اسے گھورا۔

"تم اور ہنی ہر دفعہ مجھے بلیک میل کرتے ہو۔"

آئرہ نے دانت پیسے تھے۔ شمائل کا دل قہقہہ لگانے کو کر رہا تھا لیکن اس وقت وہ اپنے دل کی سن کر آئرہ کے سامنے خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ شمائل نے بمشکل اپنے چہرے پر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھا اور آئرہ کو دیکھا۔

"عارو آپی آپ جانتی ہیں نا کہ میں آئسکریم کھائے بغیر تو مانوں گی نہیں تو ابھی جائیں اور انہیں منا کر آئیں۔"

شمائل کی بات پر آئرہ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ شمائل کے لفظوں نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

"میں ایک ہفتہ ناراض رہوں گی پھر۔"

"تم دونوں بہن بھائی دنیا کے سب سے بڑے بلیک میلرز ہو۔"

آئرہ یہ بول کر بیڈ سے اٹھی اور اپنی قمیض کی شکنیں درست کرتی ڈوپٹے کو شانوں پر پھیلائے وہ کمرے سے باہر جا چکی تھی۔ آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے وہ ہادی کے کمرے کے نزدیک پہنچی تھی۔ دستک دینے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو دروازہ ہلکی سی ٹھوکر سے ہی کھل گیا۔ آئرہ اپنے لرزتے وجود کو لے کر اندر داخل ہوئی تو اندر کوئی نہیں تھا۔ سامنے بیڈ پر ہادی کا یونیفارم پڑا تھا۔ آئرہ کی مسکراہٹ ایک پل میں تھمی تھی۔ واش روم سے پانی گرنے کی آوازوں پر وہ ہوش میں آئی تھی۔ بیڈ کے اوپر لگی ہادی کی بڑی سی تصویر دیکھ کر وہ دوبارہ مسکرائی تھی۔ ہادی کے ڈمپلز پر تو وہ جان دیتی تھی۔ اس کی ڈمپلز کو دیکھ کر اس قدر وہ مدہوش تھی کہ ہادی کو باہر نکلتے دیکھ نہ سکی۔ ہادی اپنا سر تولیے سے رگڑ کر باہر نکل رہا تھا کہ سامنے ہی آئرہ کو دیکھ کر اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔

"مینرز نہیں ہیں کیا؟"

ہادی کا سخت لہجہ آئرہ کو ہوش کی دنیا میں واپس لایا تھا۔

"آپ۔۔ آپ کب آئے؟"

آئرہ پلٹ کر ہادی کو دیکھا اور ہچکچا کر کہا۔ ہادی کو سخت ناگوار گزرا تھا آئرہ کا جھجکنا۔

"کیا لینے آئی ہو یہاں؟"

انداز کسی بھی جذبے سے عاری تھا۔

"وہ کل ہمارا نکاح ہوا ہے تو۔۔۔"

"تو؟"

ہادی نے اپنے یونیفارم کی شرٹ بیڈ سے پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"گڑیا اور ہنی ہم دونوں کے ساتھ آئسکریم کھانے جانا چاہتے ہیں تو آپ۔۔۔"

"فضول وقت نہیں ہے میرے پاس۔ دنیا میں سب لوگ ہی تقریباً یہ کام کرتے ہیں اس میں نیا کیا ہے جو تم اس طرح اپنا اور میرا وقت برباد کر رہی ہو؟"

ہادی نے آئرہ کے باقی لفظ منہ میں دبا دیئے تھے۔ آئرہ نے بے یقینی سے ہادی کو دیکھا تھا۔ ہادی نے اسے مکمل طور پر نظر انداز کیا تھا۔

"فضول حرکتوں سے پرہیز کرو اب تم اور اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔ ایسے لوگ مجھے سخت ناپسند ہیں جو فضول گوئی اور فضول کاموں میں اپنا وقت برباد کرتے ہیں۔ جائو یہاں سے اور آئندہ میرے کمرے میں کام کے بغیر آنے کی ضرورت بالکل نہیں ہے اب جا سکتی ہو تم۔"

ہادی کے الفاظ آئرہ کو اپنی توہین کا احساس شدت سے دلا رہا تھے۔ وہ سرخ چہرے اور نم آنکھوں سے ہادی کو دیکھنے لگی تھی جو آئینے میں کھڑا ہو کر اپنے بال بنا رہا تھا۔

"میجر کیا آپ کو میں پسند نہیں ہوں؟ اور کیا یہ نکاح آپ کی مرضی سے نہیں ہوا؟"

آئرہ نے بمشکل اپنے لفظوں کو لبوں سے آزاد کیا تھا۔ دل تھا جو اس سوال کا جواب نفی میں چاہ رہا تھا لیکن شاید دماغ حقیقت کا احساس اسے شدت سے دلا رہا تھا۔

"تم سے نکاح میں نے صرف ماما کی وجہ سے کیا ہے اور دوسری بات مجھے ایسے لوگ بالکل پسند نہیں جو دوسروں سے نفرت کرتے ہوئے اپنے لئے محبت کے طلبگار ہوتے ہیں۔"

ہادی نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا تھا۔

آئرہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

"شکریہ میجر کہ آپ نے مجھے کسی بھی بڑی غلط فہمی سے بچا لیا۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔"
آئرہ کی تکلیف اس کے چہرے سے واضع ہو رہی تھی لیکن مقابل شاید اس وقت بے حس بن چکا تھا۔ ہادی دو قدم نزدیک ہو کر تھوڑا سا جھکا تھا۔ آئرہ اس کے قریب آنے پر پیچھے ہونا چاہتی تھی لیکن ہادی نے اس کے کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ سانسوں کی تپش خود پر محسوس کرتے ہوئے آئرہ کا چہرہ مزید سرخ ہو چکا تھا۔ دھڑکنوں نے الگ شور مچایا تو ہادی اس کے کان کے قریب جھک کر اسے مزید انگاروں پر دھکیل گیا۔
"میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی مت بننا آئرہ شاہ ورنہ اس غلطی کو میں سدھارنا تو دور کی بات سرے سے ہی ختم کر دوں گا۔"
بولتے ہوئے ہادی کے لب اس کے کان کی لو کو چھو کر اسے لرزنے پر مجبور کر گئے تھے۔ وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔ ہادی نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا اور دروازے کی طرف اشارہ کیا۔
"وہ رہا جانے کا راستہ۔"
اس قدر توہین پر وہ چاہ کر بھی اپنے آنسو روک نہیں سکی اور تقریباً بھاگتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی۔ اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے حمین کی آواز اس کے کانوں میں سنائی دی تھی۔

حال:

"بی جے۔۔بی جے۔"
لائونج میں بیٹھی ہوئی آئرہ کو حمین نے شانوں سے پکڑ کر ہلایا تھا۔
آئرہ نے گڑبڑا کر حمین کو دیکھا تھا۔ حمین نے شرارت سے آئرہ کو دیکھا۔
"بی جے۔۔ بھائیو کی یادوں سے باہر نکل آئیں اور پلیز اچھی سے چائے پلا دیں۔"
حمین کی بات پر آئرہ نے اسے مصنوعی خفگی سے گھورا تھا۔

"ہنی تم سدھر جائو ورنہ واقعی پٹو گے مجھ سے۔"

آئرہ نے اس کے دائیں گال پر ہلکا سا تھپڑ لگا کر کہا تھا۔

"بی جے۔۔ آپ مجھے ماریں گی تو وہ ناراض ہو جائیں گے اور پھر وہ مانیں گے بھی نہیں۔"

حمین کی بے تکی بات پر آئرہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"کون ناراض ہو گا؟"

"چنٹو منٹو۔۔ آپ جانتی ہیں ناوہ اپنے چچپں سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔"

حمین یہ بول کر اپنے کمرے کی طرف بھاگا تھا کیونکہ آئرہ اب اس پر کشن پھینک رہی تھی۔ آئرہ نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا پھر ہادی کا خیال اس کے چہرے پر حیا کے رنگ مزید گہرے کر گیا تھا۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا آزفہ کو گھر آئے ہوئے اس کی حالت پھر سے پہلے جیسی ہو گئی تھی۔ لیکن اس بار آئرہ کافی توجہ سے اس کا خیال رکھ رہی تھی۔ہادی کو گئے دو ہفتے ہو چکے تھے اور یہ دن آئرہ کو مسلسل بے چین کئے ہوئے تھے۔ حمین نے اس دن والے واقعے کے بعد ارحم کو فلحال کچھ نہیں کہا تھا۔ دو تین دن ریسٹ کر کے وہ یونیورسٹی آیا تھا لیکن اس کا سامنا ارحم سے نہیں ہوا تھا۔ آج وہ یونیورسٹی آیا تو سامنے گرائونڈ میں ہی اس کی نظر عابیہ پر پڑی وہ مسکرایا تھا جیسے شکاری شکار کو دیکھ کر مسکراتا ہے۔نائل اور رومان نے تشویش زدہ انداز میں اس کا مسکرانا دیکھا تھا۔

"ہنی تو ٹھیک ہے؟"

نائل نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ حمین پلٹ کر مسکرایا تھا۔

"ہاں بالکل ٹھیک ہوں بس آج ہاتھوں میں خارش ہو رہی ہے۔"

حمین دونوں بازئوں کو اوپر کر کے انگڑائی لینے والے انداز میں بولا۔ دونوں نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

"تو کیا ارحم کی جگہ اس کی منگیتر کی پٹائی کرنے والا ہے؟"

رومان نے اپنی سمجھ کے مطابق اس سے صدماتی کیفیت میں پوچھا تھا۔ اس کی بے تکی بات پر حمین نے اپنا سر پیٹا تھا جبکہ نائل کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

"تم جیسے ایڈیٹ کو چوہدریوں کے گھر پیدا نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

حمین نے دانت پیسے تھے۔ جبکہ رومان منہ بسور کر رہ گیا تھا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟"

"گدھے جس طرح بادشاہ کی جان اس کے طوطے میں ہوتی ہے اسی طرح ارحم ملک سے بدلہ ہم اس عابیہ کی مدد سے لیں گے۔"

نائل نے اسے سمجھایا تھا۔

"لیکن ہر بادشاہ کی جان تو طوطے میں نہیں ہوتی وہ تو کہانیوں میں ہوتا ہے بس اور ویسے بھی۔۔۔"

رومان سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حمین کے موڈ کا بیڑا غرق کر چکا تھا اس لئے حمین نے اسے بے ساختہ ٹوکا تھا۔

"بس کرو رومی۔۔۔ انتہا کی فضول ہانکتے ہو تم۔"

"میں تو بس بتا رہا تھا۔"

رومان معصومیت سے بولا تھا۔ جواب میں نائل اور حمین دونوں نے اسے گھورا تھا۔

"نائل کہاں تھی میری عقل اس وقت جب میں نے اسے ہمارے گینگ میں شامل کیا تھا؟"

حمین آنکھیں چھوٹی کئے رومان کو گھور رہا تھا جبکہ مخاطب وہ نائل سے تھا۔

"یقیناً گھٹنوں میں چلی گئی ہو گی۔"

نائل ہنستے ہوئے بولا تو رومان کی بھی ہنسی نکل گئی۔ حمین ان دونوں کو گھورتے ہوئے کیفے کی جانب چلا گیا تھا۔

"نائل یہ تو ناراض ہو گیا ہے؟"

رومان اس کو کیفے جاتے دیکھ کر پریشانی سے بولا۔

"رومی بیٹا اپنا بٹوہ ہلکا کر لو کیونکہ یہ مصنوعی ناراضگی ہماری جیبوں پر قیامت بن کر نازل ہونے والی ہے۔"

نائل مسکراتے ہوئے بولا تو رومان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"مطلب؟"

"مطلب بھئی تو کیفے چل جہاں آج ہم دونوں کا دیوالیہ ہو گا۔"

نائل اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ بولا اور اسے اپنے ساتھ کیفے لے گیا جہاں حمین ایک ٹیبل پر بیٹھا آرڈر لکھوا رہا تھا۔

"سر اس وقت آپ کی قسمت کا ستارہ چمک رہا ہے تو اسی لئے آپ جائیں اور بھابھی نمبر ٹو کو اپنے جال میں پھنسائیں۔"

اس وقت ہادی اور احان دونوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے جہاں حمنہ اپنے ایک دوست کے ساتھ بیٹھی مسکرا کر باتیں کر رہی تھیں۔ اور ہادی اور احان اس وقت چہروں پر ماسک لگائے راہل اور پرتھوی کی شکل میں وہاں موجود تھے۔ احان کی سرگوشیانہ آواز پر ہادی نے اسے سخت نظروں سے گھورا تھا۔ احان کی زبان کو بے ساختہ بریک لگی تھی۔

"اپنی زبان کو قابو میں رکھو ورنہ کاٹ کر ہاتھ میں رکھ دوں گا۔"

ہادی کا سخت لہجہ احان کو سنجیدہ ہونے پر مجبور کر گیا تھا۔

"سوری سر راہل۔"

احان معصومیت کو چہرے پر طاری کرتے ہوئے بولا۔

حمنہ جیسے ہی اپنی جگہ سے اٹھی ہادی بھی بروقت اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اور جان بوجھ کر اس سے ٹکرایا تھا اس سے پہلے وہ گرتی ہادی نے اسے اپنے بازؤں میں تھام لیا تھا۔ جیسے ہی اس نے آنکھیں کھولیں خود کو کسی لڑکے کے حصار میں پایا۔ گندمی رنگت، بڑی سے مونچھیں، عام سے نین نقش، کھڑی مغرور ناک اور آنکھوں کا گہرے رنگ مقابل کو ٹکٹکی باندھنے پر مجبور کر گیا تھا۔ احان نے بمشکل اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر ہادی کو دیکھا تھا۔ جو مسلسل حمنہ کے چہرے پر نظریں گاڑھے کھڑا تھا۔ دودھیا رنگت، کالی بڑی بڑی آنکھیں، چھوٹی سے ناک، تیکھے نین نقش، لبوں کو سرخ لپ اسٹک سے سجائے، آنکھوں میں کاجل لئے وہ کھوئی ہوئی کیفیت میں ہادی کو دیکھ رہی تھی۔ ہادی نے مسکرا کر اسے دیکھا تو اس کے ڈمپلز واضح ہوئے تھے۔

"مس آر یو اوکے؟"

ہادی نے اسے کھڑا کر کے مسکرا کر پوچھا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔ سرخ ٹرائوزر پر بلیک سلیولیس شرٹ پہنے وہ ہادی کو کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔

"ہاں۔۔ تھینکس۔"

حمنہ نے بمشکل اپنی توجہ اس کے ڈمپلز سے ہٹائی تھی۔

"اوکے۔"

ہادی مسکراتے ہوئے بول کر پلٹنے لگا تھا جب حمنہ کی آواز نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

ہادی پلٹ کر مسکرایا اور تھوڑا سا جھک کر بولا۔

"یقیناً آپ مجھے ایک کپ کافی کی آفر نہیں کرنے والی؟"

ہادی کی بات پر حمنہ دلکشی سے مسکرائی تھی۔

"شاید میں ایسا ہی کرتی لیکن اب ضرور چاہوں گی آپ کے ساتھ کافی پینا۔"

"راہل رنجیت۔۔۔رنجیت انڈسٹریز کا سی ای او۔ اینڈ یو؟"

ہادی نے اعتماد سے جواب دے کر سوال پوچھا تھا۔

"حمنہ صدیقی۔"

"نائس نیم مس حمنہ۔۔مجھے دیر ہو رہی ہے میری ایک میٹنگ ہے سو بائے۔"

ہادی کی مسکراہٹ حمنہ کے دل کی کیفیت کو مسلسل بدل رہی تھی۔

"راہل اف یو ڈونٹ مائنڈ مجھے آپ کا نمبر مل سکتا ہے کیا؟ ایکچوئیلی میں آپ کا شکریہ کافی کی صورت میں ادا کرنا چاہتی ہوں تو۔"

حمنہ کا اعتماد ہادی کو غصہ دلا رہا تھا لیکن خود کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے وہ مسکرایا اور حمنہ کو انڈیا میں استعمال ہونے والا نمبر لکھوا دیا۔ اس دوران احان کافی انجوائے کر رہا تھا۔

"بائے مس حمنہ۔"

ہادی یہ بول کر پلٹ گیا اور ریسٹورنٹ سے نکل گیا۔ جبکہ احان بھی تقریباً بھاگتے ہوئے اس کی پیچھے گیا تھا۔ حمنہ نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"حمنہ صدیقی کیا دل آ گیا ہے اس پر بھی؟"

حمنہ کی دوست کی آواز پر وہ کھل کر مسکرائی تھی۔ اور اسے دیکھنے لگی۔

"اس پر دل نہیں نیلم سب کچھ آ گیا ہے۔"

حمنہ مسکراتے ہوئے بولی اور ہادی کا دیا ہوا نمبر دیکھ کر جو اس نے موبائل میں سیو کیا تھا اسے اپنے سینے سے لگا گئی۔

"عابی کہاں جا رہی ہو تم؟"

عابیہ پارکنگ کی طرف جا رہی تھی جب اس کی ایک دوست نے پیچھے سے آواز دیتے ہوئے پوچھا۔ عابیہ نے پلٹ کر اپنی دوست کو دیکھا۔

"ارحم کا میسج آیا ہے سامنے کیفے میں بلا رہا ہے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔"

عابیہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیوں تم اس کی ہر بات بنا تردد کے مانتی ہو؟ انکار کر دو نا؟ سائیکو انسان ہے وہ بس۔"

عابیہ کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ چمکی تھی۔

"ابو کا سر کسی صورت میں نہیں جھکا سکتی میں خیر۔۔ اروش میں چلتی ہوں۔"

عابیہ یہ بول کر یونیورسٹی کی پارکنگ میں اپنی گاڑی کی طرف چلی گئی تھی جبکہ نائل اور رومان جو پارکنگ سے کچھ فاصلے پر ایک درخت کے پاس کھڑے ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر حمین کو میسج کیا۔

"ڈن۔"

حمین جس نے ارحم کے ایک دوست کا موبائل چھپا کر اسے بلیک میل کیا تھا کہ ارحم کے موبائل سے میسج کرے عابیہ کو کیفے میں آنے کے لئے اب نائل کا میسج دیکھ کر کھل کر مسکرایا تھا۔

"آج کا دن یقیناً تمہارے لئے یادگار ہو گا ارحم ملک۔"

حمین بڑبڑاتے ہوئے خود سے بولا۔ اتنے میں اس کا دھیان ریسٹورنٹ میں داخل ہوتی عابیہ کی طرف چلا گیا تھا جو بلیو کلر کی کیپری پر سفید چکن والی شرٹ پہنے، سفید ڈوپٹے کو ہی مفلر کی طرح لپیٹے مسکراتے ہوئے اندر آرہی تھی۔

خالی ٹیبل پر بیٹھتے ہی وہ موبائل نکال کر ارحم کا انتظار کرنے لگی تھی ابھی اسے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے جب حمین بال سیٹ کرتے ہوئے بنا اس کی اجازت کے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کے اچانک بیٹھنے سے عابیہ کی مسکراہٹ ایک پل میں تھمی تھی اور موبائل تقریباً چھوٹ کر ٹیبل سے نیچے گرا تھا۔ حمین نے بمشکل اپنے قہقہے کو ضبط کرتے ہوئے اس کے فق چہرے کو دیکھا تھا۔ حمین نے نیچے جھک کر اس کا موبائل اٹھایا اور اس دوران اس نے ارحم کا میسج جو اس نے کروایا تھا ڈیلیٹ کر چکا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ ابھی کے ابھی نکلو یہاں سے۔"

عابیہ بمشکل اپنا اعتماد بحال کرتے ہوئے بولی تھی۔

"کیوں بھئی میں کیوں نکلوں؟ ویسے بھی یہ زمین تمہارے باپ کی نہیں ہے اور میں جہاں مرضی بیٹھوں تمہیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔"

حمین نے مسکراتے ہوئے اسے زچ کیا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے باپ تک جانے کی چھچھوندر کہیں کے؟"

"مس ملک ابھی میری ہمت دیکھی کہاں کے آپ محترمہ نے؟ جو کچرا تمہارے اس سو کالڈ منگیتر نے پھیلایا ہے اسے تمہیں ہی صاف کرنا ہو گا بھئی آخر کار فیوچر وائف ہو تم اس کی۔"

حمین کی بات پر وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"مطلب کیا ہے تمہاری بات کا؟"

"مطلب ابھی سمجھ آجائے گا تمہیں۔ویسے ایک بات ہے تمہارا منگیتر ایک نمبر کا ڈفر انسان ہے۔"

"شٹ اپ ایڈیٹ۔"

عابیہ غصے سے سرخ چہرے سے بول کر اٹھی تو حمین نے جلدی سے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس دوران وہ حمین کے سینے سے ٹکرا گئی تھی۔اور دوسری طرف ارحم جس کو رومان اور نائل نے باتوں میں الجھا کر یہاں آنے پر مجبور کیا تھا وہ سامنے کا منظر دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا تھا۔

حمین نے اسے دیکھا جو آنکھیں بند کئے لرزتے لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سرخ چہرہ حمین کو ایک پل کے لئے سب سے غافل کر گیا تھا مگر صرف ایک پل کے لئے اگلے ہی پل وہ سنجیدگی سے اس دور ہوا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ارحم آتش فشاں بنا ان کے نزدیک آیا اور عابیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا تھا۔ عابیہ حواس باختہ سی پیچھے ہوئی تھی۔ارحم نے بنا کسی کی سنے ایک ذور دار تھپڑ عابیہ کے دائیں گال پر رسید کیا۔عابیہ نے شاکڈ کی کیفیت میں ارحم کو دیکھا اور اپنا ہاتھ دائیں گال پر رکھا۔ حمین نے اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے تھے۔

"اوپس۔"

ارحم اب حمین کی طرف بڑھا تو نائل اور رومان ان دونوں کے درمیان آگئے۔

"ہنی کو ہاتھ لگانے کا سوچا بھی تو یاد رکھنا تمہاری ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں گا۔"

نائل کی آواز پر ارحم نے اسے گھورا تھا۔

"تم پچھتاؤ گے۔"

ارحم یہ بول کر عابیہ کی طرف بڑھا جو بھرے ریسٹورنٹ میں اپنی اس قدر بے عزتی پر سر جھکائے کھڑی تھی۔ارحم نے اس کا بازو پکڑا اور تقریبا گھسیٹتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔عابیہ نے پلٹ کر نم آنکھوں سے حمین کو دیکھا جو اس کے دیکھنے پر مسکرانا بھول گیا تھا۔اس کی شکوہ کرتی نگاہوں نے حمین کو شرمندگی کے سمندر میں غرق

کر دیا تھا۔ حمین نے اس کے دیکھنے پر نظریں چرا لی تھیں۔ شاید اس بار قسمت دونوں کو ایسے امتحان میں ڈالنے والی تھی جس سے دونوں انجان صرف اس امتحان میں سرخرو ہونے کے لئے لڑنے والے تھے۔

"ہاہاہاہا۔۔ڈیوس قسم سے میں تو فین ہو گیا ہوں سر کا کیا کمال کی اداکاری کرتے ہیں؟"

احان جب سے واپس آیا تھا ہادی کی غیر موجودگی میں ڈیوس کو چسکے لے لے کر اس کی آج کی کارکردگی سنا رہا تھا۔ احان کے انداز پر ڈیوس بھی مسکرا رہا تھا۔ جبکہ ہادی جو کمرے میں داخل ہوا تھا ان دونوں کو ہنستے دیکھ کر نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔

"کوئی خاص بات ہے جو اس طرح مسکرایا جا رہا ہے؟ کیا کوبرا کا ایڈریس مل گیا؟"

ہادی نے سنجیدگی سے پوچھا تو احان نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔ ہادی نے اچھنبے سے اسے دیکھا تھا۔

"احان یقیناً تم پاگل نہیں ہو۔"

"ڈیوس تمہیں معلوم ہے سر نے آج شارخ خان اور سلمان خان کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ رومینس میں تو ان کا کوئی ثانی نہیں ہونے والا۔"

احان ہنستے ہوئے بولا تو ڈیوس نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا جبکہ ہادی نے ماتھے پر شکنوں کو جگہ دیتے ہوئے احان کو گھورا تھا۔

"یہ سب ہمارے پلین کا حصہ ہے آفیسر اور مجھے بار بار اس ٹاپک پر بات نہیں کرنی۔"

"ہاہاہاہا۔۔ سر میں نے کب کہا کہ آپ دوبارہ بات کریں۔ آپ دوبارہ سن لیں کیونکہ میں تو اس سین کو کبھی نہیں بھولنے والا۔"

احان ہنستے ہوئے بولا تو ہادی نے اسے سپاٹ چہرے سے دیکھا تھا۔

"آئندہ ایسی بکواس کی تو حشر کر دوں گا تمہارا اور تمہارے باپ کا لحاظ بھی نہیں کروں گا پھر۔"

"او کے سر۔"

احان اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر تابعداری سے بولا۔

"ڈیوس مجھے پاکستان کانٹیکٹ کرنا ہے اس لئے مجھے اپنی دوسری سم ایکٹیو کرنی ہے اور احان تم اس سم کو ڈی کوڈ کر کے میری ساری گفتگو رکارڈ ہونے سے رکو گے سمجھ گئے۔"

ہادی نے دونوں کو ہدایت دیتے ہوئے اپنے موبائل کو نکالا تھا اور اس میں سم چینج کرنے لگا تھا۔ احان نے شرارت بھری نظروں سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"سر بھابھی کی یاد آ گئی کیا؟ ویسے جتنا رومینٹک آج کا ماحول آپ نے بنایا تھا اس کے بعد بنتا بھی ہے بھابھی کو یاد کرنا۔"

احان یہ بول کر واش روم کی طرف بھاگا تھا کیونکہ ہادی اب اس کی طرف سخت تیور لئے بڑھ رہا تھا۔

"اگر بھابھی کو معلوم ہو جائے میری آج کی حرکت تو یقیناً وہ شام سے پہلے مجھے قتل کر دیتی۔"

ہادی بڑبڑاتے ہوئے سم کو ایکٹیو کر رہا تھا۔ سم کو کچھ ڈائوسز کے ساتھ اٹیچ کر کے اس نے گھر کا نمبر ملایا تھا۔ جو دو تین بیل کے بعد اس کے دل کی خواہش کے مطابق آئرہ نے ریسیو کر کے اسے جیسے زندگی کی نوید سنائی تھی۔

"ھاد جائو مانو کو بلا کر لائو کھانے کھا لے آ کر جب سے آئی ہے یونی سے کمرے میں ہی بند ہے۔"

آمنہ شاہ نے ڈائینگ ٹیبل پر کھانا لگاتے ہوئے کہا۔ ھادھیر نے ایک نظر سڑھیوں پر موجود بند دروازے کو دیکھا اور پھر آمنہ شاہ کو دیکھ کر مسکرایا۔

"یا اللہ یہ کام بھی مجھے کرنا تھا۔"

ھادہیر خود سے بڑبڑایا تو علی شاہ نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

"ھاد کچھ کہا کیا؟"

علی شاہ کی آواز پر وہ گڑبڑایا تھا۔

"نہیں بابا سائیں میں بس جا ہی رہا تھا۔"

ھادہیر مسکراتے ہوئے بول کر شمائل کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ پچھلے ایک ہفتے سے اس کی یہی روٹین تھی۔ ایک ہفتہ ہو گیا تھا ھادہیر کی اس بات نہیں ہوئی تھی۔ اگر ھادہیر کچھ پوچھ لیتا تو وہ لفظی جواب دے کر اسے خاموش ہونے پر مجبور کر دیتی تھی۔ سڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ مسلسل شمائل کو سوچ رہا تھا۔ دروازہ ناک کر وہ اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی شمائل آئینے کے سامنے اپنے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ ھادہیر کو یوں اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ جلدی سے بیڈ کی جانب گئی تھی اور اپنا ڈوپٹہ اٹھا کر سر پر اوڑھتے ہوئے ھادہیر کو گھورنے لگی جو کافی دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو شرم نہیں آتی کسی لڑکی کے کمرے میں ایسے ہی بنا اجازت کے داخل ہوتے ہوئے؟"

شمائل نے اپنی آنکھوں کو چھوٹا کر کے اسے گھورا تھا۔ گلابی گال مزید سرخی مائل ہو گئے تھے۔ ھادہیر نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں میں قید کیا تھا۔

"اماں سائیں کی مانو جہاں تم کھڑی ہو نا اس وقت یہ میرا گھر ہے تو مجھے اپنے ہی گھر کے کسی کمرے میں آنے جانے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔"

ھادہیر نے نرمی سے جواب دیا تھا۔

"آپ کا نہیں یہ میرا بھی گھر ہے کیونکہ میں بھی اب یہاں رہتی ہوں۔"

شمائل کی انوکھی منطق پر وہ اچھا خاصا حیران ہوا تھا۔

"مطلب جہاں تم رہنا شروع ہو گی وہ جگہ تمہاری ہو جائے گی؟"

ھادہیر نا چاہتے ہوئے بھی بولا تھا۔

"ہاں بالکل۔"

اس وقت وہ حمین کی طرح بے نیازی کا کمال مظاہرہ کر رہی تھی۔

"تم اپنے بھائیوں کی طرح پاگل ہو؟"

ھادہیر نے بے دھیانی میں کہا تو شمائل کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

"میرے بھائیوں کو آپ پھر سے پاگل بول رہے ہیں؟ میں ابھی جا کر اماں سائیں اور بابا سائیں کو بتاتی ہوں۔"

شمائل اپنی چھوٹی سی ناک کو پھلاتے ہوئے بول کر وہاں سے جانے لگی تو ھادہیر نے اس کا بازو اپنی گرفت میں لے لیا۔ شمائل کے قدموں کو جیسے کسی نے زنجیر سے باندھ دیا تھا۔ ھادہیر نے اسے جھٹکا دے کر اپنے سامنے کیا تھا۔ شمائل دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے سامنے آئی تھی۔ آنکھوں پر پلکوں کا سایہ گرائے، کپکپاتے لبوں کو لئے وہ مقابل کے دل پر زور زور سے دستک دے رہی تھی۔ ھادہیر کو اپنے الفاظ کہیں گم ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

"مجھے تم سے اس دن والے رویے کے لئے سوری بولنا تھا۔"

ھادہیر نے جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا تھا۔ شمائل نے اپنی آنکھیں پوری کھول کر اسے بے یقینی سے دیکھا۔

"آپ مجھ سے سوری بول رہے ہیں؟"

شمائل کی آواز صدمے سے تر تھی۔

"نہیں میں نے کہا بولنا تھا لیکن اب وقت گزر چکا ہے بولنے کے لئے۔"

ھادہیر نے بات کو پلٹ کر گویا شائل کی صدماتی کیفیت کو انجوائے کیا تھا۔ شائل نے اسے گھورا تھا۔

"ھاد بھائی آپ پتا ہے کیا ہیں؟"

"کیا ہوں؟"

ھادہیر نے مسکرا کر گویا اسے مزید زچ کیا تھا۔

"سڑے ہوئے بینگن۔ جس کو کوئی بھی نہیں کھا سکتا۔"

شائل یہ بول کر کمرے سے جا چکی تھی جبکہ ھادہیر اپنے نئے نام پر ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔

پرکھ کر جذبات کو جب

تم نے دل پر ہاتھ رکھا تھا

تو بتائو تم نے کتنی صدیوں

تک ہمیں ساتھ رکھا تھا

۔(کرن رفیق)

"اسلام علیکم"

ہادی کی گھمبیر آواز ٹیلی فون ریسیور سے سننے پر آئرہ کا ہاتھ بے ساختہ کانپا تھا۔ دل تھا کہ دھڑکنا بھول گیا تھا۔ وہ سانس روکے اس دشمن جان کی آواز سن رہی تھی۔

"سلام کا جواب دینا ہر مسلمان پر فرض ہے مسز"

ہادی کی نرم آواز پر جیسے اس کا سکتہ ٹوٹا تھا۔ ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے گالوں پر پھسلا تھا۔ شاید اتنے دنوں بعد اس کی آواز سن رہی تھی اس لئے اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔

"وعلیکم اسلام"

آئرہ کی بھرائی آواز پر اس نے لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر دیا تھا۔

"گھر میں سب کیسے ہیں؟"

"سب ٹھیک ہیں؟"

آئرہ کو خود نہیں معلوم تھا کا وہ اتنا کیوں رو رہی ہے؟ شاید پچھلے دنوں کو غبار تھا جو اب اس سے بات کر کے نکل رہا تھا۔

"رو کیوں رہی ہو؟ بڑی ماما کیسی ہیں؟"

ہادی کو اس کا رونا اب تشویش میں مبتلا کر رہا تھا۔

"موم ٹھیک ہیں اور میں تو نہیں رو رہی بس زکام ہو گیا ہے موسم بدل رہا ہے شاید اسی لئے۔"

آئرہ نے بمشکل مسکرا کر جواب دیا تھا۔ ہادی کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"کمال ہے ایک ڈاکٹر پر موسم اثر کر گیا ہے؟"

خلاف توقع ہادی کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"ڈاکٹر بھی یقیناً انسان ہی ہوتے ہیں میجر۔"

"ہاں بالکل ہوتے ہیں میں نے کب کہا نہیں ہوتے؟"

ہادی بھی کھل کر مسکرایا تھا۔ خاموشی کا ایک طویل وقفہ ان دونوں کے درمیان آیا تھا۔ جسے ہادی کی آواز نے توڑا تھا۔

"کچھ ہفتوں تک میری گھر پر بات نہیں ہو سکے گی اس لئے سب کو بتا دینا میں ٹھیک ہوں۔"

"آپ کی واپسی کب ہو گی؟"

شاید زندگی میں پہلی دفعہ وہ نارمل میاں بیوی کی طرح بات کر رہے تھے۔

"واپسی مقرر نہیں ہے اور ہو سکتا ہے میں واپس نہ آئوں اس بار۔"

ہادی نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔ آئرہ کو اس کے الفاظ سانس روکنے پر مجبور کر گئے تھے۔

"آپ جانتے ہیں میجر آپ سے زیادہ برا انسان اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔"

آئرہ نے دانت پیسے تھے۔ جواب میں ہادی نے حیرانگی سے کان کو موبائل سے ہٹا کر دیکھا تھا۔

"یقیناتم اس وقت ہوش حواس میں نہیں ہو۔"

ہادی نے جواب میں کہا۔

"ہاں بالکل جب سے میرا نکاح آپ سے ہوا ہے میرے ہوش گم ہو چکے ہیں۔"

"مسز ہادی شاہ آپ کی زبان قینچی سے زیادہ تیز چل رہی ہے اس وقت۔"

ہادی نے جیسے اسے احساس دلایا تھا۔

"ہاں بالکل آپ کی صحبت کا اثر رہا ہے۔"

آئرہ اپنے مسکراہٹ کو لبوں میں قید کر کے بولی۔

"مجھے واپس آلینے دو تمہارے تمام سکروجوڈھیلے ہیں انہیں اچھے سے ٹائٹ کر کے فٹ کروں گا۔"

ہادی کی سنجیدگی ہنوز برقرار تھی۔

"میجر ابھی تو آپ نے کہا کہ آپ کی واپسی مقرر نہیں ہے تو میرے سکرو کیسے ٹائٹ کریں گے؟"

آئرہ معصومیت سے بولی۔

"حمین کی صحبت نظر آرہی ہے مجھے۔ خیر جلدی سے واپس آکر میں تمہاری رخصتی کا کچھ سوچتا ہوں۔"

ہادی اس کی شرارت سمجھ کر کھل کر مسکرایا تھا۔

اس سے پہلے آئرہ کوئی جواب دیتی لائونج میں عشال شاہ داخل ہوئیں۔ آئرہ کی تمام توجہ ان کی طرف مبذول ہو چکی تھی۔

"ماما آگئیں ہیں آپ ان سے بات کرلیں۔"

آئرہ لائونج میں صوفے پر بیٹھی عشال شاہ کو ٹیلی فون کو ریسیور پکڑاتے ہوئے بولی۔ عشال نے مسکرا کر ریسیور پکڑا اور ہادی سے باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ جبکہ آئرہ مسکراتے ہوئے آزفہ شاہ کے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

"ویسے ہنی آج تھوڑا زیادہ نہیں ہو گیا؟"

نائل اور رومان حمین کے ساتھ اسی ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے جب نائل نے حمین کو دیکھ کر کہا جو مسلسل ٹیبل کو گھور رہا تھا۔

"جتنی تکلیف مجھے میرے ڈیڈ کے ہاتھ اٹھانے پر ہوئی تھی اتنی ہی تکلیف یقیناً اس مس ملک نے محسوس کی ہو گی لیکن پھر بھی میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا میں تو بس اس ارحم کو غصہ دلا کر مارنا چاہتا تھا اور ریسٹورنٹ کا تھوڑا سا نقصان کروا کر اسے لاک اپ میں بند کروانا چاہتا تھا لیکن یہاں تو سب ہی الٹا ہو گیا۔"

حمین کے سنجیدہ انداز پر رومان اور نائل دونوں نے اسے دیکھا تھا۔

" کبھی کبھی تیری پلیننگ بری طرح ناکام ہو جاتی ہے۔"

نائل نے اسے گھورا تھا۔

"ہاں یار لیکن اس بار پچاس فیصد کامیاب بھی رہا۔"

حمین اپنی ٹیون میں واپس آتے ہوئے بولا۔

"ویسے مجھے تو حیرانگی اس بات پر ہے کہ اس سائیکو کو وہ مس ملک جھیلتی کیسے ہے؟"

رومان کے متفکر انداز پر نائل اور حمین دونوں نے اسے دیکھا تھا۔

"ہنی مجھے دال ہری ہری لگ رہی ہے ؟"

نائل نے رومان کے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

رومان نے نا سمجھی سے دیکھا تھا جبکہ حمین کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

"دال ہری ہے یا کالی یہ تو مجھے نہیں معلوم لیکن رومی صاحب کا دل ضرور لال پیلا ہو گیا ہے مس ملک کو روتے دیکھ کر۔"

حمین نے ہنستے ہوئے کہا تو رومان نے اسے گھورا۔

"میں بس انسانیت کے ناطے بول رہا تھا۔"

رومان نے اپنی وضاحت دی۔

"ہاں بھئی یہ تو انسانیت کے ناطے بول رہا ہے نائل باقی ہم خود سمجھدار ہیں۔"

حمین نے مزید اس کی ٹانگ کھینچی تھی۔ رومان ان دونوں کو گھورتے ہوئے وہاں سے اٹھنے لگا تو نائل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

"لڑکیوں کی طرح ناراض نہ ہوا کر۔ مذاق کر رہے ہیں ہم۔"

"تم دونوں دنیا کے سب سے بڑے کمینے انسان ہو۔"

رومان نے دانت پیسے تھے۔

"کمال اے رومی تمہیں تو جلدی معلوم ہو گیا یہ راز خیر چلو اس بات پر اب تم ٹریٹ دو گے۔"

حمین نے مصنوعی حیرانگی سے کہا تھا۔

"او۔۔ بھائی کس بات کی ٹریٹ ؟ ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی تم نے میرے پورے دس ہزار کا نقصان کروایا ہے۔"

رومان نے اسے گھورا تھا۔

"وہ نقصان تھوڑی تھا میری جان وہ تو وہاں بیٹھے بھوکوں کو کھانا کھلا کر تمہیں ثواب کمانے کا ایک چھوٹا سا موقع دیا تھا میں نے چلو اب دوبارہ ثواب کماؤ اور مجھے اور نائل کو ٹریٹ دو۔"

حمین کی بات پر نائل ہنستے ہوئے دہرا ہو گیا تھا جبکہ رومان صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہنی یہ زیادتی ہے۔"

رومان نے احتجاج کرنا چاہا تو حمین نے اسے گھورا تھا۔

"زیادتی کیسی میں کونسا سر بازار تمہیں بے عزت کر رہا ہوں بس ٹریٹ ہی تو مانگ رہا ہوں۔ ویسے بھی چوہدریوں کو پیسے کی بات پر چول نہیں مارنی چاہیے۔"

حمین کی جذباتی تقریر پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی ان دونوں کو ٹریٹ دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ نائل اور حمین دونوں اس کی اتری ہوئی شکل دیکھ کر مسکراہٹ کو ضبط کرتے ہوئے سرخ ہو چکے تھے جبکہ رومان اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

"ارحم۔۔ ارحم میری بات سنو پلیز۔"

عابیہ تقریباً چیخ چیخ کر بول رہی تھی لیکن مقابل کان بند کئے بس اس کو تقریباً گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لا رہا تھا۔ گھر کے لائونج میں داخل ہوتے ہوئے اس کا سامنا شہروز ملک سے ہوا تھا جو طبیعت خرابی کی وجہ سے آج گھر پر تھے۔ ارحم نے عابیہ کو شہروز ملک کے قدموں میں تقریباً دھکا دیا تھا وہ لڑکھڑاتے ہوئے وہاں موجود ٹیبل سے ٹکرائی تھی اس دوران اس کا سر ٹیبل کے کونے سے ٹکرا گیا اور ایک سسکی کی صورت میں اس نے درد کو دبایا تھا۔ خون کی تیز دھار اس کی پیشانی سے نکلی تھی۔ عابیہ نے جلدی سے ہاتھ رکھ کر مزید خون بہنے سے روکا تھا۔ شہروز ملک نے جلدی سے عابیہ کو اٹھایا تھا۔

"ارحم یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

شہروز ملک عابیہ کی سرخ پیشانی دیکھ کر ارحم کو گھور کر بولے تھے۔

"بدتمیزی کی بات مت کریں چاچو کیونکہ آپ کی لاڈلی جو کام کر رہی ہے نا اس بعد تو میں اسے جان سے مار دوں تو بھی کم ہے۔"

ارحم کی اونچی آواز پر لائونج میں گھر کے باقی افراد بھی جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ عابیہ مسلسل اپنا سر نفی میں ہلا رہی تھی۔ مسز شہروز جو کیچن میں تھیں جلدی سے شور کی آواز سن کر باہر نکلی تھیں لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر وہ بے ساختہ عابیہ کی طرف بڑھی تھیں۔

"عابی میری جان یہ کیا ہوا ہے تمہیں؟ بیٹھو یہاں میں پٹی کروں۔"

مسز شہروز کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر بولی تھیں۔

"ماما آپ کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا۔"

عابیہ مسز شہروز کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے بولی تھی۔

"میری جان چپ کرو میں جانتی ہوں میری بیٹی کو۔"

ارحم نے کافی ناگواری سے مسز شہروز کا رویہ دیکھا تھا جبکہ شہروز ملک نے تاسف سے ارحم کو دیکھا تھا۔

"چاچی سنبھال کر رکھیں اپنی اس بے غیرت اور بے حیا بیٹی کو۔"

ارحم تمیز کی تمام حدود کو بالائے طاق رکھ کر بولا تھا۔

"اپنی زبان کو لگام دو ارحم ورنہ میں بھول جائوں گی کی تم میرے بھانجے ہو۔"

مسز ملک نے انگلی اٹھا کر ارحم کو وارننگ دی تھی۔ اتنے میں ادیبہ جو کمرے میں تھی باہر آئی اور جلدی سے عابیہ کے پاس بیٹھ کر اس کے سر پر پٹی کرنے لگی۔

"میں اس سے شادی نہیں کروں گا میں اپنی بچپن کی منگنی ابھی اسی وقت ختم کر رہا ہوں۔"

ارحم کی بات پر گویا ملک ہاؤس کے لائونج میں خاموشی چھا گئی تھی۔

"ارحم۔"

ایک آواز پر سب نے پلٹ کر وہیل چیئر پر بیٹھے ملک آذر کو دیکھا تھا۔ آذر ملک کو دیکھ کر شہروز ملک نے لب بھینچے تھے جبکہ عابیہ نے شکوہ کناں نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا تھا جو اب اپنی موجودگی کو صرف برائے نام ہی ظاہر کرنے والا تھا۔

"جو بھی معاملہ ہے اس کے لئے یہ لڑکی تم سے معافی مانگے گی اور تم کوئی منگنی نہیں توڑ رہے سمجھے بلکہ اس مہینے کے آخر میں تم دونوں کا نکاح ہو گا۔"

ملک آذر کے الفاظ عابیہ کو بے یقینی کے گہرے سمندر میں غرق کر چکے تھے جبکہ وہاں موجود ہر شخص کا بھی اس سے مختلف نہ تھا سوائے ارحم کے جو مسکرا رہا تھا شاید اپنی فتح پر۔

"لیکن ابو۔"

"بس شہروز جو ہونا تھا ہو چکا مزید کوئی بات نہیں سننا چاہتا میں اور لڑکی تم ابھی کے ابھی ارحم سے معافی مانگو۔"

ملک آذر کا لہجہ کسی بھی رعایت سے عاری تھا۔ عابیہ نے ایک نظر اپنے ماں باپ کے جھکے سر دیکھے اور پھر ارحم کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"ایم سوری ارحم آئندہ ایسی غلطی دوبارہ نہیں ہو گی۔"

عابیہ نے بمشکل اپنے لبوں سے یہ الفاظ نکالے تھے۔

"یاد رکھنا اس بار معاف کر رہا ہوں اگلی بار نہیں کروں گا۔"

ارحم یہ بول کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا جبکہ ملک آذر نے تنفر سے عابیہ کو دیکھا اور وہیل چیئر کو گھما کر اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔ عابیہ نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا تھا اور بنا کسی کی طرف دیکھے اپنے کمرے کی طرف تقریبا بھاگتے ہوئے گئی تھی۔

"ڈریں اس وقت سے ملک صاحب جب خدا کی لاٹھی ہو گئی اور ہم سب کے اعمال۔"

مسز ملک یہ بول کر وہاں سے چلی گئی تھیں جبکہ شہروز ملک نے بے بسی سے اپنے باپ کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔

"پاپا وہ انسان ہے خدا کے واسطہ ہے اسے انسان ہی سمجھیں۔"

ادیبہ بھی یہ بول کر عابیہ اور اپنے مشترکہ کمرے کی طرف جا چکی تھی۔ جبکہ شہروز ملک وہیں صوفے پر بیٹھ کر سر تھام کر اپنے ماضی کے اوراق کو پلٹنے میں مصروف ہو چکے تھے۔

"اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو؟"

ھادھیر کیچن میں پانی لینے جا رہا تھا جب لائونج کی لائٹ آن دیکھ کر صوفے پر موجود شمائل کے وجود کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور نرمی سے پوچھا۔

شمائل جو لائونج میں موجود ایل سی ڈی آن کئے چاکلیٹ کو دائیں ہاتھ میں پکڑے کھانے میں مصروف تھی ھادھیر کو دیکھ کر منہ بسورتے ہوئے دوبارہ سے ایل سی ڈی کی طرف متوجہ ہو گئی ہے۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے اماں سائیں کی مانو؟"

ھادھیر کو گویا اس کا نظر انداز کرنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ اس لئے اس بار وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔

"آپ کو نظر نہیں آ رہا ھاد بھائی میں چاکلیٹ کھاتے ہوئے مووی دیکھ رہی ہوں۔"

شمائل نے اپنی آنکھوں کو چھوٹا کر کے اسے گھورا تھا۔

"اس وقت کیوں دیکھ رہی ہو چلو اٹھو صبح یونیورسٹی بھی جانا ہے۔"

ھادہیر نے سنجیدگی سے رعب دار لہجے میں کہا۔

" آج کیا تاریخ ہے ھاد بھائی؟"

شمائل نے بنا اس کی بات کا اثر لئے پوچھا۔

"9 جولائی۔"

"میرے ہنی کی سالگرہ ہے اسے وش کرنا ہے میں نے اس لئے ابھی تک جاگ رہی ہوں۔"

شمائل نے گویا اسے یاد دلایا تھا۔

"لیکن تم یہاں کے بارہ بجے وش کرنا چاہتی ہو یا وہاں کے؟"

"اگر ابھی تک جاگ رہی ہوں تو ظاہر سی بات ہے یہاں کے بارہ بجے کروں گی۔"

شمائل کے جواب پر وہ مسکرایا تھا۔

"اچھا ویسا حمین نے دنیا میں آکر کوئی ایسا عظیم کام تو کیا نہیں ہے کہ بندہ اس کو سالگرہ وش کرنے کے لئے اپنی نیند قربان کر دے۔"

ھادہیر نے مسکرا کر اسے زچ کیا تھا۔

"جو عظیم کام آپ نے دنیا میں آکر نہیں کیا وہ میرے بھائی نے کر دیا اب خوش۔ ہٹیں پیچھے مجھے کال کرنی ہے اسے۔"

شمائل اسے گھور کر ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے آگے بڑھی اور اس کا جواب سنے بغیر سڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ ھادہیر کھل کر مسکرایا تھا۔ اس سے پہلے وہ کیچن کی طرف جاتا اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔

"ہاں علی بولو۔۔کتنے بجے؟ہاں ٹھیک ہے۔نہیں پولیس کو انفارم نہیں کرنا ہم خود یہ کام کریں گے۔اس ولیم کو معلوم ہونا چاہیے کہ پل پل کی موت کیا ہوتی ہے؟"

ھادہیر کال سن کر جیسے ہی پلٹا سامنے شمائل کو کھڑے دیکھ کر اس کا چہرہ پل میں سپاٹ ہوا تھا۔

"آپ ابھی کیا بول رہے تھے ھاد بھائی؟"

شمائل جو ٹیبل پر پڑا اپنا موبائل لینے آئی تھی غالباً ھادہیر کی آخری بات سن چکی تھی اس کا چہرہ پل میں فق ہوا تھا۔

"کچھ نہیں کہا اور جائو تم اپنے کمرے میں۔"

ھادہیر کا لہجہ کسی بھی جذبے سے عاری تھا۔

"نہیں یہ ولیم کون ہے اور آپ کیا کرنے والے ہیں اس کے ساتھ؟"

شمائل بضد ہوئی تو ھادہیر نے سختی سے اس کی کلائی کو دبوچ کو اپنی طرف کھینچا تھا۔وہ کٹی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے آلگی تھی۔اس افتاد پر وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تو ھادہیر کی اگلی حرکت اس کی سانسیں خشک کر چکی تھی۔

ھادہیر نے دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد رکھ کر اسے خود سے مزید قریب کیا اتنا کہ دونوں میں فاصلہ چند انچ کا تھا۔

شمائل نے ڈر کر آنکھیں بند کر لیں جبکہ ھادہیر کو اس کے دھڑکنیں واضح طور پر رقص کرتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"تم نے کچھ نہیں سنا اماں سائیں کی مانو سنا تم نے اور اگر کچھ الٹا سیدھا بولا تو سب سے پہلے تمہاری ہی زبان کاٹوں گا۔"

ھادہیر نے دھیمی مگر سخت آواز میں کہا تھا۔

شمائل کی کلائی جو ھادہیر کی گرفت میں تھی سرخ ہو چکی تھی۔تکلیف کی شدت سے شمائل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔بند انکھوں سے آنسو نکلے تو ھادہیر نے مبہوت ہو کر اس کے چہرے پر ان آنسوئوں کو شبنم کے قطروں

کی طرح دیکھا تھا۔ وہ ان قطروں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے چننا چاہتا تھا۔ دل کی اس خواہش پر ایک لمحے سے پہلے وہ لعنت بھیجتا ہوا اس سے دور ہوا تھا اور اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"سو جائو جا کر۔"

شمائل تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی جبکہ اس کا موبائل ٹیبل پر دیکھ کر ھادھیر نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔

"ڈرپوک۔"

خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ موبائل اٹھا کر اس کے کمرے کی طرف بڑھا تھا جو دستک دینے پر نہیں کھلا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کا موبائل لے کر اپنے کمرے کی طرف جا چکا تھا۔

ماضی:

"ابو کم از کم مجھے یہ تو بتا دیں کہ یہ بیٹی ہے کس کی؟"

شہروز ملک نے آذر ملک سے پوچھا جو صوفے پر بیٹھے پر سکون انداز میں مسکراتے ہوئے اخبار پڑھ رہے تھے۔

"تمہاری بیٹی مر گئی اور اس کے بدلے خدا نے تمہیں بیٹی دے دی اس کے علاوہ تمہیں کیا جاننا ہے؟"

ملک آذر کی آواز پر شہروز ملک نے سختی سے لبوں کو پیوست کیا تھا۔

"ابو مجھے پھر بھی جاننا ہے کہ اس بچی کو آپ کہاں سے لائیں ہیں؟"

"تم جانتے ہو شہروز تمہارے بھائی حدید کی یہ عادت بالکل نہیں تھی۔ لیکن معلوم نہیں تمہاری ماں نے کیا کھا کر تمہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارے سوال ہی ختم نہیں ہوتے۔"

ملک آذر نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"ابو میں تو بس۔"

"حدید اور جعفر کے بعد کافی سالوں تک میں پاکستان نہیں آیا تھا اور تمہارے پاس جرمنی شفٹ ہو گیا تھا۔ مگر اس کا یہ مطلب بالکل نہیں تھا کہ اپنے وطن کو میں بھول جاتا اس لئے تو اب واپس آیا ہوں۔ کچھ پچھلے حساب پورے کرنے ہیں۔"

ملک آذر کی بات پر شہروز نے تاسف سے اپنے باپ کا چہرہ دیکھا تھا۔

"ابو حدید بھائی اور چاچو کی وفات کے بعد آپ کی ڈیتھ کی خبر سوشل میڈیا پر کافی دیر رہی تھی اور جس طرح میں نے اور فیروز نے اس معاملے کا سنبھالا تھا ہم ہی جانتے ہیں اس لئے گزارش ہے اس بار کچھ الٹا مت کیجئے گا۔"

"اپنی حدمت بھولو شہروز ملک تم اس وقت اپنے باپ سے مخاطب ہو اس چیز کو اپنے دماغ میں بٹھالو۔"

ملک آذر کا لہجہ کسی بھی جذبے سے عاری تھا۔

"ابو مجھے بس اتنا جاننا ہے کہ جو بچی آپ نے میری بیوی کی گود میں ڈالی ہے وہ کسی کی ہے؟"

شہروز ملک کی ضد پر ملک آذر نے اسے گھورا تھا۔

"میجر حاطب حمدان شاہ کی بیٹی ہے وہ جس کو ہاسپٹل سے چرایا ہے میں نے اس سے اپنی تمام تکلیفوں کا بدلہ لینے کے لئے۔ جیسے میں اولاد کی تکلیف میں تڑپ رہا ہوں وہ بھی تڑپے گا۔ ساری زندگی۔"

"ابو آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟"

"میں کچھ بھی کر سکتا ہوں شہروز اور مجھے سبق پڑھانے سے بہتر ہے اس بچی پر توجہ دو کیونکہ وہ بھی یہاں حاطب حمدان شاہ کا قرض اتارے گی۔ اور دوسری بات فیروز سے بول دینا کے اس کے بیٹے ارحم کے ساتھ اس بچی کا رشتہ فکس ہے۔"

ملک آذر سفاکیت کی انتہا پر تھے۔

"ابو میں اس بچی کو اس کے گھر اس کے باپ کے پاس واپس چھوڑنے جا رہا ہوں۔"

ملک شہروز یہ بول کر اٹھا اور ابھی دو قدم ہی آگے بڑھا تھا جب ملک آذر کے الفاظ نے اسے پلٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"اگر ایسا کرنے کا سوچا بھی تو میں اپنی جان لے لوں گا۔"

ملک آذر اپنی کنپٹی پر بندوق کی نوک سجائے سخت لہجے میں بولے تھے۔ شہروز نے بے بسی سے اپنے باپ کو دیکھا تھا۔

"ابو آپ غلط کر رہے ہیں۔"

شہروز ملک نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ملک آذر کی ذرا سی کھروچ بھی اس کے دل کو چھلنی کر دیتی تھی۔ ملک آذر نے مسکرا کر بندوق ہٹائی اور آہستہ سے چلتے ہوئے شہروز کے پاس آئے۔

"اس بچی کو اتنی ہی توجہ دینا جتنا میں برداشت کر سکوں اور یہ بات ہمارے درمیان ہی رہنی چاہیے کہ وہ کس کی بیٹی ہے؟"

یہ بول کر ملک آذر نے مسکرا کر اسے گلے لگایا تھا جبکہ شہروز ملک نے بے بسی کی تعریف کو سہی معنوں میں جان لیا تھا۔ اس دن کے بعد سے سب گھر والوں کو یہ تو معلوم تھا کہ عابیہ اس گھر کی بیٹی نہیں مگر کس کی بیٹی تھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا سوائے شہروز ملک کے۔ ملک آذر کا رویہ شروع سے عابیہ کے ساتھ روکھا تھا جبکہ شہروز ملک نے بھی خود کو عابیہ سے دور ہی رکھا تھا۔ ان کا ضمیر ملامت کرتا تھا لیکن وہ اپنے باپ سے کئے وعدے پر مجبور تھے۔ وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزر ہی رہا تھا لیکن شاید ایک لمبی مسافت کے بعد سب کو ان کے اعمال کی سزا ملنے والی تھی۔ قسمت کیا طے کئے بیٹھی تھی یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن شاید وقت اب پلٹ کر وار کرنے والا تھا۔

"فار گاڈ سیک آزی بس کر و یار۔"

حاطب غصے سے آزفہ کو گھورتے ہوئے بولا تھا جو مسلسل نم آنکھوں سے حاطب کو منانے کی کوشش کر رہی تھی۔

حاطب کے اس طرح چیخنے پر وہ خائف نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے میری بیٹی چاہیے حاطب شاہ کسی بھی صورت میں ورنہ میں خود کو کچھ کر لوں گی۔"

آزفہ کی بات پر حاطب نے اسکے دائیں رخسار پر ایک تھپڑ رسید کیا تھا۔

"خود کو کچھ کرنے کا سوچا بھی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لوں گا سمجھی تم۔"

حاطب اسے وارننگ دیتے ہوئے بولا۔ آزفہ نے بے یقینی سے حاطب کو دیکھا تھا۔ زندگی میں پہلی بار حاطب نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

"حاطب آپ نے اپنی آزی پر ہاتھ اٹھایا؟"

"آزی میری جان دیکھو غلطی سے ہوا مجھے بس غصہ آگیا تھا۔ پلیز ایسے ری ایکٹ نہیں کرو۔"

حاطب فوراً سے پہلے اپنی غلطی مانتے ہوئے بولا تھا۔ جبکہ آزفہ سپاٹ چہرہ لئے کمرے سے باہر جانے لگی تو حاطب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔ آزفہ شدت سے شاید اس عمل کی منتظر تھی اس لئے وہ اپنے غبار کو آنسوئوں کی صورت میں اس کے سینے میں اتارنے لگی۔ حاطب نے بمشکل خود پر ضبط کا کڑا پہرا لگایا تھا۔

"آج آخری بار اسے یاد کر کے جتنا رونا ہے رو لو آزی کیونکہ اس کے بعد میں تمہاری آنکھوں میں آنسو بالکل برداشت نہیں کروں گا۔"

"حاطب مجھے وہ بہت یاد آتی ہے میں تو صرف دس منٹ اسے محسوس کیا اور اس کا نام اس کے کان میں پکارا تھا لیکن وہ پھر بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔"

آزفہ روتے ہوئے بولی۔ حاطب نے خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے آنسو صاف کر کے بمشکل مسکرایا تھا۔

"مجھے آفس سے کال آئی ہے مجھے جانا ہے اپنا خیال رکھنا میرے آنے تک اور ہماری عارو کو اب نظر انداز نہیں کرو تم جانتی ہو وہ تم سے کتنی اٹیچ ہے پھر بھی تم نے اسے خود سے دور رکھا ہوا ہے۔"

حاطب کے لفظوں پر آزفہ نے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"واپسی کب تک ہو گی آپکی؟"

آزفہ نے پہلی اور شاید آخری دفعہ حاطب سے یہ سوال پوچھا تھا۔

"میں یہ تو نہیں جانتا لیکن ہو سکتا ہے کہ دیر ہو جائے۔"

"واپسی مقرر ہے نا حاطب؟"

آزفہ کو عجیب سی بے سکونی نے گھیر لیا تھا۔

"ایک آرمی والے کی واپسی کی امید ضرور رکھنی چاہیے آزی۔"

حاطب نے مسکرا کر اسے جواب دیا تھا۔

"مجھے یقین ہیں آپ واپس جلدی آئیں گے۔"

آزفہ جیسے خود کو تسلی دے رہی تھی۔

"ہاہاہا میری آزی کچھ زیادہ ہی سمجھدار ہو گئی ہے ویسے۔ خیر تمہیں معلوم ہے سر شفاعت کا آج کل میں رشتہ ڈھونڈنے والا ہوں کب سے سنگل ہیں اب میں چاہتا ہوں وہ بھی بیوی والے دکھوں کو محسوس کریں۔ کیونکہ مجھ سے ان کا یہ سکون دیکھا نہیں جاتا۔"

حاطب آزفہ کا دھیان بٹانے کے لئے بولا جس میں وہ کامیاب بھی رہا تھا۔ آزفہ نے مسکراتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھوں پر باری باری اپنے لب رکھے تھے۔

"میں مس کروں گی آپ کو۔"

حاطب نے مسکرا کر اس کی پیشانی پر عقیدت بھرا لمس چھوڑا۔

"میں بھی اب جلدی سے یونیفارم نکالو تاکہ میں ریڈی ہو کر جاسکوں۔"

حاطب کی بات پر آزفہ مسکراتے ہوئے الماری کی طرف بڑھ گئی جبکہ حاطب نے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔ وقت نے جو امتحان طے کیا تھا شاید وہ بہت سخت ثابت ہونے والا تھا۔ یا شاید قسمت اس بار خوشیوں کی بساط کو پلٹنے والی تھی۔

حال:

"سر آپکی ڈیٹ کیسی رہی؟"

ہادی آج حمنہ سے مل کر آیا تھا۔ احان نے شرارت سے مسکرا کر ہادی کو دیکھا تو ڈیوس جو پاس بیٹھا کھانا کھا رہا تھا مسکرا کر احان اور ہادی کو دیکھنے لگا۔ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"اپنی فضول بکواس بند کرو۔"

"سر شرمائیں مت بتائیں نا کیا ہوا وہاں؟"

"جو کیمرہ تم نے میرے کوٹ کے بٹن پر لگایا تھا اس سے سب یقیناً دیکھ لیا ہو گا ہے نا؟ تو پھر پوچھ کیوں رہے ہو؟"

ہادی کی بات پر اس کا چہرہ ایک پل میں فق ہوا تھا۔ ڈیوس جو کھانا کھا رہا تھا اس کا نوالہ گلے میں اٹک گیا جبکہ احان نے چہرے پر بیچارگی سجائی تھی۔

"سر وہ تو سیفٹی کے لئے لگایا تھا۔"

"میں یقیناً دودھ پیتا بچا نہیں ہوں جس کی سیفٹی ضروری ہو؟ تمہیں کچھ کہتا نہیں ہوں اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں تمہاری حرکتوں سے ناواقف ہوں۔ وہ تو اچھا ہوا ریسٹورنٹ پہنچنے سے پہلے ہی وہ کیمرہ میری نظروں میں آگیا ورنہ تم نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی مجھے پکڑوانے میں۔"

ہادی کا سنجیدہ لہجہ احان کو شرمندگی کے گہرے سمندر میں غرق کر گیا تھا۔

"سر میں تو بس۔"

"آفیسر احان اپنے عمل ایسے مت رکھیں کہ آپ کو بار بار سوری بولنا پڑے۔"

ہادی یہ بول کر پلٹ کر کمرے میں ٹیبل پر موجود لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"لیپ ٹاپ کا پاسورڈ کیا ہے؟"

ہادی کی آواز پر احان کی کب سے رکی سانسیں بحال ہوئی تھیں۔

"سر اگر بتانا ہوتا تو پاسورڈ لگاتا ہی کیوں؟"

احان سے سنجیدگی کی امید کرنا واقعی بیوقوفی کے مترادف تھا۔ ہادی نے اسے گھورا تھا۔ احان بتیس دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے آگے آیا اور مسکراتے ہوئے لیپ ٹاپ پر انگلیوں کو گھمانے لگا۔ ہادی کے پلک جھپکتے ہی اس نے لیپ ٹاپ آن کر لیا تھا۔ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"اس کیمرے کی لوکیشن ٹریس کرو اور اسے آن کرو۔"

ہادی کی بات پر وہ ناسمجھی سے ہادی کو دیکھنے لگا تھا۔

"سر وہ کیمرہ تو آپ کے پاس ہے پھر اس کی لوکیشن ٹریس کیوں کرنی ہے؟"

"وہ کیمرہ اس وقت حمنہ صدیقی کے پینڈنٹ میں موجود ہے کیونکہ میں نے وہ کیمرہ وہاں فٹ کر دیا تھا۔"

ہادی کی بات پر احان نے فخریہ انداز میں اسے دیکھا تھا۔ احان نے ایک دو پاسورڈ لگا کر اس کیمرہ کو آن کیا تھا۔ سامنے ہی حمنہ مسکراتے ہوئے ایک کمرے میں بیڈ پر بیٹھی بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ ہادی غور سے اس کی حرکات و سکنات ملاحظہ کر رہا تھا جبکہ احان شرارتی مسکراہٹ کو لبوں پر سجائے ہادی کو دیکھ رہا تھا۔ پندرہ منٹ تک جب کچھ خاص کیمرے میں نظر نہیں آیا تو ہادی نے احان کو کیمرے بند کرنے کا کہا۔

"احان کیمرہ آف کر دو کچھ حاصل نہیں ہونے والا۔"

ہادی کی بات پر احان نے مسکرا کر اپنا سر اثبات میں ہلایا۔ اس سے پہلے وہ کیمرہ آف کرتا حمنہ کے موبائل پر کسی کی کال آنے لگی۔ حمنہ نے بنا کسی تاخیر کے کال ریسیو کی تھی۔ جبکہ ہادی نے پلٹ کر دوبارہ سے اپنی توجہ لیپ ٹاپ پر مبذول کر لی تھی۔

"ہیلو۔ لیکن پی او کی لوکیشن کیا ہو گی؟ ہاہاہا او ساجن او۔۔۔ او کے نائٹ بیسٹ آپشن فار دا پارٹی میری جان۔ او کے ٹیک کیئر۔"

حمنہ کی باتیں احان کو تو بے معنی لگی تھیں جبکہ ہادی کے ذہن نے دھاگے بننے شروع کر دیئے تھے۔

"احان دوبارہ پلے کرو اس کی ریکارڈنگ کو۔"

ہادی کی بات پر احان نے لائیو کیمرے کو میوٹ کر کے جہاں وہ ویڈیو سیو کر رہا تھا اس آپشن سے دوبارہ ریکارڈنگ آن کی تھی۔

"پارٹی نائیٹ مطلب رات کو کچھ کرے والے ہیں یہ لوگ۔۔۔ پی او لوکیشن مطلب۔۔۔ ہادی سوچو جلدی۔"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے مسلسل کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا۔ احان اور ڈیوس حیرانگی سے اس کی اضطرابی کیفیت دیکھ رہے تھے۔

"پی او۔۔پاکستان آرگنائزر۔۔ نہیں کچھ اور ہادی کچھ جو مسنگ ہو رہا ہے۔پی او مطلب پاکستانی آفیسر ہے جس کی لوکیشن ٹریس ہو رہی ہے لیکن کون ؟"

ہادی کی بڑبڑاہٹ کافی واضح تھی۔

"اوساجن او۔۔احان اس گانے کو اگر ڈی کوڈ کیا جائے تو کیا مطلب ہو سکتا کے اس کا؟"

ہادی نے احان سے پوچھا جو اچانک پوچھے جانے پر گڑبڑا گیا تھا۔

"سر گانا کیسے ڈی کوڈ کروں میں اب ؟"

"اوساجن او مطلب آئی ایس آئی۔اس کا مطلب احان وہ کسی آئی ایس آئی آفیسر کی لوکیشن کو چینج کرنے کی بات کر رہی تھی لیکن کون ہو سکتا ہے وہ؟"

ہادی دس منٹ میں ساری بات کو سمجھ کر آخر میں خود سے سوال کرنے لگا۔

"احان کیا اس حمنہ کے موبائل نمبر سے تم مجھے اس کا سارا ڈیٹا نکال کر دے سکتے ہو؟"

ہادی کی بات پر احان نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔

"سر یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

احان مسکراتے ہوئے بولا تو ہادی نے جلدی سے حمنہ کا نمبر اسے لکھوایا۔پندرہ منٹ کی تگ و دو کے بعد احان نے اس کے پچھلے چند گھنٹوں کو ڈیٹا نکالا تھا۔جس میں سے ایک میسج دیکھ کر وہ اٹکا تھا۔

"سر اس میسج کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔"

"ایچ۔۔بی۔۔ایچ۔۔این۔۔ایس۔۔اے۔"

ہادی بھی ان ورڈز کو دیکھ کر الجھ گیا تھا۔ان کو ڈی کوڈ کرنا واقعی مشکل تھا۔

"یہ میسج اس نے کال کرنے کے بعد ریسیو کیا ہے مطلب یقینا یہ اس آرمی آفیسر کا نام ہے جو آئی ایس آئی کا ایجنٹ بھی ہے۔"

ہادی کا دماغ اس وقت واقعی بہت تیز چل رہا تھا۔ ان لفظوں کو ایک پیج پر لکھنے کے بعد وہ مسلسل ان کو گھور رہا تھا۔

"سر میرے خیال میں تو یہ نام کا پہلا اور آخری ہندسہ ہے۔"

احان کی بات پر وہ اس نے سر اٹھایا اور پھر کچھ سوچ کر اسی پیج پر آئی ایس آفیسرز کے نام لکھنے لگا۔ احان سے لیپ ٹاپ لے کر اس نے تقریبا سب نام چیک کئے تھے لیکن کچھ سمجھ نہیں آئی اسے۔ تھک ہار کر اس نے اسی پیج کو رول کر کے زمین پر پھینک دیا۔

"سر اتنی جلدی ہار مان لی آپ نے حالانکہ آپ کی جگہ حاطب حمدان شاہ ہوتے تو اب تک کوبرا پکڑا جا چکا ہوتا۔"

احان کے مذاق پر وہ پلٹ کر رکا تھا دماغ میں ایک جھماکہ ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے اس پیج کو زمین سے اٹھایا اور لفظوں کو پڑھنے لگا۔

"ایچ۔بی۔حاطب۔۔ایچ۔این۔حمدان۔۔ایس۔اے۔شاہ۔ مطلب حاطب حمدان شاہ۔"

ہادی بے یقینی سے بڑبڑایا تو احان نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"سر یہ کیسے ممکن کے وہ تو شہید۔"

"احان مجھے آفیسر حاطب حمدان شاہ کے دیتھ والی فائل چاہیے ابھی۔"

ہادی خود بے یقین تھا۔ وہ بغیر ثبوت کے کسی بات پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔ احان نے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں میل کی تھی۔ تقریبا آدھے گھنٹے بعد اسے میل کا جواب موصول ہوا تھا۔ وہ فائل سافٹ فارم میں اس کے سامنے تھی۔ ہادی نے اس فائل کو ریڈ کیا۔ جیسے جیسے وہ ریڈ کر رہا تھا اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔

"آفیسر زمیجر حاطب حمدان شاہ زندہ ہیں اور اس وقت کوبرا کی قید میں ہیں۔"

ہادی نے بنا کسی تاثر سے جیسے وہاں دونوں نفوس کو دھماکوں کی نظر کیا تھا۔

"لیکن کیسے سر؟"

احان کے سوال پر وہ مسکرایا تھا۔

"کیونکہ ان کی ڈیڈ باڈی کا پوسٹ مارٹم جب ہوا تھا اس میں ہارٹ پرابلم لکھی گئی ہے اور بڑے پاپا کو ہارٹ پرابلم کبھی نہیں رہی۔"

ہادی کی بات پر احان بے یقین جبکہ ڈیوس مسکرایا تھا۔

"یو آر جنئیس سر۔"

احان ہادی کو دیکھ کر فخریہ انداز میں بولا لیکن وہ بنا اس کی بات کا جواب دیئے کمرے سے نکل گیا۔

شاید جذبات بری طرح سے اس پر حملہ آور ہو رہے تھے اور وہ سب کے سامنے خود کو جذباتی انسان ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ احان نے مسکرا کر ڈیوس کو دیکھا جبکہ ڈیوس مسکرا کر احان کے لیپ ٹاپ کو دیکھ رہا تھا۔

کھلے آسمان تلے وہ اس وقت بلڈنگ کی چھت پر موجود آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ بہت ضبط کے باوجود بھی آنسو رخسار پر بہہ نکلے تھے۔ وہ رونا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ رو رہا تھا۔ شاید اس انسان کے لئے جو اس کی زندگی کا سب کچھ تھا۔

ھادھیر شاہ کی زندگی میں شاید ہی کوئی دن تھا جب اس نے اپنے ماں باپ کو روتے دیکھا تھا مگر ان کی ڈیتھ کے بعد بالاج شاہ کی ڈائری کو پڑھ کر اس کا دل خون کے آنسو رویا تھا۔ ولیم آج اس کی قید میں ہوتا اگر درمیان میں سٹورٹ جوان کا تیسرا ساتھی تھا وہ نہ آیا ہوتا۔

"بہت محبت کرتا ہوں میں ڈیڈ آپ سے اتنی محبت کہ مجھے اپنا وجود آپ کے بغیر بے معنی سا لگتا ہے۔ بہت جلدی ساتھ چھوڑ دیا آپ نے میرا ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا آپ کو۔ ماما کو بھی ساتھ لے گئے ایک بار۔ صرف ایک بار میرے بارے میں سوچا ہوتا۔"

ھادہیر دل میں شکوہ لئے اپنے باپ سے مخاطب تھا۔

"آپ کے تمام مجرموں کو سزا ایسی دوں گا ڈیڈ کے کوئی بھی ولیم یا سٹورٹ کسی بالاج شاہ کو ہرا س نہیں کر سکے گا۔"

ھادہیر کی آواز نمی سے تر تھی۔

"آپ کو معلوم ہے آپ کے لاڈلے بھائی کی بیٹی مجھے کافی تنگ کرتی ہے۔"

شمائل کے نام پر وہ نم آنکھوں سے مسکرایا تھا۔ شاید نہیں یقیناوہ اس وقت خود اذیتی کی انتہا پر تھا۔ وہ تمام باتیں جو بالاج شاہ کے روبرو ہو کر رکنا چاہتا تھا وہ ایسے ہی خود سے کرتا تھا۔ بچپن سے ہی اس کی یہی عادت تھی۔ موبائل کی آواز نے اس کا ارتکاز توڑا تھا۔

انجان نمبر دیکھ کر وہ ٹھٹکا تھا۔ ھادہیر نے کال ریسیو کی تھی۔

"ہیلو"

"السلام علیکم ھاد۔"

جواب میں ہادی کی آواز سن کر وہ مسکرایا تھا۔

"وعلیکم السلام بھائی کیسے ہیں آپ؟ اور یہ کس کا نمبر ہے؟"

ھاد مسکرا کر بول رہا تھا جبکہ ہادی کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

"میں ٹھیک ہوں ھاد اور یہ نمبر میرا ہی ہے لیکن تم اس پر کال نہیں کرو گے میں خود کروں گا جب بھی کروں گا۔ کیونکہ یہ میرا انڈیا کا نمبر ہے۔"

ہادی کے جواب پر اس کا چہرہ ایک دم سے سنجیدہ ہوا تھا۔

"مطلب آپ بنا بتائے اس بار بھی کسی مشن پر چلے گئے ہیں۔"

ھاد ناراضگی سے بولا تھا۔ اس کی ناراضگی پر ہادی مسکرایا تھا۔

"اگر یہاں نہ آتا تو شاید جو ملا ہے وہ کبھی نہ ملتا۔"

ہادی کے جواب پر وہ نا سمجھی سے موبائل کی سکرین کو گھورنے لگا۔

"بھائی آپ نے پی تو نہیں ہے؟"

ھادھیر کے تشویش زدہ انداز پر ہادی نے قہقہہ لگایا تھا۔

"ہاہاہاہا۔۔ کیوں پینے پر پابندی ہے؟"

"بھائی اگر آپ نے ایسی کسی چیز کا ہاتھ بھی لگایا تو یاد رکھئے گا میں چھوٹے پاپا سے آپ کی شکایت لازمی کروں گا۔"

ھادھیر کی بچگانہ دھمکی پر وہ پھر سے مسکرایا تھا۔

"تم میں اور ہنی میں زیادہ فرق بالکل نہیں ہے دونوں ہی بچے بن جاتے ہو۔"

ہادی ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"اچھا یہ بتائیں واپسی کب تک ہے؟"

"واپسی مقرر نہیں ہے ھاد اس بار مجھے نہیں معلوم کیا ہو گا لیکن اگر مجھے شہادت ملتی ہے تو وعدہ کرو کہ اماں سائیں اور بابا سائیں کو لے کر پاکستان شفٹ ہو جائو گے۔"

ہادی کی بات پر ھادھیر نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کیا تھا۔

"بھائی میں پاکستان تب ہی آئوں گا جب آپ واپس آئیں گے اور مجھے ائیر پورٹ سے ریسیو کریں گے۔"

"ھاد بچوں کی طرح ضد کرنا چھوڑ دو تم۔"

ہادی نے نرمی سے کہا تھا۔

"بھائی ضد نہیں ہے یہ ویسے بھی مجھے مزید کسی نقصان کو فیس نہیں کرنا۔"

ھادہیر نا چاہتے ہوئے بھی جذباتی ہو گیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے اللہ بہتر کرنے والا ہے جس کے لئے کال کی وہ تو بھول ہی گیا۔ گڑیا کیسی ہے؟"

ہادی نے بات بدلنے میں ہی عافیت جانی تھی۔

"آپ کی گڑیا بالکل ٹھیک ہے۔ یونیورسٹی بھی جا رہی ہے بس ذرا سی ضدی ہے۔"

ھادہیر نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔

"وہ شمائل حازم شاہ ہے ضد تو خون میں شامل ہے اس کے۔"

ہادی محبت بھرے لہجے میں بولا تو ھادہیر مسکرا دیا۔

"اچھا ھاد مجھے تمہاری کچھ ہیلپ چاہیے؟"

"جی بھائی بولیں۔"

"ھاد بڑے پاپا کا دیتھ سرٹفکیٹ اور ان کے کیس کی فائل میں ان کی دیتھ کی جو ریزن لکھی ہے وہ چاہیے مجھے۔"

ہادی کی بات پر ھادہیر الجھا تھا۔

"بھائی سب خیریت ہے؟"

"ہاں خیریت ہے مجھے لگتا ہے پاپا اور بڑے پاپا کی موت کا کوئی کنکشن ضرور ہے۔"

"اوکے بھائی کل تک کر دوں گا۔"

ھادہیر نے سنجیدگی سے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا اور سب کو سلام کہنا اور گڑیا کو بولنا بھائی لو یو اینڈ مس یو۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"آپ بھی اپنا خیال رکھئے گا فی امان اللہ۔"

ھادہیر مسکراتے ہوئے بولا تو ہادی نے بھی اللہ حافظ بول کر کال بند کر دی تھی۔ھادہیر مسکراتے ہوئے شمائل کو سوچنے لگا تھا۔

"گڑیا لو یو اینڈ مس یو۔"

ھادہیر مسکراتے ہوئے بولا اور موبائل کو پینٹ کی پاکٹ میں رکھ کر آسمان کو دیکھنے لگا۔شاید ایک سکون مل رہا تھا اسے رات کی تنہائی میں۔ ٹھنڈی ہوا اس کے جسم سے ٹکرا کر اس کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہاں تو لیکچر ہوا تمام اب بات کرتے ہیں سوات جانے والے ٹرپ کی جو یونیورسٹی کی طرف سے جا رہا ہے تو کون کون جائے گا؟"

سر عقیل لیکچر لے کر کلاس کو دیکھ کر بولے۔سب سے پہلے حمین بولا تھا جو بمشکل ہی شاید لیکچر ہضم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"سر ساری یونیورسٹی جا رہی ہے کیا؟"

حمین کی بے تکی بات پر پروفیسر عقیل نے اسے گھورا تھا۔

"کچھ ڈیپارٹمنٹ جا رہے ہیں۔"

"او کے سر کون کون سا ڈیپارٹمنٹ جا رہا ہے؟"

حمین اپنے ہاتھ اپنی گردن کے پیچھے لے جاتے ہوئے بولا۔

"شہزادہ حمین گستاخی معاف یہ تو ہمیں نہیں معلوم۔"

سر عقیل نے اس کا انداز دیکھ کر اسے شرمندہ کرنا چاہا لیکن مقابل حمین شاہ تھا جس نے شرمندہ ہونا تو شاید سیکھا ہی نہیں تھا۔

"سر آپ مجھے شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔"

حمین نے مسکرا کر ڈھیٹ پن سے کہا تھا۔ پروفیسر عقیل نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"تو کلاس جو جو ولنگ ہے وہ پانچ ہزار رینٹ پے کر دے کل تک۔"

سر عقیل نے ایک بار پھر کلاس کو متوجہ کیا تھا۔

"سر صرف پانچ ہزار؟"

حمین نے مصنوعی حیرانگی سے کہا۔

"جی صرف پانچ ہزار لیکن آپ زیادہ دینے چاہتے ہیں تو موسٹ ویلکم۔"

پروفیسر عقیل کی بات پر وہ منہ بناتے ہوئے خاموش ہو گیا تھا۔

"سر ایسا بھی نہیں کہا ویسے مجھے گھر سے اجازت نہیں ملے گی؟"

حمین معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔

"ہاں گھر والوں کو کرتوت جو پتہ ہیں تیرے۔"

نائل کی سرگوشی پر حمین نے اسے گھورا تھا جبکہ رومان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا۔

"کیوں؟"

پروفیسر عقیل نے کافی حیرانگی سے حمین سے پوچھا تھا۔

"بس سر کیا بتائوں ڈیڈ کو میرا یوں کہیں آنا جانا پسند نہیں ہے۔"

"سالے تو کونسا لڑکی ہے جو تیرے ڈیڈ کو اعتراض ہو گا۔"

اب کی بار رومان نے سرگوشی کی تھی۔

"حمین فضول کا جواز ہے بس میں خود بات کروں گا حازم سے۔"

پروفیسر عقیل نے حمین کو گھور کر کہا۔

"نہیں سر جب تک آپ کی شادی نہیں ہو جاتی میں کسی ٹرپ پر نہیں جائوں گا۔"

حمین کی بات پر کلاس میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں گونجی تھیں۔

"تو ٹھیک ہے پھر آپ ٹرپ پر نہ ہی جائیں تو بہتر ہو گا۔"

پروفیسر عقیل کی بات پر حمین نے صدمے سے انہیں دیکھا تھا۔

"سر یہ محبت کرتے ہیں آپ مجھ سے حالانکہ آپ کو کہنا چاہیے تھا نہیں حمین بیٹا شادی میں آ کر کروں گا لیکن تم ٹرپ پر ضرور جائو گے۔ مجھے معلوم تھا آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے لیکن اس کا اعلان یوں سر عام کریں گے مجھے اندازہ نہیں تھا۔ سر عام آپ نے میری عزت دو کوڑی کی کر دی ہے۔ میں کیسے سامنا کروں گا ساری یونیورسٹی کا؟"

حمین کی باتوں پر ساری کلاس قہقہوں سے گونج اٹھی تھی جبکہ پروفیسر عقیل نے غصے سے حمین کو دیکھا تھا۔

"نہ کونسا تم نے ٹاپ کر کے عزت بنائی ہوئی ہے جو آج میری وجہ سے دو کوڑی کی ہو گئی ہے؟"

"سر ٹاپ کرتا تو ہوں وہ الگ بات ہے میری دفعہ لسٹ ہی الٹی ہو جاتی ہے اور میں نیچے چلا جاتا ہوں۔"

حمین کی معصومیت پر پروفیسر عقیل نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔

"تم سدھرنے والی مخلوق نہیں ہو حمین شاہ۔"

"شکریہ سر میں جانتا ہوں۔"

ڈھٹائی تو ختم تھی حمین شاہ پر۔ پروفیسر عقیل نے اسے گھور کر دیکھا اور بک اٹھا کر کلاس سے چلے گئے جبکہ حمین نے مسکرا کر نائل اور رومان کو دیکھا تھا۔

"میرا باپ واقعی نہیں ماننے والا۔"

حمین نے پریشانی سے کہا تھا۔

"انکل کو ہم منا لیں گے ہنی۔"

نائل نے امید بھری نظروں سے کہا تو حمین نے اسے گھورا تھا۔

"کمینوں میں جانتا ہوں اگر تم لوگ میرے باپ سے ملے تو وہ مجھے سوات نہیں سیدھا اوپر بھیجیں گے۔"

حمین کی بات پر نائل اور رومان دونوں نے صدمے سے اسے دیکھا تھا۔ جبکہ حمین اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے حازم شاہ کو منانے کے طریقے سوچ رہا تھا۔

"سر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟"

احان کی آواز صدمے سے تر تھی۔ ہادی نے پلٹ کر اسے گھورا تھا۔

"مجھے فالتو کی باتیں نہیں سننی سمجھے تمہیں جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو بس۔"

ہادی کے سخت انداز پر احان کو پہلی بار غصہ آ رہا تھا۔

"معذرت سر لیکن جب آپ کو معلوم ہے کہ حاطب سر کو آج رات شفٹ کیا جانے والا ہے تو آپ کو ان کو چھڑا کیوں نہیں رہے؟ حالانکہ ایسا کرنا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے؟"

احان کی پہلی دفعہ آواز اونچی ہوئی تھی ہادی نے پلٹ کر اسے سپاٹ چہرے سے دیکھا تھا۔ پاس بیٹھا ڈیوس دونوں کو یوں دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

"مجھے ان کی جان سے زیادہ اس وقت کوبرا کو پکڑنا ہے انڈرسٹینڈ اور میں ان کو چھڑا کر کوبرا کو محتاط ہونے کا موقع ہرگز نہیں دینا چاہتا۔"

ہادی کے جواب پر احان نے سختی سے اپنے لبوں کو پیوست کر کے خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روکا تھا۔

"میں نہیں جانتا سر کہ آپ کے دماغ میں اس وقت کیا چل رہا ہے لیکن اتنا جانتا ہوں کہ حاطب سر کا ہمارے درمیان ہونا اس وقت ضروری ہے وہ ہمیں بہتر طریقے سے گائیڈ کر سکتے ہیں۔"

"آفیسر احان آپ یقینا کسی نرسری کلاس کے سٹوڈنٹ نہیں ہیں جسے معلوم نہ ہو کو اگر اتنے لمبے عرصے تک کسی کو قید کیا جائے تو اس شخص کی ذہنی حالت کیسی ہو جاتی ہے؟ اگر بند کمرے میں تم ایک سال ایک کتے کو بھی رکھو گے تو وہ بھی شاید خود کو بھول جائے اور بڑے پاپا تقریبا پچھلے بیس سال سے یہاں ہیں تو کیا تم یہ ایکسپیکٹ کرتے ہو وہ نارمل رہے ہوں گے؟"

ہادی نے سنجیدگی سے احان کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

"ہو سکتا ہے سر وہ بالکل ٹھیک ہوں جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہ ہو؟"

احان اس کی باتوں پر قائل ہو چکا تھا لیکن شاید دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بات کر رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے یہ ایسا لفظ ہے احان جو مفروضے پر مبنی ہے اور آئی ایس آئی مفروضے پر نہیں حقیقت اور ثبوت پر چلتی ہے۔ اور ویسے بھی را کے ایجنٹ یا انڈین آرمی نرمی نہیں برت رہی ہو گی۔ اگر وہ اب تک زندہ ہیں تو اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ بالکل ٹھیک ہوں گے کیونکہ وہ یقینا کوئی ایسا راز جانتے ہیں جسے اگلوانے کے لئے انہیں ٹارچر بھی کیا گیا ہو گا۔ میرے پاپا ہیں مجھ سے زیادہ تکلیف نہیں ہو رہی ہو گی کسی کو یہاں ان کو قید میں دیکھ کر لیکن میرے جذبات میرے اس مشن پر حاوی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی میں ایسا کروں گا۔"

ہادی کے تفصیلی جواب پر احان اچھا خاصا شرمندہ ہوا تھا۔ جبکہ ہادی پلٹ کر واش روم کی طرف چلا گیا تھا۔ ڈیوس نے مسکرا کر احان کو دیکھا تھا۔

"احان جب ہم آئی ایس آئی جوائن کرتے ہیں تو کوئی بھی پوسٹ ہو ہمیں بے حس بننا پڑتا ہے وہ ابھی تمہیں سمجھا سکتا تھا اس لئے سمجھا گیا لیکن خود کو سمجھانا اس کے لئے بہت مشکل ہے تم اس کا ساتھ دو بجائے اس کو اس طرح ہرٹ کرنے کے۔"

ڈیوس کی بات پر وہ بمشکل مسکرایا تھا۔

"وہ واقعی ہمت والے ہیں۔"

احان کی بات پر ڈیوس بھی مسکرایا تھا۔

اتنے میں ہادی واش روم سے باہر آیا تو اس کی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو چکی تھیں۔ احان اور ڈیوس نے خاموشی سے اس کا سرخ چہرہ دیکھا تھا شاید نہیں یقیناً وہ ضبط کے آخری مراحل میں تھا۔

"ایم سوری سر مجھے آپ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

"کوئی بات نہیں احان اب کام پر فوکس کرو اور کیمرہ آن کرو کیونکہ اس کیمرے سے ہی اب کچھ مل سکتا ہے۔"

ہادی کی بات پر وہ ہادی کا چہرہ دیکھنے لگا تھا۔

"سر دس منٹ تک کرتا ہوں۔"

احان کے جواب پر ہادی نے اسے دیکھا تھا۔

"کیوں ابھی کیا ہے؟"

ہادی کی سوالیہ نظروں پر احان نے ڈیوس کو دیکھا تو ڈیوس نے ہادی کو دیکھا۔

"سر تھوڑی دیر پہلے ہی وہ واش روم میں کپڑے لے کر گئی ہے۔"

احان کے جواب پر وہ ہادی نے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا جبکہ ڈیوس نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا۔

"ویسے سر تھوڑی دیر پہلے آپ کس سے بات کر رہے تھے؟"

احان نے ہادی کو دیکھ کر پوچھا۔

"تم میری جاسوسی کر رہے تھے؟"

ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"نہیں جاسوسی تو نہیں کر رہا تھا میں تو بس سن رہا تھا کہ اگر بھابھی کی کال ہے تو آپ رومینٹک باتیں کیسے کرتے ہوں گے؟تب بھی ایسے ہی ہٹلر کے جانشین بنے رہتے ہیں یا۔۔۔"

ابھی اس کے الفاظ منہ میں تھے جب ہادی نے اپنی پسٹل کی نوک اس کی پیشانی پر ٹکائی تھی۔احان نے ڈر کر ہادی کو دیکھا تھا۔

"اب بولو کیا بول رہے تھے؟"

ہادی کا سنجیدہ لہجہ احان کے طوطے اڑا گیا تھا۔

"سر مذاق تھا آپ تو سریس ہی ہو گئے۔"

احان پسٹل کی نوک پیشانی سے ہٹاتے ہوئے تیزی سے بولا۔

"آئندہ ایسا مذاق کرنے سے گریز کرنا ورنہ تم جانتے ہو میرا نشانہ کبھی نہیں چوکتا۔"

ہادی یہ بول کر ہٹ گیا تو احان نے اپنی رکی ہوئی سانس بحال کی۔

"میں جانتا تھا سر آپ مجھ پر گولی نہیں چلا سکتے کیونکہ میں تو آپ کا چھوٹا بھائی ہوں نا اور بھائیوں پر بھلا کون گولی چلاتا۔۔۔"

"ٹھاہ۔"

ہادی نے پسٹل کی مدد سے کمرے میں موجود چوہے کا نشانہ لیا تھا جو اس وقت احان کے قدموں میں تھا۔احان ڈر کر چپ ہوا اور صدمے سے ہادی کو دیکھنے لگا تھا۔

"سر میں سمجھ گیا آپ گولی سگے بھائی پر بھی چلا سکتے ہیں۔"

احان کی زبان کو سکون پھر بھی نہیں تھا ہادی نے اسے گھورا اور دانت پیس کر بولا۔

"کیمرہ آن کرو ورنہ اگلی گولی تمہارے دماغ میں ہوگی۔"

"اچھا سر کرتا ہوں لیکن ایک بات بتا دوں مجھے گولیاں بچپن سے ہی نہیں پسند آپ چاہے تو کیپسول دے دیجئے گا۔"

اس کی بات پر ڈیوس کا قہقہ گونجا تھا جبکہ ہادی نے اپنا سر نفی میں ہلا کر اسے دیکھا تھا جو اب لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوتے کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

سورج کی روشنی اس کے چہرے پر پڑی تو وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے آنکھیں بند کر گئی تھی۔شاید اسے یہ روشنی پسند نہیں آئی تھی۔اچانک سے روشنی کی جگہ تاریکی نے لی تو اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔سامنے ہی اس کی بہن مسکراتے ہوئے کھڑکی پر پردے برابر کر رہی تھی۔عابیہ نے ویران آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

"صبح بخیر میری جان۔"

ادیبہ نے مسکرا کر کہا لیکن مقابل تو شاید مسکراہٹ کا مطلب تک بھول چکی تھی۔

"چلو جلدی سے فریش ہو جاؤ ہم لوگ یونی کے لئے لیٹ ہو رہے ہیں۔"

ادیبہ اس کی خاموشی دیکھ کر مزید بولی تھی۔

"آپی میرا دل نہیں کر رہا یونیورسٹی جانے کو پلیز میں گھر پر رہنا چاہتی ہوں۔"

عابیہ نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے سپاٹ چہرے سے کہا تھا۔ ادیبہ آہستہ سے چلتے ہوئے اس کی قریب آئی اور اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"عاب میری جان۔۔ بھول جاؤ جو کچھ ہوا ہے اور آگے بڑھو۔ زندگی میں اگر ایک بات کو لے کر ہم وقت کو روکنے کی کوشش کریں گے تو بیکار ہو گا کیونکہ وقت کبھی کسی کے لئے نہیں رکا۔ ہمیں اپنی زندگی کے حادثوں سے سبق سیکھتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے۔"

"آپی کہنا کتنا آسان ہے نا کہ آگے بڑھ جاؤ لیکن آپی جس پر گزرتی ہے وہ جانتا ہے تکلیف کو یا اس خدا باقی تو فقط تماشائی ہیں۔"

عابیہ زخمی مسکراہٹ سے ادیبہ کے دل کے ہزار ٹکڑے کر گئی تھی۔

"عاب یہی زندگی ہے ہر مشکل کے بعد آسانی ہی ہے۔ ہو سکتا ہے نکاح کے بعد ارحم بدل جائے۔"

"آپی جو انسان پیدائشی طور پر ذہنی بیمار ہو اس کی چاہے شادی بھی کروا دیں وہ بیمار ہی رہتا ہے۔"

عابیہ کے لفظوں پر ادیبہ نے سختی سے لبوں کو پیوست کر کے خود پر ضبط کیا تھا۔

"ہر کام میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے عاب۔۔ ہم لوگ سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں بس۔ پر جب وقت گزرتا ہے تو ہمیں سمجھ آجاتی ہے جو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ ہمیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔"

ادیبہ کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"اسی لئے تو زندہ ہوں ابھی تک کیونکہ میں جانتی ہوں وہ دن دور نہیں جب دادا ابو کو اور ابو کو اپنے رویے کا احساس ہو گا۔"

"اچھا اب یہ باتیں چھوڑو اور یونیورسٹی کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

ادیبہ مسکراتے ہوئے بولی تو عابیہ نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھی تھی۔

ادیبہ نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

زندگی اسی کا تو نام ہے دکھ یا تکلیف جو بھی انسان سہتا ہے اس کا افسوس وہ زندگی بھر نہیں منا سکتا۔ کیونکہ انسان کی فطرت ہے دکھ کو برداشت کر کے آگے بڑھ جانا۔ ہاں اس برداشت میں گلے شکوے شامل ہوتے ہیں لیکن ہم کبھی کسی کے لئے رکتے نہیں ہیں۔ اگر کوئی چھوڑ جائے تو اس کا غم بھی زندگی بھر نہیں مناتے کیونکہ خدا کی ذات صبر دے دیتی ہے۔ ہم لفظی دعوے ضرور کرتے ہیں کہ اس تکلیف کو برداشت کرنا آسان نہیں ہے لیکن جو ستر مائوں سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ کبھی ہمارے اوپر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا کیونکہ جتنا ہم برداشت کرتے ہیں اتنی ہی تکلیف ہمیں ملتی ہے دوسروں سے۔ اللہ تعالی نے کبھی کسی انسان کو ہمت سے زیادہ نہیں آزمایا کیونکہ وہ جانتا ہے اس کا ہر بندہ صبر کے کس درجے پر ہے اس لئے خدا سے شکوے اور شکایات کرنے کی بجائے صبر و تحمل کا دامن پکڑنا چاہیے۔ تاکہ ہم ہر مشکل کے بعد شکر ادا کرتے ہوئے شرمندہ نہ ہوں۔

"کمال ہے ویسے آج اماں سائیں کی مانو کی زبان بند ہے؟"

ھادہیر اور شمائل یونیورسٹی کے لئے جا رہے تھے جب ھادہیر اس کی مسلسل خاموشی کو دیکھ کر بولا۔

"ھاد بھائی میں۔۔"

"سٹاپ کالنگ می بھائی؟ کہاں سے بھائی لگتا ہوں میں تمہیں؟"

ھاد اچانک گاڑی روک کر غصے سے بولنے لگا تو شمائل نے سہم کر ھادہیر کو دیکھا تھا۔

"بولو اب جواب دو؟"

ھادہیر کو غصہ کرتے دیکھ کر شمائل کا چہرہ فق ہو گیا تھا اور آنسو خود بخود اس کے رخساروں پر بہہ نکلے تھے۔ لبوں کو سختی سے بھینچ کر وہ اپنی کپکپاہٹ کو روک رہی تھی۔

"میں۔۔نے۔۔کیا۔۔کیا ہے؟"

شمائل روتے ہوئے بولی تو ھادہیر کا غصہ ایک پل میں ہوا تھا۔ خود کو کوستے ہوئے وہ شمائل کو دیکھ رہا تھا جو مسلسل رو رہی تھی اور سراپہ سوال بنی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"دیکھو شمائل میری کوئی بہن نہیں ہے تم بس مجھے بھائی مت بولا کرو مجھے یہ ورڈ اچھا نہیں لگتا۔"

ھادہیر نے آرام سے اسے سمجھایا۔

"لیکن اس میں غلط کیا ہے؟"

شمائل اپنی چھوٹی سی سرخ ناک کو ٹشو سے رگڑتے ہوئے بولی۔ اس وقت وہ ھادہیر کے دل کی دنیا تہہ و بالا کر رہی تھی اور اس کی حرکتیں اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر رہی تھیں۔

"غلط نہیں ہے تو صحیح بھی کچھ نہیں ہے۔"

"لیکن ہنی بھی تو بولتا ہے بھائی آپ کو؟"

شمائل نے اسے گھورا تھا۔

"وہ مجھے بھائی نہیں برو بولتا ہے اور دوسری بات وہ مجھ سے کافی سال چھوٹا ہے جبکہ تم صرف ایک سال ہی چھوٹی ہو۔"

ھادہیر کی بات پر وہ منہ بسور کر رہ گئی تھی۔

"میں اگر آپ کو بھائی نہیں بولوں گی تو پھر کیا بولوں گی؟"

شمائل کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"تم میرا نام لے سکتی ہو۔"

وہ جیسے ہر سوال کا جواب سوچ بیٹھے تھا۔

"میں آپ کا نام کیسے لے سکتی ہوں ماما اور بھائی غصہ ہوں گے۔"

شمائل کی بات پر وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"چھوٹی ماما اور بھائی سے میں بات کر لوں گا لیکن تم مجھے بھائی نہیں بولو گی اب۔ کتنا آکورڈ لگتا ہے جب تم یہ بولتی ہو۔"

ھادہیر کی بات پر وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"اوکے ھاد بھا۔۔۔سوری ھاد۔"

شمائل ھادہیر کی گھوری پر بات بدل گئی تھی۔

"کمال اے ھاد اتنی جلدی یہ بات مان گئی۔"

ھادہیر گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے خود سے بڑبڑایا تو شمائل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"تم بات بات پر رونا کیوں شروع کر دیتی ہو؟ میں کونسا تمہیں کھا جائوں گا جو تم اس طرح ڈرنا شروع ہو جاتی ہو؟"

ھادہیر کی بات پر شمائل کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔ جبکہ اس کے جسم نے کپکپانا شروع کر دیا تھا۔ ھادہیر نے جیسے ہی ایک نظر اسے دیکھا وہ حیران رہ گیا تھا اس کی بدلتی کیفیت دیکھ کر۔

"شمائل آر یو اوکے؟"

ھادہیر کی آواز کے ساتھ لہجہ بھی بلا کا نرم تھا۔

"مجھے گھر جانا ہے واپس پلیز۔"

شمائل کی آواز سے وہ اس کے خوف کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ لیکن ھادھیر اس کے بدلتی کیفیت پر جتنا حیران ہوتا کم تھا۔

"شمائل ہوا کیا ہے؟"

"مجھے ابھی گھر واپس جانا ہے سنا آپ نے ابھی جانا ہے واپس۔"

شمائل چیخ کر بولی تو ھادھیر نے خاموشی سے اس کو دیکھا جو اس وقت اپنے حواسوں میں بالکل نہیں تھی۔ ھادھیر نے مزید کسی سوال کے بغیر گاڑی کا ٹرن لیا اور گاڑی گھر کی طرف موڑ دی۔ شمائل مسلسل انگلیاں چٹخاتے ہوئے سر جھکائے اپنی کپکپاہٹ پر قابو پا رہی تھی۔ اس دوران وہ اپنے ہاتھوں کو ناخنوں سے زخمی بھی کر چکی تھی۔ ھادھیر کے ذہن میں ان گنت سوالات تھے جن کا جواب صرف ایک شخص دے سکتا تھا اور وہ تھیں اماں سائیں۔ ھادھیر آمنہ شاہ سے پوچھنے کا تہیہ کر کے خود کو پر سکون کر چکا تھا۔

رات کا کھانا سب خاموشی سے کھا رہے تھے جب حمین آئرہ کو مسلسل اشاروں سے کچھ سمجھا رہا تھا۔ آئرہ اسے آنکھوں سے تسلی دے رہی تھی جبکہ حازم شاہ کافی حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"کیا ڈسکشن ہو رہی ہے گڑیا ہمیں بھی بتائو؟"

حازم شاہ کی آواز پر حمین جلدی سے سیدھا ہو کر بیٹھا تھا جبکہ آئرہ نے مسکرا کر حازم شاہ کو دیکھا تھا۔

"پاپا وہ ہنی کی برتھ ڈے پر آپ نے اسے کوئی گفٹ نہیں دیا تھا تو۔"

"تو۔"

حازم شاہ نے سوالیہ نظروں سے آئرہ کو دیکھا تھا۔

"پاپا ہنی کا یونیورسٹی کی طرف سے ٹور جا رہا ہے سوات پندرہ دنوں کا تو وہ جانا چاہ رہا ہے بس آپ کی اجازت چاہتا ہے۔"

آئرہ کی بات پر حمین نے شرافت چہرے پر سجا کر اپنے باپ کو دیکھا تھا جو سنجیدہ چہرے سے حمین کو دیکھ رہے تھے۔

"میرا نہیں خیال حمین کا جانا اتنا ضروری ہے۔"

حازم شاہ نے جیسے بات ختم کی تھی۔ حمین نے بیچارگی سے اپنی ماں کو دیکھا تھا جو اب تک خاموش بیٹھی تھیں۔

"شاہ یہی تو دن ہوتے ہیں گھومنے پھرنے کے اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں تو کیا سب ہی اپنی زندگی کو انجوائے کرنا چھوڑ دیں؟"

عشال کی بات پر حازم شاہ نے انہیں گھورا تھا۔

"اپنے بیٹے کی جس دن تم سائیڈ لینا بند کر دو گی اس گھر کے اخراجات میں پچاس فیصد تک کمی آجائے گی۔"

حازم شاہ کی بات پر حمین نے قہقہہ لگایا تھا جبکہ آئرہ نے فقط مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کی بات کا؟ میرا بیٹا کونسا فضول خرچ ہے؟ اور ویسے بھی میں اپنے بیٹے کو خود پیسے دے سکتی ہوں آپ کے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے ہمیں۔"

عشال شاہ نے حازم شاہ کو دیکھ کر ناراضگی سے کہا تو حازم شاہ نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

"اچھا تو تمہارے پاس پیسے کہاں سے آئیں گے؟"

"اپنے پاپا سے بولتی ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ پیسے کہاں سے آئیں گے۔"

علی شاہ کے نام پر حازم شاہ نے خفگی سے عشال شاہ کو دیکھا تھا۔

"پاپا سے ڈانٹ کیوں پڑوانا چاہ رہی ہو سیدھی طرح بتاؤ کتنے پیسے چاہیے تمہیں۔"

"ڈیڈ پیسے مجھے چاہیے موم کو نہیں تو اس لحاظ سے مجھ سے پوچھیں کہ حمین شاہ آپ کو کتنے پیسے چاہیے ؟"

حمین کی آواز پر حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"اپنے باپ سے لو جا کر پیسے گھٹیا انسان ہر دفعہ میری اور میری بیوی کی لڑائی کروا دیتے ہو۔"

حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"میرے باپ تو آپ ہیں اور دوسری بات ڈیڈ یہ آپ لوگوں کا سراسر ذاتی مسئلہ ہے اور۔۔۔"

حمین ابھی بول رہا تھا جب حازم شاہ کو اپنی جگہ سے بازو فولڈ کرتے ہوئے اٹھتے دیکھ کر جلدی سے بھاگ کر عشال شاہ کے پاس گیا تھا۔

"ہاں کیا بول رہے تھے تم ذرا بتائو اور تم کیوں درمیان میں کھڑی ہو ہٹو پیچھے۔"

حازم شاہ نے حمین کو گھورا تھا جو مسلسل مسکراتے ہوئے ان کو مزید زچ کر رہا تھا جبکہ عشال شاہ کو دیکھ کر وہ مصنوعی خفگی سے بولے تھے۔

"شاہ کیا بچے بن جاتے ہیں آپ بٹوہ دیں اپنا۔"

عشال شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو حازم شاہ نے مصنوعی خفگی سے انہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ ان کے ڈمپلز دیکھ کر تو وہ آج بھی اپنے سارا غصہ بھول جاتے تھے۔ حازم شاہ نے قمیض کی جیب سے بٹوہ نکال کر عشال شاہ کے ہاتھ میں تھما دیا اور خود جا کر لائونج میں صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی آن کر لیا۔

"کتنے پیسے چاہیے ؟"

عشال شاہ نے حمین کو دیکھ کر پوچھا۔

"میری پیاری موم میں پیسے ڈیڈ سے لے لوں گا ابھی تو تنگ کر رہا تھا ان کو ویسے بھی ڈیڈ غصے میں بڑے کیوٹ لگتے ہیں۔"

حمین مسکراتے ہوئے بولا تو عشال نے ایک ہلکا سا تھپڑ اس کے دائیں گال پر رسید کیا۔

"تم نہیں سدھر سکتے۔"

عشال یہ بول کر لائونج میں حازم شاہ کے پاس صوفے پر چلی گئیں جبکہ حمین آئرہ کو گڈ نائٹ بول کر سڑھیوں کی طرف جاتے ہوئے رکا تھا۔

"ڈیڈ صبح تک کریڈٹ کارڈ میں اسی ہزار فل کروا دیجیے گا۔"

حمین یہ بول کر جلدی سے سڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں بھاگ گیا تھا جبکہ عشال شاہ نے بے ساختہ قہقہ لگایا تھا۔

"بالکل تمہارے بھائی پر گیا ہے۔"

حازم شاہ نے مصنوعی ناراضگی سے کہا تھا جبکہ عشال شاہ کی ہنسی بے ساختہ تھمی تھی۔

"میرے بھائی واقعی ہنی میں زندہ ہیں شاہ۔"

عشال شاہ نے مسکرا کر کہا لیکن دل کی کیفیت شاید اب بدل چکی تھی۔

"اچھا اداس نہیں ہونا اور جائو میرے کپڑے جو صبح پہننے ہیں وہ نکالو جا کر میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں کمرے میں۔"

حازم شاہ نے عشال شاہ کو گال تھپتھپا کر کہا تو وہ اپنا سر اثبات میں ہلا کر کمرے کی طرف چلی گئیں جبکہ حازم شاہ نے بمشکل اپنی آنکھوں کی نمی کو رخسار پر نکلنے سے روکا تھا۔

"آپ جانتی ہیں آپ کا بیٹا بہت ضدی ہے ماما اس نے اپنی ضد نہیں چھوڑی اور بابا کی طرح آرمی میں چلا گیا۔"

آزفہ شاہ کا ہاتھ تھام کر ان کے پاس بیڈ پر بیٹھی آئرہ نم آنکھوں سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھ کر انہیں اپنے دل کا حال بتا رہی تھی۔ یہ تو روزانہ معمول تھا اب۔

"کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ میجر کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اگر خدانخواستہ انہیں کچھ ہو گیا تو آپکی بیٹی شاید اپنی سانسوں کو چھوڑ دے گی۔ میں نہیں جانتی ان کو مجھ سے کیا مسئلہ ہے لیکن اتنا جانتی ہوں میرے دل پر صرف ان کی حکمرانی ہے۔"

آئرہ کے لفظوں پر اس کے آنسو بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

"آپکی بیٹی بہت محبت کرتی ہے آپ کی اکڑو بیٹے سے لیکن اس کو بیان نہیں کر سکتی آپ کے بیٹے کے آگے آپ جانتی ہیں کیوں؟ کیونکہ اگر انہوں نے میری محبت کو ٹھکرا دیا تو میرے پاس جینے کی وجہ نہیں رہے گی مام اور میں انہیں کبھی نہیں بتاؤں گی کہ وہ آئرہ شاہ کے عشق کی تصویر میں رنگ بھر چکے ہیں۔ ایسے رنگ جو کبھی نہیں مٹنے والے۔ میں بہت دعا کرتی ہوں اللہ سے کہ انہیں مجھ سے محبت ہو یا نہ ہو لیکن ان کی سانسوں کو میری سانسوں کے ہم قدم رکھنا۔ میں بابا کی طرح ان کو کھو نہیں سکتی اب وہ آئیں گے تو آپ ان سے پوچھنا کہ آپکی بیٹی میں ایسی کیا کمی ہے جس کی وجہ سے وہ اتنا سخت رویہ رکھتے ہیں کبھی بھی مسکرا کر بات نہیں کی مجھ سے کیا میں اس قابل کبھی نہیں رہی یا کبھی قابل ہو نہیں سکتی؟"

آئرہ شاہ بولتے ہوئے اپنا ضبط ہار چکی تھی یہ تو ہر رات کا معمول تھا اس کا لیکن شاید آزفہ اب بے حس بن چکی تھیں جنہیں کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔ شاید اپنی بیٹی کے لفظ بھی نہیں اور نہ ہی اس کے آنسو دکھائی دے رہے تھے۔ آئرہ نے روتے ہوئے آزفہ شاہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور خود بیڈ کی دوسری طرف آ کر لیٹ گئی شاید ہی کوئی اس کی آنسو صاف کر کے اسے تسلی دیتا لیکن کوئی نہیں تھا وہ تنہا مسافر بن چکی تھی خار دار راستوں کی اور ان آزمائشوں کی جن میں وہ پل پل جیتی اور مرتی تھی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"واپسی کب تک ہو گی تمہاری؟ نہیں میں تمہارے گھر آجاتا ہوں بس مجھے تم سے مل کر ضروری بات کرنی ہے۔ یہ تو اب تم چاہتی نہیں ہو کہ میں تم سے ملوں۔ ہاں ٹھیک ہے آتا ہوں دس منٹ تک۔"

ہادی اس وقت حمنہ کے گھر سے تھوڑی دور ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا اور احان بھی اس کے ساتھ تھا۔ ہادی جلد از جلد حمنہ کو اپنے پیار کا یقین دلا کر اس کے ذریعے کوبرا تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کیونکہ کوبرا کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ اس کی اصل پہچان کیا تھی کوئی نہیں جانتا تھا سوائے اس کے چند ساتھیوں کے جن میں سے حمنہ صدیقی بھی ایک تھی۔ حمنہ سے بات کر کے اس نے جیسے ہی پیچھے پلٹ کر دیکھا احان کھڑا شرارتی مسکراہٹ کو لبوں پر سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اب کیا ہوا؟"

ہادی نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"ویسے سر آپ اتنی اچھی ایکٹنگ کر کیسے لیتے ہیں؟ نہیں مطلب سیانے کہتے ہیں جو شخص فیل کرتا ہے وہی ایکٹنگ کمال کر سکتا ہے۔ تو کیا میں اس حمنہ کو بھابھی نمبر ٹو کے درجے پر فائز سمجھوں؟"

احان کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"تم جانتے ہو احان تم اب تک میرے ساتھ کیوں ہو؟"

ہادی نے پلٹ کر اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں بالکل کیونکہ میرے بغیر یہ مشن نامکمل ہے۔"

احان نے فخریہ انداز میں اپنے کالر جھاڑے تھے۔ ہادی نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔ احان کے جواب پر وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں میں دبا گیا تھا۔

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا احان۔"

"سر اب ایسا تو نہ بولیں شادی تو ہو ہی سکتی ہے یہ کیا بات ہوئی کچھ نہیں ہو سکتا اور اللہ نے چاہا تو پانچ چھے بچوں کو باپ بھی بنوں گا۔"

احان نے منہ بسور کر کہا تو اس بار ہادی واقعی اپنی مسکراہٹ کو ضبط نہ کر سکا اور مسکرا دیا۔ اس کے مسکرانے پر ڈمپلز واضح ہوئے تو احان کو شرارت سوجھی تھی۔

"ویسے سر اگر میں حمنہ کی جگہ ہوتا تو قسم سے اب تک آپ سے شادی کر چکا ہوتا اور۔۔۔"

"جسٹ شٹ اپ احان کچھ تو سوچ کر بول لیا کرو۔"

ہادی نے اسے جھڑکا تھا۔

"اے لے سوچ کی ہی بولا ہے آپ کے ڈمپلز پر تو کوئی بھی لڑکی فدا ہو جائے۔ ویسے ڈاکٹر بھابھی بھی کیا انہی ڈمپلز پر جان دیتے ہوئے آپ پر نثار ہوئی ہیں؟ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہے کیونکہ منہ سے تو آپ کے انگارے نکلتے ہیں۔"

احان کے سوال اور خود ہی جواب دینے پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"مجھے ایسی ڈیوائس چاہیے احان جس سے میں اس حمنہ کی ساری باتیں ریکارڈ بھی کر سکوں لیکن اسے شک بھی نہ ہو کیونکہ تم جانتے اس کے گھر کی سیکیورٹی کو۔ اگر کوئی بھی کیمرہ ہوا تو پکڑا جائے گا۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟"

"تمہیں ایک عدد گولی وہ بھی سیدھے دماغ پر اب بتاؤ کیا ہے تمہارے پاس ایسی ڈیوائس؟"

ہادی نے اسے گھور کر کہا تو احان نے اپنے بیگ سے ایک لینز کی ڈبی نکالی۔ اور اسے ہادی کی طرف بڑھایا۔

"احان میں مذاق کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں بتاؤ کہاں ہے ڈیوائس ہے بھی یا نہیں؟"

"سر مذاق کون پاگل کر رہا ہے یہ لینز کیمرہ ہے جس سے آپ حمنہ پر فوکس کر کے اس کی باتیں ریکارڈ کر سکتے ہیں اور ہاں جب جب آپ اس کے گھر کی سکیورٹی سے گزریں گے آنکھیں بند کر لیجئے گا کیمرہ خود آف ہو جائے گا اس طرح کسی کو معلوم نہیں ہو گا کہ آپ کے پاس کیمرہ ہے۔"

احان کی بات پر ہادی مسکرایا تھا۔ وہ دل میں واقعی اس کا شکر گزار ہوا تھا۔

"سر شکریہ کی ضرورت نہیں ہے بس جب تک یہاں ہیں میرے لئے بھی کوئی لڑکی ڈھونڈ لیں تاکہ میرا بھی وقت گزر جائے۔"

احان کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"تمہیں سنگل لے کر آیا تھا اور سنگل ہی لے کر جائوں گا یاد رکھنا۔ اب یہ بتائو اس کیمرے کا کوئی سائیڈ ایفکٹ تو نہیں ہے۔"

ہادی لینز کی ڈبی کو کھول کر بولا۔

"سر اس کو صرف دو گھنٹے تک ہی استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ بعد میں اس کی ریز آئیز کو ڈیمج کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور ہاں یہ براؤن کلر کے ہی ہیں تو کسی کو شک نہیں ہو گا آپ نے لینز لگائے ہیں خاص کر کے بھابھی جی نمبر ٹو کو۔"

احان سنجیدگی سے بولتے ہوئے آخر میں پھر پٹڑی سے اتر گیا تھا۔ ہادی نے واش روم میں جا کر لینز لگائے اور کمرے سے نکل گیا۔ جبکہ احان لیپ ٹاپ سے اس کیمرے میں جو ہو رہا تھا اسے دیکھنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

"تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے کافی لاتی ہوں۔"

حمنہ ہادی کو ایک کمرے میں بیڈ پر بٹھا کر خود کمرے کا دروازہ بند کر کے جا چکی تھی۔ ہادی نے احان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ویسا ہی کیا تھا۔ ہادی کمرے کو غور سے دیکھنے لگا تھا جب اسے کمرے میں موجود مرر کے پاس کچھ

محسوس ہوا۔ہادی نے مرر کو ایک دوبار کھٹکھٹایا تو اسے محسوس ہوا کی مرر کے پیچھے دیوار نہیں ہے۔اس نے جلدی سے احان کو میسج کیا کہ وہ اس کیمرے سے چیک کرے کمرے میں کوئی کیمرہ تو نہیں ٹھیک دو منٹ بعد احان کا نو میں رپلائی آیا تھا۔ہادی نے دروازے کو جلدی سے لاک اس طرح کیا تھا کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ لاک ہے یا جام کیا گیا ہے۔ہادی پلٹ کر مرر کے سامنے ہے مرر کو غور سے دیکھنے کے بعد دائیں طرف اس ایک بالکل چھوٹا سا بٹن نظر آیا تھا ہادی نے وہ بٹن دبایا تو مرر آہستہ سے ہٹنا شروع ہو گیا تھا۔مرر کے ہٹتے ہی ایک اندھیر نگری نے اس کا استقبال کیا تھا۔ہادی نے اپنا قدم اندر رکھا تو وہاں لائٹ آن ہو چکی تھی غالبا آٹومیٹک سسٹم تھا۔ ہادی نے جیسے ہی سامنے دیکھا اس کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔سامنے ہی حاطب کو زنجیروں میں بے رحمی سے باندھا ہوا تھا۔حاطب کا سر دائیں طرف تھا جبکہ بڑی سی داڑھی اور کمزور ہڈیاں اس کی ناقص صحت کا پتہ صاف دے رہی تھیں۔ہادی نے آگے جانا چاہا تو کچھ ریڈ کلر کے شعاعیں اسے نظر آنا شروع ہو گئیں تھیں۔بے بسی ہی بے بسی تھی وہ رو نہیں سکتا تھا کیونکہ کیمرہ تھا آنکھوں میں لیکن دل اس وقت خون ہوا تھا اپنے باپ کو ایسی حالت میں دیکھ کر۔ ابھی وہ کچھ سوچتا اس کے کانوں میں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی بے بسی کی انتہائوں کو پہنچ کر وہ پلٹا تھا اور دوبارسے اس مرر کو بند کر کے خود دروازے کی طرف گیا تھا۔

"کوئی ہے کھولو اسے۔"

ہادی جان بوجھ کر بولا تا کہ اس کمرے کی طرف آنا والا سمجھ جائے کہ دروازہ جام ہوا ہے۔حمنہ جو اس کے لیے کافی لا رہی تھی نے لاک کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام پھر ایک ملازم کو اس نے آواز دی جس نے لاک توڑ دیا تھا۔

ہادی باہر نکلا اور حمنہ کو دیکھنے لگا۔

"یار یہ کس نے بند کر دیا تھا مجھے؟"

ہادی نے پریشانی کو چہرے پر سجا کر پوچھا حالانکہ دل تو سامنے کھڑی لڑکی کو قتل کرنے کا کر رہا تھا۔

"سوری وہ شاید مجھ سے ہی ہو گیا چلو ہم لوگ باہر چلتے ہیں تمہارا موڈ ٹھیک ہو جائے گا باہر لان میں۔"

حمنہ یہ بول کر اس کے دائیں ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر باہر کی جانب چل دی جبکہ ہادی کا دماغ حاطب کی حالت میں الجھ کر رہ گیا تھا۔

"تم لوگ تو ہی نکمے۔"

حمین نائل اور رومان یونیورسٹی کیفے میں بیٹھے تھے جب حمین نے نائل اور رومان کو دیکھ کر کہا۔

"ہاں کیونکہ ہمیں لڑکیاں پٹانے کا تجربہ بالکل نہیں ہے۔"

نائل نے دانت پیس کر کہا۔

"اچھا تم لوگ دیکھنا یہ جو لڑکی ہے نا سامنے میرے بلیو شرٹ میں اس کو دس منٹ میں پٹا کر نمبر لے کر آئوں گا۔"

حمین یہ بول کر اپنی جگہ سے اٹھنے لگا تو نائل اور رومان دونوں نے اسے گھورا تھا۔

"تمہاری پچھلی کرتوت کو دیکھتے ہوئے میں بالکل اجازت نہیں دوں گا تمہیں یہ حرکت کرنے کی کیونکہ پچھلا تھپڑ ابھی یاد ہے مجھے۔"

رومان نے حمین کو دیکھ کر کہا تو حمین مسکرا دیا۔

"ہر بار تمہیں تھپڑ پڑے یہ ضروری نہیں ہے رومی کبھی نائل کو بھی پڑ سکتا ہے۔"

حمین یہ بول کر آگے بڑھ گیا جبکہ نائل نے اس کی پشت کو صدمے سے دیکھا تھا۔

"چل نائل سرعام بے عزتی کا وقت ہوا چاہتا ہے۔"

رومان نائل کو دیکھ کر بولا تو نائل نے اسے گھورا تھا۔

"ایکسکیوز می بیوٹیفل۔"

حمین کی آواز پر اسی لڑکی نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

"یس۔"

"اللہ رحم کرے اتنا میک اپ کرکے بھی اس بندی کو یقین ہے کہ یہ خوبصورت ہے اللہ اللہ۔"

حمین خود سے بڑبڑایا تو اس لڑکی نے نا سمجھی سے حمین کو دیکھا۔

"مس آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں اور۔۔۔"

"اور آپ غالباً میرا نمبر لینا چاہتے کیونکہ آپکو مجھ سے پہلی نظر کی محبت ہو گئی ہے۔"

اس لڑکی نے حمین کو دیکھ کر اپنی دائیں آنکھ کا کونا دبایا تو حمین کو صحیح معنوں میں شاک لگا۔

"نہیں میں تو وہ۔"

حمین نے نائل اور رومان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"شرمائو مت ہینڈسم اور میرا نمبر لکھو رات کو کال پر بات ہو گی۔"

یہ بول کر اس نے حمین کو اپنا نمبر لکھوایا تو حمین نے بمشکل مسکرا کر اس کا نمبر اپنے موبائل میں ایلفی کے نام سے سیو کیا۔ نمبر لے کر جونہی وہ پلٹنے لگا اس لڑکی نے حمین کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ حمین کو کافی ناگوار گزری تھی اس کی یہ حرکت لیکن رومان اور نائل کے سامنے کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

"اپنا نمبر بھی دو ہینڈسم اور نام بھی بتائو۔"

لڑکی کے بولڈ انداز پر حمین کے صحیح معنوں میں چھکے چھوٹے تھے۔

"حمین شاہ اور نمبر زیرو۔۔۔"

"سی یو ان نائٹ حمین۔"

لڑکی یہ بول کر دوسری لڑکی کے ساتھ آگے بڑھ گئی جبکہ حمین جیسے واپس پلٹا رومان اور نائل نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا۔

"اسے کہتے ہیں اونٹ پہاڑ کے نیچے آنا۔"

نائل یہ بول کر بھاگا تھا جبکہ رومان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا جو حمین کا اترا چہرہ دیکھ کر امڈ رہی تھی۔

"ویسے ہنی کیا ہو گا جب تیرے باپ کو تیری اس پانچ منٹ والی گرل فرینڈ کے بارے میں پتہ چلے گا؟"

رومان کی بات میں چھپی دھمکی پر حمین نے اسے مارنا چاہا تو وہ بھی بھاگ گیا جبکہ حمین نے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔

"یا اللہ ہٹلر سے بچا لینا قسم سے میں اس لڑکی سے بات نہیں کروں گا۔"

حمین کی بڑبڑاہٹ پر پاس سے گزرتی لڑکیاں مسکرائی تھیں جبکہ وہ ڈھیٹوں کی طرح انہیں گھورتے ہوئے نائل اور رومان کے پیچھے گیا تھا۔

"اچھا موڈ ٹھیک کرو اور بتاؤ کیا کہنا چاہتے تھے تم مجھ سے؟"

حمنہ ہادی سے باتیں کر رہی تھی جبکہ ہادی مسلسل خاموش تھا جب حمنہ نے اس کا بازو ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ دونوں اس وقت حمنہ کے گھر کے لان میں موجود تھے۔ ہادی نے بمشکل مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"میں بات کو گھما پھرا کر کرنے کا عادی نہیں ہوں حمنہ مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے اور میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟"

ہادی چاہ کر بھی اپنی سنجیدگی کو چہرے سے مٹا نہیں سکا تھا۔

حمنہ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے اس کے قریب آئی۔

"محبت تو میں بھی تم سے بہت کرتی ہوں لیکن ہماری شادی میں سب سے بڑی رکاوٹ تمہارا مذہب ہے راہل میرے ڈیڈ نہیں مانیں گے اور ان کی اجازت کے بغیر میں کچھ نہیں کروں گی۔"

حمنہ بولتے ہوئے ہادی کے کافی قریب آچکی تھی اتنی قریب کی ہادی کے اور اس کے چہرے میں چند انچ کا فاصلہ باقی تھا۔ہادی کو وحشت سی ہوئی تھی۔ لیکن وہ اسے دور کر کے کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اگر میں مذہب تبدیل کر لوں تو کیا کرو گی شادی مجھ سے؟"

ہادی نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر کے مسکراتے ہوئے پوچھا تو حمنہ نے مسکراتے ہوئے اس کی گردن میں بازو ڈال کر اسے دیکھا۔

"پھر نہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔"

حمنہ یہ بول کر ہادی کے دائیں گال کے ڈمپل پر اپنے لب رکھ کر ہادی کے اشتعال کو ہوا دے چکی تھی۔ہادی نے بمشکل خود کو کنٹرول کر کے اسے خود سے دور کیا تھا۔انتہا کی منافقت تھی اس لڑکی میں ایک طرف مذہب کا رونا رو رہی تھی اور دوسری طرف نا محرم کی باہوں میں اس کے اس قدر قریب کہ ہادی کا شدت سے اسے قتل کرنے کا دل کیا تھا۔ہادی نے آرام سے اسے خود سے کچھ فاصلے پر کیا لیکن وہ دوبارہ ہادی کے کان کی طرف جھکی تھی۔

"حمنہ صدیقی کو دھوکہ دینا آسان ہے لیکن لیزا کی نظروں سے سب چھپانا ناممکن ہے پاکستانی میجر۔"

حمنہ کے لفظوں پر ہادی کو گہرا شاک لگا تھا جبکہ لیپ ٹاپ سے دیکھتا احان بھی اچھا خاصا چونکا تھا۔ہادی نے اپنے تاثرات نارمل ہی رکھے تھے۔

"کون پاکستانی میجر میرا نام راہل رنجیت ہے اور میں۔۔"

"ششش۔۔۔بالکل چپ یہاں دیواروں کے بھی کان ہیں۔"

"ہادی بولنے لگا تو حمنہ نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا تھا۔حمنہ کی مسکراہٹ ہادی کو کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دے رہی تھی۔

"تم مجھے پہلی نظر میں ہی پسند آ چکے تھے پاکستانی اسی لئے تمہارے بارے میں سب معلوم کرنا اور تم پر نظر رکھنا لیزا کا فرض تھا۔"

حمنہ ہنوز اس کے کان کے قریب جھک کر اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں تم میرے پیچھے کوبرا کو ڈھونڈنے کے لئے آئے ہو لیکن یقین مانو میں محبت واقعی تم سے بہت کرتی ہوں پر میرے بھی کچھ اصول ہیں ایک ہاتھ سے دو اور ایک ہاتھ سے لو والے اسی لئے تو تم یہاں موجود ہو اب تک ورنہ پہلی ملاقات کے بعد تمہارا زندہ رہنا ناممکن تھا اب میری باتوں کو جھٹلانے کی کوشش بالکل مت کرنا کیونکہ میرے پاس ثبوت موجود ہیں تمہاری اصلیت کے ؟ اور ہاں جس کمرے کے دروازے کو تم نے لاک کیا تھا وہاں ایک پاکستانی پہلے ہی موجود تھا اور میں جانتی تھی تم وہاں ضرور جائو گے اسی لئے میں تمہیں اس کمرے میں جان بوجھ کر چھوڑ کر گئی تھی۔"

حمنہ کے سرگوشیانہ آواز پر ہادی کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں آئی تھیں۔

"کیا چاہیے تمہیں؟"

کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ بولا تھا۔

"صرف ایک چیز جو تمہیں کل بتائوں گی ملاقات میں۔"

حمنہ یہ بول کر ہٹی اور مسکراتے ہوئے ہادی کو دیکھنے لگی۔

"تمہارا ماسک اگلے پندرہ منٹ تک خراب ہونا شروع ہو جائے گا کیونکہ میں نے اس کو اپنے لبوں سے ڈیمج کر دیا ہے کچھ میڈیسنز کے ذریعے اس لئے چاہو تو رک کر مجھے دیکھ سکتے ورنہ جانا بہتر ہے۔ اور ہاں کل شام پانچ بجے سٹار ٹریک کیفے میں ملتے ہیں۔"

حمنہ دھیمی آواز میں بول کر مسکراتے ہوئے ہاتھ کو ہلا کر اسے بائے کرتے ہوئے اندر جا چکی تھی جبکہ ہادی ایک منٹ اس کی پشت کو گھور کر واپسی کے لئے قدم بڑھا چکا تھا مطلب اس بار اس کا دشمن واقعی ہی اس سے زیادہ طاقتور تھا جو اس سے چار قدم آگے کی سوچ رکھتا تھا۔ ہادی کا غصے سے برا حال تھا جبکہ احان منہ پر ہاتھ رکھے صدمے میں تھا۔

"اومائے گاڈ مطلب اس بار ہمیں ٹریپ کیا گیا ہے؟"

احان خود سے بڑبڑایا اور ہادی کے رد عمل کا سوچنے لگا جو غصے سے اپنے لینز بھی ریمو کر چکا تھا۔ اسی لئے تو احان اس کی لوکیشن بھی ٹریس نہیں کر پا رہا تھا۔

"یا اللہ سر کی حفاظت کرنا آمین۔"

احان آسمان کی طرف منہ کر کے بولا اور اپنے لیپ ٹاپ کہ طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

ھادھیر اس وقت مسکراتے ہوئے سٹورٹ کو دیکھ رہا تھا جو اس کی قید میں تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ مقابل کو وحشت میں مبتلا کر رہی تھی۔

"تم جانتے ہو میرے پاپا نے کتنی اذیت سہی تم لوگوں کی وجہ سے نہیں تم نہیں جانتے؟ تم لوگ جان ہی نہیں سکتے۔"

ھادھیر مسکراتے ہوئے اس کی دائیں ہاتھ کی انگلی کاٹ گیا تھا مقابل کی چیخیں تھی تو باہر کھڑا علی بھی ھادھیر کے اس روپ سے کانپ جاتا تھا۔ ھادھیر کے چہرے پر سکوت تھا وہ بے تاثر ہونے کے ساتھ اس وقت بے حس بھی تھا۔ سٹورٹ کو اس کی زبان کی بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کیونکہ وہ اردو بول رہا تھا۔

"ایچ ایس ریوینج از ویری ڈینجرس۔"

ھادھیر نے یہ بول کر اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے اور پھر سید ھادل والی جگہ پر چاقو مار کر اس کی سانسوں کو ختم کر دیا تھا۔ باہر کھڑا علی کانپ گیا تھا۔ ھادھیر نفرت بھری نظر ڈال کر اس کے پاس آیا اور اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو اس کے خون سے سرخ ہو چکے تھے۔

"علی اس کی لاش کو جنگل میں پھینک آئو میری ڈکشنری میں ان کے لئے رحم کی کوئی جگہ نہیں۔"

ھادھیر کے الفاظ سے زیادہ اس کا سخت لہجہ علی کو ڈرا رہا تھا۔

"یس سر۔"

علی مئودب انداز میں بولا۔

"اور ہاں سارم کو بولو بہت ہو گیا آرام اب واپس آئے ڈیوٹی پر میں یہاں مفت خوروں کو پیسے نہیں دیتا۔"

ھادھیر نے سنجیدگی سے کہا اور واش روم کی طرف چلا گیا۔

"ابھی واش روم سے ہاتھ دھو کر نکلا تو موبائل رنگ کرنے لگا۔ اماں سائیں کی مانو کالنگ دیکھ کر ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی تھی اور چہرے کے نقوش خود بخود نارمل ہو گئے تھے۔ مسکراتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی تھی۔

"مجھے شاپنگ پر جانا ہے۔"

شمائل بغیر سلام دعا کے بولی تھی۔

ھادھیر نے حیرانگی سے موبائل کو کان سے ہٹا کر سامنے کیا تھا۔

"سلام کس نے لینی تھی اماں سائیں کی مانو یا تمیز بھول چکی ہو؟"

"آپ پر سلامتی تو میں کسی صورت نہیں بھیج سکتی اور دوسری بات آپ میرے بھائی نہیں کہ آپ سے تمیز سے بات کروں اس لئے جلدی آئیں مجھے شاپنگ پر جانا ہے۔"

شمائل مسکراتے ہوئے بولی تو ھادہیر کی پیشانی پر شکنوں نے اپنا جال بنایا تھا۔

"تم سے میں گھر آکر بات کرتا ہوں ڈیئر کزن یقیناً تمہارے سکرو اس دن جو ٹائٹ کئے تھے ڈھیلے ہو چکے ہیں۔"

ھادہیر کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"بصدق شوق باباسائیں کے لاڈلے۔"

شمائل کے انوکھے طرز پر وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا اب تو یہ گھر جاکر ہی معلوم ہونا تھا اسے کہ شمائل کو ہوا کیا ہے؟

موبائل پہ تو وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"مجھے لگتا ہے تمہاری طبیعت خراب ہے؟"

"میری طبیعت ابھی تو ٹھیک ہوئی ہے باباسائیں کے لاڈلے اب جلدی آئیں میں تیار ہوں شاپنگ پر جانے کے لئے۔"

شمائل یہ بول کر کال ڈراپ کر چکی تھی جبکہ ھادہیر کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوگئی تھی۔

تم جو تھے تو زندگی سے حاصل کچھ نہ تھا

تم جو ملے تو زندگی سے لاحاصل کچھ نہ رہا۔

۔(کرن رفیق)

حمین کے کمرے میں جیسے ہی حازم شاہ داخل ہوئے سامنے خالی کمرہ ان کا منہ چڑانے لگا۔ واش روم سے پانی گرنے کی آوازوں پر وہ مسکرائے تھے۔

"ڈھیٹ ہے ایک نمبر کا۔۔ اتنی رات کو کون نہاتا ہے ابھی اس کی ماں کو جا کر بتا دیا تو گھر سر پر اٹھا لے گی۔"

حازم شاہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلنے لگے جب بیڈ پر رکھا ہوا حمین کا موبائل رنگ کرنے لگا۔ پہلے تو حازم شاہ نظر انداز کر کے کمرے سے جانے لگے لیکن موبائل پھر سے رنگ کرنے لگا۔ حازم شاہ آگے بڑھ کر تھوڑا سا جھکے اور موبائل کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دیکھنے لگے۔

"ایلفی کالنگ دیکھ کر حازم شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ حمین شاہ سے حاطب شاہ کی طرح کسی سیدھے کام کی توقع کرنا بیکار تھا۔ جیسے ہی حازم شاہ نے کال ریسیو کی حمین بھی واش روم سے نکل آیا۔ سامنے حازم شاہ کو موبائل کان پر لگائے اس کا چہرہ فق ہوا تھا۔

"بے بی کہاں ہو تم؟ کب سے کال کر رہی ہوں۔"

"میری کال ریسیو کیوں نہیں تھے کر رہے معلوم ہے نا کل کے ٹیسٹ سے پہلے مجھے تمہاری آواز سننی تھی تا کہ میں اچھا سا پڑھ سکوں۔ بے بی اب کچھ بولو بھی۔"

ایک لڑکی کی آواز پر حازم شاہ نے موبائل کا سپیکر آن کیا اور حمین کو دیکھا جو سانس روکے حازم شاہ کی پیشانی پر پڑنے والی شکنوں کو گننے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

حازم شاہ نے بنا کسی تاخیر کے کال کو بند کر کے موبائل کو بیڈ پر پھینکا تھا۔

"یقیناً یہی وجوہات ہیں تمہاری اب تک فیل ہونے کی؟"

حازم شاہ کی سرد آواز پر اس نے سر اٹھانے کی غلطی نہیں کی تھی باپ کے آگے تو ویسے بھی اس کی جان جاتی تھی۔ اب وہ دل میں شدت سے کسی کے آنے کی دعا کر رہا تھا۔

"ڈیڈ وہ۔۔۔"

"جسٹ شٹ یور مائوتھ حمین شاہ"

حازم شاہ کی دھاڑ نما آواز اس کے لفظوں کو قفل لگا گئی تھی۔

"کب سے کر رہے ہے ایسی حرکتیں؟"

آواز کے ساتھ لہجہ بھی مقابل کو خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔

"ڈیڈ جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے۔"

حمین کی مدھم آواز پر حازم شاہ نے اس کے جھکے سر کو گھورا۔

اس سے پہلے حازم شاہ کچھ بولتے کمرے میں آئرہ داخل ہوئی تھی۔

"پاپا آپ کی چائے بن گئی ہے اور لائونج میں آپ کو ماما بلا رہی ہیں۔"

آئرہ کی آواز پر حازم شاہ کا غصہ جاگ کی طرح غائب ہوا تھا۔

"آئی ول ٹاک ٹو یو لیٹر مسٹر حمین شاہ۔"

حازم شاہ یہ بول کر کمرے سے چلے گئے جبکہ حمین نے اپنار کا سانس بحال کیا تھا۔ اور آئرہ کو مشکور نظروں سے دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔

"تم کب سدھرو گے؟"

"ہاہاہا بی جے قسم لے لیں۔۔۔ یہ ایلفی خود چپکی ہوئی ہے۔ پتہ نہیں ہٹلر آج میرے کمرے کا راستہ کیسے بھول گئے۔"

حمین اپنے بتیس دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے بولا۔

آئرہ نے اس کے دائیں گال پر ایک ہلکا سا تھپڑ رسید کیا۔

"سدھر جائو ہنی۔۔ورنہ پٹو گے مجھ سے۔"

"ہائے بی جے آپ کے ہاتھوں سے جان نکلے اس سے بڑی کوئی خواہش ہے ہی نہیں میری۔"

حمین کے غیر سنجیدہ انداز پر آئرہ نے اسے گھورا۔

"ڈیڈ کو واپس بلائوں کیا؟"

آئرہ نے دایاں آبرو اچکا کر پوچھا۔

"بی جے بھائی کل تک آجائیں گے پھر میں دیکھتا ہوں یہ تیز طراری کہاں غائب ہوتی ہے۔"

"لیکن میجر کی واپسی مقرر نہیں اس بار ہنی۔ اللہ آپ کی حفاظت کرے آمین۔"

حمین شرارت سے بول کر کمرے سے باہر کی جانب بھاگ گیا تھا جبکہ ہادی کے ذکر سے ہی اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آگئی تھی۔ جب بھی وہ گھر آتا تھا اس کی زبان واقعی بولنا بھول جاتی تھی۔ حالانکہ ہادی نے تو کبھی اس سے بات تک نہیں کی تھی۔ آئرہ مسکرا کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔

"سر آپ کہاں تھے؟ آپ جانتے ہیں میں پچھلے تین گھنٹے سے کتنا پریشان تھا؟"

ہادی جیسے ہی ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوا احان جو بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا وہ آگے بڑھ کر بولا۔ ہادی نے بھوری آنکھیں جن میں اس وقت سرخی تھی سے احان کو دیکھا جو پریشان سا چہرہ لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مر نہیں گیا تھا جو تم پریشان ہو رہے تھے اب ہٹو پیچھے مجھے چینج کرنا ہے۔"

ہادی غصے سے احان کو دیکھ کر بولا تھا۔

"سر میری کیا غلطی اب وہ لومڑی زیادہ ہوشیار نکلی تو؟"

احان بچوں کی طرح منہ بسور کر بولا۔

"ول یو پلیز شٹ یور مائوتھ آفیسر ؟"

ہادی تقریبا چیخا تھا۔ احان نے ڈر کر اسے دیکھا تھا جس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا۔

"نہایت ہی ادب سے سر لیکن نہیں جواب ہے میرا۔"

احان بولنے سے پھر بھی باز نہیں آیا تھا۔

"ابھی کے ابھی نکلو یہاں سے تم۔ مجھے تمہیں ساتھ لانا ہی نہیں چاہیے تھا نکمے ہو تم۔"

ہادی نے تقریبا اسے دروازے کی طرف دھکا دیا تھا احان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"بھابھی نمبر ٹو کو کل یہاں اکیلے میں بلانے کا ارادہ ہے کیا؟"

احان کی بات پر وہ مارنے کے لیے اس کی طرف بڑھا تو احان جلدی سے دروازہ کھول کر باہر کی جانب بھاگا تھا جبکہ ہادی نے غصے سے دروازے کو ٹانگ ماری تھی۔ اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ جیسے ہی اس کی نظر ٹیبل پر پڑے کھلے لیپ ٹاپ پر پڑی اس کے ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا تھا۔ لیپ ٹاپ پر چلتی ریکارڈنگ ہادی کے چہرے کے تاثرات نارمل کر چکی تھی جبکہ اب لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"گڈ جاب احان۔"

ہادی بول کر کھل کر مسکرایا تھا۔

"اماں سائیں کی مانو زیادہ ہوشیار بننے کی ضرورت بالکل نہیں ہے تمہیں میں جانتا ہوں تم مجھے یہاں بس خوار کرنے کے لئے لائی ہو۔"

اس وقت وہ دونوں ایک شاپنگ مال میں تھے جہاں پچھلے ایک گھنٹے سے شمائل تقریبا کبھی ھادہیر کو ایک شاپ پر لے جارہی تھی اور کبھی دوسری پر۔ بالآخر اس کا ضبط جب جواب دے گیا تو وہ دانت پیس کر اس کے کان میں بولا۔ شمائل جو اپنے لئے رنگ پسند کر رہی تھی مسکراتے ہوئے پلٹی اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"بابا سائیں کے لاڈلے اب مجھے کچھ پسند نہیں آرہا تو میں کیا کروں؟"

چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے وہ بولی تھی۔

"اگلے دس منٹ میں اگر تم نے کچھ پسند نہ کیا تو پھر ساری شاپنگ میں اپنی مرضی سے تمہیں کرواؤں گا۔"

ھادہیر کی دھمکی پر شمائل کا پورا منہ کھل گیا تھا۔

"نہیں کر رہی پسند کرلیں جو کرنا ہے میں بھی تو دیکھوں کہ بابا سائیں کے لاڈلے میں کتنی ہمت ہے؟"

شمائل نے جو رنگ ہاتھ میں پکڑی تھی اسے شاپ کیپر کی طرف پڑے ٹیبل پر زور سے پٹخا اور کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح اس سے بات کر رہی تھی۔ ھادہیر نے معذرت خواہ نظروں سے شاپ کیپر کو دیکھا تھا اور پھر شمائل کو گھورا۔

"مینرز نہیں ہیں کیا؟ ایسے کرتے ہیں کیا؟"

ھادہیر کا اشارہ اس کی انگوٹھی والی حرکت کی طرف تھا۔

"کیا کیا ہے ان کی پچاس روپے والی انگوٹھی کے بدلے آپ مجھے تمیز سکھا رہے ہیں؟"

شمائل غصے سے گھورتے ہوئے بولی تو ھادہیر نے اسے آنکھیں چھوٹی کر کے گھورا۔

"پچاس ڈالر کی رنگ تھی وہ مانو صاحبہ کیا پڑھنا لکھنا بھی نہیں آتا؟"

ھادہیر کی بات پر شمائل نے صدمے سے منہ کھولا تھا جبکہ ھادہیر نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"اتنی مہنگی انگوٹھی وہ بھی اتنی بری۔"

شمائل خود سے بڑبڑائی تو ھادہیر نے مسکرا کر اس کی صدماتی کیفیت کو دیکھا تھا۔

"چلو تمہیں شاپنگ کرواٶں۔"

ھادہیر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ دوسری شاپ پر لے گیا اور پھر باری باری اس کی ضرورت کی تمام چیزیں لے کر وہ دونوں پارکنگ میں آئے تھے۔ شمائل منہ بسور کر گاڑی میں بیٹھنے لگی تو ایک کتا اچانک اس کے سامنے آگیا شمائل اسے دیکھ کر چیخنا شروع ہوگئی تھی۔ شمائل کو چیختے دیکھ کر ھادہیر نے کتے کو سائیڈ پر کیا لیکن شمائل ابھی بھی چیخ رہی تھی۔

"اٹس اوکے شمائل وہ جا چکا ہے ریلیکس کم ڈاٶن۔"

ھادہیر نرمی سے اس کے ہاتھ پکڑ کر بولا لیکن شمائل کے آنسو اور اس کی کپکپاہٹ اس کے خوف کو کم کرنے میں ناکام رہی تھی۔

"ماما۔۔ مجھے ماما پاس جانا ہے ابھی۔"

شمائل کی بات پر وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"شمائل وہ ڈوگ جا چکا ہے اور اب تم ٹھیک ہو کچھ نہیں ہوا تمہیں۔"

ھادہیر اس کی ذہنی کیفیت کو سمجھ کر بولا۔

"مجھے ماما پاس جانا ہے پلیز۔"

شمائل روتے ہوئے اس کے سامنے التجا کر رہی تھی ھادہیر کو اس کی حالت کی سمجھ بالکل نہیں آرہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے گاڑی میں بیٹھو۔"

ھادہیر نے اسے بچوں کی طرح بہلا کر گاڑی کہ فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔ گاڑی میں موجود پانی کی بوتل اسے پکڑائی جسے وہ چند سانسوں میں ختم کر چکی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

تقریباپندرہ منٹ بعد جب اسے محسوس ہوا کہ شمائل اب بہتر ہے تب اس نے پوچھا۔ شمائل نے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھااور گاڑی کی پشت سے ٹیک لگادی تھی۔

"تم اس طرح اچانک سے کیوں عجیب رویہ اپنالیتی ہو؟"

ھادہیر نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ میں عجیب ہی ہوں۔"

شمائل کا لہجہ اب نارمل تھا۔

"یہ تواب تم جھوٹ بول رہی ہو مجھ سے بتائو کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کبھی میرے غصے سے ڈر جاتی ہو؟اور کبھی کتوں سے مسئلہ کیاہے؟"

ھادہیر کی نرم آواز پر وہ سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر شاید خود کو کچھ بولنے سے باز رکھ رہی تھی۔

"بولو جواب دو۔"

ھادہیر اس کی خاموشی کو نوٹ کر کے بولا۔

"کتوں کا فوبیاہے مجھے بس اور اب مزید سوال مت پوچھیے گا پلیز میں جواب دینے کی پوزیشن میں بالکل نہیں ہوں۔"

شمائل کا انداز ھادہیر کو اسے دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"آج تو ہر صورت میں اماں سائیں سے پوچھ کر رہوں گا کہ ان کی مانو کے ساتھ مسئلہ کیاہے؟"

ھادہیر سوچتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ شمائل ماضی کے جھروکوں سے ٹکراتے ہوئے مسلسل کانپ رہی تھی۔

"کیوں بلایا مجھے یہاں اور جلدی بتائو کیا چاہتی ہو؟"

ہادی اس وقت سٹار کیفے میں حمنہ کے سامنے بیٹھا اس سے سوال جواب کر رہا تھا۔ حمنہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"کوبرا کو پکڑنا آسان نہیں ہے اس لئے اس کو چھوڑو اور راستہ بدل لو میجر۔"

حمنہ مسکراتے ہوئے بولی تو ہادی نے سپاٹ چہرے سے دیکھا تھا۔

"یہ تمہارا مسئلہ بالکل نہیں ہے اور میں کوبرا کو اس کے انجام تک پہنچائے بغیر واپس نہیں جائوں گا سمجھی اب بتائو کیا شرط ہے تمہاری؟"

ہادی بے تاثر چہرے سے بولا۔

"تم جانتے ہو مجھے تمہیں دیکھتے ہی تم سے محبت ہو گئی تھی اور۔۔۔"

"کام کی بات کرو بہتر ہو گا تمہارے لئے۔"

ہادی نے حمنہ کی بات درمیان میں ہی کاٹ کر کہا۔ احان جو کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا مسکرایا تھا ہادی کے تیور دیکھ کر۔

"مجھے تم چاہیے ہو۔"

حمنہ کی بات پر وہ ناسمجھی سے حمنہ کو دیکھنے لگا۔

"ایسے مت دیکھو میجر مجھے ہر صورت میں تم چاہیے ہو اپنی زندگی میں۔"

حمنہ مسکراتے ہوئے بائیں آنکھ کا کونا دباتے ہوئے بولی تو ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"یہ ناممکن ہے۔"

"ناممکن نہیں میجر یہ ممکن ہے تمہیں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا پھر ہی میں تمہیں کوبرا کے متعلق تمام معلومات اور اس کی اصل تصویر بمعہ ایڈریس کے دوں گی۔"

حمنہ صدیقی کے چہرے پر اس وقت صرف جیت جانے کی خوشی تھی جبکہ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"میں شادی شدہ ہوں پہلے سے ہی اور میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

بلاآخر اس انکشاف پر احان مسکرایا جبکہ حمنہ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے تاثرات ابھرے تھے۔

"تو طلاق دے دینا اسے۔"

"وہ میرا جنون میرا عشق ہے حمنہ صدیقی اس کی آنکھوں میں آنسو میں کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا سمجھی تم۔ اور دوسری بات میں خود کوبرا کو ڈھونڈ سکتا ہوں تمہاری ضرورت مجھے بالکل نہیں ہے۔"

ہادی یہ بول کر اپنی جگہ سے اٹھا تو حمنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

"بیٹھ جائو بات ختم نہیں ہوئی۔"

حمنہ کی بات پر وہ احان کو دیکھ کر مسکرایا تھا اور پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"مجھے صرف پاکستان جانا ہے کیونکہ مجھے وہاں اپنی ماں کو ڈھونڈنا ہے جسے میرے باپ نے وہاں بیچ دیا تھا اور اس کے لئے تمہیں ہر صورت میں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا۔ کیونکہ دوسری صورت میں پاکستان جانا میرا ممکن نہیں ہونے دے گا میرا باپ۔"

حمنہ کی بات پر ہادی نے اسے دیکھا تھا۔

"میں جانتا ہوں تمہارا پاکستان جانا ضروری ہے مس حمنہ صدیقی اور مجھے تمہاری ماں کا ایڈریس بھی معلوم ہے۔ ویسے تمہیں کیا لگا تم نے ٹریپ کیا ہے ہمیں؟ جوک آف دا ڈے کیونکہ آئی ایس آئی آفیسر کو ٹریپ کرنا ناممکن ہے سویٹ ہارٹ۔ اب آتے ہیں کام کی طرف تمہارے متعلق تمام معلومات میں پہلے ہی اکھٹی کر چکا تھا اور جان بوجھ کر اپنے بارے میں تمہیں اتنی معلومات فراہم ہونے دی جتنی میں چاہتا تھا اور کل رات ہی میں نے تمہاری ماں کو ایک ویڈیو میں دیکھا تھا۔ ہاں میں نکاح کے لئے تیار ہوں لیکن بدلے میں میری دو شرائط ہیں۔"

ہادی نے سنجیدگی سے حمنہ کو دیکھتے ہوئے کہا تو حمنہ نے اسے گھورا۔

"تمہیں کوبرا کے متعلق ساری معلومات دوں گی اس کے علاوہ تم کسی بھی طرح کی کوئی شرط نہیں رکھو گے۔"

"میرا نہیں خیال کہ تم اس پوزیشن میں ہو حمنہ صدیقی کہ شرائط نہ ماننے کی ضد کرو۔۔۔ خیر میری پہلی شرط پاکستان جاتے ہی میں تمہیں طلاق دوں گا اور دوسری شرط جو اس وقت تمہارے گھر میں پاکستانی آفیسر ہے وہ مجھے زندہ اور سلامت چاہیے اس لئے تم ان کا خیال تب تک رکھو گی جب تک میں کوبرا تک پہنچ نہیں جاتا۔ اب بولو ڈیل ڈن سمجھوں؟"

ہادی کی بات پر وہ غصے سے ہادی کو دیکھنے لگی۔

"اوو بے بی تمہارے پاس نہ کا آپشن میں نے چھوڑا ہی نہیں ہے تو اس لئے جواب ہاں ہی ہو گا۔"

ہادی نے مسکراتے ہوئے فتح کا جشن منایا تھا۔ وہ واقعی بازی کو پلٹنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

"جلد ملیں گے لیزا۔"

ہادی یہ بول کر اٹھا اور وہاں سے جا چکا تھا جبکہ حمنہ نے بے بسی سے اپنا سر تھام کر ٹیبل پر گرا دیا تھا۔

وہ کیسے بھول سکتی تھی کہ وہ میجر تھا آئی ایس آئی آفیسر جسے جج کرنا مشکل تھا۔ وہ کوبرا کو پکڑنے آیا تھا مطلب صاف تھا کہ پاکستان کی ایجنسی کا بہترین سپائی تھا۔ حمنہ صدیقی کو صحیح معنوں میں پاکستان کا مطلب سمجھ آیا تھا۔

"ہاہاہا۔۔ ہاہاہا قسم سے کیا سین ہو گا یہ؟"

نائل نے ہنستے ہوئے حمین سے کہا جو اسے گھور رہا تھا۔ حمین نے دونوں کو کل کی کال کے بارے میں بتایا تھا اس لئے نائل اور رومان دونوں اس کا مذاق بنا رہے تھے۔

"ویسے انکل نے کیا کہا پھر یا اپنا دس نمبر کا جوتا چلایا تم پر؟"

رومان کی بات پر اس نے دانت پیسے تھے۔

"آج پیشی ہونی ہے یار دعا کرو کیونکہ آج موم نے بی جے کے ساتھ کسی سیمینار میں جانا ہے اور پھر ڈیڈ نے گھر پر ہونا ہے اور بس میں نے ہونا ہے۔"

حمین کے جذباتی انداز پر دونوں کا قہقہہ نکلا تھا۔

"آج کل حمین بابا کے ستارے گردش میں ہیں اس لئے تو بے عزتی عروج پر جا کر ہوتی ہے تمہاری۔"

"کمینوں کوئی مشورہ دو۔ کیسے دوست ہو تم لوگ میرا باپ مجھے پھانسی پر چڑھانے والا ہے اور تم لوگ بجائے مجھے کوئی بچنے کی ترغیب دینے کے میری حالت پر ہنس رہے ہو۔"

"ہنی تم سال میں ایک بار ہی شاید انکل کے قابو میں آتے ہو اس لئے بھگتو اب اور ہاں مجھے بتا دو کل سر عقیل کے ٹیسٹ میں کیا بہانہ بنانا ہے کیونکہ یہ تو کنفرم ہے آج جوتوں کے سیز فائر بلا کسی رکاوٹ کے جاری رہنے والے ہیں۔"

نائل کے تفصیلی تبصرے پر وہ گھور کر رہ گیا تھا جبکہ رومان ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو گیا تھا۔

" ہنی تم ایک کیمرہ فٹ کر لینا کمرے میں اور پھر تمہاری درگت والی ویڈیو بنا کر ہمیں دکھانا ہم دونوں وہ دیکھتے ہوئے پاپ کارن اور کول ڈرنک سے بھرپور انجوائے کریں گے۔"

رومان کی بات پر حمین نے ایک تھپڑ اس کے دائیں کندھے پر مارا تھا۔

"کمینوں مرو تم لوگ دیکھ لینا میرا تو ایک دن ہے تم لوگوں کی چھترول کے لئے ہفتہ بھی کم ہو گا تیار رہو کیونکہ اب وہ ایلفی تم لوگوں سے چپکائوں گا اور وہ بھی پرمانینٹ۔"

حمین یہ بول کر ان دونوں کو گھورتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر کیفے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ رومان اور نائل ہنستے ہوئے اس کی پشت کو دیکھ رہے تھے۔

"ہاہاہاہا۔۔ڈیوس قسم سے اس لومڑی کی شکل دیکھنے والی تھی۔"

احان ہنستے ہوئے ڈیوس کو بتارہا تھا جبکہ ہادی ان سب سے بے نیاز کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

"ویسے ہادی سر آپ نے اسے ٹریپ کیسے کیا؟"

ڈیوس نے سنجیدگی سے پوچھا تو ہادی مسکرایا تھا ڈمپلز نے بھرپور انداز میں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ دیا تھا۔

"ڈیوس میں نے پاکستان میں ہی اس مشن کی پلیننگ کی ہے اور سارا ہوم ورک کر کے آیا ہوں۔اس لیزہ کے متعلق جتنی معلومات تم نے مجھے دی ہیں یہ سب میں پہلے سے جانتا تھا اور دوسری بات میں جانتا تھا کہ وہ کوبرا کے ساتھ ہے تو پہلی ملاقات کے بعد ہی مجھ پر اندھا یقین نہیں کرے گی۔شک کا کیڑا اس کے دماغ میں ہر صورت موجود رہے گا اس لئے جو آدمی اس نے میرے پیچھے لگایا اور جتنی معلومات ضروری تھی اتنی اس کے لئے اتنی اسے پہنچا دی۔اس کے آدمی نے میرے کمرے سے میری پرسنل انفارمیشن والی فائل چرائی تھی جس میں میرے نام کے سوا سب کچھ تھا۔کیونکہ نام میں نے وہاں بھی غلط ہی مینشن کیا ہوا تھا۔اب اس کو یقین دلانے کے لئے ایکٹنگ بھی ضروری تھی اس لئے سوچا وہ بھی کرلی جائے اور اس کی ماں کی ویڈیو میں اور احان کافی عرصے سے ڈھونڈ رہے تھے لیکن اس دن اس کے گھر سے واپسی پر مجھے وہ ویڈیو ایک آفیسر نے ہمیں سینڈ کی تھی۔اور اس کی تمام معلومات بھی کہ وہ عورت اس وقت کہاں ہے اور کیا کرتی ہے۔بس انہی معلومات کی بنیاد پر آج وہ حمنہ صدیقی بے بس ہو گئی۔"

ہادی نے سنجیدگی سے اسے ساری بات واضح کی تھی۔

"سر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ آپ سے ہی نکاح کیوں کرنا چاہتی ہے یہ کام تو احان بھی کر سکتا ہے؟"

ڈیوس کی بات پر احان نے بتیس دانتوں کی نمائش کی تھی۔

"ویسے یہ سوال تو شدت سے میرے ذہن میں بھی گردش کر رہا تھا کہ سر خود ہی کیوں نکاح کرنا چاہتے ہیں ڈاکٹر بھابھی کے ہوتے ہوئے۔"

احان کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"احان کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتی اور اگر احان سامنے آیا تو وہ بنا کسی تاخیر کے سر شفاعت تک پہنچیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ احان آئی ایس آئی آفیسر ہے۔"

ہادی نے ڈیوس کو جواب دیا تو احان نے ناسمجھی سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا سر۔"

"آفیسر احان اگر تم اس لیزہ کے سامنے ہوتے تو یقیناً اب تک وہ تمہیں اوپر پہنچا چکی ہوتی کیونکہ وہ صرف پاکستان ہی نہیں جانا چاہتی کسی آئی ایس آئی آفیسر کی بیوی بن کر ہماری ایجنسی میں گھسنے کی ناکام کوشش کرنا چاہتی ہے اور میری جگہ اگر یقیناً تم ہوئے تو وہ دس منٹ میں اپنی اداؤں سے تم سے سب راز اگلوا چکی ہوتی۔"

ہادی کی بات پر ڈیوس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا جبکہ احان کا منہ صدمے سے کھلا تھا۔

"سر میں خود اس چڑیل کو منہ نہیں لگانا چاہتا کیونکہ مجھے اپنی عزت بہت پیاری ہے۔"

احان کی غیر سنجیدہ بات پر ڈیوس کا قہقہہ گونجا تھا کمرے میں جبکہ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"اچھا ویسے عزت پیاری تھی تو مشن شروع ہونے سے پہلے تم نے کیوں سر واحد سے کہا تھا کہ تمہارے باپ کو کہیں اگر اس لڑکی کو زندہ سلامت یہاں لانا چاہتے ہیں تو تمہارا اس سے نکاح کروائیں بجائے ہادی شاہ کے کیونکہ یہ بات تو طے تھی وہ لڑکی ہمیں ہر صورت میں زندہ سلامت پاکستان لے کر جانی ہے۔"

ہادی کی بات پر وہ ڈھیٹ پن سے مسکرایا تھا۔

"وہ تو مذاق تھا سر آپ تو سریس ہی ہو گئے۔"

احان نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہادی نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

"ہادی شاہ کے لئے پاکستان کا کونا کونا بہت اہمیت کا حامل ہے اس کے لئے مجھے اس لیزا سے نکاح کرنا پڑے یا اس قتل کرنا پڑے میں ہر صورت کروں گا اور اپنے ملک کو ہزاروں کو برا جیسے لوگوں سے محفوظ ہر صورت میں رکھوں گا۔"

"ویسے سر آپ بھابھی سے عشق کرتے ہیں یہ بات کبھی نہیں بتائی آپ نے؟ اور ہاں اس عشق میں جب وہ آپ کے ساتھ آپکی دوسری بیوی کو دیکھیں گی تو آپ کی مرمت بند کمرے میں نہیں ہو گی۔"

احان کی بات پر وہ سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہادی شاہ کا غرور ہے وہ اس کی امید کا تسلسل جڑا ہے اس کے ساتھ وہ کبھی میرے یقین کو نہیں توڑے گی اور نہ ہی میں اس کے یقین کو ٹوٹنے دوں گا۔"

ہادی کی آنکھوں میں ایک الگ جنون تھا جو احان کو مسکرانے پر مجبور گیا تھا۔

"یہ تو گمان بھی ہو سکتا کے آپکا کہ وہ آپ کے ساتھ اس حمنہ کو دیکھ کر کوئی رد عمل نہیں دیں گی؟"

احان نے جان بوجھ کر کہا۔

"عشق میں گمان نہیں یقین ہوتا ہے اور یقین بھی وہ جو کامل ہو۔ مجھے اس سے نہیں بلکہ اس کی یقین سے عشق ہے جو وہ مجھ پر کرتی ہے۔"

ہادی یہ بول کر مسکرایا اور کمرے سے باہر نکل گیا یقیناً وہ احان کو لاجواب کر چکا تھا۔ احان نے منہ کھول کر اس کی پشت کو دیکھا جبکہ ڈیوس نے اپنے ہاتھ سے اس کا منہ بند کیا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

جب سے وہ شاپنگ سے آئی تھی کمرے میں بند تھی دوپہر سے شام ہو چکی تھی لیکن وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی ھادہیر بھی سنڈے ہونے کی وجہ سے گھر پر تھا۔ آمنہ شاہ نے بھی شمائل کو اس حال پر چھوڑ دیا تھا کم از کم ھادہیر کو یہی لگ رہا تھا۔ وہ لائونج میں بیٹھا ایل ای ڈی پر چینل سرچ کر رہا تھا جب آمنہ شاہ اس کے پاس آکر بیٹھیں اور اسے مخاطب کیا۔

"گھر پر کال کرو مجھے عشال سے کچھ بات کرنی ہے۔"

ھادہیر نے ایک نظر ان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا اور پھر موبائل نکال کر گھر کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"السلام علیکم چھوٹے پاپا کیسے ہیں آپ؟"

حازم شاہ کی آواز سنتے ہی ھادہیر نے سلام کیا اور حال احوال پوچھا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں ھاد بچے تم سنائو اور گھر میں سب کیسے ہیں؟"

"الحمد اللہ چھوٹے پاپا سب ٹھیک ہیں چھوٹی ماما کہاں ہے اماں سائیں نے ان سے بات کرنی تھی۔"

"میں لان میں ہوں اور ابھی تمہاری چھوٹی ماما کے پاس جا رہا ہوں۔"

حازم شاہ کی مسکراتی آواز پر وہ بھی مسکرایا تھا۔

"یہ لیں اماں سائیں بات کرلیں چھوٹے پاپا سے۔"

ھادہیر نے موبائل آمنہ شاہ کو دیا اور خود ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔ آمنہ شاہ نے مسکراتے ہوئے اس کی حرکت کو دیکھا تھا۔

"السلام علیکم حازم کیسے ہو میری جان؟"

"وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک ہوں ماما آپ کیسی ہیں؟ پاپا اور ہماری گڑیا کیسی ہے؟"

"الحمد اللہ میں بالکل ٹھیک اور تمہارے پاپا بھی بالکل ٹھیک ہیں لیکن مانو ٹھیک نہیں ہے۔"

آمنہ شاہ کی بات پر حازم جو مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا ان کی بات پر ٹھٹکا تھا۔

"ماما وہ ٹھیک تو ہے؟ کیا ہوا ہے اسے؟"

حازم کی پریشان کن آواز پر آمنہ شاہ نے ھادہیر کو دیکھا تھا جو مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہا تھا اور غالبا شاپنگ مال والا سارا واقعہ ان کے گوش گزار کر چکا تھا۔

"عشال سے بات کرواؤ میری پہلے۔"

"ماما وہ مجھے یاد آیا وہ تو سمینار پر گئی ہے عارو کے ساتھ اب بتائیں پلیز مانو ٹھیک ہے؟"

حازم شاہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پریشانی سے بولے۔

"حازم وہ اپنے پاسٹ سے نکل نہیں رہی ہے وہ ابھی بھی ان دنوں کو یاد کر کے خوفزدہ ہوتی ہے اور اس کی حالت بہت بگڑ رہی ہے یہاں۔"

"ماما میں کیا کروں ایسا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو جائے اور ان بھیانک دنوں کو بھول جائے۔"

حازم شاہ بے بسی سے بولے تھے۔

ھادہیر خاموشی سے آمنہ شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

"حازم مجھے لگتا ہے اس کا ایک ہی حل ہے اور یہ حل میں عشال سے ڈسکس کرنے کے بعد بتاؤں گی کیونکہ میں ایک سائیکٹریس سے یہاں ملی ہوں اور ان سے شمائل کی حالت کو ڈسکس کر کے ایک ہی سولیوشن ملا ہے جو میں پہلے عشال سے ڈسکس کروں گی پھر تم سے۔"

آمنہ شاہ کی آدھی ادھوری بات پر حازم شاہ نے گہری سانس فضا میں خارج کی تھی جبکہ ھادہیر نے ناسمجھی سے ان کو دیکھا تھا۔

"اوکے ماما وہ آتی ہے تو میں آپ کی بات کرواتا ہوں۔ خیال رکھئے گا سب کا اور اپنا بھی فی امان اللہ۔"

حازم شاہ نے یہ بول کر کال ڈراپ کر دی تھی جبکہ آمنہ شاہ نے مسکرا کر حازم شاہ کی ناراضگی کو دیکھا تھا۔

"بچہ ہے ابھی بھی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ تین بچوں کا باپ ہے۔"

آمنہ شاہ کی بات پر ھادہیر بھی مسکرایا تھا۔

"چھوٹے پاپا ناراض ہو گئے کیا آپ سے؟"

"ہاں اس کی بیوی سے بات کرنی پہلے اس لئے اسے ہضم نہیں ہو رہا۔"

آمنہ شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"اچھا اماں سائیں آپ کی مانو کے ساتھ مسئلہ کیا ہے ویسے؟"

ھادہیر نے سر اٹھا کر ان سے پوچھا تھا۔

"وہ۔۔"

"آمنہ میری چائے بنا دو کب سے کمرے میں انتظار کر رہا ہوں۔"

اس سے پہلے آمنہ شاہ کچھ بولتیں علی شاہ نے ان کی بات درمیان میں ہی کاٹ کر کمرے کے دروازے سے آواز لگائی تھی۔ آمنہ شاہ نے مسکرا کر ھادہیر کو دیکھا جو سوالیہ نظریں لیے ان کو دیکھ رہا تھا۔

"میں چائے بنا لوں پھر بات کرتے ہیں۔"

آمنہ شاہ یہ بول کر کیچن کی طرف جا چکی تھیں جبکہ ھادہیر شائل کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھ کر گہری سوچ میں ڈوب چکا تھا۔

حمین دبے قدموں گھر میں داخل ہو رہا تھا جب لاؤنج کی کسی نے لائیٹ آن کی بنا مڑے وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا ہٹلر باپ جاگ رہا ہے۔ مطلب سارا دن جس دھلائی سے وہ بچ رہا تھا وہ اب ہونے والی تھی بغیر کسی رکاوٹ

کے۔ آنکھیں بند کر وہ کچھ بڑبڑانے لگا تھا۔ لیکن ان کی آواز پر پلٹ کر دیکھا تو وہ بازو باندھے پیشانی پر شکنیں لئے اسے گھور رہے تھے۔

"وقت تو یقیناً تم دیکھ کر نہیں آئے ہوئے گھر میں؟"

حازم شاہ کی سخت اور طنزیہ آواز پر وہ مڑا تھا۔

"ڈیڈ وہ کمبائن سٹڈی کر رہے تھے ہم لوگ تو اسی وجہ سے لیٹ ہو گئے۔"

حمین چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے بولا۔

"میں جانتا ہوں جو سٹڈی تم کر کے آ رہے ہو اس نے صرف تمہیں نیچے سے ہی ٹاپ کروانا ہے۔"

حازم شاہ کی بات پر اس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"ڈیڈ ٹاپ تو ٹاپ ہوتا ہے اب چاہے اوپر سے ہو یا نیچے سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

حمین نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے حازم شاہ کو لاجواب کرنا چاہا تھا مگر مقابل اسکا باپ تھا جو اس کی ہر حرکت سے واقف تھا۔

"کون تھی وہ لڑکی جس کی کل کال آئی تھی؟"

حازم شاہ کی بات پر اس نے اپنا گلا تر کیا اور حازم شاہ کو دیکھا جن کے چہرے پر صرف اس وقت سنجیدگی تھی۔

"ڈیڈ وہ دوستوں نے ایک پرینک کیا تھا میرے ساتھ ورنہ آپ جانتے ہیں میرا ایسا کوئی سین نہیں ہے۔"

"حمین شاہ ایسا کوئی سین نہ ہی ہو تو بہتر ہو گا تمہارے لئے ورنہ اگلی رات سڑک پر گزارو گے اور ہاں جاننے کی بات تو مت ہی کرو تم کیونکہ تمہیں تو تمہاری ماں بھی صحیح سے نہیں جانتی تو میں کیا جانوں گا؟"

حازم شاہ کی بات پر اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ہاہاہا۔۔ڈیڈ قسم سے کیا لائن بولی ہے آپ نے آپکو تو رائٹر ہونا چاہیے تھا۔"

حمین ہنستے ہوئے بولا تو حازم شاہ نے اپنی چپل اتار کر اس کا نشانہ لیا حمین کی کے کندھے پر جو تا لگا تو اس کی ہنسی کو بے ساختہ بریک لگی تھی۔

"ڈیڈ آپ نے اپنی جوان اولاد پر ہاتھ اٹھایا؟"

حمین نے صدمے سے ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تو حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"جوان اولاد پھر اپنے کرتوت اچھے کر لے تا کہ یہ نوبت ہی نہ آئے اور یہ ہاتھ نہیں جو تا تھا تصیح کر لو۔"

"ڈیڈ ویسے اگر نوبت آگئی تو پھر کیا ہو گا؟"

"بیٹا وہ تو نوبت آنے پر بتاؤں گا لیکن فلحال جو اس دن میرے اسی ہزار لئے تھے ٹور پر جانے کے لیے انہیں واپس کرو اپنی ماں کے آنے سے پہلے ورنہ تمہارا سر ہو گا اور میرا جو تا ہو گا۔"

حازم شاہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے تو حمین کا صدمے سے منہ کھلا تھا۔

"ڈیڈ یہ چیٹنگ ہے۔"

حمین کے احتجاج پر حازم شاہ مسکرائے تھے۔

"بیٹا جی یہ تو آپ کے ہٹلر باپ کی محبت ہے اب نکالو گے یا میں جو تا اتاروں؟"

"ڈیڈ میں آپ کا معصوم سا چھوٹا سا بیٹا ہوں کوئی ترس ہو تا ہے کوئی رحم ہو تا ہے۔"

حمین شاہ نے بھرپور جذبات سے کہا تھا۔

"وہ تمہارے معاملے میں بالکل نہیں ہو تا۔"

"ڈیڈ پلیز نا آئندہ کوئی شکایت کا موقع نہیں دوں گا آپکو پلیز اس بار چھوڑ دیں۔"

"اسی ہزار حمین شاہ۔"

حازم شاہ مسکراہٹ کو ضبط کرتے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھ کر بولے جو معصومیت کی انتہائوں کو چھو رہا تھا۔

"موم آپ لوگ کب آئے؟"

حمین شاہ کی آواز پر حازم شاہ سپرنگ کی طرح صوفے سے اچھلے تھے اور پلٹ کر لائونج کے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا اور جیسے ہی انہوں نے سڑھیوں کی طرف دیکھا حمین ہنستے ہوئے ان کو دیکھ رہا تھا۔

"سوری ڈیڈ بٹ یہ ضروری تھا کیونکہ آپ صرف موم سے ڈرتے ہیں۔"

حمین یہ بول کر اپنے کمرے میں بھاگ گیا جبکہ حازم شاہ نے مصنوعی غصے سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"پتہ نہیں کیا کھا کر عشال نے اسے پیدا کیا تھا۔"

حازم شاہ بڑبڑاتے ہوئے صوفے پر بیٹھے اور لائونج میں موجود ایل سی ڈی کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

ھادہیر کافی دیر تک آمنہ شاہ کا لائونج میں انتظار کرتا رہا تھا لیکن آمنہ شاہ چائے دے کر واپس نہیں آئی تھیں وہ تھک ہار کر مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا لیکن شمائل کے بند کمرے کو دیکھ کر وہ رکا اور مسکراتے ہوئے دروازے پر دستک دینے لگا۔ دو تین بار کوشش کے بعد وہ پلٹنے لگا لیکن دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ مسکراتے ہوئے پلٹا تھا۔ سامنے شمائل کا حلیہ دیکھ کر اسکی مسکراہٹ ایک پل میں سمٹی تھی۔ بالوں کو جوڑے میں قید کئے، سرخ آنکھیں لئے وہ ھادہیر کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے؟"

ھادہیر اسے دیکھ کر سنجیدگی سے بولا۔ شمائل زخمی سی مسکرائی اور دروازہ لاک کیے بغیر ہی پلٹ گئی۔ ھادہیر اندر داخل ہوا تھا کمرے کی حالت دیکھ کر وہ ٹھٹکا تھا سب چیزیں بکھری ہوئی تھیں۔

"یقیناً تم پاگل خانے سے ہو کر آئی ہو۔"

ھادہیر کمرے کی حالت دیکھ کر صدمے سے بولا تھا۔

"کیوں آپ وہاں سے ہو کر آئے ہیں جو آپ کو معلوم ہے کہ میں پاگل خانے سے آنے کے بعد ہی یہ حرکت کر سکتی ہوں۔"

شمائل نے سنجیدگی سے ھادہیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہوا کیا ہے؟"

"کچھ نہیں ہوا آپ بتائیں کیا کام تھا آپ کو جس نے اتنی رات کو میرے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور کر دیا۔"

شمائل کی سنجیدگی پر وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے یقین ہے تم پاگل ہو شمائل شاہ۔"

"تو کس نے کہا ہے اتنی رات کو ایک پاگل سے بات کرنے کو جائیں اپنے کمرے میں۔"

شمائل نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا تھا۔

"اچھا یہ سب چھوڑو اور بتاؤ تم اتنی عجیب کیوں ہو؟"

ھادہیر نے نرمی سے پوچھا۔

"کیونکہ آپ عجیب ہیں اس لئے آپ کو میں عجیب لگ رہی ہوں۔"

"مطلب تم نہیں بتاؤ گی کی کیا بات ہے؟"

ھادہیر نے اس کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دیں پلیز۔"

شمائل اس کی بڑھتے قدموں کو دیکھ کر بولی تھی۔ ھادہیر نے مسکراتے ہوئے اس کا بازو پکڑا اور سے اپنی طرف کھینچا۔ شمائل ہڑبڑاتے ہوئے کچھ لمحوں میں اس کے نزدیک آ گئی تھی۔ دھڑکنوں کا شور کمرے میں گونجا تو سانسوں نے روانگی چھوڑ دی تھی۔ لرزش کی وجہ سے کپکپاہٹ بھی شمائل کے جسم میں آ گئی تھی۔ وہ پلکیں اٹھا کر

اسے دیکھنا چاہتی تھی لیکن ایسا کرنے کی ہمت خود میں مفقود پا رہی تھی۔ اس سے پہلے ھادہیر اس کی پلکوں کو چھونے کی جسارت کرتا کمرے کا دروازہ کھلا تھا دونوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تھا۔

ایک سفید رنگ کی بلی کو دیکھ کر ھادہیر مسکرایا تھا جبکہ شمائل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔ ھادہیر نے شمائل سے چند قدم دور ہوتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ جو بلی کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔

"بلی ہے یہ یقیناً اس کا فوبیا نہیں ہو گا تمہیں؟"

ھادہیر کی مسکراتی آواز پر وہ ھادہیر کو دیکھنے لگی تھی۔

"رات کافی ہو گئی ہے آپ کو اپنے کمرے میں جانا چاہیے۔"

شمائل کی سنجیدگی پر ھادہیر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"مجھے وجہ جاننی ہے شمائل شاہ کہ تم اچانک سے عجیب رویہ اختیار کیوں کر لیتی ہو؟"

ھادہیر اس کے کمرے میں موجود صوفے پر آرام سے بیٹھ کر اسے دیکھتے ہوئے بولا جو بیڈ پر اپنا کمبل درست کر رہی تھی اس کی بات پر پلٹی تھی۔

"مجھے آپ سے کچھ شئیر نہیں کرنا۔"

"کیوں شئیر نہیں کرنا میرے لئے جاننا ضروری ہے شمائل کہ تمہارے پاسٹ میں ہوا کیا ہے جو تم اس قدر عجیب ہو گئی ہو؟"

ھادہیر نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"نہ تو آپ میرے بھائی ہیں اور نہ ہی ہزبینڈ۔۔ تو آپ کو جاننے کا نہ کوئی حق ہے اور نہ ہی کوئی ضرورت اب مہربانی کر کے جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیجیئے گا۔"

شمائل سپاٹ چہرے سے ھادہیر کو جواب دے کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی جبکہ اس کی بات ھادہیر کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں کو بروقت نمودار کر گئی تھی۔

"جان تو میں لوں گا شمائل شاہ لیکن یاد رکھنا اپنے لفظوں کو۔"

ھادہیر اسے گھورتے ہوئے اٹھا اور کمرے کے دروازے کے پاس پہنچا جب شمائل کی آواز اسے پلٹنے پر مجبور کر گئی تھی۔

"میں خود کو دوبارہ سے بے لباس نہیں کر سکتی ھاد۔ مجھے وحشت ہوتی ہے اپنے ماضی سے خدا کا واسطہ ہے آپ اسے جاننے کی کوشش نہ کریں۔"

شمائل کا روتا ہوا چہرہ اور کپکپاتے لب ھادہیر کو لبوں کو پیوست کرنے پر مجبور کر گئے تھے۔

ھادہیر آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے پاس آیا اور بیڈ پر قدرے فاصلے پر بیٹھ کر اس کو روتے ہوئے دیکھنے لگا۔

"ماضی تب تک ساتھ رہتا ہے جب تک ہم اس کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں جس دن ہم ماضی کو سوچنا ختم کر دیتے ہیں ہمارا ماضی خود بخود اندھیروں میں غائب ہو جاتا ہے۔ لیکن اسے ختم کرنے سے پہلے ہمیں اس کو اپنی سوچ پر حاوی ہونے سے روکنا ہوتا ہے۔"

ھادہیر کی نرم آواز پر شمائل روتے ہوئے مسکرائی تھی۔

"پانچ سال کی تھی میں ھادہیر شاہ جب مجھے کچھ لوگوں نے سکول سے آتے ہوئے کڈنیپ کر لیا تھا۔ میں ڈیڈ کے ساتھ واپس آتی تھی سکول سے لیکن اس دن ڈیڈ کی کوئی ضروری میٹنگ تھی اس لئے انہوں نے ڈرائیور کو بھیجا تھا۔ راستے میں ہماری گاڑی خراب ہو گئی تو ڈرائیور انکل وہی دیکھنے کے لئے باہر نکلے تھے کچھ لوگوں نے ان کو گولیوں سے زخمی کر کے مجھے اغوا کر لیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔"

شمائل بولتے ہوئے رکی تھی جبکہ ھادہیر اس کے چہرے پر درد، تکلیف اور اذیت کے تاثرات بیک وقت دیکھ رہا تھا۔

"میں بہت روئی چیخی لیکن کوئی نہیں تھا بچانے والا۔ وہ لوگ مجھے اپنے ساتھ ایک پرانی بلڈنگ میں لے گئے تھے اور مجھے ایک کمرے میں قید کر دیا۔ میں نہیں جانتی تھی کیا ہو رہا ہے بس اس وقت میں ماما اور ڈیڈ کو آوازیں دے رہی تھی۔

میں نہیں جانتی کب میں آوازیں دیتے ہوئے اپنے ہوش کھو چکی تھی۔ جانتی ہوں تو بس اتنا کہ جب ہوش آیا تو رات ہو چکی تھی اور تین لوگ وہاں کمرے میں موجود اپنی آنکھوں میں عجیب سا تاثر لئے گھور رہے تھے۔ میں نے ان کی بہت منتیں کی مجھے ڈیڈ کے پاس جانا ہے لیکن وہ سب ہنستے رہے۔ پھر ان میں سے ایک شخص اٹھا اور میری طرف بڑھا اور۔۔۔۔۔۔۔"

شمائل کا مزید بولنا محال ہو رہا تھا لیکن ھادہیر اسے سننا چاہتا تھا۔

"اور۔"

ھادہیر کی نرم آواز پر وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔

"اور اس نے مجھے اٹھایا اور ایک کمرے میں لے گیا جہاں ایک پنجرہ تھا مجھے اس پنجرے میں ڈال کر وہ چلا گیا اور پھر کچھ دیر بعد وہاں دس گیارہ شکاری کتے داخل ہوئے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی بھونکنا شروع کر چکے تھے۔ مجھے آج بھی یاد ہے ان کتوں کی وجہ سے میں نے ساری رات چیختے اور روتے ہوئے گزاری تھی۔ صبح تک میں ڈر کر بے ہوش ہو چکی تھی۔ لیکن میری تکلیف یہاں کم نہیں ہوئی مجھے دو دن تک انسانی کتوں کی ہوس کا شکار بھی بنایا گیا تھا۔ چار دن بعد اس جگہ پر میں نے اپنے باپ کو دیکھا تھا پولیس کے ساتھ اور اس کے بعد سے خود سے لڑتے ہوئے اور گھر

والوں کی ہمت سے اپنی زندگی کا سب سے بھیانک خواب سمجھ کر ان دنوں کو بھولنے کی کوشش کی لیکن کچھ خوف شاید زندگی بھر ساتھ رہتے ہیں۔"

شمائل کے چپ ہونے پر ھادھیر نے زور سے آنکھوں کو بند کر کے کھولا تھا۔

"وہ لوگ کون تھے؟"

کافی دیر خاموشی کے بعد ھادھیر نے پوچھا تھا۔

"ڈیڈ کے کوئی دشمن تھے شاید۔۔ جو کاروبار میں لاس کی وجہ ڈیڈ کو ٹھہرا کر مجھ سے قیمت وصول کر چکے تھے۔ دس دن زندگی اور موت کی کشمکش میں رہنے کے بعد زندگی کو چن کر اپنے گھر والوں کے چہروں پر اپنے لئے محبت دیکھی تھی۔ کہتے ہیں وقت ہر زخم بھر دیتا ہے لیکن میرا ماننا ہے کہ وقت کچھ زخم بھرتا نہیں ناسور بنا دیتا ہے۔"

شمائل کی بات پر ھادھیر نے اسے دیکھا تھا۔ اس کا سرخ چہرہ اس کے ضبط کے آخری مراحل طے کر رہا تھا۔ شمائل بنا اس کی طرف دیکھے اٹھی تھی اور کمرے کے واش روم میں بند ہو چکی تھی جبکہ ھادھیر نے تاسف سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔ اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل کر اپنے کمرے میں جا چکا تھا یہ تو طے تھا ھادھیر اور شمائل دونوں میں سے کوئی سونے والا نہیں تھا۔ کچھ دکھ واقعی انسان کو اس کی برداشت سے زیادہ آزما لیتے ہیں شاید۔ قسمت اب کیا کرنے والی تھی یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا لیکن وقت اس بار ان دکھوں کا شاید مداوا کرنے والا تھا۔

"تم چلو میں کال کر کے آتا ہوں۔"

ہادی اور احان اس وقت ایک ریسٹورینٹ کے باہر کھڑے تھے جب ہادی نے کہا تو احان مسکراتے ہوئے اندر چلا گیا جبکہ ہادی نے گھر کا نمبر ملایا تھا۔ تیسری بیل پر کال ریسیو کی گئی تھی اور اس کی امید کے عین مطابق آئر نے کال ریسیو کی تھی۔

"السلام علیکم مسز کیسی ہو؟"

ہادی نرمی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک ہوں میجر آپ کیسے ہیں؟"

آئرہ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں بڑی ماما کیسی ہیں؟"

"جیسے آپ چھوڑ کر گئے تھے ویسی ہی ہیں۔"

آئرہ نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

"مطلب تم ان کا خیال نہیں رکھ رہی کیا ڈیل کینسل سمجھوں؟"

ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ کی بڑی ماما میری بھی ماں ہیں اور مجھے ان کو ہمارے رشتے میں نہیں لانا سمجھے آپ۔"

"مسز ایک بات کہوں اگر ذراسی بھی لاپرواہی ہوئی تو میں واقعی ان کے لئے اپنی دوسری بیوی لے آئوں گا۔"

ہادی نے ایک لمحے سے پہلے اس کے دل کو زخمی کیا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے آپ دوسری شادی کر سکتے ہیں؟"

آئرہ کے الٹا سوال کرنے پر ہادی کے ڈمپلز نے بھرپور اس کے لبوں پر کھلنے والے تبسم کا ساتھ دیا تھا۔

"میں تو کر سکتا ہوں شادی تم بتائو رہ لو گی سوتن کے ساتھ۔"

ہادی کا ارادہ اب اسے تنگ کرنے کا تھا۔

"جہاں تک مجھے لگتا ہے آپ کی دوسری شادی ہو گی نہیں اور اگر بالفرض ایسا ہوا بھی تو میں آپ کی دوسری شادی سے پہلے طلاق لینا پسند کروں گی کیونکہ مجھے سوتن کسی بھی حال میں ناقابل قبول ہے۔"

آئرہ نے سنجیدگی سے جواب دیا تو ہادی نے گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔ یہ مرحلہ واقعی اس کے لئے مشکلات لانے والا تھا۔

"مسز مجھے لگتا ہے میری دوری تمہارے پروں کا بڑا کرتی جا رہی ہے اور طلاق کی بات تو کرنا مت مجھ سے ورنہ تمہیں زندہ زمین میں گاڑنے سے پہلے لمحہ نہیں لگاؤں گا۔"

ہادی کا لہجہ ایک لمحے میں سخت ہوا تھا۔ آئرہ نے ریسیور ہٹا کر کان سے اسے گھورا تھا۔

"ماما شاپنگ پر گئی ہیں، ہنی یونیورسٹی ہے اور بابا آفس میں تو آپ رات کو فون کر کے ان سے بات کر لیجئے گا۔"

آئرہ کی خفگی بھری آواز پر وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے مسز ہادی شاہ سے بات کرنی ہے آئرہ شاہ۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"مسز ہادی شاہ مصروف ہیں اس وقت۔"

"اچھا تو پھر میں یہاں کوئی دوسری مسز ہادی شاہ ڈھونڈ لیتا ہوں تاکہ میں کھل کر ان سے بات کر سکوں۔"

"میجر ایسا سوچیے گا بھی مت میں اپنی ڈیل باخوبی انجام دے رہی ہوں تو آپ بھی اس سے مکر نہیں سکتے۔"

آئرہ کی بات پر ہادی نے ارد گرد دیکھا تھا۔

"اچھا میں بعد میں بات کروں گا سب کو سلام کہنا اور میری مسز کو بولنا کم مصروف رہا کریں۔ فی امان اللہ۔"

ہادی نے یہ بول کر کال ڈراپ کر دی تھی جبکہ آئرہ نے مسکراتے ہوئے ریسیور کریڈل پر رکھا اور گنگناتے ہوئے آزفہ شاہ کے کمرے کی طرف چلی گئی کمرے کا دروازہ کھول کر جیسے ہی اس نے بیڈ کی طرف دیکھا ایک چیخ نکلی تھی اس کے منہ سے۔

"ماما۔"

آئرہ کی چیخ پر گھر میں داخل ہوتیں عشال شاہ بھی ٹھٹک کر لائونج کے دروازے پر رکی تھیں۔

ناشتے کی میز پر جیسے ہی وہ آیا سامنے اس کی غیر موجودگی دیکھ کر وہ پلٹا تھا اور اس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھنے لگا تھا۔ علی شاہ اور آمنہ شاہ کو سلام کرتے ہوئے وہ علی شاہ کے دائیں طرف والی کرسی پر براجمان ہو چکا تھا۔ کچھ دیر انتظار کے بعد وہ بلآخر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آمنہ شاہ سے مخاطب ہوا تھا۔

"اماں سائیں آپکی مانو نظر نہیں آ رہی کیا اس نے ناشتہ نہیں کرنا؟"

ھادہیر کی مسکراتی آواز پر آمنہ شاہ بھی مسکرائی تھیں۔

"وہ بس تیار ہو رہی تھی یونیورسٹی کے لئے آجاتی ہے ابھی تم ناشتہ شروع کرو۔"

"السلام علیکم۔"

اس سے پہلے ھادہیر کوئی جواب دیتا شائل کی مسکراتی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے دائیں طرف بیٹھے علی شاہ کو دیکھنے لگا اور پھر ناشتہ کرنے لگا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ مانو جلدی سے بیٹھو اور ناشتہ ختم کرو۔"

آمنہ شاہ نے مسکراتے ہوئے شائل کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ شائل نے ایک نظر ھادہیر کے جھکے سر کو دیکھا اور پھر بمشکل مسکراتے ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھی تھی۔

"بابا سائیں مجھے ڈیڈ اور ماما کی بہت یاد آ رہی ہے مجھے پاکستان واپس جانا ہے۔"

شائل کی بات پر ھادہیر کے ناشتہ کرتے ہاتھ رکے تھے جبکہ علی شاہ اور آمنہ شاہ نے اس کی بات کو نارمل انداز میں ہی لیا تھا۔

"میں تمہارے ڈیڈ سے بات کروں گی اور کہوں گی کہ ہماری مانو سے ملنے جلدی آئیں۔"

آمنہ شاہ نے اس کے دائیں رخسار پر ہاتھ رکھ کر گویا اسے اطمینان دلایا تھا۔

"اماں سائیں میرا ناشتہ ہو گیا ہے آپکی مانو کا ہو جائے تو باہر پارکنگ میں بھیج دیجیئے گا میں منتظر ہوں وہاں۔"

ھادہیر یہ بول کر اٹھا اور علی شاہ اور آمنہ شاہ کی پیشانی پر بوسہ دے کر لائونج میں موجود صوفے پر پڑے بیگ کو اٹھا کر باہر نکل گیا۔ شمائل نے سنجیدگی سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"ہاں بول رہا ہوں نا کہ مجھے وہ اس کے آس پاس بھی نہیں چاہیے۔ اچھا ٹھیک ہے میں خود ڈیل کر لوں گا۔ اوکے اللہ حافظ۔"

شمائل گاڑی میں آکر بیٹھی تو ھادہیر کو کسی سے محو گفتگو پایا۔ اس نے اپنی نظروں کو باہر کے نظاروں میں الجھا دیا تھا لیکن تمام حسیات ھادہیر کی جانب ہی تھیں۔ ھادہیر نے ایک نظر اس کی لاتعلقی کو دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"کیا باہر کی دنیا بہت حسین ہو گئی ہے اماں سائیں کی مانو جو نظروں کا زاویہ بدل ہی نہیں رہا۔"

ھادہیر مسلسل اس کی خاموشی سے اکتاتے ہوئے بولا تھا۔ وہ تو اس کو بولتے دیکھنے کا عادی تھا۔

"حیسن تو واقعی ہے یہ دنیا لیکن صرف خود فریبی کے عالم تک باقی بات ہے نظروں کے زاویے کے بدلنے کی تو میرا نہیں خیال کہ یہ بدلتا ہے۔"

شمائل کی سنجیدگی پر ھادہیر نے اسے بیک مرر سے دیکھا تھا جو اسے دیکھنے سے مکمل گریز برت رہی تھی۔ ھادہیر نے خاموش رہنے میں عافیت جانی تھی کیونکہ شمائل کی سنجیدگی اسے سنجیدہ ہونے پر مجبور کر گئی تھی۔

جیسے ہی گاڑی رکی شمائل گاڑی سے اتری لیکن اس کا سر بے ساختہ کسی سے ٹکرایا تھا دیکھا تو سامنے رونل رائے کھڑا مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا ھادہیر رونل کو دیکھ کر جلدی سے باہر آیا تھا۔

"سوری بیوٹیفل۔"

رونل ھادہیر کو دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"اٹس مائے میسٹک رونل سوڈونٹ فیل سوری۔"

شمائل نے مسکراتے ہوئے کہا تو ھادہیر کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں نے اپنی جگہ بنائی تھی۔غصے سے اس نے رونل کو گھورا تھا۔

"یونی کے اندر جائو شمائل ابھی۔"

ھادہیر کی آواز پر شمائل نے اسے دیکھا جو غصے سے اسے گھور رہا تھا۔شمائل اپنا سر اثبات میں ہلا کر وہاں سے یونیورسٹی کے اندر چلی گئی تھی۔

"سٹے آئوٹ آف ہر رونل رائے ادروائز آئی ایم ناٹ رسپونسیبل فار یور لاس۔"

(اس سے دور رہو رونل ورنہ تمہارے نقصان کا ذمے دار میں نہیں ہوں گا۔)

ھادہیر رونل کے چہرے کو دیکھتے ہوئے انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنے لگا تو رونل مسکرا دیا۔

"چل ڈیوڈ۔"

رونل مسکراتے ہوئے بولا اور یونیورسٹی کے اندر کی جانب چلا گیا جبکہ ھادہیر نے زور سے اپنا پائوں گاڑی کے ٹائر پر مارا تھا۔

"ھادہیر شاہ یہ کیا کر دیا اس پر کیسے آشکار کر دیا کہ وہ تمہاری کمزوری بن چکی ہے۔"

ھادہیر خود سے بڑبڑایا اور پھر گاڑی کو پارک کر کے خود یونیورسٹی کے اندر چلا گیا۔

تعریف ممکن ہو جس اذیت کی

جاناں !لوگ اسے عشق کہتے ہیں

۔(کرن رفیق)

"ڈیڈ یہ تو غلط ہے نا اب۔"

حمین شاہ اور حازم شاہ اس وقت ایک گاڑی میں تھے۔ حازم شاہ ڈرائیونگ سیٹ پر اور حمین فرنٹ سیٹ پر حازم شاہ کی طرف رخ کئے بیٹھا تھا۔

"کچھ غلط نہیں ہے۔ کس نے کہا تھا کہ اپنی ماں کو درمیان میں لائو؟"

حازم شاہ اسے اس کی رات والی حرکت یاد دلاتے ہوئے بولے۔

"ڈیڈ میں کہاں سے لائوں اب اسی ہزار وہ تو اکائونٹ میں ہیں اور اکائونٹ سے پیسے نکالنے کو میرا دل نہیں کرتا۔"

حمین کی بات پر حازم شاہ نے رخ موڑ کر اسے گھورا۔

"اپنے باپ کو گدھا سمجھا ہوا ہے تم نے جسے کچھ معلوم نہیں ہے۔"

حازم شاہ کی بات پر حمین نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"نہیں شاہ میں تو باپ ہی سمجھتا ہوں۔"

حمین عشال کی طرح مخاطب کر کے بولا تو حازم شاہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"اچھا آج مجھے واپسی پر پک کرنے آئے آپ خیریت نہیں لگتی مجھے اب بتائیں کیا بات ہے؟"

حمین کے صحیح اندازے پر حازم شاہ مسکرائے تھے۔

"تم سے اپنے سی ہزار واپس لینے تھے اسی لئے ہم سیدھا اب بینک جا رہے ہیں تاکہ تم کوئی بہانہ نہ کر سکو۔"

حازم شاہ کی بات پر حمین کا صدمے سے منہ کھلا تھا۔

"ڈیڈ یہ چیٹنگ ہے۔"

حمین کی صدماتی آواز پر وہ مسکرائے تھے۔

"کوئی چیٹنگ نہیں بیٹا جی یہ بس تمہارے باپ کا خالص پیار ہے۔"

حازم شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈ یہ پاکستان ہے یہاں خالص انسان نہ ملے اور آپ خالص پیار کی بات کر رہے ہیں۔"

"اچھا جی اپنے باپ کی محبت پر شک ہو رہا ہے؟"

حازم شاہ نے بایاں آبرو اچکا کر حمین کو دیکھا جو معصومیت چہرے پر طاری کر کے ان کو دیکھ رہا تھا۔

"شک کیسا مجھے یقین ہے آپ کی اس خالص محبت پر جو موم کی غیر موجودگی میں ہی جاگتی ہے۔"

حمین کے طنزیہ انداز پر حازم شاہ کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔

"تمہاری موم کی موجودگی میں یہ محبت جتا کر مرنا نہیں مجھے۔"

حازم شاہ کی بات پر وہ بھی مسکرایا تھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اس کا دھیان سامنے کی جانب اٹھا تھا۔

"ڈیڈ بریک۔"

حمین چیخا تھا جبکہ اسکی چیخ سے حازم شاہ کا دھیان بٹا اور گاڑی سامنے کھڑے نفوس سے جا ٹکرائی تھی۔ حمین اور حازم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ حازم شاہ جلدی سے گاڑی سے باہر نکلے تھے اور حمین بھی ان کے نقش قدم پر تھا۔

"یا اللہ مدد۔"

سامنے پڑے نفوس کو دیکھ کر حمین کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

____

جیسے ہی حازم شاہ نے اس نفوس کو سیدھا کیا بلیک کلر کے کپڑوں میں خون میں لت پت یقیناوہ عابیہ ملک تھی۔ حمین شاہ کو ایک لمحہ لگا تھا پہچاننے میں۔ خون پیشانی سے ہوتے ہوئے تقریباسارے چہرے کو سرخ کرتا جارہا تھا جبکہ عابیہ غنودگی میں جارہی تھی۔ حازم شاہ نے جلدی سے اسے اٹھایا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا۔

"حمین جلدی گاڑی میں بیٹھو۔"

حازم شاہ کی پریشان کن آواز پر وہ ہوش میں آیا تھا اور جلدی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ بیک مرر سے وہ بار بار عابیہ کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ حازم شاہ جلدی سے ڈرائیو کرتے ہوئے ہاسپٹل پہنچے تھے۔ حمین کی مدد سے انہوں نے عابیہ کو باہر نکالا اور اسے اپنے دوست کے ہاسپٹل میں لے گئے۔ عابیہ کا خون دیکھ کر ڈاکٹرز جلدی سے اسے ایمرجنسی وارڈ میں لے گئے تھے جبکہ حازم اور حمین باہر انتظار کر رہے تھے۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ کیا ضرورت تھی لڑکیوں کی طرح چیخنے کی؟"

حازم شاہ نے غصے سے حمین کو گھورا تھا جو سر جھکائے کھڑا تھا۔

"سوری ڈیڈ۔"

حمین کی منمناتی آواز پر حازم شاہ بینچ پر بیٹھ گئے تھے جبکہ حمین آئی سی یو کے دروازے پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔ تقریبا آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آیا تھا جو حازم شاہ کا دوست تھا۔

"حازم شی از فائن بس پیشانی پر چوٹ زیادہ آئی ہے اور پانچ سٹیچز لگے ہیں ابھی تھوڑی دیر تک اسے ہوش آجائے گا ویسے یہ ہے کون؟"

ڈاکٹر نے حازم شاہ کو مطمئن کرتے ہوئے آخر میں پوچھا تھا۔

"پتہ نہیں یار کون ہے بس اچانک سے گاڑی کے سامنے آگئی تھی۔"

حازم شاہ نے سنجیدگی سے بتایا تھا۔

"چلو میں کچھ میڈیسنز لکھ دیتا ہوں درد کے لئے باقی اس کو ہوش آتا ہے تو اسے ڈسچارج کر دوں گا میں۔ پھر اس کو اس کے گھر حفاظت سے پہنچا دینا۔"

ڈاکٹر یہ بول کر جا چکا تھا جبکہ حازم بھی ڈاکٹر کے ساتھ ہی باتیں کرتے ہوئے اس کے کیبن کی طرف چلے گئے تھے۔

حمین شاہ نے گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔

"اس لومڑی کو ہوش آ گیا تو اسے لگے گا میرے باپ نے جان بوجھ کر اس کا ایکسیڈنٹ کیا ہے پھر میرے ڈیڈ اور میں جیل میں ہوں گے مطلب میری آزادی ختم اب سے۔ نہیں حمین شاہ کچھ سوچو ورنہ یہ لڑکی تو تمہیں جیل بھیجوا کر رہے گی۔"

حمین خود سے بڑبڑایا اور وہیں بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔ مختلف سوچوں میں گر اوہ آس پاس سے مکمل لا تعلق ہو چکا تھا۔

"مبارک ہو سر۔"

ہادی اور احان جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے سامنے ڈیوس بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا ان کو آتے دیکھ کر مسکرایا تھا جبکہ احان نے اونچی آواز میں ہادی کو مبارک دی تھی۔

"کس بات کی مبارک باد احان ہمیں بھی بتاؤ ہم بھی دیں ہادی سر کو مبارک۔"

ڈیوس مسکراتے ہوئے بولا تو احان نے شرارت سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"سر کا نکاح ہو گیا آج حمنہ سے تو بھئی مبارک تو بنتی ہے۔"

احان یہ بول کر کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھا جبکہ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"کبھی تو فالتو بکواس بند کیا کرو۔"

ہادی نے سنجیدگی سے احان کو گھورتے ہوئے کہا۔

"لے اس میں کیا فضول ہے بھئی نکاح ہوا ہے آج آپ کا تو پارٹی تو بنتی ہے کیوں ڈیوس ؟"

احان نے ڈیوس سے کہا جو مسکراتے ہوئے کبھی ہادی اور کبھی احان کو دیکھ رہا تھا۔

"یونو احان تم مجھے پاگل خانے سے بھاگے کوئی شخص لگتے ہو اور میرا یقین مانو یہاں سے جاتے ہی میں تمہیں پاگل خانے داخل کروانے والا ہوں۔"

"ہاہاہا۔۔ سر ویسے کتنی پیاری لگ رہی تھی بھابھی نمبر ٹو لیکن مجال ہے جو آپ کے چہرے پر مسکراہٹ بھی آئی ہو۔"

احان کی بات پر ہادی کا چہرہ ایک دم سپاٹ ہوا تھا۔

"مسکراہٹ ہر کسی کے لئے نہیں ہوتی۔"

ہادی نے گویا بات ہی ختم کی تھی۔

"ویسے سر آپ لوگ کیا اسے اپنے ساتھ لے کر جائیں گے ؟"

ڈیوس نے ہادی سے پوچھا تو احان بھی ہادی کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"یہاں چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ ہمارے ساتھ جائے گی۔"

"لیکن آپ تو ایلیگل ہیں یہاں تو واپس بائے ائیر تو نہیں جاسکتے پھر کیسے اسے ساتھ لے کر جائیں گے آپ؟"

ڈیوس کی بات پر ہادی اور احان دونوں مسکرائے تھے۔

"ڈیوس وہ ہمارے ساتھ جائے گی لیکن بائے ائیر نہیں بائے ٹرین خیر تم یہ بتاؤ جو انفارمیشن ہمیں ملی ہے کوبرا کے بارے میں وہ صحیح ہے کیا؟"

ہادی نے ڈیوس سے پوچھا تھا۔

"سر کوبرا آج رات نو بجے گولڈ سٹار ہوٹل میں فنچ نامی بندے سے ملنے والا ہے اور جو انفارمیشن اس لیزا نے دی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔"

ڈیوس نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

"ڈیوس لیزا نہیں بھابھی جان بولو سر کوبرا الگ سکتا ہے۔"

احان کی زبان کے جوہر پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"تمہاری صرف ایک ہی بھابھی ہے اور وہ ہے آئرہ شاہ باقی کسی لڑکی کو بھابھی بولا تو زبان کاٹ کر ہاتھ میں رکھ دوں گا۔"

ہادی غصے سے بولا تو احان نے منہ بسورا تھا۔

"مجال ہے جو سڑیل مذاق برداشت کر لے۔"

احان خود سے بڑبڑایا تو ہادی نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا بولا اب؟"

"کچھ نہیں سر میں تو بول رہا تھا کہ بھابھی کو پاکستان جا کر میں نے سب سے پہلے آپکی لو سٹوری کے بارے میں بتانا ہے اور پھر آپکی مرمت دیکھنی ہے۔"

احان کی بات پر ڈیوس کا قہقہ کمرے میں گونجا تھا جبکہ ہادی نے اسے خفگی سے دیکھا تھا۔

"بصد شوق لیکن اگر میرے ہاتھوں سے زندہ بچ گئے تو۔"

ہادی دانت پیس کر بولا۔

"چلیں سر میں بتائوں گا نہیں بھابھی کو لیکن ان کو دکھا ضرور دوں گا آپکی لو سٹوری کی جھلکیاں کچھ ویڈیوز کی صورت میں اور کچھ تصاویر کی صورت میں۔"

احان کی بات پر ہادی نے اسے دیکھا تھا۔

"ڈونٹ ٹیل میں احان کہ تم نے میرے آج کے نکاح کی ویڈیو اور تصاویر بنائی ہیں۔"

"ہاہاہاہا۔۔ سر آج کی تھوڑی آپ کی لوسٹوری کی شروع سے آخر تک ویڈیو بنائی ہیں۔"

احان کی بات پر ہادی اسے گھورتے ہوئے آگے بڑھا تو احان صوفے سے بھاگ کر کمرے کا دروازہ کھول کر ہادی کے خود تک پہنچنے سے پہلے باہر چلا گیا تھا۔

"خبیث انسان۔۔ واپس آئو توڑتا ہوں ہڈیاں تمہاری۔"

ہادی بڑبڑاتے ہوئے ڈیوس کی طرف متوجہ ہو گیا جو لیپ ٹاپ پر اب ہادی کو کچھ دکھانے میں مصروف ہو چکا تھا۔

سامنے آزفہ بیڈ سے نیچے گری ہوئی تھیں۔ آئرہ جلدی سے آگے بڑھی اور آزفہ شاہ کے پاس پہنچی تھی۔

"ماما۔"

آئرہ نے جلدی سے ان کو سیدھا کیا تھا آزفہ شاہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولی تھیں اور خود پر جھکی آئرہ کو دیکھا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں تھوڑی سی حرکت ہوئی تھی اور لبوں میں کپکپاہٹ جو آئرہ کو نم آنکھوں سمیت مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی اتنے میں عشال شاہ بھی کمرے میں پہنچ چکی تھیں۔ وہ جلدی سے آگے بڑھیں تو آئرہ نے ان کی مدد سے آزفہ شاہ کو بیڈ پر لٹایا تھا۔ عشال شاہ نے مسکراتے ہوئے آزفہ شاہ کو دیکھا تھا۔ آنکھیں چھلکنے کو بیتاب تھیں تو دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔ سامنے ہی آزفہ شاہ کی آنکھیں حرکت کر رہی تھیں جیسے وہ پہچاننے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"ماما آپ نے دیکھا مام کو۔"

آئرہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے آزفہ شاہ کو دیکھ رہی تھی جبکہ مخاطب وہ عشال شاہ سے تھی۔

"عارو تم ڈاکٹر کو فون کرو اور میں تمہارے پاپا کو فون کرتی ہوں۔"

عشال شاہ آزفہ شاہ کے ہاتھوں کی حرکت دیکھتے ہوئے آئرہ سے بولی تھیں۔

"ماما میں کرتی ہوں کال ڈاکٹر کو آپ مام کے پاس ہی رکیے گا۔"

آئرہ خوشی سے بولتے ہوئے باہر کی جانب تقریباً بھاگی تھی جبکہ عشال شاہ نے بے ساختہ آزفہ شاہ کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"اس دن کا شدت سے انتظار تھا مجھے آزی۔"

عشال کے آنسو آزفہ شاہ کے چہرے پر گرے تھے۔

"آ۔۔۔ء۔۔۔ر۔۔ہ۔"

آزفہ شاہ نے لبوں کو جنبش دیتے ہوئے اپنی ساری قوت کا استعمال کر کے آئرہ کا نام پکارا تھا عشال شاہ نے خوشی سے آزفہ شاہ کے ہاتھ کو تھام لیا تھا۔

"آزفہ آئرہ یہی ہے بس ابھی آجاتی ہے۔"

عشال شاہ کی بات پر آزفہ شاہ کی آنکھوں میں حرکت ہوئی تھی اور بے ساختہ ان کی پلکوں پر نمی نے جگہ بناتے ہوئے ان کو رونے پر مجبور کیا تھا۔

"ع۔۔ش۔۔ی۔۔۔ح۔۔ا۔۔ط۔۔ب۔"

آزفہ شاہ کے ٹوٹے الفاظ بھی عشال شاہ کے لئے خوشی کے باعث تھے بیس سال بعد وہ اپنی بہن، دوست کی آواز سن رہی تھی۔

"آزفہ تم ٹھیک ہو گئی مجھے یقین نہیں آرہا اللہ نے ہماری دعائیں سن لیں۔ تم اب بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

عشال شاہ آزفہ کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے ہوئے بولی تھیں۔ خوشی کا اندازہ ان کے چہرے سے باخوبی ہو رہا تھا۔ آزفہ شاہ نے لبوں کو مسکراہٹ میں ڈھالنے کی کوشش کی لیکن ان کی یہ کوشش ناکام ہوگئی اور وہ آنکھیں موند کر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی تھیں۔

"آزی۔۔ آئرہ دیکھو تمہاری ماں کو کیا ہوا ہے؟"

عشال شاہ نے تقریباً چیختے ہوئے آئرہ کو بلایا تھا۔ آئرہ جو کمرے کی طرف ہی آ رہی تھی جلدی سے اندر آئی اور آزفہ شاہ کی پلس چیک کی تھی۔

"ماما مجھے لگتا ہے مام ویکنیس کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی ہیں خیر ڈاکٹر کو کال نہیں کی میں نے ہم مام کو ہاسپٹل لے کر چلتے ہیں آپ ڈرائیور کو بولیں گاڑی نکالے اور مام کو گاڑی تک لے جائے۔ اور ہاں پاپا کو کال کر دیجئے گا۔"

آئرہ یہ بول کر آزفہ شاہ کو دیکھنے لگی اور پھر ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے مسکرائی تھی۔

"مسڈ یو سو مچ۔"

ایک سرگوشی کر کے وہ سیدھی ہوئی اور مسکراتے ہوئے کمرے میں موجود اپنے ماں باپ کی شادی کی تصویر کو دیکھنے لگی۔ وقت اس بار واقعی اس کی خوشیاں لوٹا رہا تھا لیکن قسمت اپنی من مانی کرنے سے باز کہاں آنے والی تھی اسی لئے تو جو ہونا تھا وہ کسی کے گمان میں نہیں تھا۔

"آہ۔۔ آہ۔۔ یا اللہ مدد"

عابیہ ہوش میں آتے ہی سر کو تھامتے ہوئے بولی تھی۔ ایک نرس جو پاس کھڑی عابیہ کو کوئی انجیکشن لگانے آئی تھی مسکرائی تھی۔

"آپ کو ہوش آ گیا۔ کب سے آپ کے پاپا اور بھائی آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے۔"

نرس نے مسکراتے ہوئے کہا تو عابیہ کے ذہن میں سڑک والا ایکسیڈنٹ گھوم گیا۔

"پاپا بھائی۔"

عابیہ خود سے بڑبڑائی تھی۔

"لیکن سسٹر میرا تو کوئی بھائی نہیں ہے اور۔"

ابھی عابیہ کے الفاظ منہ میں تھے جب حازم شاہ اندر داخل ہوئے۔ عابیہ کو ایک لمحہ لگا تھا حازم شاہ کو پہچاننے میں۔

"یہ تو اس چھچھوندر کے ڈیڈ ہیں۔"

عابیہ سر تھامتے ہوئے خود سے بڑبڑائی۔

"بیٹا اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ؟"

حازم شاہ کا نرم رویہ عابیہ کو ان کے چہرے کو دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں انکل بس تھوڑا سا سر درد ہے۔"

عابیہ بمشکل مسکرائی تھی۔

"ایم سو سوری بیٹا کہ میری لاپرواہی کی وجہ سے آپ کو اتنی پریشانی اور چوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ میں بہت شرمندہ ہوں اب آپ مجھے اپنے گھر کا یا اپنے پاپا کا نمبر بتائیں تاکہ میں ان سے رابطہ کر کے آپ کے بارے میں بتا سکوں اور ان سے معذرت کر سکوں۔"

حازم شاہ نے نرمی سے مسکراتے ہوئے عابیہ کو دیکھ کر کہا۔

"میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے مر چکے ہیں سب۔"

عابیہ نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا تھا۔

"میں سمجھا نہیں آپ کا مطلب کیا آپ یتیم ہیں؟"

حازم شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میرے پاس میرا بیگ تھا وہ کہاں گیا؟"

عابیہ حازم شاہ کی بات کو مکمل اگنور کرتے ہوئے نرس کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"وہ آپ کو چوٹ اتنی زیادہ آئی تھی کہ ہم لوگ آپ کو ہاسپٹل لے آئے اور بیگ کا دھیان ہی نہیں رہا۔"

حازم شاہ کی بات پر عابیہ کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں۔

"مطلب میں واقعی کھو چکی ہوں سب۔"

عابیہ روتے ہوئے بولی تو حازم شاہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔ لیکن اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتے ان کے موبائل پر عشال کالنگ دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"سسٹر ان کا دھیان رکھیے گا اور میرا بیٹا باہر ہی ہے تو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیجئے گا اسے میں کال سن کر آتا ہوں۔"

حازم شاہ مسکراتے ہوئے بول کر کمرے سے جا چکے تھے جبکہ عابیہ نے رونا شروع کر دیا تھا۔

"میں کیسے آپ تک پہنچوں گی اب؟"

عابیہ اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ کر شدت سے رو دی تھی جبکہ نرس اسے روتے دیکھ کر آگے بڑھی اور اسے دلاسہ دیتے ہوئے اسے پر سکون کرنے کے لئے انجیکشن لگا دیا جس سے وہ جلد ہی بڑبڑاتے ہوئے غنودگی میں چلی گئی تھی۔

"السلام علیکم کیسی ہو بیگم؟ خیریت آج اتنی جلدی میری یاد آگئی ویسے تو کبھی کال کر کے نہیں پوچھا اور آج۔۔۔"

حازم شاہ ہاسپٹل کے گارڈن میں بیٹھے عشال کی کال سن رہے تھے جب عشال کی لرزتی آواز پر وہ ایک دم خاموش ہوئے تھے۔

"شاہ آزفہ کو ہوش آگیا ہے اور اس وقت ہم لوگ ہاسپٹل میں ہیں۔"

حازم شاہ نے حیرانگی سے موبائل کو کان سے ہٹا کر دیکھا تھا۔

"عشال جو میں نے ابھی سنا کیا وہ سچ ہے مطلب آزی کو ہوش آگیا ہے۔"

حازم شاہ کی بے یقینی پر عشال شاہ مسکرائی تھیں۔

"ہاں میرے بچوں کے ابا وہ ہوش میں آچکی ہے۔"

عشال شاہ کے جواب پر حازم شاہ نے بے ساختہ آسمان کو دیکھ کر شکر ادا کیا تھا۔

"اچھا تم لوگ کس ہاسپٹل میں ہو میں ابھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔"

جواب میں عشال شاہ نے ہاسپٹل کا نام بتا کر کال ڈراپ کر دی تھی۔ حازم شاہ مسکراتے ہوئے ہاسپٹل کے اندر کی جانب بڑھے تھے جہاں حمین شاہ کو اس خوشخبری کے بارے میں بتانا وہ اپنا فرض سمجھ رہے تھے۔ ہر بڑھتے قدم پر وہ خدا کے شکر گزار ہو رہے تھے جبکہ قسمت دور کھڑی ان کی شکر گزاری پر مسکرا رہی تھی۔

"کہاں تھے ڈیڈ آپ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہا تھا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

حمین ان کو ہاسپٹل کے کوریڈور میں اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر بولا جن کے چہرے پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

"ڈیڈ میں آپ سے مخاطب ہوں ویسے کیا کسی ڈاکٹر کے ساتھ سیٹنگ ہو گئی آپ کہ جو آپ مسکراتے جا رہے ہیں۔"

حمین ان کے مسکراتے چہرے پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔

حازم شاہ نے اسے مصنوعی رعب سے دیکھا تھا۔

"تم سدھرنے والی مخلوق نہیں ہو خیر میرے پاس تمہارے لئے ایک بہت بڑی خوش خبری ہے۔"

حازم شاہ کی خوشی ان کے چہرے سے عیاں تھی۔

"ڈیڈ ڈونٹ ٹیل می کہ میری کوئی دوسری ماما بھی ہیں اور آج میرا کوئی بھائی دنیا میں آیا ہے۔"

حمین صدمے سے بولا تھا جبکہ حازم شاہ نے اسے گھور کر ایک تھپڑ اس کے بائیں کندھے پر رسید کیا تھا۔

"شٹ اپ ہنی۔۔بکواس کیا کرو بس تم۔"

"اچھا بتائیں پھر کیا بات ہے؟"

حمین سریس ہوتے ہوئے بولا۔

"تمہاری بڑی ماں کو ہوش آ گیا ہے۔"

"او اچھا میں سمجھا پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔بڑی ماں کو ہوش ڈیڈ سچ میں کیا؟"

حمین حازم کے الفاظ سمجھتے ہوئے تقریباً چیخا تھا۔

"آہستہ بولو اور ہاں میں ہاسپٹل جا رہا ہوں تمہاری بی جے اور موم وہاں ہیں تم یہاں رک کر اس لڑکی کے گھر والوں کا پتہ کرو پھر میں شام تک اس لڑکی کو اس کے گھر چھوڑ دوں گا۔"

حازم کی بات پر حمین نے منہ بسورا تھا۔

"ڈیڈ یہ چیٹنگ ہے مجھے بھی بڑی ماں سے ملنا ہے۔"

حمین کی خفگی پر وہ مسکرائے تھے۔

"یہاں بھی کسی کو ہونا چاہیے ویسے بھی کچھ گھنٹوں کی بات ہے پھر تم مل لینا اپنی بڑی ماں سے۔"

حازم شاہ کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے اپنا سر اثبات میں ہلا گیا تھا۔

"ڈیڈ دس ہزار نکالیں تب تک میں کچھ کھا پی لوں گا۔ بھوکے پیٹ مجھ سے چوکیداری نہیں ہوتی۔"

حمین کی بات پر حازم شاہ نے گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔

"یقیناً تم مجھے ابھی بلیک میل کر رہے ہو تاکہ یہ ایکسیڈنٹ والی بات عشال تک نہ پہنچ جائے۔"

حازم شاہ کے صحیح اندازے پر اس نے بتیس دانتوں کی نمائش کی تھی۔

"ویسے آپ بالکل ٹھیک بول رہے ہیں ایسا ہی ہے۔"

حازم شاہ نے اس کے جواب پر اسے گھورا تھا اور بٹوے سے دس ہزار روپے نکال کر اسے دیئے اور کچھ ہدایات کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہو گئے جبکہ حمین منہ بسورتے ہوئے بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔

ھادہیر کب سے شمائل کا انتظار کر رہا تھا جب اسے شمائل پارکنگ میں آتے ہوئے دکھائی دی۔ وہ سنجیدہ سا چہرہ لئے پارکنگ میں ھادہیر کی گاڑی کی جانب آئی تھی۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کے لئے دروازے کھولنے ہی لگی تھی کہ ھادہیر کی آواز پر وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آگے آکر بیٹھو۔"

شمائل اس کی بات سنی ان سنی کر کے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ اس کی سنجیدگی پر وہ لب بھینچ گیا تھا۔

"کیا تم اونچا سننا شروع ہو گئی ہو؟"

ھادہیر کا لہجہ پل میں سخت ہوا تھا۔

"مجھے کچھ سنائی نہیں دیا اور نہ ہی میں نے سننا ہے اس لئے آپ جلدی چلیں مجھے گھر پہنچنا ہے۔"

شمائل کے جواب پر ھادہیر نے بیک مرر سے گھورا تھا۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟"

ھادہیر نے غرا کر کہا تو شمائل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

"میرا مسئلہ یہ کہ مجھے آپ کے وجود سے وحشت ہو رہی ہے۔ مجھے شرمندگی ہو رہی ہے آپ کو اپنے سامنے دیکھ کر۔ آپ سے نظریں ملاتے ہوئے مجھے خود سے نفرت سی ہو رہی ہے اس لئے اب پلیز دور رہیں مجھ سے اور مت مخاطب کریں مجھے۔"

شمائل کے لفظوں پر ھادہیر کا چہرہ ضبط سے سرخ ہوا تھا۔ وہ کچھ کہے بغیر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا اور پھر کسی کی طرف بھی دیکھے بغیر گاڑی چلانے لگا۔ گاڑی کی سپیڈ اس کے غصے کے بارے میں مقابل تک واضح اثرات مرتب کر رہی تھی۔ شمائل نے بھیگے رخساروں سمیت سر جھکایا اور لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہچکیوں کو روکا تھا۔

"آئوٹ۔"

گاڑی فلیٹ کی پارکنگ میں روک کر وہ غرایا تھا۔ شمائل نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا جس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا۔

"سوری وہ۔۔۔"

"آئی سیڈ آئوٹ آف مائے کار شمائل شاہ۔"

ھادہیر شمائل کی بات درمیان میں کاٹ کر غصے سے بولا تو شمائل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور گاڑی سے اتر گئی۔ جیسے ہی وہ اتری ھادہیر گاڑی کو ٹرن کر کے وہاں سے چلا گیا تھا۔

"ایم سوری لیکن آپ کی آنکھوں میں اپنے لئے ہمدردی نہیں دیکھنی مجھے کسی صورت میں۔"

شمائل خود سے بولتے ہوئے اپنے آنسو صاف کر کے فلیٹ کی جانب بڑھ گئی تھی۔

دوریاں مجبوریاں ہیں صاحب

ورنہ عشق میں ہجر کون چنتا ہے؟

(کرن رفیق)

رات کا اندھیرا ہر سو چھایا ہوا تھا۔ تاریکی گہری سے گہری ہوتی جا رہی تھی۔ موبائل کی آواز پر وہ اٹھی تھی۔ سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر دیکھا تو میجر کالنگ دیکھ کر حمنہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ کال ریسیو کر کے وہ بیڈ کرائون سے ٹیک لگا گئی تھی۔

"کمال اے میجر ابھی نکاح کو چند گھنٹے نہیں ہوئے اور تم مجھے یاد بھی کرنے لگ گئے اتنی محبت ہو گئی ہے مجھ سے کیا؟"

"حمنہ کی آواز پر ہادی نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا تھا۔

"مجھے اس پاکستانی آفیسر سے ملنا ہے جو اس وقت تمہارے گھر میں ہے۔"

ہادی نے بلا تمہید اپنا کال کرنے کا جواز پیش کیا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات مانوں گی؟"

حمنہ کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"بے بی نکاح نامہ میرے پاس ہے تو سوچ لو ماننی ہے یا نہیں۔"

"میرے پاپا گھر پر ہیں اور سیکیورٹی اتنی سخت ہے میں کیسے تمہیں اس سے ملوا سکتی ہوں؟"

حمنہ نے اپنی پریشانی ظاہر کی تھی۔

"یہ تمہارا مسئلہ ہے سویٹ ہارٹ اب اگلے دس منٹ میں مجھے کلیئرنس چاہیے کیونکہ میں تمہارے گھر کے باہر ہی موجود ہوں تو جلدی کرو۔"

ہادی یہ بول کر کال ڈراپ کر گیا تھا جبکہ حمنہ نے غصے سے موبائل کو گھورا تھا۔ پھر کمرے میں موجود گھڑی کو دیکھتے ہوئے وہ اٹھی اور اپنے گھر میں لگے کنٹرول روم میں گئی تھی جہاں اس کو تمام کیمرے آف کرنے تھے۔ ہادی کال ڈراپ کر کے سڑک پر ٹہلنے لگا اور احان جو مسکراتے ہوئے اس کی بے چینی دیکھ رہا تھا شرارت سے اس کے ہم قدم ہوا تھا۔

"سر ویسے پکی بات یہ بے چینی حاطب سر سے ملنے کی ہے کیونکہ مجھے تو کچھ اور ہی لگ رہا ہے؟"

احان کی بات پر ہادی کے قدموں کو بریک لگی تھی اور وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"سر اب ایسے ایکسپریشن نہیں دیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بات تو آپ سمجھ گئے ہیں۔"

"تم الٹا سیدھا ہانکنے کی بجائے ٹو دی پوائنٹ بات کرو۔"

ہادی واقعی اس کی بات سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"سر آج آپ کا نکاح ہوا ہے اور آپ کی ویڈنگ نائٹ۔۔۔"

احان ہادی کی گھوری پر بات کو جان بوجھ کر ادھورا چھوڑ گیا تھا۔

"یقیناً تم چاہتے ہو میں تمہارا قتل عام کروں احان۔"

ہادی دانت پیس کر بولا۔

"اب غصہ کر کے بات کو پلٹ تو نہیں سکتے آپ میں جانتا ہوں حاطب سر کا تو بس بہانہ ہے اصل میں آپ کا دل بھابھی نمبر ٹو کے بغیر لگ نہیں رہا اور۔۔۔"

احان کے چلتی ہوئی زبان کو بریک ہادی کے پنچ نے لگائی تھی جو سیدھا اس کے بائیں جبڑے پر لگا تھا۔ احان لڑکھڑاتے ہوئے سڑک پر گرا تھا۔

"یقیناً اب کچھ افاقہ ہو گا تمہاری فالتو بکواس میں۔"

ہادی بولتے ہوئے گھڑی کو دیکھنے لگا جبکہ احان منہ بسورتے ہوئے ہادی کو دیکھنے لگا۔ ہادی اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے موبائل کی طرف متوجہ ہوا جہاں حمنہ کا اوکے کا میسج تھا۔ ہادی احان کو گھورتے ہوئے حمنہ کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا جبکہ احان منہ بسورتے ہوئے وہیں سڑک کے ایک کنارے پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔

"دیکھ لیجیئے گا سر گن گن کر بدلے لوں گا میں آپ سے۔"

احان اپنے بائیں جبڑے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے خود سے بڑبڑایا تھا۔

ہادی حمنہ کے ہمراہ آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پیچھے جا رہا تھا۔ جب حمنہ اسے ایک کمرے میں لے گئی اور وہاں جا کر اس نے دیوار سے ایک تصویر ہٹائی۔ تصویر کے ہٹتے ہی کافی سارے بٹن وہاں نمایاں ہوئے تھے ہادی نے غور سے سب بٹنز کو دیکھا تھا پھر حمنہ نے ان بٹنوں میں سے چند ایک کو پریس کیا جس سے ایک دروازہ کھلا تھا جو غالبا دیوار کی دوسری جانب تھا جبکہ آگے دیوار تھی۔ دیوار کے ہٹتے ہی دروازہ کھلا اور حمنہ نے ہادی کو اشارہ کیا اپنے پیچھے آنے کا۔ ہادی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"اب یہاں سے میں تنہا جائوں گا حمنہ صدیقی اور ہاں جب تک میں باہر نہ آجائوں کیمرے بند رہیں گے۔"

ہادی کی بات پر حمنہ نے اسے گھورا تھا سوائے اس کی بات ماننے کے حمنہ کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ ہادی اس کے تاثرات کی پرواہ کئے بغیر اس دروازے سے اندر داخل ہوا تھا جہاں سفید بلب کی روشنی میں حاطب حمدان شاہ کا وجود سانسیں لے رہا تھا۔ زنجیریں ابھی بھی ان کے بازوں اور پائوں میں موجود تھیں۔ سر ایک طرف تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ ہادی کو حاطب حمدان شاہ کو ایسے دیکھ کر انتہا کا غصہ حمنہ پر آیا تھا۔ وہ آہستہ سے چلتے ہوئے ان کے قریب بیٹھا تھا۔ آنکھیں بے ساختہ ان کی حالت پر نم ہوئی تھیں۔ وہ رونا نہیں چاہتا تھا لیکن اس کی مضبوطی

حاطب شاہ کے آگے ختم ہو جاتی تھی۔حاطب شاہ کے لئے وہ ایک بچہ بن جاتا تھا۔لرزتے ہاتھوں سے اس نے حاطب شاہ کی پلکوں کو چھوا تھا جو اس وقت سایہ فگن تھی۔آنکھوں کے نیچے چہرے پر سیاہ حلقے دیکھ کر وہ سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گیا تھا۔ایک آنسو ٹوٹ کر حاطب شاہ کے زنجیروں میں قید ہاتھوں پر گرا تھا۔

"پاپا۔"

ہادی نے آہستہ سے روتے ہوئے حاطب کو پکارا تھا۔حاطب شاہ کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔ہادی نے جھک کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا اور ان کے وجود کو خود میں بھینچ لیا تھا۔حاطب شاہ نے اس افتاد پر آہستہ سے آنکھیں کھولی تھیں۔ہادی دیوانہ وار ان کے چہرے پر بوسے لے رہا تھا۔ان کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر ہادی نم آنکھوں سے مسکرایا تھا۔حاطب نا سمجھی سے ہادی کو دیکھ رہا تھا۔

"پاپا میں آپ کا ہادی۔"

ہادی حاطب شاہ کی نظروں کا مطلب سمجھ کر دھیمی آواز میں ان سے بولا۔

"کون ہادی؟"

الفاظ تھے یا کوئی بم جو ہادی شاہ کو اپنی سماعتوں پر گرتا محسوس ہوا تھا۔مطلب اس کا اندازہ صحیح تھا حاطب حمدان شاہ سب بھول چکے تھے۔

ان کے نا پہچاننے پر ہادی کا دل خون کے آنسو رویا تھا۔

"پانی۔"

ہادی ان کے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جب حاطب شاہ کی آواز پر وہ ارد گرد دیکھنے لگا۔ایک گھڑا پانی سے بھرا تھا جس کے اوپر ایک مٹی کا پیالہ تھا۔ہادی نے جلدی سے پانی اس پیالے میں ڈال کر انہیں پلایا تھا۔

"پاپا آئی سویر ان لوگوں کا حال بہت برا ہو گا۔ آپ کے ہر لمحے کا حساب میں ان سے سود سمیت وصول کروں گا۔"

ہادی ان کے پائوں اور ہاتھوں کو زنجیروں سے آزاد کرواتے ہوئے بولا۔ زنجیروں پر جو تالا لگا ہوا تھا ہادی نے اپنی سلنسر نما پسٹل سے اسے توڑا اور حاطب حمدان کو قید سے رہا کروایا تھا۔

"ایک سیکنڈ مزید آپ یہاں نہیں رہیں گے۔ اب سے آپ کا بیٹا آپ کا خیال خود رکھے گا۔"

ہادی نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا تھا۔ حاطب کی حالت پر ہادی کا دل دنیا کو تباہ کرنے کا کر رہا تھا۔ وہ حاطب کے کمزور وجود کو اپنے سہارے کھڑے کر کے باہر تک لایا جہاں حمنہ صدیقی اس کی منتظر تھی حاطب شاہ کو ہادی کے ہمراہ دیکھ کر وہ جلدی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔

"تم اسے باہر کیوں کے آئے واپس بھیجو اس کو اندر۔"

حمنہ دھیمی آواز میں سختی سے ہادی کو دیکھ کر بولی تھی۔ ہادی نے بمشکل خود پر ضبط کیا تھا۔

"انہیں میں یہاں سے لے کر جا رہا ہوں مسز اور ہاں کیسے ہینڈل کرنا پیچھے سب یہ سوچو کیونکہ میں اب ان کو یہاں ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں چھوڑ سکتا سمجھی تم۔"

ہادی یہ بول کر حاطب شاہ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر باہر کی جانب چلا گیا تھا جبکہ حمنہ صدیقی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے اپنا پسینہ خشک کر رہی تھی۔ مطلب کوبرا اسے زندہ نہیں چھوڑنے والا تھا۔

"اب میں کیا کروں گی وہ کوبرا تو مجھے جان سے مار دے گا اور پاپا بھی نہیں چھوڑیں گے۔"

حمنہ خود سے بڑبڑائی اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی تھی۔

ہادی جیسے ہی حمنہ کے گھر سے نکلا روڈ پر ٹہلتا احان اس کی طرف مڑا لیکن اس کے ساتھ حاطب شاہ کو دیکھ کر وہ جلدی سے آگے بڑھا تھا۔

"سر حاطب سر کو آپ لے کر کیوں آ گئے؟"

احان نے ہادی کو دیکھ کر پوچھا جس کی آنکھوں کی سرخی اس کے ضبط کو واضع کر رہی تھی۔

"میں اپنے باپ کو وہاں زنجیروں میں قید کسی صورت نہیں دیکھ سکتا تھا اسی لئے لے آیا۔"

ہادی کی آواز پر احان نے مسکرا کر ہادی کو دیکھا تھا۔

"آپ جانتے ہیں سر آپ لاکھ کوشش کر لیں خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی یا اپنے جذبات کو سب سے چھپانے کی لیکن کبھی کبھار آپ کی یہ کوشش بیکار ہو جاتی ہے۔"

احان کی بات کو ہادی نے سنی ان سنی کر کے حاطب کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا اور ان کے چہرے کو دیکھا تھا جس پر ٹارچر کے واضح نشانات تھے۔ہادی کا آنسو پھر سے ان کے چہرے پر گرا تھا۔

"میں بہت جلد آپ کے گنہگاروں کو انجام تک پہنچاؤں گا اور آج سے اس کوبرا کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے۔"

ہادی حاطب شاہ کے چہرے پر موجود نشانات کو انگلی کی پوروں سے چھوتے ہوئے بولا۔احان نے ہادی کو حاطب کے ساتھ مصروف دیکھا تو ڈرائیونگ سیٹ تک آیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر خود بیٹھ کر ڈرائیو کرنے لگا۔

"سر آپ حاطب سر سے بہت محبت کرتے ہیں نا؟"

احان ڈرائیونگ کرتے ہوئے ہادی کو مخاطب کرنے لگا جو مسلسل حاطب شاہ کا چہرہ اپنی گود میں رکھے دیکھ رہا تھا۔

"اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں میں پاپا سے میرے لئے میرے والدین سے پہلے میرے پاپا ہیں۔ جانتے ہو کیوں میں ان سے اتنی محبت کرتا ہوں؟"

ہادی کی بات پر احان مسکرایا تھا۔

"کیونکہ انہوں نے آپ کو اپنی بیٹی دی شادی کے لئے۔"

اتنے سنجیدہ موقعہ پر ہادی احان کی بات سن کر نم آنکھوں سے مسکرایا تھا۔

"ہاں یہ تو ہے لیکن پاپا کی وجہ سے میں نے دنیا میں محبت کو پہلی بار محسوس کیا تھا۔"

ہادی نے مسکراتے ہوئے کہا تو احان بھی مسکرادیا تھا۔

"سر اب میرے لیے بھی کوئی لڑکی ڈھونڈلیں تاکہ میں بھی اپنے سسر کا شکریہ ادا کرسکوں۔"

"میں کسی لڑکی کی زندگی برباد کیوں کروں؟"

ہادی نے مسکراہٹ کو لبوں پر روک کر احان سے کہا تو احان کا پورا منہ کھل گیا۔

"سر خود تو دو دو کے مزے لے رہے ہیں اور میرے لئے ایک بھی نہیں۔"

"سٹاپ اٹ احان اور پاپا کے سامنے اس نکاح کا ذکر نہیں ہونا چاہیے۔"

ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"ہاہاہا سر کیا آپ شرما رہے ہیں؟"

احان کی بات پر ہادی نے اسے گھورا اور اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔ احان کو چپ کروانا واقعی ہادی کے لیے ناممکن کام تھا۔ اس لئے وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا جبکہ احان کی باتیں ابھی بھی جاری تھیں۔ ایک نیا امتحان ان کا منتظر تھا یا شاید قسمت اب ان کو صحیح معنوں میں خوشیاں لوٹانے والی تھی۔

ماضی:

"آپی مجھے اس نفسیاتی انسان سے نکاح نہیں کرنا پلیز کچھ کریں آپ ابو سے بات کریں نا کہ وہ کچھ بھی کر کے مجھے بچا لیں۔"

عابیہ کا کل صبح ارحم سے نکاح تھا اور عابیہ مسلسل روتے ہوئے ادیبہ کے گلے لگی بول رہی تھی۔ اس سے پہلے ادیبہ کچھ بولتی کمرے میں شہروز ملک داخل ہوئے۔ ادیبہ جو ان کو دیکھ کر ہی اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی اب سر جھکائے کھڑی ہو گئی تھی جبکہ عابیہ نے اپنا ڈوپٹہ صحیح کیا اور اپنے رخساروں پر بہنے والے آنسوئوں کو غصے سے صاف کیا تھا۔

"ادی۔۔۔ جائو تمہیں تمہاری امی بلا رہی ہیں مجھے عابیہ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

شہروز ملک کی آواز پر ادیبہ نے ایک نظر عابیہ کے جھکے سر کو دیکھا اور پھر کمرے سے چلی گئی۔ جاتے ہوئے وہ دروازہ بند کر چکی تھی۔

"کیوں رو رہی تھی تم اور کیا بول رہی تھی ادی سے؟"

شہروز ملک کے لہجے کی نرمی عابیہ کو دوبارہ رونے پر مجبور کر گئی تھی۔

"ابو مجھے ارحم سے نکاح نہیں کرنا۔"

عابیہ شہروز ملک کے دونوں ہاتھ تھام کر روتے ہوئے بولی۔

"تم جانتی ہو اب یہ ناممکن ہے۔"

شہروز ملک کا لہجہ ایک پل میں سخت ہوا تھا۔ عابیہ جو امید کا دامن لئے شہروز ملک سے بات کر رہی تھی اب سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر گئی تھی۔

"بچپن سے لے کر اب تک میں اسی امید پر زندہ تھی ابو کہ کبھی نہ کبھی تو آپ بھی مجھ سے محبت کو جتلائیں گے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے تحفظ کا احساس دلائیں گے لیکن میں غلط تھی آپ کا پیار، محبت، شفقت، فکر سب ادی آپی کی لئے تھی میں تو بچپن سے ہی خالی دامن رہی ہوں اور مجھے اندازہ ہو گیا ہے اب آگے بھی میری زندگی میں ذلت اور رسوائی ہی ہے۔"

عابیہ کے لفظ شہروز ملک کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہوئے تھے۔

"عاب تم غلط سمجھ رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔"

شہروز ملک نے اسے اپنے حصار میں لے کر تڑپ کر کہا تھا۔ عابیہ نے شدت سے رونا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ چپ ہوئی تو شہروز ملک نے اسے خود سے الگ کیا تھا۔

"خدا مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا عابیہ اگر میں نے تمہیں آج بھی سچ نہ بتایا اور یہاں سے جانے نہ دیا۔"

شہروز ملک کے لفظوں پر عابیہ نے حیرانگی سے ان کا چہرہ دیکھا تھا۔

"کیسا سچ ابو اور آپ کیا بول رہے ہیں؟"

"تم میری بیٹی نہیں ہو۔"

شہروز ملک نے شکست زدہ لہجے میں کہا تھا۔ عابیہ نے شاکڈ کی کیفیت میں شہروز ملک کو دیکھا تھا۔

"ابو یہ کیسا مذاق ہے؟"

عابیہ نے خود کو بمشکل ان کے لفظوں پر سنبھالا تھا۔

"مذاق نہیں ہے عاب تم میری بیٹی نہیں ہو۔ میرے پاپا نے اپنے ایک دشمن سے بدلہ لینے کے لئے تمہیں اس سے الگ کیا تھا۔ تم ان کے دشمن کی بیٹی ہو جس کو انہوں نے کسی بدلے کے تحت یہاں رکھا ہوا ہے تا کہ وہ تمہارے باپ کو تڑپتا ہوئے دیکھیں اور قسمت کی ستم ظریفی ہے یہ کہ میں تمہیں نہ خود سے دور رکھ سکتا تھا اور نہ ہی میں پاس آنے دے سکتا تھا۔ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا میں کبھی تمہیں تمہارے باپ کے بارے میں نہیں بتاؤں گا اور آج بھی میں اس وعدے پر قائم ہوں۔"

شہروز ملک کے لفظوں پر عابیہ کو اپنے قدموں سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی بے ساختہ اس نے بیڈ کراؤن کو تھاما تھا۔

"اتنا پتھر دل کوئی کیسے ہو سکتا ہے؟ میرے باپ کو تڑپانے کے لئے اتنی بڑی سزا؟"

عابیہ کافی دیر سکتے میں رہنے کے بعد بولی تھی۔

"مجھے معاف کر دو عابیہ۔"

شہروز ملک شرمندگی کے گہرے سمندر میں تھے۔

"مجھے یہ سب بتانے کا مقصد بھی بتائیں آپ شہروز ملک کیونکہ اتنا تو میں جانتی ہوں بغیر وجہ کہ اب مجھے آپ یہ بھی نہیں بتانے آئے۔"

عابیہ کے لفظوں پر شہروز ملک نے اسے بے بسی سے دیکھا تھا۔

"میں ارحم سے تمہارا نکاح کروا کر مزید گنہگار نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے یہ سب تمہیں بتا کر تمہیں تمہاری اصل جگہ پر واپس بھیجنا چاہتا ہوں۔"

"کمال ہے نا ویسے کہ آپ کو کچھ زیادہ ہی جلدی احساس ہو گیا خیر مجھے بتائیں کہ میرا باپ کون ہے اور کہاں ہے؟"

"میں تمہیں نام نہیں بتا سکتا کیونکہ پاپا سے کیا وعدہ توڑ نہیں سکتا میں لیکن میں تمہیں ان کے گھر کا ایڈریس دے سکتا ہوں اور ہاں کل سحری میں تین بجے تم تیار رہنا میں تمہیں یہاں سے نکلوا دوں گا۔"

شہروز ملک کی بات پر عابیہ نے تاسف سے انہیں دیکھا تھا۔

"جا سکتے ہیں آپ۔"

عابیہ کا لہجہ ایک پل میں سخت ہوا تھا شہروز ملک نے بے بسی سے اس کو دیکھا تھا۔ کچھ کہنے کو واقعی نہیں تھا ان کے پاس اس لئے وہ سر جھکائے وہاں سے چلے گئے تھے جبکہ عابیہ اتنی بڑی سچائی جاننے کے بعد کانچ کی طرح ٹوٹتے ہوئے وہیں ڈے گئی تھی۔ قسمت کیسے اتنے بڑے امتحان میں اسے ڈال سکتی تھی وہ شدت سے اس بات پر گریہ و زاری کر رہی تھی۔

میرا دل ہار گیا تھا
کچھ لمحوں کے کھیل پر
فقط مسکراہٹ ہی تو تھی
اور میں حیران تھا اپنی
نگاہوں کی جیت پر
اک چبھن ہوئی تھی دل میں
ان کی نظروں کے بدلنے پر
چند موتی ٹوٹ کر بکھرے تھے
جب پلکوں کی جھالر پر
میں سرِعام مجرم ٹھہرایا گیا
بھری محفل میں
ایک نادان سی بھول
سرزد ہونے پر
میں بے بس ہوا تھا اپنے
تمام دلائل ختم ہونے پر
ہر آنکھ اشکبار ہوئی تھی
پھر میری حالت پر
مجھے معتبر کرے گا وہ

زخمی سا مسکرا دیا تھا میں

اپنے اس آخری گمان پر

رسوائی کو ایسے گلے لگایا تھا

کہ دنیا حیران رہ گئی تھی

میری نظیف محبت پر

(کرن رفیق)

قلم کو ڈائری کے صفحے پر رکھ کر وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گئی تھی ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے دائیں گال سے ہوتے ہوئے زمین بوس ہوا تھا۔ سختی سے آنکھوں کو بند کر کے وہ مزید اپنے آنسوئوں کو بے مول ہونے سے روک گئی تھی۔

"کاش میں اتنی با اختیار ہوتی کہ آپ سے دوری کو اپنی زندگی سے نکال دیتی۔"

آئرہ خود سے بولی اور پھر آنکھیں کھول کر اپنے سٹڈی ٹیبل پر موجود ہادی کی تصویر کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"آپ کی دیوانی ہوں میں میجر آپ کی توجہ کی ذرا سی تقسیم بھی برداشت نہیں کر سکتی پلیز اب واپس آجائیں چاہے بے رخی برت لیجیئے گا لیکن پلیز اب واپس آجائیں مزید انتظار کی سکت نہیں ہے مجھ میں۔"

آئرہ مسکراتے ہوئے نم آنکھوں سے اس کی تصویر سے مخاطب تھی۔ کمرے کی کھلی کھڑکی سے ہوا کا تیز جھونکا آیا تھا اور آئرہ کے ہاتھ سے تصویر پھسل کر نیچے گر گئی تھی آئرہ نے چونک کر تصویر کو دیکھا تھا جس پر اب کانچ ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا۔ اچانک سے گرنے پر وہ بے ساختہ دل کو تھام گئی تھی۔

"یا اللہ حفاظت فرما ہم سب کی اور خاص کر کے میجر کی کیونکہ میں ان کو بتانا چاہتی ہوں میں اپنے قول میں سرخرو ہو چکی ہوں۔"

آئرہ نے بولتے ہوئے نیچے جھکی اور تصویر کو اٹھا کر کانچ کو احتیاط سے اٹھاتے ہوئے کمرے میں موجود باسکٹ میں پھینک کر تصویر کو دوبارہ اپنے سٹڈی ٹیبل پر رکھ کر مسکرائی تھی۔

"ڈیسپرٹیلی ویٹنگ فار یو میجر۔"

ایک سرگوشی کر کے وہ اپنے کمرے میں موجود واش روم کی طرف چلی گئی تھی۔

"مانو بیٹے ذرا ھاد کو کال کرو رات ہونے کو ہے لیکن وہ ابھی تک گھر نہیں آیا۔"

شمائل اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جب آمنہ شاہ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی تھیں۔

"ھاد ابھی تک نہیں آئے کیا؟"

شمائل نے متفکرانہ انداز میں پوچھا تو آمنہ شاہ نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

"میں کرتی ہوں کال۔"

شمائل یہ بول کر اٹھی تھی اور اپنا موبائل جو کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا تھا کو اٹھایا اور ڈرتے ہوئے ھادہیر کا نمبر ڈائل کیا۔ نمبر بند آرہا تھا۔

"اماں سائیں ان کا نمبر بند آرہا ہے آپ پریشان نہیں ہوں۔ ہو سکتا بیٹری کا مسئلہ ہو گیا ہو کیونکہ صبح ہی وہ بتا رہے تھے کہ ان کے موبائل کی بیٹری مسئلہ کر رہی ہے۔"

شمائل نے ان کا پرشان چہرہ دیکھ کر جھوٹ گھڑا تھا۔

"یا اللہ میرے بچے کی حفاظت کرنا۔"

آمنہ شاہ پریشانی سے بولیں تو شمائل نے بے ساختہ دل میں آمین کہا تھا۔

"اچھا آپ آرام کریں وہ آتے ہیں تو میں ان کو کھانا گرم کر کے دے دوں گی۔"

شمائل بمشکل اپنا لہجہ نارمل کئے ہوئے تھی۔ آمنہ شاہ اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی تھیں۔

"یا اللہ یہ کھڑوس کہاں چلے گئے مانتی ہوں کہ کچھ زیادہ ہی بول گئی لیکن سوری بھی تو بولا تھا نا۔"

شمائل موبائل پر دوبارہ نمبر ڈائل کرتے ہوئے خود سے بڑبڑائی تھی۔ کافی دیر ٹرائی کرنے کے بعد بھی جب حماد کا نمبر نہ ملا تو شمائل کچھ سوچتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی اور خود کو ریلیکس کرنے کے لئے اپنا قلم اٹھا کر اپنی کتاب پر اپنی کیفیت کو لفظوں کو روپ دینے لگی تھی۔

گزارش ہے استخارہ

دوبارہ کیجئے

بے وفا نکلے ہم تو

شوق سے کنارہ کیجئے

دنیا فقط تماشا

دیکھتی ہے تو پھر

آپ اس ہجر کو

صرف ہمارا کیجئے

فراق کی اذیت کو

جان سکیں گے ہم

ہمیں اس عشق سے

بے سہارا کیجئے

اذیت انتہا پر ہے آج

اس روح عشق کی

خدارا ہ ایک بار

تو نظارہ کیجئے

(کرن رفیق)

"کیا ہے؟"

عابیہ ہاسپٹل کے بیڈ پر بیٹھی سوپ پی رہی تھی جو حمین گھر سے بنوا کر لایا تھا حازم کی ہدایت پر۔ حمین مسلسل عابیہ کو گھور رہا تھا جو سوپ پی رہی تھی عابیہ اس کی نظروں کی تپش سے تنگ آ کر بولی تھی۔

"اتنی تمہیں چوٹ نہیں آئی جتنے تم ڈرامے کر رہی ہو کل سے خوامخواہ میں میری رات برباد کی اب اپنا ایڈریس بتاؤ ورنہ میں ارحم کو کال کر کے بولتا ہوں تمہیں یہاں سے لے جائے۔"

حمین نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔ عابیہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولی۔

"کون ارحم؟"

عابیہ کے لفظوں پر حمین جو صوفے پر بیٹھا تھا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"تمہارا بھائی۔"

حمین جل کر بولا تھا عابیہ نے بے ساختہ قہقہ لگایا تھا۔

"ہاہاہا۔۔ لیکن میرا تو کوئی بھائی نہیں ہے چھچھوندر۔"

عابیہ ہنستے ہوئے اسے مزید زچ کر رہی تھی جبکہ حمین اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"یقیناً اب تم یاداشت جانے کا ناٹک کرنے والی ہو مس ملک۔"

حمین اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

"میں مس ملک نہیں ہوں سمجھے تم اور آئندہ مجھے اس نام سے مخاطب مت کرنا۔"

عابیہ ملک کے نام پر جلدی سے سنجیدہ ہوئی تھی اور اسے ٹوک گئی تھی۔ حمین مسکراتے ہوئے اس کے بیڈ کے قریب آیا اور ایک بازو اس کی دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف ٹکا کر اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب لے گیا۔ چند انچ کے فاصلے پر وہ رک کر مقابل کی دھڑکنیں منتشر کرتے ہوئے اسے سانسیں روکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ عابیہ نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن دیوار کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ حمین نے اپنا عکس واضح اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"مس ملک میں تو اسی نام سے بلائوں گا تمہیں جو اکھاڑ سکتی ہو اکھاڑ لو۔"

حمین کے لفظوں پر وہ غور کرنے سے اس وقت خود کو قاصر سمجھ رہی تھی مقابل کی قربت ہی اس کے حواس سلب کر رہی تھی۔ وہ نظریں جھکا گئی تھی اور لبوں کی کپکپاہٹ روکنے کے لئے ان کو سختی سے آپس میں پیوست کر گئی تھی۔

حمین نے حیرانگی سے اس کا نظریں چرانا دیکھا تھا۔ مقابل کے چہرے پر بکھرتی سرخی حمین کو چند پل کے لئے مبہوت کر گئی تھی۔

"ایڈریس بتائو اب۔"

حمین جلدی سے خود پر قابو پاتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا اور اس سے نظریں چراتے ہوئے بولا تھا۔

"میرا کوئی گھر نہیں ہے اور ملک فیملی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

عابیہ کی لرزتی آواز پر وہ پلٹ کر اسے دیکھنے پر مجبور ہوا تھا۔

"اب یہ کونسا نیا مذاق ہے؟"

حمین نے اسے گھورا تھا۔

"مذاق تو زندگی میرا بنا چکی ہے حمین شاہ۔ میں تو بچپن سے ہی اس دھوکے باز دنیا کے رنگوں کو سمجھنے سے قاصر رہی ہوں۔"

عابیہ اب باقاعدہ آنسو بہاتے ہوئے بولی تو حمین ایک لمحے میں سنجیدہ ہوا تھا۔

"تمہاری باتیں مجھے بالکل سمجھ نہیں آ رہی اور پلیز مجھے کھل کر بتاؤ کہ تم وہاں روڈ پر اکیلی کیا کر رہی تھی حالانکہ وہ روڈ سنسان ہی رہتا ہے اور پھر تمہاری وہاں موجودگی کچھ عجیب تھی۔"

"میں ملک ہاؤس کی بیٹی نہیں ہوں۔۔۔۔ اور اس طرح سے انہوں نے مجھے بس سٹاپ پر چھوڑا اور واپس چلے گئے وہاں سے پیدل ہی میں ایک نئی منزل کہ طرف جا رہی تھی کہ تم لوگوں کی گاڑی سے ٹکرا کر میں نے اپنے باپ کو اپنی فیملی کو کھو دیا۔"

عابیہ روتے ہوئے اسے اپنی الف سے لے کر یے تک ساری روداد سنا گئی تھی۔ حمین نے دایاں آبرو اچکا کر اسے دیکھا تھا۔

"سٹوری اچھی تھی اور ایکٹنگ بھی کمال تھی لیکن مجھے یقین بالکل نہیں آیا اب ایڈریس بتاؤ تم۔"

حمین کے لفظوں پر عابیہ نے تاسف سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔

"تم مجھے کسی بھی گرلز ہاسٹل میں چھوڑ دو یا دارالامان میں چھوڑ آؤ پلیز۔"

عابیہ نے اپنے آنسوؤں کو سختی سے رخساروں سے صاف کر کے حمین سے کہا تھا اس سے پہلے حمین کچھ بولتا حازم شاہ کی آواز پر دونوں متوجہ ہوئے تھے۔

"بیٹا آپ دارالامان یا گرلز ہاسٹل تب تک نہیں جاسکتی جب تک مکمل صحت یاب نہ ہو جائیں اور دوسری بات کہ آپ میرے ساتھ میرے گھر جارہی ہیں ابھی۔"

حازم شاہ مسکراتے ہوئے اندر آئے اور عابیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ یقیناوہ حمین اور عابیہ کے مابین ہونے والی گفتگو سن چکے تھے۔ حمین نے شاکڈ کیفیت میں حازم شاہ کو دیکھا تھا۔

"ڈیڈ یہ لڑکی ڈرامے باز ہے آپ میرا یقین کریں یہ تو۔۔۔"

"سٹاپ اٹ حمین شاہ ایک لفظ مزید نہیں۔"

حمین بول رہا تھا جب حازم شاہ نے غصے سے اسے گھور کر خاموش کروایا تھا۔ حمین عابیہ کو گھورتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"اس کی فکر نہیں کرو بس تھوڑا سا بچپنا ہے اس میں اب آپ دس منٹ میرا انتظار یہاں کریں میں ڈسچارج پیپر سائن کر کے آیا اور آپ فکر نہیں کرو میں آپکی مدد کروں گا آپکی فیملی اور باپ کو ڈھونڈنے میں۔"

حازم شاہ مسکراتے ہوئے بولے تو عابیہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔

"شکریہ انکل۔"

"میری بیٹیوں کی طرح ہو تم تو شکریہ نہیں بولنا آئندہ اوکے۔"

حازم شاہ عابیہ کا گال تھپتھپا کر باہر کی جانب چلے گئے جبکہ عابیہ ایک بار پھر رونے میں مصروف ہو چکی تھی۔

"ھادہیر کہاں تھے کل رات تم اور کب واپس آئے تم؟"

ھادہیر ناشتے کی ٹیبل پر آیا جہاں شمائل اور علی شاہ کے ساتھ آمنہ شاہ بھی براجمان تھیں۔ علی شاہ ھادہیر کو دیکھ کر سخت انداز میں باز پرس کرنے لگے تھے۔ ھادہیر ان کے انداز پر مسکرایا تھا۔

"باباسائیں ایک دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا تو اسی کے ساتھ ہاسپٹل میں تھا۔"

ھادہیر کے انداز سے جھوٹ کا اندازہ لگانا مشکل تھا لیکن شمائل کو اس کے جھوٹ کا باخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔

"تمہارا موبائل آف کیوں تھا؟"

آمنہ شاہ نے اسے خفگی سے دیکھا کر پوچھا تھا۔

"اماں سائیں بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی موبائل کی۔"

ھادہیر ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولا تھا۔ آمنہ شاہ کی خفگی کو وہ ایک پل میں ختم کر گیا تھا۔

"اچھا ناشتہ کرو اور آئندہ ایسا کچھ ہو تو بتا دینا کسی اور کا موبائل لے کر او کے۔"

علی شاہ نے مسکرا کر اس کی توجہ ناشتے کی طرف دلائی تھی۔

"او کے باباسائیں جو حکم آپ کا۔"

ھادہیر مسکراتے ہوئے بول کر ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا اس دوران اس نے شمائل کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا تھا۔

"اچھا اماں سائیں میرا ناشتہ ہو گیا میں چلتا ہوں یونیورسٹی کے لئے دیر ہو رہی ہے۔"

ھادہیر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔

"اچھا دو منٹ رک جائو مانو کو ناشتہ ختم کر لینے دو۔"

آمنہ شاہ کی بات پر وہ رکا تھا۔

"اماں سائیں مجھے پہلے ہاسپٹل جانا ہے پھر یونیورسٹی تو آپکی مانو لیٹ ہو جائے گی اس لئے میں نے صارم کو کال کی ہے وہ لے جائے گا اسے یونیورسٹی۔"

ھادہیر یہ بول کر لائونج کی طرف بڑھ گیا تھا شائل نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا وہ کیسے کسی انجان آدمی کے ساتھ اسے بھیج سکتا تھا۔

"مجھے کسی انجان آدمی کے ساتھ یونیورسٹی نہیں جانا۔"

شائل نے ہمت کر کے کہا تو ھادہیر نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا آمنہ شاہ اور علی شاہ نے شائل کو دیکھا تھا۔

"اماں سائیں آپکی مانو سے بحث کرنے کا وقت نہیں ہے میرے پاس میں چلتا ہوں۔"

ھادہیر یہ بول کر مسکراتے ہوئے آمنہ شاہ کو دیکھ کر وہاں سے باہر کی جانب چلا گیا تھا جبکہ شائل نے اس کے رویے پر بمشکل اپنے آنسوئوں کو کنٹرول کیا تھا۔

"صارم بچپن کا دوست ہے اس کا اور شادی شدہ ہے وہ بس جب سے تم یہاں آئی ہو وہ نہیں آیا ورنہ وہ ہر روز یہاں پایا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات وہ تمہیں بہن ہی سمجھتا ہے اور قابل یقین ہے۔ ھادہیر اگر اس دنیا میں کسی پر اندھا یقین کرتا ہے تو وہ صارم اور علی ہیں۔ اور میری بات پر یقین رکھو وہ ایسے ہی تمہیں کسی کے ساتھ نہیں بھیجے گا اسے واقعی کام ہو گا۔"

آمنہ شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے سمجھایا تو وہ اپنا سر اثبات میں ہلا گئی تھی۔ اتنے میں ڈور بیل کی آواز انہیں سنائی دی تھی۔

"لگتا ہے صارم آگیا ہے تم فکر نہیں کرو وہ باحفاظت لے کر جائے گا۔"

آمنہ شاہ نے مسکرا کر اس کا گال تھپتھپایا تھا تو وہ بھی بمشکل مسکراتے ہوئے اپنا سر اثبات میں ہلا گئی تھی۔

"السلام علیکم ہینڈسم دادو اینڈ بیوٹیفل لیڈی"

صارم کی مسکراتی آواز پر آمنہ شاہ بھی مسکرائی تھیں۔

"اتنے دنوں بعد تمہیں یاد آگیا یہاں کوئی رہتا ہے؟"

علی شاہ کے شکوے پر وہ مسکرایا تھا۔

"دادو وہ بس بیوی نے بھلا دیا کچھ دن اب اس کو گھر پر قید کر کے یہاں ہوں۔"

"شرم کرو۔"

آمنہ شاہ کی بات پر اس نے بتیس دانتوں کی نمائش کی تھی۔

"یہ گڑیا جیسی لڑکی کون ہے؟"

صارم شمائل کو کھڑے دیکھ کر بولا۔

"یہ شمائل ہے۔"

آمنہ شاہ بولی تھیں۔

"اوہ حازم انکل کی بیٹی اور ہادی بھائی کی بہن۔"

صارم کی بات پر شمائل بھی مسکرائی تھی۔

"چلیں گڑیا ویسے آج سے تم میری بھی بہن ہو جیسے ہادی بھائی کی بہن ہو۔"

صارم شمائل کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا دی۔

"اچھا دادو آج رات شطرنج کی بازی لگانے آئوں گا آپکی بہو کو ساتھ لے کر اور آمنہ میری جان کچھ اچھا سا بنا لینا پلیز۔"

صارم یہ بول کر باہر کی جانب بھاگا تھا کیونکہ علی شاہ اسے گھور رہے تھے۔ شمائل بھی مسکراتے ہوئے ان دونوں کو اللہ حافظ کرتے ہوئے صارم کے پیچھے گئی تھی۔

صبح کا اجالا ایک نیا پیغام لایا تھا۔ اندھیروں میں روشنی کی لکیر جب ابھری تو کمرے میں موجود شخص نے اپنی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔ سانسوں کا شور کمرے میں گونجا تو آہستہ سے وہ شخص آنکھیں کھولنے پر مجبور ہوا تھا۔ کھڑکی سے آتی روشنی اس کی آنکھوں میں چبن کا کام کر رہی تھی۔ وہ شخص اٹھنا چاہتا تھا لیکن اتنی ہمت خود میں مفقود پا رہا تھا۔

"کبھی تو میرے اٹھائے بغیر بھی اٹھ جایا کریں حاطب۔"

ماضی کی ایک آواز پر ان کا ذہن بیدار ہوا تھا۔ خود کو بیڈ پر دیکھ کر وہ حیرانگی کے گہرے سمندر میں غرق ہو چکے تھے۔ کمرے میں موجود صوفے پر لیٹا ہادی آنکھیں موندیں شاید سو رہا تھا۔ حاطب شاہ نے اپنی آنکھوں کا زاویہ اس پر مرکوز کر دیا تھا۔ کون تھا یہ شخص یہ سوال ان کے ذہن کے پردے پر لہرایا تھا مگر پھر بھارتی فوج کے ظلم یاد کر کے وہ ہادی کو بھی انہی میں سے کوئی شخص سمجھ گئے تھے۔ ہادی نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھولی تو حاطب شاہ کو خود کو دیکھتا پایا۔ وہ مسکرایا اور اٹھ کر حاطب شاہ کے پاس آیا۔

"کیسے ہیں آپ؟"

ہادی کا نرم لہجہ حاطب شاہ کے ذہن میں سوال کھڑے کرنے لگا تھا۔

"تم کون ہو اور مجھے کہاں لائے ہو؟"

حاطب شاہ نے ہادی کو دیکھ کر کمزور آواز میں پوچھا تھا۔ ہادی کی آنکھوں میں بے ساختہ نمی آئی تھی دل تھا کہ شدت تکلیف سے پھٹ رہا تھا۔ لیکن وہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے لگاتے ہوئے بولا تھا۔

"آپ کا ہادی ہوں پاپا۔"

ہادی کے لفظوں پر حاطب شاہ کی ویران آنکھوں میں ایک چمک ابھری تھی جسے ہادی نے بغور دیکھا تھا۔

"میرا ہادی؟"

حاطب شاہ خود سے بڑبڑائے تھے۔

"جی آپ کا بیٹا ہادی خیر آپ یہ باتیں چھوڑیں اور جلدی سے منہ دھو لیں میں آپ کو ناشتہ کرواتا ہوں۔"

ہادی ان کو بیڈ سے سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے بولا اور پھر انہیں کمرے میں موجود واش روم کی طرف لے گیا۔ ان کا منہ دھلا کر وہ واپس ان کو بیڈ پر بٹھا کر ان کو دیکھنے لگا تھا۔

"میں ناشتہ لاتا ہوں۔"

ہادی مسکراتے ہوئے بول کر وہاں سے چلا گیا جبکہ حاطب شاہ اپنے ذہن میں موجود دھندلی یادوں کو صاف کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہادی تقریبا دس منٹ بعد واپس آیا تھا اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں دو پراٹھے انڈا اور چائے تھی۔ ہادی نے وہ ٹرے ان کے سامنے رکھی اور اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا کر انہیں کھلانے لگا۔

"مجھے پاکستان جانا ہے اپنے وطن مجھے وہاں جا کر مرنا ہے یہاں نہیں۔"

حاطب کے لفظوں پر ہادی کا ناشتہ کرواتا ہاتھ رکا تھا ایک آنسو ٹوٹ کر اس کے دائیں گال پر پھسلا تھا۔

"پاپا آئی پرامس کے صرف ایک ویک بعد آپ پاکستان میں ہوں گے۔"

وہ جلدی سے اپنا آنسو صاف کر کے بولا تھا۔

"تم رو کیوں رہے ہو؟"

حاطب شاہ نے ہادی کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔ ہادی ان کی گود میں سر رکھ کر رونا شروع ہو چکا تھا۔ حاطب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"آئی نیڈ یو پاپا۔"

ہادی بچوں کی طرح روتے ہوئے بولا تو حاطب کا ذہن ایک لمحے میں ماضی کی یادوں کو صاف کر گیا تھا۔ بچپن سے ہی ہادی کی عادت تھی کہ جب بھی وہ اداس ہوتا تھا حاطب کو کال کر کے یہی الفاظ بولتا تھا۔ حاطب نے اپنا لرزتا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تھا۔

"ہادی۔"

حاطب کی نقاہت ذدہ آواز پر ہادی نے اپنی بھوری آنکھوں میں نمی لئے انہیں دیکھا تھا۔ حاطب شاہ کے سر میں اچانک درد اٹھا تھا اس سے پہلے ہادی خوشی مناتا حاطب سر تھامتے ہوئے چیخے تھے۔ اور پانچ سیکنڈ چیخنے کے بعد بے ہوش ہو چکے تھے۔

"پاپا۔"

ہادی نے ان کو تھامتے ہوئے ذور سے پکارا تھا دوسرے کمرے میں موجود ڈیوس اور احان بھی جلدی سے کمرے میں آئے تھے حاطب شاہ کو بیڈ پر بے ہوش دیکھ کر وہ جلدی سے اندر آئے جبکہ ہادی مسلسل ان کا سر اپنی گود میں رکھے پکار رہا تھا۔

"سر کیا ہوا ہے حاطب سر کو؟"

احان نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"احان مجھے نہیں معلوم ڈیوس پلیز کسی ڈاکٹر کا پتہ کرو جلدی ہم انہیں ہاسپٹل لے کر نہیں جا سکتے۔"

ہادی نے کہا تو ڈیوس اپنا سر ہلاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا جبکہ احان حیرانگی سے ہادی کا جنونی انداز دیکھ رہا تھا حاطب کے لئے۔ وہ واقعی حاطب حمدان شاہ سے اس دنیا میں سب سے ذیادہ محبت کرتا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟"

آئرہ نے جیسے ہی آزفہ شاہ کو اٹھتے ہوئے دیکھا مسکرا کر پوچھا تو آزفہ شاہ بھی مسکرا دیں۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

آزفہ شاہ کل کی نسبت آج بہت بہتر تھیں اس لئے ڈاکٹرز نے انہیں ہاسپٹل میں رکھنے کی بجائے کچھ ہدایات دیتے ہوئے گھر لے جانے کا مشورہ دیا تھا۔

"میں آپ کا منہ دھلواتی ہوں بس ذرا آپ کا سوپ دیکھ آئوں۔"

آئرہ یہ بول کر مسکراتے ہوئے باہر کی جانب چلی گئی جبکہ آزفہ شاہ نے نم آنکھوں سے اپنے کمرے میں موجود اپنی اور حاطب شاہ کی شادی کی تصویر کو دیکھا تھا۔

"بڑی ماں۔"

آزفہ ایک آواز پر دروازے کی طرف دیکھنے لگیں جہاں حمین کھڑا تھا۔ آزفہ شاہ کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"ہنی۔"

آزفہ شاہ کی دھیمی آواز پر وہ آگے بڑھا اور ان کو اپنے حصار میں لے کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

"کتنا مس کیا میں نے آپ کو؟ اوپر سے آپ کے جلاد بھائی مجال ہے جو مجھے رات کو ہی آپ کے پاس آنے دیتے۔"

حمین کی بات پر آزفہ مسکرائی تھیں۔

"آپ اب اپنے ہنی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا پلیز۔"

حمین ان کے سر کا بوسہ لیتے ہوئے بھرائے لہجے میں بولا تھا۔

"نہیں جائوں گی۔"

آزفہ شاہ نے اپنا لرزتا ہاتھ اس کے دائیں گال پر رکھا کر کہا۔

"اچھا بس کرو ڈرامے اب پیچھے ہٹو مجھے مام کا منہ واش کروانا ہے۔"

آئزہ کی فریش آواز پر وہ مسکرایا تھا۔

"بی جے جب آپ کی رخصتی ہو جانی تب میری بڑی ماں کے پاس میں ہی رہوں گا یاد رکھنا۔"

حمین آزفہ کو دیکھ کر آئزہ کو چڑاتے ہوئے بولا۔

"کیوں رخصتی کروا کر میں نے لندن چلے جانا ہے یہی رہنا ہے اور میری مام کے پاس میں ہی رہوں گی سمجھے۔"

آئزہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر بولی تھی۔

"لندن سے یاد آیا گڑیا کو بتایا بڑی ماں کے بارے میں؟"

حمین کے پوچھنے پر آئزہ نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"چلو پھر آج اسے ویڈیو کال کر کے سرپرائز دیتے ہیں۔ اس کی خوشی دیکھنے لائق ہو گی۔"

حمین یہ بول کر خوشی سے بیڈ سے اٹھا تھا۔

"اچھا مجھے مام کو ناشتہ کروا لینے دو پھر کر لینا کال۔"

آئزہ اس کی خوشی کو دیکھ کر بولی جبکہ آزفہ ان دونوں کے چہروں کو مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔ صرف ایک کمی تھی ان کی زندگی میں وہ تھی حاطب شاہ کی کمی جو شاید وقت پوری کرنے والا تھا یا قسمت تا عمر یہ خمیازہ ان کا مقدر بنانے والی تھی۔

جیسے ہی وہ عابیہ کو لے کر گھر میں داخل ہوئے ان کا سامنا لائونج میں ملازمہ کو ہدایت دیتیں عشال شاہ پر پڑا تھا۔ وہ مسکرائے تھے جبکہ عابیہ ان کے نقش قدم پر جھجکتے ہوئے داخل ہو رہی تھی۔

"آہاں بھئی کیا کہنے ہیں۔ آج ہماری بیگم تو صحیح رعب سے کام کروا رہی ہیں۔"

حازم شاہ کی مسکراتی آواز پر عشال شاہ جو ملازمہ کو کچھ ہدایت دے رہی تھیں پلٹ کر انہیں دیکھنے لگی لیکن جیسے ہی ان کا دھیان پیشانی پر پٹی بندھی عابیہ پر پڑا وہ نا سمجھی سے حازم شاہ کو دیکھنے لگی تھیں۔ ایک لمحے سے پہلے انہیں مال والا واقعہ یاد آیا تھا۔ ان کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔

"اس کا نام عابیہ ہے۔ اس کا کل ہماری گاڑی سے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور اسی کا نتیجہ یہ سر پر بندھی پٹی ہے۔ آج سے یہ یہاں رہے گی جب تک اس کا فیملی کا پتہ نہیں چل جاتا۔"

حازم شاہ کی نرم آواز پر عشال بمشکل مسکرائی تھیں جبکہ عابیہ نے عشال شاہ کی آنکھوں میں ناپسندیدگی واضح دیکھی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی۔"

عابیہ کی آواز پر عشال نے خاموشی سے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا اور پھر ملازمہ کی طرف متوجہ ہو گئی تھیں۔

"شمیم گیسٹ روم کی صفائی کر کے اس لڑکی کو وہاں لے جائو۔"

"اچھا بیٹا کسی چیز کہ ضرورت ہوئی تو بلا جھجک آپ نے مجھے یا اپنی عشال آنٹی کو بتانا ہے اب آپ یہاں رکو تھوڑی دیر آنٹی کے پاس میں ذرا چینج کر لوں۔"

حازم شاہ عابیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر بولے تھے جبکہ عشال شاہ نے سنجیدگی سے عابیہ کو دیکھا تھا جو خوامخواہ شرمندہ ہو رہی تھی۔ حازم شاہ کے جاتے ہی عشال شاہ نے عابیہ کو دیکھا تھا۔

"یہاں سے سیدھا جانا اور پھر دائیں جانب تیسرا کمرہ ہے جو اب سے تمہارا ہے۔"

عشال شاہ اس کی نروسنیس کو دیکھ کر نرمی سے بولی تھیں۔

عابیہ نے مسکرا کر عشال کو دیکھا اور اپنا سر اثبات میں ہلا کر عشال کے بتائے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"یا اللہ یہ حازم کو بھی پتہ نہیں اتنی ہمدردی کیوں ہوتی ہے لوگوں سے۔ اب معلوم نہیں کہ یہ ہمدردی کیا رنگ دکھائے گی۔"

عشال شاہ خود سے بولتے ہوئے کیچن کی جانب چلی گئی تھیں جہاں ان کو لنچ کی تیاری کرنی تھی۔

"کین آئی سٹ ہیر؟"

(کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں)

شمائل کیفے میں بیٹھی نوٹس پر کچھ لکھ رہی تھی جب اس کے کانوں میں ایک آواز سنائی دی تھی شمائل نے سر اٹھا کر دیکھا تو رونل کھڑا مسکرا رہا تھا۔ شمائل نے ناگواری سے رونل کو دیکھا تھا۔

"کیوں ساری دنیا میں جگہ ختم ہو چکی ہے جو تم نے یہاں بیٹھنا ہے؟"

شمائل اردو میں بولی تھی رونل ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"واٹ؟"

رونل ناسمجھی سے اتنا ہی بولا تھا۔

"یس یو کین سٹ ہیر۔"

(ہاں بالکل آپ یہاں بیٹھ سکتے ہیں)

شمائل مروت میں مسکرا کر بولی تھی۔

رونل مسکرا کر حجاب میں مقید شمائل کو دیکھنے لگا تھا۔ شمائل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ شمائل کے دیکھنے پر وہ مسکرا کر نظروں کا زاویہ بدل گیا تھا۔

"یو نو یو آر سو بیوٹیفل۔"

رونل کی آواز پر شمائل نے سختی سے پین کو پکڑا تھا۔اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی کیفے میں ھادہیر داخل ہوا جس کی نظر شمائل اور اس کے ساتھ بیٹھے رونل پر پڑی تھی۔غصے سے اس کی پیشانی پر ابھرتی واضح لکیروں کو شمائل نے دیکھا تھا۔

"آئی نو رونل اینڈ تھینکس۔"

شمائل ھادہیر کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے رونل سے بولی تھی۔

"آئی وانٹ ٹو بی یور فرینڈ شپ۔"

(میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں)

رونل نے مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔شمائل نے ایک نظر ھادہیر کو دیکھا جس نے ان دونوں کو مکمل نظر انداز کر کے وہاں کونے میں موجود ایک ٹیبل کے قریب پڑی خالی کرسی پر اپنی جگہ بنائی تھی۔

شمائل نے مسکرا کر رونل کا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما تھا۔

"یس۔"

شمائل کا ہاتھ رونل کے ہاتھ میں دیکھ کر ھادہیر کا طیش مزید بڑھا تھا۔اس لئے وہ وہاں کرسی کو ٹھوکر مار کر کیفے سے نکلتا چلا گیا تھا۔شمائل بھی رونل کو بائے بولتی اس کے پیچھے بھاگی تھی جو پارکنگ میں اپنی گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔شمائل اس کے پیچھے گئی تھی۔ھادہیر گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو شمائل بھی جلدی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔ھادہیر نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔

"ھاد۔۔"

"آئوٹ آف مائے کار رائٹ نائو۔"

ھادہیر شمائل کے کچھ بولنے سے پہلے ہی غصے سے دھاڑا تھا۔ شمائل ڈر کر دروازے کی سیٹ کے ساتھ لگی تھی۔

ھادہیر کا سرخ چہرہ شمائل کو اس وقت خوف کے گہرے سمندر میں غرق کر چکا تھا۔

"سوری وہ بس مذاق۔۔۔"

شمائل نے ہمت کر کے بولنا چاہا تو ھادہیر اس کا دایاں بازو پکڑ اسے اپنے قریب کر چکا تھا۔ شمائل نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔ ھادہیر نے سرخ آنکھوں سے اس کے چہرے پر خوف کی لکیروں کو دیکھا تھا۔ لبوں کی کپکپاہٹ اور جسم کی لرزش اس کے ڈر کو مقابل پر واضح کرتی جا رہی تھی۔

"دور رہو مجھ سے شمائل شاہ ورنہ انجام بہت خطرناک ہو گا۔"

ھادہیر دھیمی آواز مگر سخت لہجے میں بولا تھا۔

"اب نکلو گاڑی سے تمہیں صارم ہی گھر ڈراپ کرے گا۔"

ھادہیر کی بات پر اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور ایک نظر اسے دیکھا تھا جو اسے چھوڑ کر اب اس کے گاڑی سے نکلنے کا منتظر تھا۔ شمائل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اور گاڑی سے نکل کر باہر کھڑی ہو گئی تھی ھادہیر نے بنا اس کی طرف دیکھے گاڑی سٹارٹ کی اور وہاں سے چلا گیا جبکہ شمائل کا ایک آنسو اس کے دائیں گال سے پھسلتا ہوا زمین بوس ہوا تھا۔

قربت مانگ رہا ہے دل ان کی

اے عشق! اب تو فنا ہو جا۔

(کرن رفیق)

"آہ۔۔ پلیز چھوڑ دو مجھے۔"

یہ منظر ہے ایک اندھیرے کمرے کا جہاں ایک شخص حمنہ کو بیلٹ سے بری طرح مار رہا تھا۔ اور حمنہ چیخ چیخ کر بول رہی تھی کہ وہ اسے چھوڑ دے لیکن مقابل سرخ چہرہ لئے اسے کسی قسم کی رعایت نہیں دے رہا تھا۔

"وہ تمہاری نگرانی میں بھاگ کیسے گیا؟"

اس شخص کا لہجہ حمنہ کو مزید خوفزدہ کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم میں سوئی ہوئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم میں کیسے اتنی گہری نیند سو گئی تھی۔"

حمنہ کی بات پر وہ نیچے اس کے پاس بیٹھا تھا۔

"کوبرا نام ہے میرا اور مجھ سے ہوشیاری مت کرنا لیز اور نہ ایسی موت دوں گا کہ دنیا خوف کھائے گی۔"

وہ پینتالیس سالہ شخص چہرے پر زخم کے نشان لئے سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔ حمنہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور روتے ہوئے بولی۔

"پلیز سر مجھے معاف کر دیں میں نہیں جانتی یہ سب کیسے ہوا؟"

کوبرا نے حمنہ کا منہ دبوچا تھا۔ جبڑے پر گرفت سخت کرتے ہوئے وہ غرایا تھا۔

"تمہیں معلوم نہ ہی ہو لیز اتو اچھا ہے اور ایک بات تمہیں زندہ اس لئے چھوڑ رہا ہوں کیونکہ تم صدیقی کی بیٹی ہو ورنہ تم جانتی ہو کہ اب تک تم اپنی سانسیں چھوڑ چکی ہوتی۔"

کوبرا کی گرفت پر اس کی چیخیں نکلی تھیں۔

"آج رات تیار رہنا میرے موڈ کو صحیح کرنے کے لئے اور ہاں اب طبیعت خرابی کا بہانہ مت کرنا کیونکہ تمہارا باپ بھی تمہیں آج رات میرے پاس بھیجنا چاہتا ہے تاکہ میرا قہر اس پر نہ نازل ہو سی یو ان نائٹ بے بی۔"

کوبرا حمنہ کا منہ چھوڑتے ہوئے اٹھا تھا اور پلٹ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ پیچھے حمنہ اپنی قسمت پر روتے ہوئے ماتم کر رہی تھی۔

اپنی آنکھوں کو آہستہ سے کھولتے ہوئے وہ ذہن کو بیدار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہادی اور احان لیپ ٹاپ کھولے کوبرا کے اڈے پر ریڈ کرنے کی تیاری کر رہے تھے کیونکہ حمنہ کے اس لاکٹ سے وہ کوبرا اور حمنہ کی ساری گفتگو سن چکے تھے اس لئے اب وہ اپنا پلین ڈسکس کر رہے تھے جب بیڈ پر لیٹا وجود مسکراتے ہوئے ہادی کو دیکھنے لگا تھا۔ وہ احان کو سنجیدگی سے کچھ سمجھانے میں مصروف تھا۔

"ہادی۔"

حاطب شاہ کی نقاہت زدہ آواز پر وہ حاطب شاہ کو دیکھنے لگا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے ان کے پاس آیا تھا۔ ڈاکٹر نے کچھ انجیکشنز لکھ کر دیئے تھے اور ادویات دی تھیں حاطب شاہ کے لئے۔ چونکہ ڈاکٹر ڈیوس کا جاننے والا تھا اس لئے کچھ پیسوں پر وہ حاطب کے وجود سے انجان بن گیا تھا۔ ہادی مسکراتے ہوئے ان کے سامنے بیٹھا تھا۔

"پاپا۔"

ہادی کا لہجہ ایک لمحے میں نم ہوا تھا آنکھوں کے خالی گوشے بھی نمی سے تر ہونے لگے تھے۔ حاطب مسکرا کر ہادی کو دیکھنے لگا تھا۔

"میرا بیٹا تو کافی بڑا ہو گیا ہے۔"

حاطب شاہ نے ہادی کا دایاں ہاتھ پکڑ کر کہا تو ہادی مسکرا دیا۔

"ہاں بڑا ہو گیا ہوں لیکن آپ کے لئے ابھی بھی بچہ ہوں۔"

ہادی کی بات پر احان مسکرایا تھا۔

"سر ہادی سر واقعی بچے ہیں اس لئے تو ابھی تک انہوں نے رخصتی نہیں کروائی بھابھی کی۔"

احان کی بات پر ہادی نے سے گھورا تھا جبکہ حاطب نے سوالیہ نظروں سے احان کو دیکھا تھا۔

"یہ کون ہے؟"

حاطب شاہ نے احان کو دیکھ کر پوچھا تھا۔

"میں آپ کے پسندیدہ ترین استاد کا اکلوتا بیٹا ہوں۔"

احان کے تعارف پر ہادی مسکرایا تھا جبکہ حاطب شاہ نے ابھی بھی سوالیہ نظریں ان دونوں پر گاڑھی ہوئی تھیں۔

"سر شفاعت کا بیٹا ہے یہ۔"

ہادی نے مسکرا کر کہا تو حاطب کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔

"سر نے شادی کیسے کرلی؟"

حاطب شاہ کے انداز پر احان اور ہادی دونوں نے قہقہ لگایا تھا۔

"یہ سوال تو میں بھی اپنے پاپا سے اکثر پوچھتا ہوں سر لیکن پھر ان کے جوتے کا سائز مجھے مزید کچھ پوچھنے سے روک دیتا ہے۔"

احان کی ایکٹنگ عروج پر تھی جبکہ ہادی نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"یہ لاعلاج ہے پاپا اس کو چھوڑیں آپ اور یہ بتائیں طبعیت کیسی اب آپکی؟ کیسا فیل کر رہے ہیں آپ؟"

ہادی کی بات پر حاطب مسکرائے تھے۔

"میرا بیٹا میرے پاس ہے تو مجھے کیا ہو سکتا ہے؟ اچھا یہ بتاؤ گھر میں سب کیسے ہیں؟"

حاطب کی بات پر ہادی مسکرایا تھا۔

"سب ٹھیک ہیں پاپا اور ان شاء اللہ بہت جلد آپ سب کے درمیان موجود ہوں گے یہ آپ کے بیٹے کا وعدہ ہے۔"

ہادی نے ان کے ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا تھا۔

"ہاں سب ٹھیک ہیں سر بس آپ کے بیٹے کی طبیعت خراب ہے ڈاکٹر بھابھی کے بغیر۔"

احان کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا جبکہ حاطب شاہ نے ناسمجھی سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"سر ایسے کیا دیکھ رہے ہیں بتائیں سر حاطب کو کہ آپ ان کی بیٹی سے عشق کی پینگیں لڑاتے ہوئے نکاح کر چکے ہیں۔"

احان کی مصنوعی سنجیدگی پر ہادی جہاں اسے مارنے کے لئے اٹھا وہیں حاطب شاہ نے مسکرا کر ہادی کو دیکھا تھا۔

"اتنی بڑی ہوگئی ہے عارو کہ اس کا نکاح ہو گیا ہے۔"

حاطب شاہ کی خوشی نمی کی صورت میں ان کی آنکھوں میں چمکی تھی۔ہادی نے مسکرا کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"کچھ ذیادہ ہی بڑی ہوگئی ہے آپ کی بیٹی اور زبان تو مت ہی پوچھیں آپ پاکستان سے انڈیا کے بارڈر تک لمبی ہے۔"

ہادی مصنوعی تاسف سے بولا تو حاطب شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"تم میری بیٹی کی برائی میرے سامنے ہی کر رہے ہو؟"

"ہاہاہا نہیں پاپا میں آپ کی بہو کی برائی کر رہا ہوں۔"

ہادی ان کے ہاتھ پکڑ کر محبت سے بولا تو احان کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

"سر قسم سے آپ کو بہت سیاسی داماد ملا ہے۔"

احان یہ بول کر کمرے سے بھاگا تھا جبکہ حاطب شاہ نے مسکرا کر ہادی کو دیکھا تھا جو بار بار ان کے ہاتھوں پر بوسہ دے رہا تھا۔

رات کا کھانا سب خاموشی سے کھا رہے تھے جب حازم شاہ عابیہ کی غیر موجودگی کو نوٹ کرتے ہوئے عشال شاہ سے مخاطب ہوئے تھے۔

"بیگم عابیہ کہاں ہے؟"

حازم شاہ کی بھاری آواز پر جہاں حمین نے منہ بسور کر حازم شاہ کو دیکھا تھا وہیں آئرہ نا سمجھی سے حازم شاہ کو دیکھنے لگی تھی۔ عشال شاہ نے ایک سنجیدہ نظر حازم شاہ پر ڈالی تھی۔

"وہ گیسٹ روم میں ہے اور میں نے اس کا کھانا وہیں بھجوا دیا ہے۔"

عشال شاہ کے لفظوں پر حازم شاہ نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا تم اس بچی کو کیا چھوت کی بیماری سمجھ رہی ہو؟"

حازم شاہ کا لہجہ سخت ہو گیا تھا اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا انہیں واقعی عشال شاہ کا یہ قدم پسند نہیں آیا تھا۔

"شاہ میں نے تو بس اس کے آرام کی خاطر ایسا کیا ہے۔"

عشال شاہ کی دلیل کمزور تھی۔

"مجھے تم سے یہ توقع نہیں تھی عشال شاہ۔"

حازم شاہ یہ بول کر اٹھے تھے اور بنا کسی کی طرف دیکھے گیسٹ روم کی جانب گئے تھے۔

"ماما کون عابیہ اور پاپا اتنا ہائپر کیوں ہو رہے ہیں؟"

آئرہ نے عشال شاہ کو دیکھ کر پوچھا تھا۔

"بی جے وہ مال والی لڑکی کے بارے میں بتایا تھا نا آپ کو وہی ہے کل اس کا ہماری گاڑی سے ایکسیڈنٹ ہو گیا تو ڈیڈ اسے ہمارے گھر لے آئے ہیں۔"

حمین نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

"او مائے گاڈ مطلب وہ زخمی ہے ابھی؟"

آئرہ نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔

"بی جے وہ زخمی ضرور ہے لیکن قسم لے لیں جو اس کی زبان پر کھروچ تک آئی ہو۔"

حمین مصنوعی تاسف سے بولا تھا۔

"ماما آپ کو اس بات کو بھول جانا چاہیے کیونکہ آپ کا لاڈلا اس لڑکی کو یونیورسٹی میں کافی تنگ کر چکا ہے۔"

آئرہ نے حمین کو گھور کر عشال شاہ کو بتایا تو وہ شرمندہ ہوتے ہوئے سر جھکا گئی تھیں۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتیں حازم شاہ عابیہ کے ساتھ لائونج میں آئے تھے۔ حمین نے گھور کر عابیہ کو دیکھا تھا۔ اسے حازم شاہ کا پیار عابیہ کے لئے ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

"بیٹا آپ بیٹھو اور شمیم آپ عابیہ کو کھانا سرو کرو۔"

حازم شاہ عابیہ کو آئرہ کے ساتھ والی کرسی پر بٹھا کر وہ مسکراتے ہوئے ملازمہ سے بولے تھے۔ اس دوران وہ عشال شاہ کو مکمل نظر انداز کر گئے تھے۔

"السلام علیکم عابیہ میرا نام آئرہ ہے۔"

آئرہ شاہ نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کروایا تھا۔

"وعلیکم السلام میرا نام عابیہ ہے۔"

عابیہ جھجک کر بولی تھی۔

"عابیہ بچے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیجئے گا ورنہ آئرہ آپ کی بڑی بہنوں کی طرح اسے بتا دینا باقی کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

حازم شاہ نے آخری بات عشال شاہ کے جھکے سر کو دیکھ کر کہی تھی۔

"ڈیڈ ویسے کمال کی مہارت رکھتے ہیں آپ طنز کے تیر چلانے میں۔"

حمین جل کر بولا تھا۔

"ہاں تمہاری ماں سے سیکھی ہے یہ خاصیت۔"

حازم شاہ بول کر کھانے میں مصروف ہو گئے تھے جبکہ عشال شاہ اپنی جگہ سے اٹھی تھیں اور بنا کسی کی طرف دیکھے اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔ ان کے جاتے ہی حازم شاہ نے بھی کھانا کھانا چھوڑ دیا تھا۔

"ہاہاہا جب معلوم ہے ان کے بغیر کھانا ہضم نہیں ہوتا تو مت کیا کریں ان کو ناراض۔"

آئزہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔

"تمہاری ماں شروع سے ہی ضدی رہی ہے۔"

حازم شاہ عشال شاہ کے لئے کھانا ایک ٹرے میں نکالتے ہوئے بولے تھے۔

"ڈیڈ میرے کمرے کا دروازہ گیارہ بجے کے بعد بند ہو گا۔"

حمین کی بات پر حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"تمہارا باپ اتنا نکما نہیں ہے کہ ایک عدد روٹھی بیوی کو منا نہ سکے تم اپنے کمرے کا دروازہ بند ہی رکھنا یہی تمہارے لئے اچھا ہو گا۔"

حازم شاہ اسے گھورتے ہوئے ٹرے اٹھائے وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

"بی جے میں تھوڑی دیر تک بڑی ماں کے کمرے میں آتا ہوں شمائل کو کال کرنی ہے ہم نے او کے تب تک آپ یہاں موجود لوگوں کو کمپنی دیں۔"

حمین یہ بول کر سڑھیوں کی طرف چلا گیا تھا جبکہ آئزہ نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"ٹھیک سے کھانا کھائیو عابیہ۔"

آئزہ محبت سے اسے ٹوکتے ہوئے بولی تھی۔

"آپ حمین کی بڑی بہن ہیں؟"

عابیہ کے بے تکے سوال پر آئرہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔

"اس کی بڑی بہن اور بھابھی ہوں۔ لیکن آج سے تمہاری بھی بڑی بہن ہوں اوکے۔"

آئرہ نے مسکرا کر اس کے دائیں گال پر ہاتھ رکھا تھا۔ عابیہ کی آنکھوں کے آگے ادیبہ کا سراپا لہرایا تھا نمی آنکھوں میں آئی تو اسے گالوں پر بہنے سے وہ روک نہ سکی عابیہ نے مسکرا کر اسے گلے لگایا تھا اور اس کے آنسو صاف کئے تھے۔

"تم رو کیوں رہی ہو؟"

"مجھے کسی کی یاد آ گئی؟"

عابیہ سر جھکائے بولی تھی۔

"اچھا آئندہ نہیں رونا کیونکہ یادیں انسان کو جینے کا ہنر سکھاتی ہیں اس لئے کسی کے یاد آنے پر رونا نہیں چاہیے۔"

آئرہ کی بات پر وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی اور اپنا سر اثبات میں ہلا گئی۔

"اچھا جلدی سے کھانا کھاؤ پھر میں تمہیں اپنی مام سے ملواتی ہوں۔"

آئرہ کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی جبکہ آئرہ مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"تم کہاں جا رہے ہو ہادی؟"

حاطب شاہ بیڈ پر بیٹھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہادی سے مخاطب ہوئے جو اپنی پسٹل کو اپنی جیکٹ کی پاکٹ میں ڈال رہا تھا۔ ان کی آواز پر وہ پلٹ کر مسکرایا تھا۔

"پاپا آج آپ کا بیٹا اپنے مشن کو انجام تک پہنچانے والا ہے۔"

ہادی کی بات پر حاطب شاہ نے نا سمجھی سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"کونسا مشن؟"

"کوبرا کو پکڑنے کا مشن۔ آپ کی تمام تکلیفوں کا بدلہ لینے کا مشن۔"

ہادی کی بات پر حاطب شاہ نے سنجیدہ ہو کر اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

"اپنا دھیان رکھنا ہادی کیونکہ کوبرا کبھی بھی آسانی سے پکڑا جانے والا انسان نہیں ہے۔"

حاطب شاہ کی بات پر ہادی مسکرایا تھا۔

"مشکلیں آپ کے بیٹے کو بہت پسند ہیں پاپا۔"

ہادی کی بھوری آنکھوں میں ایک الگ چمک ابھری تھی اسکا جنون اس چمک کو دوبالا کر رہا تھا۔ حاطب شاہ کو اس وقت وہ بالکل اپنا پرتو لگ رہا تھا۔ وہ جنونی تھا اپنے وطن کو لے کر یہ بات حاطب شاہ کو سکون دے گئی تھی لیکن مشن کا اختتام اور ہادی کا جانا ان کے دل کو بے چین کر رہا تھا۔ وہ ایک فوجی کی طرح نہیں بلکہ ایک باپ کی طرح سوچ رہے تھے۔

"اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو آمین۔"

حاطب شاہ یہ بول کر نم آنکھوں سے مسکرائے تھے۔

"پاپا میں شہادت چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے خدا میری یہ خواہش بہت جلد پوری کرے گا۔"

ہادی کی بات پر حاطب شاہ نے لب بھینچے تھے۔

"اچھا میں ڈیوس کو آپ کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر واپس نہ آ سکا تو وہ آپ کو پاکستان باحفاظت پہنچا دے گا۔"

ہادی نم آنکھوں سے حاطب شاہ کی پیشانی کو چوم کر بولا تھا۔

"اللہ تمہارا نگہبان ہو۔"

حاطب شاہ نے بھی اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ وہ مسکراکر اٹھا اور حاطب شاہ سے اجازت لیتے ہوئے اس سفر پر روانہ ہو گیا جس کی منزل آج ان کو ملنے والی تھی یا شاید ایک بڑا امتحان شاہ ہاؤس کے مکینوں کو مسکراکر دیکھ رہا تھا۔

"ماما اس کو بولیں بات نہیں کرے مجھ سے۔"

شمائل لاؤنج میں آمنہ شاہ کے ساتھ بیٹھی ویڈیو کال پر حمین اور باقی گھر والوں سے بات کر رہی تھی۔ حمین اسے تنگ کر رہا تھا جب شمائل عشال کو دیکھ کر بولی۔

"بی جے یہ چھپکلی تو بول رہی مجھ سے بات نہیں کرو تو جو خوشخبری میں نے اسے دینی تھی وہ اب نہ ہی بتاؤں نا اسے؟"

حمین آئرہ کو دیکھ کر بولا جو آزفہ شاہ کو سوپ پلا رہی تھی۔

"کیسی خوشخبری بندر جلدی بتاؤ ورنہ گنجا کر دوں گی پاکستان آکر۔"

شمائل نے اسے گھورا تھا۔ سب گھر والے ان دونوں کی نوک جھونک پر ہنس رہے تھے۔

"کیوں چھپکلی تمہارے باپ کا راج ہے کیا جو گنجا کر دو گی؟"

حمین نے اسے گھور کر کہا لیکن حازم شاہ کی گھوری پر اس نے اپنے لفظوں پر غور کیا تو سمجھ گیا کہ وہ الٹا بول چکا ہے جبکہ اس کی بات پر شمائل نے قہقہ لگایا تھا جسے لاؤنج میں داخل ہوتے ھادھیر نے باخوبی سنا تھا۔

"سوری ڈیڈ لیکن قسم سے مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ بھی یہاں موجود ہیں۔"

حمین بجائے شرمندہ ہونے کے ڈھٹائی سے بولا تو حازم شاہ نے اپنا جوتا اس کی طرف پھینکا تھا جو حمین کے کندھے پر لگا تھا۔ شمائل اور باقی سب کے قہقوں پر وہ بھی ڈھیٹوں کی طرح مسکرا دیا تھا۔

"اچھا بتاؤ اب کونسی خوشخبری کی بات کر رہے تھے؟"

شمائل نے ایک نظر اپنے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ھادہیر کو دیکھا جو اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے اپنے موبائل کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ مجبوراً شمائل نے بھی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ کر حمین سے پوچھا تھا۔

"بتاؤں گا نہیں بلکہ دکھاؤں گا اور یہ دیکھو کون ہے؟"

حمین آزفہ شاہ کے آگے کیمرہ کرتے ہوئے بولا تو شمائل کے ساتھ ساتھ آمنہ شاہ پر بھی سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

"بڑی ماما۔"

شمائل خود سے بڑبڑائی تو آمنہ شاہ بھی نم آنکھوں سے آزفہ کو دیکھنے لگی تھیں۔

"گڑیا کیسی ہو اور ماما کیسی ہیں؟"

آزفہ شاہ کی آواز پر ھادہیر کے موبائل پر چلتے ہاتھ رکے تھے وہ جانتا تھا کہ اس کا باپ آزفہ شاہ سے محبت کرتا تھا اسی لئے تو وہ آزفہ شاہ سے بہت محبت کرتا تھا۔

"بڑی ماما آپ ٹھیک ہو گئیں اور یہ کب ہوا مطلب آپ۔۔"

شمائل خوشی سے ٹوٹے لفظ بولتے جا رہی تھی جبکہ آزفہ شاہ کی آنکھیں بھی اس کو دیکھ کر نم ہو چکی تھیں۔

"آزی میری جان کیسی ہو؟"

آمنہ شاہ کی نرم آواز پر آزفہ شاہ کا ضبط ٹوٹا تھا وہ زارو قطار رو دی تھیں۔ حازم شاہ نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔ ماحول پر ایک دم سوگواریت چھا گئی تھی۔ سب جانتے تھے اس وقت وہ حاطب شاہ کو ہی یاد کر رہی ہوں گی۔

"آزی میری پیاری بیٹی پلیز چپ کر جاؤ۔"

آمنہ شاہ خود پر ضبط کرتے ہوئے بولی تھیں۔ ھادہیر نے ایک نظر ان کو دیکھا تو ان کے پاس صوفے پر آ گیا۔ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ ان کو اپنے حصار میں لے گیا تھا۔

"بڑی ماما کیسی ہیں آپ؟"

ھادہیر مسکراتے ہوئے بولا تو آزفہ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔

"ھاد۔"

آزفہ شاہ کی آواز پر وہ اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیل کر مسکرایا تھا۔

"بھائی دیکھیں ہمارا ھاد کتنا بڑا ہو گیا ہے۔"

آزفہ شاہ خوشی سے بولی تھیں۔

"ہاں بالکل ھاد بھائی بڑے ہو گئے ہیں بڑی ماں اب ان کی شادی کر دینی چاہیے آپ کا کیا خیال ہے؟"

حمین کی شرارت پر ھادہیر نے اسے گھورا تھا جبکہ باقی گھر والوں نے مسکرا کر ھادہیر کی گھوری اور حمین کی معصومیت کو دیکھا تھا جو وہ ھادہیر کے دیکھنے پر اپنے اوپر طاری کر گیا تھا۔

"یقیناً تم چاہتے ہو کہ تمہاری ہڈیاں ہادی بھائی آ کر فکس کریں۔"

ھادہیر دانت پیس کر بولا تھا۔

"کیوں بھئی آپ کو ہڈیاں فکس کرنا نہیں آتا کیا؟"

حمین کے جواب پر ھادہیر نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کر لیا تھا۔

"ڈیڈ مجھے پاکستان آنا ہے۔"

اس سے پہلے ھادہیر کچھ بولتا شمائل کی سنجیدہ آواز پر حازم شاہ نے اسے دیکھا تھا۔

"پاکستان شمائل لیکن تمہاری سٹڈی؟"

حازم شاہ کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"ڈیڈ مجھے بڑی ماما سے ملنے آنا ہے اور سٹڈی کا کیا ہے؟ پیپر ابھی تین ماہ تک ہیں تو ایک ماہ کے لئے مجھے آنا ہے پلیز منع نہیں کرنا۔"

شمائل بچوں کی طرح ضد کر کے بولی تو آمنہ شاہ مسکرا دی تھیں۔

"ماما آپ نہیں آئیں گی ھاد کو لے کر؟"

آزفہ شاہ کی آواز پر آمنہ شاہ نے ھادہیر کا چہرہ دیکھا جو مسکرا دیا تھا۔

"بڑی ماما اماں سائیں، بابا سائیں اور شمائل اسی ہفتے پاکستان آجائیں گے لیکن میں دو ویک تک آئوں گا آپ سے ملنے۔"

ھادہیر کی آواز پر حازم شاہ سمیت وہاں سب کے چہرے پر بے یقینی تھی۔

"تم سچ بول رہے ہو؟"

حازم شاہ کے چہرے پر بے یقینی تھی۔

"چھوٹے پاپا میں سچ بول رہا ہوں کچھ کام ہے یہاں وہ نبٹ جائے پھر آجائوں گا۔"

ھادہیر کی مسکراہٹ پر سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

"میں انتظار کروں گی؟"

آزفہ شاہ کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"ضرور بڑی ماما۔۔ آپ کا انتظار رائیگاں نہیں جائے گا۔"

ھادہیر کی بات پر وہ مسکرائی تھیں۔

"اچھا میں ٹکٹس کرواتا ہوں باقی تمہارا انتظار رہے گا ھاد۔"

حازم شاہ نے یہ بول کر چند باتوں کے بعد اسے اللہ حافظ بول دیا تھا۔ شائل نے ایک نظر اسے دیکھا تھا جو آمنہ شاہ سے مسکرا کر باتیں کر رہا تھا اور اسے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کر رہا تھا۔ شائل ایک گہری سانس فضا میں خارج کرتے ہوئے موبائل اٹھایا اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔ ھادھیر نے سنجیدگی سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"سر آپکو نہیں لگتا کہ اس لیزا بھابھی نے ہمیں ٹریپ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے"

ہادی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب احان نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر ہادی سے کہا تو ہادی مسکرا دیا تھا۔

"نہیں اس بار وہ ٹریپ نہیں کر سکے گی کیونکہ اس بار مات لکھ دی گئی ہے اس کی قسمت میں۔"

ہادی کے جواب پر احان مسکرایا تھا۔

"سر آپ سے ایک بات پوچھوں؟"

احان کے سنجیدہ انداز نے ہادی کو اس کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"کیا میری اجازت نہ دینے پر تم نہیں پوچھو گے؟"

ہادی کی بات پر احان نے قہقہہ لگایا اور اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"وہ پوچھنا یہ تھا اگر آپ کو اس مشن میں شہادت مل گئی تو دو بیوہ ہوں گی یا زیادہ کا سین ہے؟"

احان شرارت سے بول کر ہادی کو دیکھنے لگا جو مسکرا دیا تھا۔

"تم کبھی بھی سدھر نہیں سکتے احان خیر مجھے یہ بتاؤ حمنہ کی لوکیشن اس وقت کس جگہ کی ہے؟"

"سر بات گھمانا کوئی آپ سے سیکھے۔"

احان منہ بسور کر بولا تو ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"سر اس وقت وہ یہاں سے پانچ کلومیٹر دور سرگم ہوٹل کے پاس کلب میں موجود ہے۔"

"تم جانتے ہو احان کوبرا کی بیوی کی کا کیا نام ہے ؟"

ہادی کی بات پر احان نے نا سمجھی سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"سر ایسے لوگوں کی بیویاں بھی ہوتی ہیں کیا؟"

"ہاہاہا یہ تو مجھے معلوم نہیں بھئی لیکن کوبرا کی بیوی تو ہے۔"

ہادی نے ہنستے ہوئے احان کو جواب دیا تو احان مسکرا دیا۔

"سر بتائیں پھر کون ہے اس کی بیوی ؟"

احان نے پر تجسس ہو کر پوچھا۔

"بتائوں گا نہیں ڈائریکٹ دکھائوں گا بھئی بس کچھ گھنٹے انتظار کرو۔"

ہادی ونڈ سکرین پر نظریں جمائے مقابل کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

"سر ویسے سب کی بیوی ہے لیکن ایک مجھ معصوم کی ہی نہیں ہے۔"

"احان پہلی بات تم معصوم نہیں ہو اور دوسری بات سب سے تمہارا کیا مطلب تھا۔"

ہادی نے اسے پلٹ کر گھورا تھا۔

"سر دیکھیں نا اب کوبرا جیسے کمینے کی بھی بیوی ہے اور آپ جیسے سڑیل کی تو دو دو ہیں۔ اللہ تو کچھ زیادہ ہی مہربان ہے آپ پر اور ایک میں ہوں جسے ایک کیا آدھی بھی بیوی نہیں ملی۔ ویسے آپس کی بات ہے مجھے لگتا ہے سر کہ میرے حصے کی بیوی اللہ نے آپکو دے دی ہے اسی لئے آپ کے پاس دو ہیں۔"

احان کی بے تکی باتوں پر ہادی نے بمشکل مسکراہٹ روکی تھی۔

"شٹ اپ احان۔"

ہادی کے بولنے پر وہ ڈھیٹ بن کر مسکرایا تھا۔

"سر ویسے امیجن کریں حمنہ اور ڈاکٹر بھابھی ایک ہی گھر میں رہیں اور آپ کے بارہ بچے ہوں اور۔۔"

"احان بس کرو اور کام پر فوکس کرو۔"

ہادی نے اس بار سنجیدگی سے اسے ٹوکا تھا۔ احان ہنستے ہوئے لیپ ٹاپ سے کچھ فائلز کو ایک آئی ڈی پر سینڈ کرنا شروع ہو گیا تھا۔

"ویسے تم کر کیا رہے ہو تب سے؟"

ہادی اسے لیپ ٹاپ پر مصروف دیکھ کر بایاں آبرو اچکا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"سر بس کچھ فائلز سینڈ کرنی تھی امپورٹنٹ۔"

احان جلدی سے لیپ ٹاپ بند کر کے مسکرایا تھا جبکہ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"تم نے غالباً ابھی میری بیوی کا جی میل اکاؤنٹ ٹائپ کیا ہے کی بورڈ پر۔"

ہادی کی بات پر احان نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا وہ کیسے بھول سکتا تھا کہ پاس بیٹھا شخص عقاب جیسی نظریں رکھتا ہے۔ احان زبردستی مسکرایا تھا۔

"سر آپ کے بیوی کے جی میل اکاؤنٹ سے مجھے کیا لینا دینا میں تو اپنے ایک دوست کو میل سینڈ کر رہا تھا۔"

احان کی بات پر ہادی نے اسے دیکھا اور اپنا سر اثبات میں ہلا دیا اور مشن سے متعلق اسے ہدایات دینے لگا تھا۔ جسے احان مسکراتے ہوئے بغور سن رہا تھا۔

سڑھیاں اتر کر وہ سیٹی بجاتے ہوئے کیچن کی طرف گیا تھا۔ وہ لائیٹ آن کئے بغیر ہی فریج کی جانب بڑھا تھا۔ اس سے پہلے وہ فریج تک پہنچتا کسی وجود سے بے ساختہ ٹکرایا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے جان نہیں سکا کہ کون تھا لیکن چیخیں دونوں کی کافی بلند تھیں۔

حمین نے چیخ سے اندازہ لگا لیا تھا اس وقت مقابل عابیہ ہے اس نے بے ساختہ اسے گرنے سے بچانے کے لئے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کیا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ کیچن میں موجود شیلف کو تھام کر دونوں کو متوازن کر گیا تھا۔ کیچن کی کھڑکی سے آتی چاند کی مدھم روشنی حمین کو اس وقت تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ کیونکہ عابیہ کا چہرہ واضح نظر آنے لگا تھا۔ مدھم روشنی میں چمکتا اس کا چہرہ حمین کے حواس سلب کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔ دھڑکنیں ایک الگ تال پر رقص کرنا شروع ہو چکی تھیں۔ عابیہ کا چہرہ اس کے چہرے سے بمشکل چند انچ دور تھا۔ حمین کو اپنی سانسیں رکتی کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اس کی قربت میں۔ وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا ایسے ہی ایک اچانک ابھرنے والی خواہش پر وہ خود بھی حیران ہوا تھا۔ عابیہ کا حال بھی مختلف نہ تھا وہ حمین کی ٹکٹکی کو محسوس کر کے اپنی رنگت کو متغیر کر چکی تھی۔ دودھیا رنگت میں سرخیاں گھل کر مقابل کو مبہوت ہونے پر مجبور کر گئی تھی۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا کیچن میں موجود خاموشی کو عشال شاہ کی آواز نے توڑا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

عشال شاہ نے کیچن کی لائیٹ آن کر کے سخت لہجے میں دونوں کو گھور کر پوچھا تھا۔ حمین نے جلدی سے عابیہ کو چھوڑا تھا اور اس سے چار قدم دور ہوا تھا۔

"موم وہ اندھیرے میں مجھے معلوم نہیں ہوا اور وہ گرنے لگی تھی تو بس میں نے اسے پکڑ کر بچا لیا۔"

حمین نظریں چرا کر عشال سے بول رہا تھا۔ عشال نے اس کا نظریں چرانا دیکھا تھا جبکہ عابیہ کا سر بھی جھک گیا تھا۔ حمین خود نہیں جانتا تھا وہ اتنا کیوں ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہا تھا حالانکہ بول تو سچ ہی رہا تھا۔

"ہنی اپنے کمرے میں جائیو۔"

عشال شاہ کی آواز پر وہ بنا کسی طرف دیکھے وہاں سے باہر کی جانب چلا گیا تھا جبکہ عابیہ وہیں انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔ عشال شاہ چلتے ہوئے اس کے پاس آئیں تو دیکھا کہ وہ سر جھکائے رونے میں مصروف ہے۔ عشال

شاہ نے اس کا چہرہ پکڑ کر اوپر کیا جو آنسوئوں سے تر تھا اور نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی وہ خود کو مجرم محسوس کر رہی تھی۔

"ایم سوری آنٹی میں بس پانی لینے آئی تھی کیونکہ میرے سر میں کافی پین ہو رہی تھی اور کمرے میں پانی نہیں تھا اور۔۔"

"ششش۔۔بس کیا میں نے صفائی مانگی تم سے؟"

عشال شاہ نے بے ساختہ اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروایا تھا۔

"تم بھلے ہی میری بیٹی نہیں ہو لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ حمین ایک بالغ لڑکا ہے وہ میرا بیٹا ضرور ہے عابیہ لیکن مرد اور عورت کی تنہائی میں شیطان کا ورغلانا بھی ہوتا ہے۔ اتنا یقین ہے مجھے کہ وہ میری تربیت پر حرف نہیں آنے دے گا لیکن بیٹا وہ جتنا بھی پاک باز ہو بہک سکتا ہے۔ امید ہے تم میری بات سمجھ گئی ہو۔ اس سے حمین کو کوئی نقصان نہیں ہو گا بلکہ بات تمہارے کردار پر آئے گی اور جب بات لڑکی کے کردار پر آتی تو وضاحتیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔ جب تک یہاں ہو کچھ بھی چاہیے ہو مجھے بولو اور کوشش کرو کہ حمین سے دور رہو۔ تم سمجھدار لگ رہی ہو میری بات یقینا سمجھ گئی ہو۔"

عشال نے نرمی سے عابیہ کے دائیں گال پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھایا تھا۔ عابیہ نے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"چلو یہ بات چھوڑو اور تم کمرے میں جائو میں آئرہ کو بھیجتی ہوں وہ تمہیں پین کا انجیکشن لگا دیتی ہے اگر تمہیں زیادہ درد ہو رہا ہے تو؟"

"نہیں آنٹی میں پین کلر کھا لوں گی انجیکشن نہیں پلیز۔"

عابیہ کی منمناتی آواز پر عشال شاہ نے اپنے لبوں پر آئی مسکراہٹ کو بمشکل روکا تھا۔

"ڈونٹ ٹیل میں تم بھی ہنی کی طرح انجیکشن سے ڈرتی ہو۔ وہ بھی میڈیسنز کے ڈھیر کھا سکتا لیکن انجیکشن دیکھ کر اس کا خون خشک ہو جاتا ہے۔"

حمین کے ذکر پر عشال کے لبوں پر ایک الگ ہی مسکراہٹ تھی جسے عابیہ نے بغور دیکھا تھا۔

"اچھا جاؤ کمرے میں ریسٹ کرو میں تو تمہاری چیخ سن کر آئی تھی ویسے میں جانتی ہوں حمین سچ بول رہا ہے کیونکہ وہ ہر رات کو پاستہ کھانے آتا ہے جو میں نے بنا کر فریج میں رکھا ہوتا ہے۔"

"شکریہ آنٹی یقین کرنے کے لئے۔"

عابیہ مشکور ہوئی تھی عشال کی کہ اس نے بجائے جاہل عورتوں کی طرح بات کو غلط انداز میں لینے کے حمین کی بات پر یقین کر کے عابیہ کو غلط نہیں سمجھا تھا۔

"شکریہ کس لئے میری بھی بیٹی ہوتی تمہاری جگہ تو میں یہی کرتی کیونکہ تم لوگ عمر کے جس حصے میں ہو مار دھاڑ یا غصہ کرنے سے بات بگڑتی ہی اس لئے نرمی اور محبت سے بات کی کیونکہ مجھے امید ہے تم بھی گڑیا کی طرح سمجھدار ہو۔"

عشال شاہ کی بات پر وہ مسکرائی تھی اور پھر ان سے اجازت لے کر کیچن سے چلی گئی تھی حازم شاہ جو عشال شاہ کو کمرے سے نکلتا دیکھ کر ان کے پیچھے آئے تھے اب عشال شاہ کی باتوں پر مطمئن ہو کر مسکرائے تھے۔ ان کی بیوی واقعی حیران کر گئی تھی ان کو اس معاملے میں۔ وہ مسکراتے ہوئے پلٹ کر کمرے کی جانب چلے گئے تھے۔ عشال شاہ نے فریج سے پاستہ نکالا اور اسے اوون میں گرم کر کے حمین کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

حمین جب سے کیچن سے آیا تھا کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا وہ چاہ کر بھی عابیہ کو چہرہ جو اس کے اتنے قریب تھا ذہن سے نکال نہیں پا رہا تھا۔

"ہنی یار کیا ہو گیا ہے؟ پاگل ہو گئے ہو کیا؟ کیوں اس چڑیل کو سوچے جا رہے ہو؟"

حمین خود سے بڑبڑایا تھا اتنے میں کمرے کا دروازہ ناک ہوا تو حمین نے جلدی سے خود کو کمپوز کر کے دروازہ کھولا تھا۔ سامنے عشال شاہ کے ہاتھوں میں پاستہ دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔

"میں جانتی تھی میرا بیٹا یہی لینے گیا تھا اس وقت کیچن سے اور بنا کھائے ہی آ گیا۔ اور اسے کھائے بغیر تمہیں نیند آنی نہیں تھی تو سوچا خود دے آئوں۔"

عشال شاہ حمین کو بائول پکڑاتے ہوئے مسکرا کر بولیں تو حمین بھی مسکرایا تھا۔

"تھینکس موم۔"

حمین نے عشال شاہ کی پیشانی پر بوسہ دے کر کہا تو عشال شاہ نے ایک ہلکا سا تھپڑ اس کے دائیں گال پر مارا۔

"ماں کو شکریہ کون بولتا ہے؟"

عشال شاہ کی مصنوعی خفگی پر وہ مسکرایا تھا۔

"آپ کو شکریہ تھوڑی بول رہا تھا میں تو ہٹلر کی بیوی کو شکریہ بول رہا تھا۔"

حمین کی بات پر عشال شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"باپ ہیں وہ تمہارے۔"

عشال شاہ نے اسے شرم دلائی تھی لیکن وہ ڈھیٹ بنا مسکرا دیا تھا۔

"وہ شوہر کے روپ میں اچھے ہیں موم لیکن قسم سے باپ کے روپ میں ہٹلر کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔"

حمین کی بات پر عشال بھی مسکرائی تھیں کیونکہ وہ حمین کے معاملے میں واقعی سختی برتتے تھے۔

"اچھا یہ کھا کر کچھ دیر چہل قدمی کر کے پھر سونا ورنہ ہضم نہیں ہو گا۔ شب بخیر۔"

عشال شاہ یہ بول کر وہاں سے پلٹ گئی تھیں۔

"گڈ نائٹ موم اینڈ لو یو مور دین اینی تھنگ ان دا ورلڈ۔"

حمین کی بات پر عشال شاہ مسکرائی تھیں جبکہ حمین بائول اٹھا کر اسے کمرے میں موجود ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔اس کی بھوک واقعی اڑ چکی تھی اور عابیہ کا چہرہ پھر سے اس کی سوچوں میں گردش کرنا شروع ہو گیا تھا۔

لاکھوں ہیں دنیا میں حسین لوگ

مگر میری حسین دنیا صرف تم ہو

(کرن رفیق)

ھادہیر اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا جب اس کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔ھادہیر نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور نرمی سے بولا۔

"کمنگ۔"

شمائل دروازہ کھول کر آہستہ سے چلتے ہوئے اندر آئی تھی۔ھادہیر کی اس کی طرف پشت تھی اس لئے وہ دیکھ نہیں سکا تھا کہ کون ہے مگر لیپ ٹاپ پر ابھرتے شمائل کے عکس کو دیکھ کر وہ حیرانگی سے پلٹ کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

شمائل اس کے دیکھنے پر ہچکچاتے ہوئے رکی تھی۔ھادہیر اٹھ کر اس کے قابل آیا تھا۔ماتھے پر شکنیں بے ساختہ اپنی جگہ بنا گئی تھیں۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟"

ھادہیر کی آواز مدھم مگر لہجہ کافی سختی لئے ہوئے تھا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

شمائل خشک لبوں کو زبان سے تر کر کے بولی تھی۔ھادہیر نے اسے دیکھا تھا جو مکمل طور پر نروس نظر آرہی تھی۔

"جو بات کرنی ہے جلدی بولو۔"

ھادیہر کا انداز ایسا تھا کہ جیسے احسان کر رہا ہو۔ شمائل کو اس کے رویے پر حد سے زیادہ دکھ ہو رہا تھا اور کیوں ہو رہا تھا یہ بات وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

"اس دن جو بھی ہوا اس کے لئے سوری مجھے آپ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

شمائل کی مدھم آواز پر ھادیہر طنزیہ مسکرایا تھا یقیناً وہ اس کا مذاق بنا رہا تھا شمائل نے کم از کم یہی سوچا تھا۔

"مجھے تمہارے لفظوں سے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا اس لئے تم ان کو ضائع کر رہی ہو بس۔ مجھے نہ اس دن کوئی فرق پڑا تھا اور نہ اب تمہارے سوری سے کوئی مطلب ہے۔ اس لئے اب مزید اس دن کے بارے میں بات کر کے خود کو شرمندہ نہیں کرو مس شمائل شاہ۔"

ھادیہر کے روکھے انداز پر شمائل نے بمشکل اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو روکا تھا۔

"آپ اتنے روڈ کیوں ہو رہے ہیں؟ پہلے تو ایسے نہیں تھے آپ؟"

شمائل کا شکوہ لبوں سے آزاد ہوا تو ھادیہر نے حیرانگی سے اس لڑکی کو دیکھا تھا جس کو اس کی خاموشی کوڑے سے زیادہ تکلیف دے رہی تھی۔

"میرا تم سے ناراضگی والا کوئی رشتہ نہیں ہے اور کزن ہو تو کزن کی طرح رہو بس مزید مجھے کوئی بحث نہیں کرنی جا سکتی ہو۔"

ھادیہر اپنے کمرے کے دروازے کی طرف اشارہ کر کے اسے بولا تو شمائل کا چہرہ شدت توہین سے سرخ ہو گیا تھا۔

"آپ اچھا نہیں کر رہے میرے ساتھ میں بتا رہی ہوں آپ کو۔"

شمائل بچوں کی طرح اس کا چہرہ دیکھ کر بولی۔

ھادیہر کو اس کے انداز پر ہنسی تو بہت آئی تھی مگر وہ لبوں کو آپس میں پیوست کر اسے روک گیا تھا۔

"مجھے ہر پچھتاوا قبول ہو گا شمائل شاہ۔"

ھادہیر جھک کر بولا تھا اس طرح اس کا چہرہ شمائل کے چہرے کے کافی قریب آ گیا تھا۔ شمائل نے بے ساختہ سانسوں میں تیزی محسوس کی تھی۔ دل کی دھڑکن معمول سے خلاف دھڑکی تو گھبراہٹ نے بے ساختہ شمائل کے چہرے پر جگہ بنائی تھی۔ وہ ایک پل میں سرخ ہوئی تھی۔ ھادہیر نے جان بوجھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی پھونک مار کر اسے مزید نروس کیا تھا۔

"واللہ یہ لڑکی کسی کو بھی پاگل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔"

ھادہیر کے دل نے بے ساختہ یہ بات کی تھی۔ وہ جھکا تھا اور اس کے دائیں کان میں بولتے ہوئے اس کی سانسیں روک گیا تھا۔

"پرسوں تمہاری اماں سائیں اور بابا سائیں کی پاکستان کی ٹکٹ کنفرم ہے اس لئے تم اب پاکستان جانے کی تیاری کرو۔"

ھادہیر کے لفظوں پر وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔ یقیناً وہ اس سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔

"میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی۔"

شمائل کی بے تکی بات پر وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"مجھے فرق نہیں پڑے گا۔"

ھادہیر نے مزید اسے چڑایا تھا۔

شمائل پائوں پٹختے ہوئے وہاں سے گئی تھی جبکہ ھادہیر کھل کر مسکرایا تھا۔

"اماں سائیں اپنی مانو سے میرا نکاح کروانے پر تلی ہیں اور یہ تو مجھے کسی خاطر میں نہیں لا رہی۔"

ھادہیر بڑبڑاتے ہوئے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"بیوی بن کر یقیناً شیرنی بنے گی یہ لڑکی۔"

ھادہیر اپنی سوچ پر خود ہی لاحول والا قوت پڑھ کر کچھ ٹائپ کرنا شروع ہو گیا تھا۔

کلب کی پارکنگ میں گاڑی روک کر وہ وہ دونوں گاڑی سے اترے تھے۔ آہستہ سے چلتے ہوئے وہ دونوں کلب کے اندر داخل ہوئے تھے جہاں مختلف روشنیوں نے ان کا استقبال کیا تھا۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو ناچتے دیکھ کر ہادی کو بالکل اچھا نہیں لگا تھا اس لئے وہ پیشانی پر شکنیں لئے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا جبکہ احان ہادی کا ضبط سے لال پڑتا چہرہ دیکھ کر بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹ گیا تھا۔

"سر کیا میں بھی جائوں ڈانس کرنے؟"

احان نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا تھا۔ہادی نے پلٹ کر اسے گھورا تھا۔

"جائو اور پھر واپس میرے ساتھ نہیں جا سکو گے۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"آپ جانتے ہیں آپ سے بڑا سڑیل میں نے آج تک نہیں دیکھا۔"

احان کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"یقیناتم میرے باپ سے نہیں ملے۔"

ہادی منہ میں بڑبڑایا تھا تو احان میوزک کی وجہ سے اس کے لفظوں کو سن نہ سکا۔

اس سے پہلے احان کچھ بولتا ہادی کی نظر سامنے پڑی تھی جہاں کوبرا کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"سر یہ تو۔۔۔"

احان کی کوبرا کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر صدمے سے آواز ہی اتنی نکلی تھی۔

"یہ کوبرا کی بیوی ہے۔"

ہادی کا لہجہ ایک پل میں سخت ہوا تھا جبکہ احان پر صدمے کی کیفیت طاری ہو چکی تھی۔

"سر سچ میں کیا یہ کوبرا کی بیوی ہے؟"

احان کی صدماتی آواز پر ہادی نے پلٹ کر اسے گھورا تھا۔

"ہاں اسی کی بیوی ہے۔"

"سر مجھے واقعی شاک لگ رہا ہے اسے کوبرا کے پہلو میں یوں بیٹھے دیکھ کر یہ تو حمنہ ہے نا؟"

"تمہیں کیوں شاک لگ رہا ہے بھئی اور یہ لیزا ہے۔"

ہادی کے جواب پر احان مزید الجھا تھا۔

"میں سمجھا نہیں حمنہ ہی لیزا ہے نا؟"

احان کے سوال پر ہادی مسکرایا تھا۔

"نہیں دونوں جڑواں ہیں اور یہ بات میں پہلے دن سے جانتا تھا۔"

"سر ڈونٹ ٹیل می کہ آپ واقعی لیزا اور حمنہ کی اصلیت سے اور ان کے ارادوں سے واقف تھے۔"

"جس لڑکی سے میرا نکاح ہوا ہے اور جو اس وقت کوبرا کی قید میں ہے وہ حمنہ ہے جبکہ کوبرا کے پہلو میں بیٹھی لڑکی لیزا ہے۔ مطلب ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی بس اور کچھ نہیں۔"

ہادی کے مطمئن انداز پر احان نے گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔ یقیناً وہ ہادی کی سوچ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

"چلو کوبرا سے روبرو ہونے کا وقت ہو گیا ہے۔"

ہادی ایک مخصوص چمک آنکھوں میں لئے احان سے بولا تھا۔ اس سے پہلے احان کچھ بولتا ہادی کے موبائل پر ڈیوس کا نام جگمگایا تو ہادی پیشانی پر شکنوں کو جال بنا کر کلب کے اس حصے کی طرف چلا گیا جہاں میوزک کا شور کم تھا۔

"ہاں ڈیوس بولو سب ٹھیک ہے نا؟"

ہادی نے کال ریسیو کر کے فکر مندی سے پوچھا تھا مگر دوسری طرف سے ڈیوس کی بجائے کسی اور کی آواز سن کر اس کی موبائل پر گرفت مضبوط ہوئی تھی جبکہ جبڑا غصے سے تن گیا تھا۔

"ڈیوس نہیں میجر صدیقی عرف تمہارا سسر۔"

صدیقی کی آواز سن کر ہادی نے بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کیا تھا۔

"تم وہاں کیا کر رہے ہو اور ڈیوس کہاں ہے صدیقی؟"

ہادی ضبط کے آخری مراحل میں تھا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ کمال کرتے ہو میجر جس دو ٹکے کے فوجی کو تم اس جاسوس کی نگرانی میں چھوڑ کر گئے تھے وہ تو کب کا اپنی سانسیں پوری کر چکا۔"

صدیقی کے لفظوں پر ہادی نے دل میں بے ساختہ حاطب کے صحیح سلامت ہونے کی دعا مانگی تھی۔

"یو باسٹرڈ تم رکو وہیں اگر ہمت ہے تو میں بتاؤں گا تمہیں کہ مجھ سے ٹکرانے کا انجام کیا ہوتا ہے۔"

ہادی غراتے ہوئے بولا تھا۔ اس کی غراہٹ میں پہلی دفعہ اس کا ڈر واضح ہوا تھا۔

"نہ۔۔ میجر۔۔ نہ۔ چلاتے نہیں ورنہ تمہارا باپ اپنی سانسیں چھوڑ دے گا۔"

صدیقی کی دھمکی پر ہادی کا ہاتھ کانپا تھا۔

"اگر میرے پاپا کو ہاتھ بھی لگایا تو یاد رکھنا صدیقی میں تمہیں ایسی موت دوں گا کہ تمہاری ساری نسلیں پناہ مانگیں گی پاکستانی فوج سے۔"

"افسوس میجر افسوس رسی جل گئی مگر بل نہیں گئے۔ ویسے آدھے گھنٹے تک اپنے فلیٹ پر پہنچ جائو ایک منٹ بھی لیٹ ہوئے تو تمہارا باپ واقعی زندہ نہیں بچے گا۔"

صدیقی نے یہ بول کر کال ڈراپ کر دی تھی جبکہ ہادی نے غصے سے سرخ آنکھوں سے کلب کے دروازے کو دیکھا تھا۔

"یا اللہ میری مدد کر۔"

ہادی یہ بول کر اندر کی جانب بڑھا تا کہ احان کو ساتھ لے کر جا سکے مگر احان کو وہاں نہ دیکھ کر وہ پہلی بار حواس باختہ ہوا تھا۔ پسینہ پیشانی پر چمکا تو وہ لبوں کو سختی سے پیوست کر کے خود کو مضبوط ظاہر کرنے لگا۔ احان کو دس منٹ تک کلب میں ڈھونڈنے کے بعد وہ شکستہ حالت میں کلب سے باہر آیا تھا۔

"مطلب مجھے ٹریپ کیا جا چکا ہے۔"

ہادی خود سے بڑبڑایا۔

"احان کی گھڑی میں ٹریکنگ چپ تھی ہاں میں اس سے احان کی لوکیشن ٹریس کر سکتا ہوں۔"

ہادی خود سے بول کر جیسے ہی گاڑی کی طرف بڑھا اس کے پائوں سے کچھ ٹکرایا تھا۔ اس نے زمین کی طرف دیکھا تو احان کی گھڑی تھی۔ ہادی نے جلدی سے اسے اٹھایا اور چیک کیا چپ بھی ساتھ ہی تھی مطلب صاف تھا کہ وہ اسے ٹریس کرنے میں ناکام رہے گا۔ ہادی نے غصے سے گاڑی کے بونٹ پر ہاتھ مارا تھا۔

"کیسے میں اتنی بڑی غلطی کر گیا؟ کیسے وہ کوبرا احان تک پہنچ گیا؟ نہیں ہادی تم کچھ مس کر رہے ہو کچھ ہے جو تم بھول رہے ہو یاد کرو جلدی۔"

ہادی روڈ پر ہی چکر کاٹتے ہوئے خود سے بولا۔

"احان کی گھڑی یہاں ہے مطلب احان اسی دروازے سے باہر گیا ہے۔ او شٹ یار مطلب جب میں کلب کے اندر تھا تب وہ لوگ احان کو لے کر گئے ہیں اور انہیں معلوم تھا کہ اس گھڑی میں چپ ہے اس لئے یہ یہاں پھینک گئے۔"

ہادی نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامتے ہوئے بولا تھا۔

اس سے پہلے وہ مزید خود کلامی کرتا اس کا موبائل رنگ ہوا تھا میسج ٹیون دیکھ کر ہادی رکا تھا۔ ایک انجان نمبر دیکھ کر وہ جلدی سے میسج دیکھنے لگا تھا۔

"میجر احان کو بچانا چاہتے ہو تو اگلے بیس منٹ میں صدیقی پیلس پہنچو۔"

ہادی میسج کو دیکھ کر پریشانی سے سڑک کو دیکھنے لگا تھا۔

"پاپا یا احان؟"

ہادی خود سے بڑبڑایا اور پھر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر کر خود کو پر سکون کرنے لگا۔ یقیناً وہ چند سیکنڈ میں فیصلہ کر چکا تھا۔

"آئی مس یو آئرہ ہوپ سو آج میں شہادت کو پالوں۔"

ہادی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر پچھلے دس منٹ میں پہلی بار مسکرایا تھا۔ گاڑی سٹارٹ کر کے وہ اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گیا تھا جبکہ قسمت دور کھڑی مسکرا کر بساط کو پلٹتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

صدیقی پیلس کے آگے گاڑی روک کر وہ کیمرے کو دیکھ رہا تھا اور جلدی جلدی دیوار کی طرف بڑھا تھا یہ منظر پیلس کے اندر بیٹھے تمام اشخاص محضوظ ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ہادی نے بجائے گیٹ کے اندر آنے سے دیوار کو ترجیح دی تھی۔کوبرا نے ہنستے ہوئے ہادی کو کیمرے میں دیکھا تھا۔

"یہ فوجی تو پاگل نکلا بھئی۔"

کوبرا نے ہنستے ہوئے کہا تھا جبکہ کمرے میں موجود تمام نفوس کے قہقے وہاں گونجے تھے۔ہادی دیوار پھلانگ کر اندر آیا اور جیسے ہی کیمرہ دوسری طرف موو ہوا وہ دوبارہ دیوار پھلانگ کر باہر کی جانب دیوار کے ساتھ ہو کر اترا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے کیمرے میں کچھ واضح نظر نہیں آرہا تھا۔وہ پسینے سے شرابور دبے قدموں سے چلتے ہوئے وہاں روڈ کی دوسری جانب موجود فلیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا۔فلیٹ والی بلڈنگ میں بھی وہ پیچھے کی طرف گیا تھا جہاں جنگل تھا اور وہاں سے اس نے رسی کی مدد سے اپنے فلیٹ کے ساتھ والے فلیٹ کی بالکنی میں رسی کو اٹکا کر چڑھنا شروع کیا تھا۔چڑھتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے جلد اتر رہی تھی اور اس کے ہاتھ کافی زخمی ہو گئے تھے مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔وہ تقریبا بیس منٹ بعد بالکنی میں پہنچا تھا اور پھر وہاں سے اپنے فلیٹ کی بالکنی میں آہستہ سے جمپ کر کے کھڑکی کو دیکھنے لگا جو بند تھی۔ہادی نے اپنے والٹ سے ایک وزٹنگ کارڈ نکالا اور اسے تھوڑا سا اندر کی جانب داخل کر کے وہ اندر لگی چھوٹی سی کنڈی کو اس کی مدد سے آہستہ سے کھولنے لگا تاکہ اس کی آواز اندر موجود شخص تک نہ جائے۔کنڈی کے کھلتے ہی وہ آہستہ سے اندر داخل ہوا اور اپنی پسٹل کو لوڈ کر کے اس کے آگے سلنسر فٹ کرنے لگا تھا۔کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھول کر اس نے لائونج میں دیکھا تھا جہاں حاطب حمدان شاہ کو کرسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔جبکہ پانچ سے چھے شخص لائونج میں موجود کارڈ کھیلنے میں مصروف تھے۔ہادی نے حاطب شاہ کو دیکھا تھا جن کے چہرے پر خون جما ہوا تھا جو شاید پیشانی سے بہہ کر گال پر جم گیا تھا۔منہ پر ٹیپ لگائی گئی تھی جبکہ ہاتھوں اور پیروں کو سختی سے رسی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ہادی کو نئے سرے سے غصہ عود آیا تھا۔

ہادی نے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولا اور ان چھے لوگوں کو موقع دیئے بغیر یکے بعد دیگرے گولیاں چلا کر ان کا نام ونشان مٹا چکا تھا۔ ہادی ان چھے لوگوں کو مار کر جلدی سے حاطب کی جانب بڑھا تھا جبکہ حاطب مسلسل نفی میں سر ہلا رہے تھے۔ ہادی ان کے اشاروں کو سمجھے بغیر ان کہ طرف بڑھا اور سب سے پہلے ان کے منہ پر لگی ٹیپ ہٹائی تھی اور پھر ان کے ہاتھ پیر کھولنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

"ہادی تم جائو یہاں سے ان لوگوں نے میرے ساتھ ٹائم بم باندھا ہے جو کبھی بھی پھٹ سکتا ہے۔ جسٹ گو پلیز۔"

حاطب کے لفظوں پر ہادی کے ہاتھ تھمے تھے اس نے ایک نظر حاطب شاہ کے چہرے کو دیکھا جو التجا لئے ہوئے تھا۔

"اپنے بیٹے پر یقین رکھیں پاپا۔"

ہادی نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا اور جلدی سے کیچن کی جانب بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ کیچن میں داخل ہوا شیلف کے قریب پڑی ڈیوس کی لاش کو دیکھ کر اس نے ذور سے آنکھوں کو بند کر کے کھولا تھا۔ اور پھر شیلف پر پڑا چاقو اٹھایا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ حاطب شاہ کے جسم پر موجود قمیض کو اوپر کر کے اس نے کانپتے ہاتھوں اور پسینے سے بھری پیشانی سے اپنی گھبراہٹ حاطب شاہ تک پہنچائی تھی۔

"ہادی گو بیک پلیز۔"

حاطب شاہ کا انداز التجا لئے ہوئے تھا۔

"ہادی شاہ نے ہار تب تک نہیں ماننی پاپا جب تک اس کی سانسیں چل رہی ہیں۔"

ہادی نے حاطب شاہ کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا اور ان کے جسم پر موجود بم میں سے ایک وائر کو اللہ اکبر بول کر کٹ کیا۔ وائر کے کٹ ہوتے ہی دونوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بم کی آواز بند ہونے پر ہادی بے ساختہ زمین پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا تھا۔

"الحمد اللہ۔"

ہادی نے بے ساختہ کہا تھا جبکہ حاطب شاہ نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو ہادی۔"

"پاپا آپ روم میں رہیں گے جب تک میں واپس نہ آئوں اور تمام لاکس آن ہوں گے لیزر سیکیورٹی کے ساتھ اس لئے آپ غلطی سے بھی کمرے سے باہر مت آیئے گا۔ میں چلتا ہوں اب اس کوبرا سے حساب کتاب کا وقت ہو گیا ہے۔"

ہادی یہ بول کر اٹھا اور اپنی پسٹل میں دوبارہ گولیاں ڈال کر حاطب شاہ کو دیکھنے لگا تھا۔

"ہادی مجھے لگ رہا ہے میں تمہیں آخری بار دیکھ رہا ہوں۔"

حاطب شاہ نے نم آنکھوں سے کہا تھا۔

"پاپا مجھے بھی یہی لگ رہا ہے لیکن اللہ نے جو لکھ دیا ہے میری قسمت میں مجھے وہ آج مل کر رہے گا۔ فی امان اللہ۔"

ہادی یہ بول کر حاطب شاہ کو سہارا دے کر کمرے میں لایا اور وہاں موجود بیڈ پر بٹھا کر ایک آخری نظر ان پر ڈال کر مسکراتے ہوئے دروازہ بند کر گیا۔ جیسے ہی دروازہ بند ہوا تھا کمرہ مختلف روشنیوں سے نہا گیا تھا مطلب وہ سیکیورٹی آن کر گیا تھا جاتے ہوئے بھی۔ حاطب شاہ کی آنکھوں میں آنسو آئے تو انہوں نے بے ساختہ ہادی کی زندگی کے لئے دعائیں مانگنا شروع کر دی تھیں۔ اب یہ تو خدا بہتر جانتا تھا کہ ہادی کی قسمت میں آج کیا تھا۔ اس کی خواہش شہادت پوری ہونی تھی یا وہ غازی بن کر لوٹنے والا تھا۔

ہادی دوبارہ سے ویسے ہی دیوار پھلانگ کر اندر گیا تھا اور آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے لائونج کے دروازے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ ہاتھ میں پسٹل تھامے وہ جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر بڑھا اس کا استقبال اندھیرے نے کیا۔

پسٹل کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر وہ دائیں ہاتھ سے موبائل کی ٹارچ آن کر کے جیسے ہی لائونج میں دیکھنے لگا وہ خالی تھا۔
ہادی کا ماتھا ٹھنکا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتا کسی نے اس کے سر پر پسٹل رکھی تھی۔
"ہاتھ اوپر کرو میجر اور کوئی ہوشیاری نہیں ورنہ تم تو جان سے جائو گے تمہارا دوست بھی اپنی سانسیں چھوڑ دے گا۔"
صدیقی کی آواز پر ہادی نے سختی سے لبوں کو پیوست کر کے اس کے کہے پر عمل کیا تھا۔ جیسے ہی ہادی نے ہاتھ کھڑے کر کے سرینڈر کیا لائونج کی تمام لائٹس آن ہو گئی تھیں اور کوبرا لیزا کے کندھوں پر ہاتھ رکھے خباثت سے مسکراتے ہوئے لائونج میں موجود صوفے کی جانب بڑھا تھا۔
"ویلکم میجر خوشی ہوئی تمہیں یہاں دیکھ کر۔"
کوبرا کی بات پر ہادی نے اسے سرخ آنکھوں سے گھورا تھا۔
"کمال ہے کوبرا موت کو اپنے سامنے دیکھ کر تمہیں خوشی ہو رہی ہے۔"
ہادی کی بات پر کوبرا نے قہقہ لگایا تھا جبکہ لیزا نے مسکرا کر کوبرا کے بائیں گال پر بوسہ دیا تھا۔ اس قدر بے باکی پر ہادی نے بے ساختہ اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔
"کمال تو تم نے کیا میجر اپنے باپ کو بچا کر لیکن وہ کیا ہے نا کوبرا تم سے ایک قدم آگے کی سوچ رکھتا ہے۔ تم پاکستانی فوجی یہ سمجھتے ہو کہ تم لوگوں کو کوئی ہرا نہیں سکتا لیکن تمہاری یہی سوچ تم لوگوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتی ہے اور پھر تم لوگ ہم جیسوں کے سامنے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے ہوتے ہو۔"
"پاکستانی فوجی کبھی تم لوگوں کے سامنے جھکیں یہ ناممکن ہے کیونکہ ہم لوگ صرف خدا کے سامنے جھکتے ہیں اور دنیا میں کسی کے سامنے نہیں جھکے اور نہ کبھی جھکیں گے۔"
ہادی نے مسکرا کر اسے جواب دیا تھا۔

"تم جانتے ہو میجر یہی تمہارا اوور کانفیڈنس تمہیں لے ڈوبا ہے۔ تمہارا دوست اور تمہارا باپ دونوں ہماری قید میں ہیں۔ دیکھنا چاہو گے ان کو؟"

کوبرا نے ہنستے ہوئے کہا تو ہادی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"او صدیقی جاؤ بھئی ذرا میجر کے باپ اور دوست کو لے کر آئے تا کہ اسے یقین آئے کوبرا کچی گولیاں کبھی نہیں کھیلتا۔"

کوبرا نے ہادی کی سوالیہ نظروں کو بھانپتے ہوئے کہا تو صدیقی ایک کمرے کی جانب بڑھا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ حاطب شاہ اور احان کو لے کر لائونج میں داخل ہوا تھا۔ ہادی نے آگے بڑھنا چاہا تو کوبرا نے اس کے قدموں میں گولی چلادی۔ ہادی بے ساختہ رکا تھا۔

"میجر ایک قدم آگے مت بڑھانا ورنہ اب گولی تمہارے باپ پر چلائوں گا۔"

کوبرا کی دھمکی پر ہادی ناچاہتے ہوئے بھی رک گیا تھا۔ بے بسی سے وہ احان کو دیکھنے لگا جس کے چہرے کو بری طرح مار کر سوجن کا شکار بنا دیا گیا تھا۔ احان کے چہرے پر پھر بھی مسکراہٹ تھی جس سے ہادی کو تھوڑا سکون ہوا تھا جبکہ حاطب شاہ کو یہاں دیکھ کر وہ شاکڈ ہوا تھا۔

"تمہیں کیا لگا میجر وہ لیزر سیکیورٹی کوبرا کو تمہارے باپ تک پہنچنے سے روک سکتی تھی؟ تمہاری سوچ جہاں ختم ہوتی ہے میجر وہاں سے کوبرا کی سوچ شروع ہوتی ہے۔"

کوبرا صوفے سے اٹھتے ہوئے بولا اور آہستہ سے چلتے ہوئے ہادی کے مقابل آیا تھا۔

"تم اپنی زندگی کی سب سے بڑی اور آخری غلطی کر چکے ہو کوبرا اور یاد رکھنا اب تمہاری موت عبرتناک ہوگی۔"

ہادی نے کوبرا کی آنکھوں میں دیکھ کر اعتماد سے کہا تھا۔

"ہاہاہا۔۔ویسے تمہیں بیوقوف بنانے کا بڑا مزہ آیا مجھے میجر۔۔ایک طرف تمہارا نکاح لیزا کی بہن سے کروا دیا جو بیچاری جانتی تک نہیں ہے کہ اس کا شوہر ہے کون اور دوسرا میرے متعلق تمام معلومات بھی تمہیں لیزا نے دی تھیں۔اور جب تم اپنے باپ کو یہاں سے لے کر گئے تھے نا تو تم سمجھے کہ تم نے ہمیں ٹریپ کیا لیکن پتہ ہے کیا یہ سب کچھ کیسے ہونا ہے؟ کب ہونا ہے؟ یہ کوبرا طے کر چکا تھا۔اور کب تمہیں اپنے روبرو لانا ہے اس کا فیصلہ بھی کوبرا نے ہی کیا ہے۔اور دیکھو جس لاکٹ کو تم نے لیزا کے گلے میں پہنایا اسی کی مدد سے تم خود یہاں ہو مطلب میجر تم اپنے پائوں پر کلہاڑی خود مار چکے ہو۔"

کوبرا کی باتوں پر جہاں احان کی سوجھی آنکھیں کھلی تھیں وہیں ہادی اطمینان سے کھڑا تھا۔

"ہوگئی بکواس یا باقی ہے کچھ۔پتہ ہے کیا کوبرا تمہارا نام کوبرا نہیں کوا ہونا چاہیے تھا جو خود کو سمجھدار تو سمجھتا ہے مگر سوائے بولنے کے وہ کچھ نہیں کرتا؟"

ہادی کی بات پر کوبرا کو غصہ آیا تھا اور اس نے پلٹ کر ایک پنچ ہادی کے دائیں گال پر رسید کیا تھا۔ہادی لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔اس کے ہونٹ سے تھوڑا سا خون بھی نکلا تھا جسے ہادی نے انگلی پر لگا کر دیکھا اور مسکرایا۔

"ہاہاہا کیا ہوا کوبرا اتنی جلدی غصہ آگیا ویسے ایک بات بتائوں تمہیں تم واقعی کتے ہو جو زمین پر سوائے بھونکنے کے کچھ نہیں کر سکتا۔"

ہادی اسے مزید غصہ دلانے لگا جس میں وہ کامیاب بھی رہا تھا۔کوبرا طیش میں آکر ہادی کو مارنا شروع کر چکا تھا۔ہادی کو پٹتا دیکھ کر احان نے آگے بڑھنا چاہا تو کوبرا کے آدمیوں نے اسے پکڑ لیا۔کوبرا جب مار مار کر تھک گیا تو پیچھے ہٹا اور اپنا پسینہ صاف کرنے لگا۔ہادی مسکراتے ہوئے فرش سے اٹھا اور اپنی گھڑی کو دیکھا تھا جہاں ایک بجنے میں دس منٹ تھے۔

"صرف دس منٹ اور کوبرا پھر میں تمہیں بتائوں گا کہ بازی گر کون ہے؟ اور کھیل کو کیسے پلٹتے ہیں؟"

ہادی نے دل میں سوچا اور حاطب شاہ کی طرف دیکھا جو نم آنکھوں سے ہادی کو دیکھ رہے تھے۔ ہادی نے آنکھوں سے انہیں مطمئن کیا اور پھر کوبرا کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ جو ہادی کو مسلسل گھور رہا تھا۔

"کیا ہوا کوبرا تھک گئے کیا؟"

ہادی نے کوبرا کو دیکھ کر کہا جو غصے سے ہادی کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے تم سے کوئی لینا دینا نہیں ہے میجر بس اپنے باپ سے کہو مجھے را کے اس ایجنٹ کا پتہ چاہیے جس کو تمہارے باپ نے بیس سال پہلے پکڑا تھا۔"

کوبرا کی بات پر ہادی مسکرایا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں یا میرا باپ تمہیں ایسی کوئی معلومات دیں گے کوبرا؟"

ہادی کا انداز تمسخر بھرا تھا۔ کوبرا کو ہادی کے لفظوں پر ایک بار پھر سے طیش آیا تھا اور وہ ہادی کو مارنے کے لئے آگے بڑھا تو ہادی نے سنجیدگی سے کوبرا کو دیکھا اور پھر اپنے ساتھ کھڑے صدیقی کو ایک پنچ رسید کیا تھا۔ کوبرا کے تمام آدمی الرٹ ہو کر ہادی اور حاطب شاہ کی طرف اپنی بندوقوں کا رخ موڑ گئے تھے جبکہ کوبرا کے قدم بھی بے ساختہ رکے تھے۔ کوبرا کے ماتھے پر پسینہ چمکا تھا جبکہ صدیقی کے چہرے پر لگا ماسک تھوڑا سا دائیں گال سے خراب ہو گیا تھا۔

"ٹائمز اپ کوبرا۔"

ہادی گھڑی کی طرف دیکھ کر بول کوبرا سے رہا تھا مگر دھیان صدیقی کی طرف تھا۔ حاطب اور احان ناسمجھی سے ہادی کو دیکھنے لگے۔ لیکن جلد ہی ہیلی کاپٹر کی آوازوں سے وہ سمجھ گئے تھے کہ ہادی کوبرا کو یہاں کس لئے روک رہا تھا۔ صدیقی اور کوبرا نے شاکڈ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان کے سمجھنے سے پہلے ہی کچھ لوگ گھریلو کپڑوں

میں صدیقی پیلس کو گھیر چکے تھے اور کچھ اندر داخل ہو کر کوبرا کے آدمیوں پر بندوقیں تان چکے تھے۔ہادی نے مسکرا کر وہاں داخل ہوتے سر شفاعت کو دیکھا تھا جبکہ احان کے چہرے پر ایک الگ ہی رونق آگئی تھی۔بازی ایک دم سے کیسے پلٹی تھی؟پاکستانی فوج یہاں کیسے داخل ہوئی؟کوبرا اور صدیقی یہ سب سمجھنے سے قاصر تھے۔کوبرا نے اپنی پسٹل سے ہادی پر اٹیک کرنا چاہا تھا لیکن ہادی نے اس کی دائیں بازو پر گولی چلا کر اس کی یہ کوشش ناکام بنادی تھی۔

"ڈونٹ ڈو ڈیٹ کوبرا عرف صدیقی۔"

ہادی آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا اور سرد لہجے میں بول کر وہاں موجود تمام نفوس کو خود پر سوالیہ نظریں گاڑنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"کیا ہوا شاک لگا؟یہی سوچ رہے ہو کہ اب اپنا ماسک اتاروں یا نہیں؟چلو میں مشکل آسان کر دیتا ہوں تمہاری۔"

ہادی نے یہ بول کر کوبرا کے چہرے سے ماسک ہٹایا تو سب وہاں شاکڈ رہ گئے تھے کیونکہ وہ کوبرا نہیں بلکہ کوبرا کا ماسک لگائے صدیقی تھا۔

"میجر اگر یہ صدیقی ہے تو کوبرا کہاں ہے؟"

کرنل شفاعت کی آواز پر ہادی پلٹ کر مسکرایا اور پھر کوبرا جو صدیقی کا ماسک چہرے پر لگائے ہوئے تھا وہ ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔

"اٹیک۔"

کوبرا کا ماسک اترتے ہی وہ چلایا تھا مگر وہاں موجود کوبرا کے تمام آدمیوں کی بندوقیں جام تھیں۔

"ہاہاہا ڈونٹ ٹیل میں کوبرا کہ تم ڈر گئے ہو؟"

ہادی نے اس کا مذاق اڑایا تھا۔کوبرا نے غصے میں ہادی کو مارنا چاہا تو ہادی نے ایک ذور دار پنچ اس کے منہ پر مارا تھا۔

"سوچنا بھی مت کہ اب تم مجھے ہاتھ لگا سکتے ہو۔ تم جانتے ہو کوبرا تمہاری مات کیسے لکھی گئی تھی نہیں جانتے چلو میں بتاتا ہوں۔"

ہادی اس کا جبڑا سختی سے پکڑ کر سرخ آنکھوں سے بولا تھا۔ باقی سب خاموشی سے ہادی کے بولنے کے منتظر تھے۔

"سب کچھ پہلے سے پلین تھا اور میں ہر چیز کے لئے تیار تھا سوائے اپنے باپ کے دوبارہ ملنے کے۔ پاکستان سے جب انڈیا آیا تھا تو مجھے لگتا تھا کہ تمہیں ٹریپ کرنا مشکل ہوگا لیکن میں تو غلط نکلا تمہیں پکڑنا تو چوہے سے بھی زیادہ آسان بن گیا تھا۔ لیزا اور حمنہ کی گیم جو تم نے کھیلی وہی میں نے تم پر پلٹ دی کوبرا۔۔۔ جب میری لیزا سے پہلی ملاقات ہوئی تھی ریسٹورنٹ میں تب ہی میں جان گیا تھا کہ تم صرف نام کے ہی کوبرا ہو۔ لیزا کا اعتماد سوری اندھا اعتماد خود پر تمہیں لے ڈوبا۔ لیزا نے مجھے ٹریپ کرنا چاہا اور میں نے تم لوگوں کے جال کو مضبوط کرنے کے لئے تم لوگوں کی سوچ کے مطابق ہی اپنے عمل کو کرتا رہا۔ لیزا کا نمبر تم لوگوں نے اس لئے دیا تاکہ تم لوگ مجھے میرے نمبر سے ٹریس کر سکو اور مجھ تک پہنچ کر میرے بارے میں تمام معلومات اکھٹی کر سکو۔ لیکن جب میرے نمبر سے کچھ حاصل نہیں ہوا تم پھر تم لوگوں نے میرے روم سے وہ فائل چرائی جس میں میری تمام معلومات ہی غلط تھیں۔ یقین مانو کوبرا جب مجھے میرے باپ کے بارے میں پتہ چلا تھا کہ وہ زندہ ہے اور تم لوگوں کی قید میں ہے تو میں ہار مان چکا تھا۔ کیونکہ میرے جذبات میرے مشن پر حاوی ہو چکے تھے۔ لیکن مزہ پتہ کب آیا جب مجھے معلوم ہوا کہ تم لوگ ان کے بارے میں صرف اتنا جانتے ہو کہ وہ ایک آئی ایس آئی ایجنٹ اور پاکستانی فوج کا اہم حصہ ہیں تو میری امیدیں دوبارہ روشن ہوئی تھیں۔ خدا مہربان تھا مجھ پر جو مجھے تم لوگوں کے پلینز کا پتہ چلتا گیا۔ میں جانتا تھا کہ تم میرا نکاح حمنہ سے کرواؤ گے لیزا سے نہیں کیونکہ تمہاری بیوی کی لگامیں تمہارے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ اور نکاح والے دن ہی میں نے حمنہ کو تمام سچائی ثبوتوں کے ساتھ بتادی تھی پہلے تو اسے شاک لگا تھا لیکن پھر تم جیسے غداروں کے لئے وہ میرا ساتھ دینے پر تیار ہوگئی اور جس نکاح کی تم بول رہے تھے کہ بہت اہمیت ہے وہ سوائے

کاغذ کے کچھ نہیں تھا کیونکہ اس کاغذ پر میں نے شہیر غازی کے نام کے سائن کئے تھے جبکہ حمنہ نے مہر صدیقی کے سائن کئے تھے اور مولوی تو کوئی تھا ہی نہیں لحاظہ نکاح تو شروع سے کینسل تھا۔ اب بات کرتے ہیں حمنہ کی ماں کی جو کھیل تم لوگوں نے رچا کے حمنہ پاکستان جانا چاہتی ہے اپنی ماں سے ملنے اور اسے نیشنلٹی چاہیے فلاں فلاں۔"
ہادی کے لفظوں پر وہاں موجود حاطب شاہ کا سر فخر سے بلند ہوتا جا رہا تھا جبکہ احان کا پورا منہ کھل چکا تھا کیونکہ وہ بھی ان تمام باتوں سے نا آشنا تھا۔

"جس دن لیزا نے اس گھر کے گارڈن میں مجھے ٹریپ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی اس دن میرے ہاتھ ایک ویڈیو آئی تھی۔ جس میں معلوم ہے کیا تھا تمہاری اور تمہارے پارٹنر ولیم رائے کی وہ گفتگو تھی جس میں تم لوگ لڑکیوں کی سمگلنگ کو ڈسکس کر رہے تھے اور ساتھ ہی میرے بڑے پاپا کے قتل کو بھی اپنی گفتگو کا حصہ بنا رہے تھے۔ پتہ ہے کیا مجھے ہمیشہ سے لگتا تھا کہ میرے بڑے پاپا کو قتل کیا گیا تھا اور وہ ویڈیو دیکھ کر مجھے دکھ کم خوشی زیادہ ہوئی جانتے ہو کیوں؟"

ہادی ایک پل کو رکا تھا جبکہ بالاج شاہ کے ذکر پر حاطب شاہ اپنے آنسوئوں کو روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگے تھے۔

"کیونکہ مجھے میرے باپ کا قاتل مل گیا تھا اور میں اسے موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔ تمہارا وہ پارٹنر بھی اگلے دو دنوں میں تمہارے پاس ہو گا لیکن مجھے بس ایک بات جاننی ہے کہ کیوں مارا میرے بڑے پاپا کو تم لوگوں نے؟ کیا بگاڑا تھا انہوں نے تم لوگوں کا؟"

ہادی نے کوبرا کو گردن سے پکڑ کر تقریباً چیختے ہوئے کہا تھا۔ سر شفاعت نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ دیا تھا۔

"میں نہیں جانتا تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

کوبرا کی بات پر ہادی نے ایک ذور دار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا تھا۔

"بالاج شاہ جن کی گاڑی کے بریک فیل کر کے تم لوگوں نے بے موت مارا تھا۔"

"وہ میرے اور ولیم کے کاروبار کے بارے میں سب جان گیا تھا اور اس دن وہ وہی لندن پولیس کو بتانے جا رہا تھا جب ہم لوگوں نے اسے مروا دیا۔"

کوبرا کے لفظوں پر وہ سختی سے اپنی آنکھوں کو بند کر کے ان کی سرخی کو مقابل سے چھپا گیا تھا۔

"تم جانتے ہو بالاج شاہ کے بیٹے کو اگر معلوم ہو جائے کہ تم نے اور ولیم نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے تو وہ کیا کرے گا تم لوگوں کے ساتھ؟"

ہادی کی بات پر کوبرا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"وہ زندہ جلائے گا تم لوگوں کو جیسے تم لوگوں نے اس کے باپ کو جلایا تھا ایکسیڈنٹ کے بعد۔"

ہادی کی اس بات پر حاطب شاہ اپنا ضبط ہار چکے تھے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہہ نکلے تھے جبکہ ہادی نے رخ موڑ کر اپنی بھیگی پلکوں کو سختی سے بند کیا تھا۔

"جس لاکٹ سے تم لوگ مجھے بیوقوف بنا رہے تھے دراصل تم لوگ خود اس سے بیوقوف بنے۔ جانتے ہو کیسے؟ اس لاکٹ میں کیمرے کے ساتھ ساتھ ایک ٹریکنگ چپ بھی تھی جس کی وجہ سے میں ہر اس جگہ تم لوگوں سے پہلے پہنچ جاتا تھا جہاں تم لوگ میٹنگ کرنے والے ہوتے تھے۔ اور وہاں جا کر کیمرہ فٹ کر دیتا تھا تاکہ تم لوگوں کی ناکام کوششوں کو دیکھ سکوں۔ تمہارے بارے میں جو انفارمیشن مجھے تم نے لیزا کے ذریعے پہنچائی تھی میں جانتا تھا وہ غلط ہے لیکن میں نے تم لوگوں کو شک نہیں ہونے دیا اور تم لوگوں کے سامنے خود کو بیوقوف ظاہر کرتا رہا۔ جس دن پاپا کو قید سے نکالنا تھا اس دن میرا سامنا میں جانتا ہوں حمنہ سے ہوا تھا جس کو غالباً تم لوگوں نے ڈائیلوگ رٹائے ہوئے تھے۔ حمنہ کی حرکتوں پر جب تمہیں شک ہوا تو تم نے حمنہ کو قید کر کے لیزا کے ساتھ مل کر مار پیٹ

والا ڈرامہ کیا تا کہ مجھے کلب بلا سکو اور میرے پیچھے سے میرے پاپا اور میرے بھائی جیسے دوست کو اغوا کر کے مجھے بلیک میل کر سکو۔ لیکن افسوس میں نے عمل تو تمہاری پلیننگ کے مطابق کیا لیکن پاک آرمی سے میرا رابطہ ہر لمحے تھا۔ کچھ دن پہلے ہی میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے تمہیں مارنے کی اجازت مانگی تھی اور مجھے جازت مل بھی گئی لیکن تمہیں مارنے سے پہلے مجھے اس را کے ایجنٹ کا نام جاننا ہے جس کی مدد سے تم نے میرے پاپا کو یہاں قید کئے رکھا۔ اب بتائو کون ہے وہ؟"

ہادی کی باتوں پر احان حیران کم شاکڈ زیادہ تھا۔ مطلب ہادی اگر آئی ایس آئی ایجنٹ تھا یا آرمی میں میجر تھا تو واقعی اس میں اتنی صلاحیت تھی کہ وہ یہ عہدے سنبھال سکے۔

"ملک جعفر کا بھائی ملک آذر۔"

کوبرا کی آواز پر حاطب شاہ کا دماغ بیس سال پہلے والے واقعے کی طرف چلا گیا تھا جہاں ملک آذر نے اسے گولیاں ماری تھیں۔

"زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا میں ایسے غداروں کو۔"

ہادی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ملک آذر کو ابھی سر عام پھانسی پر لٹکا دیتا۔

"ویسے کمال کی آرمی ہے تمہارے ملک کی کوبرا جنہیں یہ تک نہیں معلوم کہ ان کی حدود میں غیر ملکی ہیلی کاپٹرز گھس آئے ہیں۔ ویسے پتہ چلے گا بھی کیسے کیونکہ ہیلی کاپٹر پرائیوٹ ہے کوئی لوگو نہیں اس پر۔"

ہادی اس بات پر ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"تمہارے تمام آدمیوں کی بندوقوں میں ٹریگر پر ایلفی اور کچھ گم ڈال کر انہیں جام کر دیا تھا میں نے۔ پتہ ہے یہ کام کب کیا؟ جب تم لوگوں کو لگا تھا کہ میں حاطب شاہ کو بچانے گیا ہوں۔ اپنے باپ کو میں نے صرف چھ منٹ میں بچا لیا تھا باقی کے چار منٹ تمہارے گھر میں تمہارے ہی آدمیوں کی گنز کو خراب کر گیا تھا میں۔ ویسے سیانے کہتے ہیں

عورت اور ہتھیار سے کبھی بھی لاپروائی نہیں برتنی چاہیے لیکن تم دونوں میں چوک گئے۔ کیونکہ اس وقت یہ جو تمہارے سامنے ہے یہ حمنہ ہے اور جس کو تم حمنہ سمجھ کر آدھا گھنٹہ پہلے بغیر اس کی سنے کلب میں قتل کر چکے ہو وہ لیزا تھی۔ اور ہاں تمام ہتھیار سٹور روم میں رکھوانے کی کیا ضرورت تھی بھئی ہو گئے نا خراب۔ چلو دس منٹ دیئے تمہیں تمہاری زندگی کے سوچ لو کیا کیا اور اب کیا ہو گا؟"

ہادی یہ بول کر سر شفاعت کی طرف بڑھا تھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے۔

"مائی مشن از کمپلیٹ سر۔ کوبرا آپ کی حراست میں ہے وہ بھی وعدے کے مطابق زندہ۔"

ہادی کے لفظوں پر سر شفاعت نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"ایم پرائوڈ آف یو میجر۔۔۔ کیپٹن سب کو لے جائو اور جو ٹرک صبح پاکستان جانا ہے ٹماٹروں والا اس کے ذریعے تم انہیں پاکستان لے جائو باقی ان کی خاطر وہاں ہو گی۔"

سر شفاعت نے وہاں موجود ایک کیپٹن سے کہا تھا۔ کوبرا کے تمام آدمیوں کو پکڑا جا چکا تھا اب بس حال میں کوبرا صدیقی اور حمنہ تھے۔ ہادی چلتے ہوئے حمنہ کے پاس آیا تو اس کی پشت کوبرا کی طرف ہو گئی تھی۔

" تھینکس حمنہ تم نے میری بہت مدد کی۔"

ہادی واقعی مشکور ہوا تھا۔

"مجھے تھینکس نہیں کچھ اور چاہیے آپ سے میجر؟"

حمنہ کی بات پر ہادی نے سختی سے لبوں کو آپس میں پیوست کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حمنہ اسے پسند کرتی ہے اور اگر ایسا کوئی مطالبہ جو وہ پورا نہ کر سکا حمنہ کا تو اسے دکھ ہو گا۔ حمنہ اس کے ردعمل پر مسکرائی تھی۔

"میں آپ کے ساتھ پاکستان جانا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے اس ملک میں نہیں رہنا اب۔"

حمنہ کی بات پر ہادی نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

"لیکن حمنہ۔"

"ہم دوست ہیں میجر پلیز انکار مت کیجئے گا۔"

ہادی کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ حمنہ نے اس کی بات درمیان میں سے ہی کاٹ دی تھی۔ ہادی مسکرایا اور اپنا سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ اس سے پہلے حمنہ مزید کچھ بولتی حال میں فائرنگ کی آواز گونجی تھی۔ یکے بعد دیگرے فائر کوبرا نے ہادی کا نشانہ لیتے ہوئے کئے تھے۔

"ہادی۔"

حاطب شاہ اور سر شفاعت ایک ساتھ چیخے تھے۔ ہادی نے پلٹ کر جونہی کوبرا کو دیکھا سامنے احان کو مسکراتا دیکھ کر وہ مسکرایا لیکن جیسے ہی اس کا دھیان اس کے پشت اور سینے سے نکلتے ہوئے خون کی طرف گیا تھا اس کی مسکراہٹ ایک پل میں سمٹی تھی۔ مطلب ہادی شاہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کوبرا کو زندہ چھوڑ کر گیا تھا۔

"احان۔"

احان جیسے ہی زمین پر گرا ہادی کی چیخ سے صدیقی پیلس کے درو دیوار ہل گئے تھے جبکہ کوبرا جو دوبارہ ہادی پر نشانہ لینے لگا تھا حمنہ نے اپنی پسٹل سے اس کے دائیں ہاتھ پر فائر کیا تھا۔ صدیقی نے حمنہ کو مارنا چاہا تو ہادی نے یکے بعد دیگرے کئی فائر صدیقی پر کئے تھے۔ احان کے وجود کو ایک نظر دیکھ کر اس نے کوبرا کی دونوں ٹانگوں پر فائر کئے تھے۔ احان خون سے لت پت اپنی آخری سانسیں بمشکل لے رہا تھا۔ سر شفاعت نے زمین پر بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھا تھا جبکہ ہادی نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"احان پلیز تھوڑی سی ہمت کرنا ہم ابھی ہاسپٹل جا رہے ہیں اور تم بالکل ٹھیک ہو جائو گے۔"

ہادی نہیں جانتا تھا کی وہ اپنے بہتے آنسوئوں سے کسے تسلی دے رہا تھا خود کو یا احان کو۔ احان نے ایک نظر سر شفاعت کو دیکھا جو رو رہے تھے اس نے زندگی میں پہلی بار اور شاید آخری بار اپنے باپ کو روتے دیکھا تھا۔

"پا۔ پا۔۔ میں۔۔ نے۔ آپ۔۔ سے۔۔ کیا۔۔ وعدہ۔ پورا۔ کیا۔ میں۔۔ نے۔ ہادی۔ سر۔ کو۔ کچھ۔ نہیں۔ ہونے۔ دیا۔ پاپا۔ میں۔ آپ۔۔ سے۔۔۔۔"

احان نے اٹکتے ہوئے یہ الفاظ بولے اور لمبی سانس لی۔ ہادی زارو قطار رونا شروع ہو چکا تھا۔

"احان پلیز تھوڑی سی ہمت کرو ہم کسی ہاسپٹل میں جاتے ہیں پلیز یار تھوڑی سے ہمت بس۔"

"ہادی۔۔ سر۔۔ میں۔ آپ۔ سب۔۔ سے۔۔ بہت۔ محبت۔ کرتا۔ ہوں۔ لیکن۔ میرے۔ وطن۔ کی۔ محبت۔ اس۔ محبت سے۔ زیادہ۔ ہے۔ اس۔ لئے۔ خدا۔ نے۔ مجھے۔ شہادت۔ کے۔ لئے۔ چنا۔ ہے۔ میرا۔ جنون۔ آج۔ مکمل۔ ہوا۔ ہے۔"

"تم کہیں نہیں جارہے ہو احان سنا تم نے۔ ابھی تم نے میرے ساتھ بہت سارے مشن کرنے ہیں ایسے کون ساتھ چھوڑتا ہے؟"

ہادی بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ حاطب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"پاپا۔ ماما۔ کا۔ خیال۔ رکھیئے گا۔"

احان کے لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک بڑھتی جارہی تھی لیکن سانسیں ساتھ چھوڑتی جارہی تھیں۔ ایک باپ اپنے سامنے اپنے بیٹے کو زندگی سے پکارتے دیکھ رہا تھا اور بے بسی اتنی تھی کہ وہ چاہ کر بھی اسے زندگی نہیں دے سکتا تھا۔ سر شفاعت کو زندگی میں پہلی بار حاطب شاہ اور ہادی شاہ نے آتے دیکھا تھا۔ اور روتے بھی کیوں نہیں اکلوتا اور لاڈلا بیٹا قربان ہو رہا تھا۔

"لا۔۔ الہ۔۔ الا۔۔ اللہ۔۔ محمد۔۔ رسول۔۔ اللہ۔"

آخری سانسوں میں وہ کلمہ پڑھتے ہوئے اس مقام پر پہنچ گیا تھا جہاں جانے کی خواہش ہر فوجی کرتا ہے۔

"احان۔۔تم ایسے نہیں جاسکتے پلیز میری بات مانو ابھی کے ابھی اٹھو میں تمہارا سر ہوں نا۔میرا آرڈر ہے ابھی اٹھو۔"

ہادی اس کے وجود کو جھنجھوڑ رہا تھا جبکہ حاطب شاہ نے نم آنکھوں سے احان کی چمکتی آنکھوں کو بند کیا تھا۔

"ہادی وہ شہادت کا عہدہ پا چکا ہے۔"

حاطب شاہ نے اسے اپنے حصار میں لے کر چپ کروانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ہادی بچوں کی طرح دھاڑیں مار کر رویا تھا۔اس کے رونے پر حاطب شاہ بھی اپنا ضبط کھو چکے تھے جبکہ سر شفاعت نے احان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا اور اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکا کر اپنے آنسوئوں کو اس کے چہرے پر بکھرنے دیا تھا۔اچانک ہادی کی نظر وہاں سے جاتے ہوئے کوبرا پر پڑی تھی جو رینگتے ہوئے وہاں سے جا رہا تھا۔ہادی نے اس کی دونوں ٹانگوں پر فائر کئے تھے جو پہلے ہی غالباً زخمی تھیں اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے مقابل آیا تھا۔

"تمہیں کہا تھا کوبرا بھیانک موت کو دعوت مت دینا اب بھگتو۔"

ہادی یہ بول کر اٹھا وہاں سے غالباً کیچن کی جانب چلا گیا تھا جبکہ کوبرا وہیں درد اور تکلیف سے چیخ کر رو رہا تھا۔ہادی تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چاقو اور تیل تھا۔ہادی خطرناک حد تک سرخ آنکھوں کو کوبرا کے چہرے پر ٹکا کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے کہا تھا اگر میرے پاپا یا دوست میں سے کسی کو بھی کھروچ آئی تو دنیا دیکھے گی کوبرا کی موت۔تم نے اسے مجھ سے جدا کر کے اپنی بھیانک ترین موت کو دعوت دی ہے۔اس ہاتھ سے گولیاں چلائی تھی نا؟"

ہادی بولتے ہوئے کوئی دیوانہ لگ رہا تھا۔کوبرا کا ہاتھ پکڑ اس نے باری باری دونوں کو چاقو سے پہلے زخمی کیا اور پھر دونوں ہاتھ کاٹ دیئے۔حاطب شاہ اور سر شفاعت نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

"خدا تمہیں اسی طرح جلائے گا جہنم میں ان شاء اللہ۔"

ہادی نے یہ بول کر اس کے اوپر مٹی کے تیل کا چھڑکاؤ کیا تھا اور پھر پینٹ کی پاکٹ سے لائٹر نکال کر کوبرا پر پھینک دیا۔ کوبرا کی دردناک چیخوں سے صدیقی پیلس کہ درو دیوار ہل گئے تھے جبکہ حمنہ نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اس دل دہلا دینے والے منظر کو دیکھنے سے گریز کیا تھا۔ ہادی نم آنکھوں سے احان کے وجود کو دیکھ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"سر ہیلی کاپٹر ریڈی ہے۔"

ایک آرمی آفیسر نے آکر وہاں موجود لوگوں کو مطلع کیا تھا۔ ہادی نے آگے بڑھ کر احان کے وجود کو بازئوں میں اٹھایا تھا اس کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں جبکہ حاطب شاہ نے حمنہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔ صحیح کہتے ہیں منزلیں کبھی آسانی سے نہیں ملتی۔ بہت بڑی جیت حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ پسندیدہ ترین چیز کو کھونا پڑتا ہے۔ خدا صبر دیکھ کر انعام دیتا ہے۔ ہادی نے بھی جیت حاصل کر لی تھی۔ مشن مکمل ہو چکا تھا لیکن ہادی کو اس مشن میں خسارہ ہوا تھا احان کی صورت میں جو معمولی نہیں تھا۔ ایک فوجی جب شہید ہوتا ہے تو صرف ایک انسان ہی دنیا سے نہیں جاتا بلکہ ایک وطن کا محافظ جاتا ہے۔ ایک ملک کے باشندوں کی امیدیں ساتھ جاتی ہیں۔ شہید کبھی مرتا نہیں ہے۔ بلکہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے وطن کو امر کر جاتا ہے۔ خدا تمام فوجیوں کی سرحدوں پر حفاظت فرمائے اور جو شہید ہو چکے ہیں ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

جب تک نہ جلے شہیدوں کے لہو سے چراغ

کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہو گا

سورج کی روشنی کھڑکی سے جب کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں موجود شخص کی آنکھوں میں چبھن کا کام کرنے لگی تھی۔

"ہنی اٹھ جائو بیٹا تمہارے ڈیڈ ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

عشال شاہ نے اس کا بکھرا کمرہ سمیٹتے ہوئے نرمی سے کہا مگر مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ عشال نے مسکرا کر اسے دیکھا جو اوندھے منہ بیڈ پر سویا ہوا تھا۔

"ہنی تمہارے ڈیڈ اگلے پانچ منٹ میں یہاں ہوں گے اور پھر وہ جو بھی سزا دیں گے میں انہیں نہیں روکوں گی۔"

عشال شاہ کے سنجیدہ انداز پر وہ کروٹ بدل کر انہیں دیکھنے لگا۔

"موم صبح صبح دھمکیاں کون دیتا ہے؟"

حمین منہ بسور کر بولا تھا۔ عشال شاہ اس کے پاس بیٹھی تھیں۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتیں ان کا دھیان کمرے میں موجود ٹیبل پر رکھے بائول پر گیا تھا جس میں پاستہ جوں کا توں پڑا تھا۔ عشال شاہ نے حیرانگی سے حمین کو دیکھا جو بمشکل اپنی آنکھیں کھول رہا تھا۔

"ہنی تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"

عشال شاہ کے فکر مندانہ انداز پر وہ مسکرایا تھا۔

"اٹھنے سے پہلے تک تو ٹھیک تھی لیکن آپ کے شوہر نامدار کا نام سن کر خراب ہو چکی ہے۔"

حمین کے شرارتی انداز پر عشال شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"پاستہ ایسے ہی پڑا ہے اسی لئے پوچھا تھا لیکن تم نے تو ہر بات میں میرے شوہر کو قصوروار ٹھہرانا ہوتا ہے۔"

عشال شاہ خفگی سے بول کر اٹھی اور پاستے کا بائول پکڑ کر کمرے سے جانے لگی جب حمین جلدی سے ان کے سامنے آیا۔

"موم یہ ناراضگی والا منہ نہ بنایا کریں آپ جانتی ہیں یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔"

حمین کی بات پر عشال نے اپنا دایاں آبرو اچکا کر اسے دیکھا تو حمین مسکرا دیا۔

"ایسے نہیں دیکھیں سچ ہے اب بتائیں سوری بولنے سے خلاصی ہو جائے گی کیا؟"

حمین عشال شاہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔

"نہیں تم وعدہ کرو آئندہ اپنے باپ کو الٹے سیدھے ناموں سے نہیں پکارو گے۔"

عشال نے بول کر اپنا ہاتھ آگے کیا جبکہ حمین نے اپنی ماں کو منہ بسور کر دیکھا۔

"موم یہ زیادتی ہے ویسے اپنے باپ کو کچھ نہیں کہتا لیکن آپ کے شوہر کو تنگ کئے بغیر میرا دن نہیں گزرتا۔"

حمین کی بات پر عشال شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"تمہارا باپ بالکل ٹھیک کہتا ہے تمہارے بارے میں کہ تم پیدائشی ڈھیٹ پیدا ہوئے تھے۔"

عشال شاہ کی بات پر حمین کا صدمے سے منہ کھلا تھا۔

"میرے ڈیڈ میرے بارے میں یہ خیالات رکھتے ہیں؟"

حمین نے صدماتی کیفیت میں پوچھا تھا۔

"نہیں اس سے بھی عظیم خیالات ہیں لیکن وہ تمہاری ماں کو بتا نہیں سکتا میں۔"

اس سے پہلے عشال شاہ کچھ بولتیں کمرے میں حازم شاہ داخل ہوئے جو بلیک پینٹ کوٹ پہنے یقیناً آفس کی تیاری میں تھے۔ حمین ڈھیٹوں کی طرح مسکراتے ہوئے انہیں دیکھنے لگا جبکہ عشال شاہ اپنا سر نفی میں ہلا کر کمرے سے باہر جا چکی تھیں۔

"ڈیڈ میری موم کو تنگ کرنا کیا آپ کے فرائض میں شامل ہے؟"

حمین کی بات پر حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"تمہاری ماں وہ بعد میں پہلے میری بیوی ہے اور اپنی بیوی کو تنگ نہیں کروں گا تو کیا پڑوسیوں کی بیوی کو کروں گا۔"

"ہاہائے ڈیڈ آپ کے یہ جذبات۔۔ لگتا ہے مجھے موم کو بتانا پڑے گا کہ آپ کی سیکرٹری ایک لڑکی ہے۔"
حمین حازم شاہ کی بات کو اپنے رنگ میں لیتے ہوئے بولا تو حازم شاہ نے بے ساختہ اس کی گردن دبوچی تھی۔
"کمینے انسان ذرا جو مجھے سکون کا سانس لینے دو۔۔۔ پہلے بھی تمہاری ماں کی وجہ سے اپنی تین سیکرٹریز بدل چکا ہوں میں۔"
حازم شاہ کی بات پر حمین کا قہقہ کمرے میں گونجا تھا۔
"شاہ ناشتہ لگ گیا ہے آجائیں اور ہنی پانچ میں فریش ہو کر نیچے آئو ورنہ ناشتے کو بھول جانا۔"
عشال شاہ نے نیچے لائونج سے آواز دی تھی۔ دونوں باپ بیٹے نے عشال شاہ کی آواز پر مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔
"تمہاری ماں اور اس کی دھمکیاں جس دن تمہیں بھو کا رکھیں گی سمجھ جائوں گا میں کہ وہ واقعی میری بیوی ہے۔ خیر پانچ منٹ تک آجائو یونیورسٹی ڈراپ کر دوں گا جاتے ہوئے۔"
حازم شاہ کی بات پر وہ مسکرایا تھا اور اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے واش روم کی طرف چلا گیا تھا جبکہ حازم شاہ کمرے سے نکل کر نیچے لائونج کی جانب چلے گئے تھے جہاں عشال شاہ ناشتے کی ٹیبل پر ان کا انتظار کر رہی تھیں۔

"کیا ہوا ہے میری گڑیا کو؟"
آئرہ آزفہ شاہ کو بیڈ سے سہارا دیتے ہوئے اٹھا رہی تھی جب آزفہ شاہ نے محبت سے پوچھا تھا۔ آئرہ نے مسکرا کر آزفہ شاہ کو دیکھا تھا۔
"کچھ نہیں ہوا ماما۔"
"ماں ہوں تمہاری کل رات سے نوٹ کر رہی ہوں کہ تم بہت خاموش ہو۔"

آزفہ شاہ کی بات پر اس نے سر جھکا لیا تھا۔ شاید آنکھوں میں چمکتی نمی کو وہ چھپانے کی ناکام کوشش کرنا چاہتی تھی۔ آزفہ شاہ نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا جو آنسوئوں سے تر ہو چکا تھا۔ آزفہ نے اسے اپنے گلے لگایا تو آئرہ شاہ کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"عارو ہوا کیا ہے میری جان؟ دیکھو اتنا تو نہیں روتے نا۔ میرا دل بیٹھ رہا ہے اب بتائو پلیز ہوا کیا ہے؟"

آزفہ شاہ اس کے رونے سے پریشان ہو گئی تھیں اس لئے فکر مندی سے اس کا چہرہ دوبارہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

"مام وہ۔۔۔وہ۔۔"

آئرہ ہچکیوں سے روتے ہوئے اتنا ہی بول پائی تھی جب آئرہ شاہ نے اسے گلے سے لگا کر اس کی پیٹھ سہلائی تھی۔

"عارو میری بچی ہوا کیا ہے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے اب۔"

آزفہ شاہ کی پریشان آواز پر وہ جلدی سے ان سے الگ ہوئی تھی اور اپنے آنسو صاف کر کے بمشکل مسکرا کر انہیں مطمئن کرنے لگی تھی۔

"مام وہ بس بابا کی یاد آ رہی تھی۔"

آئرہ کی بات پر آزفہ شاہ نے اس کا چہرہ دیکھا جو نظریں چرا گئی تھی۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے تم بات کو جان بوجھ کر بدل گئی ہو؟"

آزفہ شاہ کے انداز پر وہ مسکرائی تھی کیونکہ ان کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔

"مام ایسا کچھ بھی نہیں ہے آپ پریشان نہیں ہوں اور چلیں ناشتے پر سب آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

آئرہ کی بات پر آزفہ شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"میں جانتی ہوں ماضی میں کافی غلطیاں کرچکی ہوں میں اور ان غلطیوں کی وجہ سے تمہیں خود سے دور بھی کرچکی ہوں لیکن یقین مانو تم میری زندگی کا واحد ایسا اثاثہ ہو جس کی وجہ سے میں زندہ ہوں اس لئے جب بھی کچھ شئیر کرنا ہو میرے پاس آجانا میں ہر حال میں اپنی بیٹی کا ساتھ دوں گی۔"

آزفہ شاہ کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے اپنا سر اثبات میں ہلانے لگی تھی۔

"اوکے مام اب چلیں۔"

آئرہ ان کو کندھوں سے تھام کر اپنے ساتھ کمرے سے باہر لے گئی تھی۔

"کیا تم گھر نہیں جائو گے آج"

ہادی اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب حاطب شاہ اس کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے بولے تھے۔ ہادی جو اپنی کرسی پر آنکھیں موندیں بیٹھا تھا حاطب شاہ کو دیکھ کر اٹھا تھا۔

"احان کے جنازے کے بعد جائوں گا ابھی دل نہیں کر رہا جانے کو۔"

بولتے ہوئے ہادی نے رخ موڑ لیا تھا کیونکہ آواز کے ساتھ اس کا لہجہ بھی بھیگ گیا تھا۔ حاطب شاہ نے لب بھینچ کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"میں جانتا ہوں کچھ دن جو تم لوگ ساتھ رہے ہو تو تمہیں انسیت ہوگئی تھی احان سے لیکن ہادی اس طرح کرنے سے وہ واپس نہیں آئے گا۔ تمہیں خود کو سنبھالنا ہو گا۔"

حاطب شاہ کی بات پر اس کی آنسو پھر سے جاری ہوگئے تھے۔ وہ رونا نہیں چاہتا تھا لیکن شاید اس کا اپنے آنسوئوں پر اختیار ختم ہو گیا تھا۔ وہ کمزور نہیں تھا لیکن شاید اتنا بھی مضبوط نہیں تھا کہ ایک دوست کو کھونے کے بعد روتا نہیں۔ وہ ہمت کر رہا تھا لیکن خود کو تسلی دے کر آگے بڑھنا واقعی مشکل تھا۔

"پاپا آپ کو معلوم ہے وہ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز تھا مجھے۔ یہاں آفس میں ہر وقت اس کو دیکھنے کی عادت تھی۔ اس کی شرارتوں کو میں بہت مس کر رہا ہوں۔ پاپا جب ہم نے مشن پر جانا تھا میں نے سر شفاعت کو منع کیا تھا کہ وہ احان کو میرے ساتھ نہ بھیجیں۔ ایک خوف سا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو سر کا کیا ہو گا ان کی فیملی کا کیا ہو گا؟ آپ جانتے ہیں میں اس کے سامنے خود کو بہت غصے والا ظاہر کرتا تھا لیکن میں کبھی اسے ڈانٹ نہیں سکا کیونکہ وہ مجھے بہت عزیز تھا۔ میں بڑا تھا اس سے عمر میں بھی اور عہدے میں بھی لیکن پاپا پھر وہ پہلے کیسے چلا گیا؟ ابھی تو اس کی شادی کروانی تھی میں نے اور پھر اپنے شادی پر اسے نہیں بلا کر تنگ کرنا تھا۔ لیکن پاپا یہاں تو سب سوچیں ہی ختم ہو گئیں ہیں۔ میں کل سے احان کے علاوہ کچھ سوچ ہی نہیں پا رہا ہوں۔"

ہادی حاطب شاہ کے طرف دیکھ کر بولا اور آہستہ سے چلتے ہوئے ان کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ان کی گود میں سر کر رکھ کر رونے لگا تھا۔ کل سے وہ اتنا رو چکا تھا کہ اس کا گلا بیٹھ گیا تھا۔ آنکھیں ہلکی ہلکی سوجھن کا شکار ہو چکی تھی اور ان کے اندر کی سرخی اس حد تک گہری تھی کہ دیکھنے والے کو خوف ضرور محسوس ہوتا۔ حاطب شاہ نے اس کے کالے بالوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم اس سے بہت محبت کرتے تھے اور وہ تمہیں بہت عزیز بھی تھا لیکن ہادی تم دنیا کے پہلے انسان نہیں ہو جس نے کسی اپنے کو کھویا ہے۔ تمہارے پاس صبر کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ اللہ کی امانت تھا اور وہ لے گیا اسے اپنے پاس۔ جس مقام تک پہنچنے کی خواہش ہر فوجی کو ہوتی ہے ہادی وہ اس مقام تک پہنچا ہے۔ کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی کہ وہ شہادت کا عہدہ حاصل کر چکا ہے؟ جانے والے کو روک نہیں سکتے لیکن ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کر سکتے ہیں۔"

حاطب شاہ کے لفظوں پر اس نے سر اٹھایا تھا۔

"پاپا مجھے اپنی بے بسی پر رونا کے آ رہا ہے کہ وہ میرے سامنے دم توڑ رہا تھا اور میں چاہ کر بھی اسے زندگی کہ طرف واپس نہ لا سکا۔"

ہادی کی بات پر حاطب شاہ ہلکا سا مسکرائے تھے۔

"اللہ نے اس کی زندگی اتنی ہی لکھی تھی ہادی اور پلیز اب بس کرو اور اس کے جنازے کو کندھا دو۔ اس کی ماں کو بتائو کے ہر محافظ ان کا بیٹا ہے۔ اس باپ کو محسوس کروائو کہ ہر فوجی کو اس کی شہادت پر فخر ہے۔ اٹھو شاباش جنازے کا وقت ہو رہا ہے اور سر شفاعت کا گھر بھی یہاں سے بیس منٹ تک کے فاصلے پر ہے۔"

حاطب شاہ کی بات پر وہ اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اٹھا تھا۔

"پاپا آپ میرے ساتھ نہیں جائیں گے کیا؟"

ہادی کے سوال پر حاطب شاہ جو کرسی کی ٹیک سے پشت ٹکا گئے تھے مسکرائے تھے۔

"میں ہر حال میں سر کے دکھ میں شریک ہوں گا چاہے کوئی بھی منع کرے مجھے۔"

"مطلب کرنل سرور منع کر چکے ہیں آپ کو سر شفاعت کے گھر جانے سے؟"

ہادی نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"ان کے منع کرنے سے کیا ہوتا ہے میں سر شفاعت کو کسی صورت اکیلا چھوڑ نہیں سکتا۔"

حاطب شاہ کا ازلی انداز دیکھ کر ہادی نے بے بسی سے انہیں دیکھا تھا۔

"پاپا جب تک ملک آذر پکڑا نہیں جاتا آپ یہیں رہیں گے۔"

ہادی کی بات پر حاطب شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"تم میرے باپ نہیں ہو میں تمہارا باپ ہوں اور اگر میری شکایت تم نے کرنل سرور سے کرنے کی کوشش بھی کی تو میں تم سے بات تک نہیں کروں گا۔"

حاطب شاہ کہ دھمکی پر ہادی نے آنکھیں چھوٹی کر کے نہیں دیکھا تھا۔

"مطلب آپ نہیں مانیں گے؟"

"کسی صورت نہیں میں ہر حال میں احان کے جنازے میں شرکت کروں گا۔"

حاطب اپنا سر نفی میں ہلا کر بولے تو ہادی شاہ نے گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔

"آپ ایک ہی صورت میں میرے ساتھ جائیں گے اگر یہ ماسک آپ پہنیں گے۔بصورت دیگر میری طرف سے انکار ہے۔"

ہادی نے حاطب شاہ کے آگے ایک ماسک رکھتے ہوئے کہا تو حاطب شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"مجھے کوئی شک نہیں کہ تم سڑیل باپ کی سڑیل اولاد ہو۔"

حاطب شاہ کی بات پر ہادی کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی جس پر حاطب شاہ نے پر سکون ہو کر اسے دیکھا تھا کیونکہ ان کا مقصد ہادی شاہ کو نارمل کرنا تھا اور وہ کامیاب بھی رہے تھے۔ہادی اپنے آفس سے ملحقہ واش روم کی جانب چلا گیا تھا جبکہ حاطب شاہ نے نم آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

سب لوگ ناشتے کی میز پر ناشتہ کرنے میں مشغول تھے جب اچانک حمین کا دھیان آئرہ کی آنکھوں پر گیا جو کہ سرخ ہو رہی تھیں۔

"بی جے آپ روئی ہو؟"

حمین کی آواز پر جہاں آئرہ گڑبڑائی تھی وہیں سب کی نگاہیں آئرہ کی جانب اٹھی تھیں۔

"میں نے کیوں رونا ہے پاگل ہو جو صبح صبح ہی بے تکی باتیں کر رہے ہو؟"

آئرہ نے اسے گھورنے کی ناکام کوشش کی تھی۔

"جھوٹ نہیں بی جے۔۔۔ آپ کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں اور یہ تب ہی ہوتی ہیں جب آپ روتی ہیں۔"

حمین کی بات پر حازم شاہ نے سنجیدگی سے آئرہ کو دیکھا تھا جو حمین کو اب گھور رہی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بس زکام ہو رہا ہے تو اسی وجہ سے آنکھوں کو بھی انفیکشن ہو رہا ہے۔"

آئرہ کے بہانے پر حمین مسکرایا تھا۔

"چلو شکر ہے یہ انفیکشن ہے ورنہ میں سمجھا آپ بھائیو کی وجہ سے رو رہی ہیں۔"

"وہ کیوں روئے گی ہادی کی وجہ سے؟"

عشال شاہ نے نا سمجھی سے حمین سے پوچھا تھا۔

"او۔۔ ہو۔۔ موم جسٹ امیجن کے اگر بھائیو دوسری شادی کر لیں تو بی جے کو ایسے ہی انفیکشن ہونے ہیں۔"

"شٹ اپ حمین شاہ۔"

حازم شاہ کی بارعب آواز پر وہ معصومیت کو چہرے پر طاری کرتے ہوئے آئرہ کو دیکھنے لگا تھا۔

"کیا فضول بکواس کر رہے ہو تم صبح صبح ہی؟"

حازم شاہ نے غصے سے حمین کو دیکھ کر پوچھا تھا جو حازم شاہ کی آواز پر ہی بیچارگی کو چہرے پر طاری کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

"سوری ڈیڈ میں تو بس مذاق۔۔"

"یہ کیسا مذاق تھا ہنی؟"

عشال شاہ نے بھی اسے گھورا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں شرمندہ ہوا تھا جبکہ آئرہ بمشکل اپنی آنکھوں کی نمی کو چھپاتے ہوئے حازم شاہ کو دیکھنے لگی تھی۔

"اٹس اوکے ڈیڈ نا سمجھ ہے یہ۔۔۔ ویسے بھی مجھے برا نہیں لگا۔"

آئرہ کے لفظوں پر حمین نے اسے دیکھا تھا۔

"سوری بی جے میں واقعی مذاق کر رہا تھا۔"

"اٹس اوکے ہنی کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی کوئی اتنی بڑی بات نہیں جس کا اتنا ایشو بن رہا ہے۔ خیر ڈیڈ میری ڈیوٹی چینج ہو گئی ہے ایک ویک کے لئے تو مجھے ہاسپٹل جانا ہے مجھے اجازت دیں۔"

آئرہ یہ بول کر اٹھی تھی اور اپنا موبائل اٹھا کر آزفہ شاہ اور عشال شاہ کی پیشانی پر بوسہ دے کر باہر نکل گئی تھی جبکہ حمین حازم کو دیکھنے لگا۔ اس سے پہلے حازم شاہ مزید حمین کی عزت افزائی کرتے ان کا موبائل رنگ کرنے لگا تھا۔ ہادی کالنگ دیکھ کر وہ مسکرائے تھے۔

"السلام علیکم۔"

حازم شاہ نے کال ریسیو کرتے ہی سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام ڈیڈ۔۔ کیسے ہیں آپ اور گھر میں سب کیسے ہیں؟"

ہادی کی بھاری آواز پر حازم شاہ کو کچھ انہونی کا احساس ہوا تھا۔

"ہم سب تو ٹھیک ہیں لیکن تمہیں کیا ہوا ہے؟"

حازم شاہ کا انداز فکر لئے ہوئے تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں ڈیڈ وہ ایکچوئیلی سر شفاعت کا بیٹا احان شہید ہو گیا ہے اور اس کا جنازہ ہے دس بجے۔"

"انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

حازم شاہ نے بمشکل یہ الفاظ منہ سے نکالے تھے۔ حالانکہ دکھ تو ان کو بھی بہت ہوا تھا سن کر۔ نمی بھی آنکھوں میں آئی تھی جسے وہ سختی سے آنکھوں کو میچ کر چھپا گئے تھے۔

"میں آتا ہوں ہادی۔"

حازم شاہ نے یہ بول کر کال ڈراپ کر دی تھی۔

"شاہ سب ٹھیک ہے نا؟"

عشال شاہ نے حازم شاہ کا بجھا ہوا چہرہ دیکھ کر پوچھا تھا۔

"سر شفاعت کے بیٹے کی شہادت ہو گئی ہے۔ حمین تم میرے ساتھ چل رہے ہو ان کے گھر ابھی۔"

حازم شاہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولے تھے جبکہ عشال اور آزفہ کو بے ساختہ حاطب شاہ کی شہادت والا دن یاد آ گیا تھا۔ حمین اپنا سر اثبات میں ہلاتے ہوئے حازم شاہ کے پیچھے ہی لاؤنج سے باہر نکل گیا تھا جبکہ آزفہ شاہ کے گالوں پر بہتے آنسوؤں کو عشال شاہ نے اپنے ہاتھوں سے صاف کر کے انہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔ قسمت دور کھڑی انہیں مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی جب کہ وقت ان کے دکھوں پر مرہم رکھنے کی کوشش کرنے والا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو اس وقت؟"

ھادہیر یونیورسٹی کی پارکنگ کی طرف جاتے ہوئے وہاں موجود شمائل کو دیکھ کر بولا۔ شمائل جو یونیورسٹی سے ایک ماہ کی لیو اپروو کروانے آئی تھی صارم کے ساتھ اب اپروو کروا کر واپسی کے لئے صارم کا انتظار کر رہی تھی جب ھادہیر کی نگاہوں کا مرکز وہ بنی تھی۔ شمائل نے اسے ایک نظر دیکھ کر مکمل نظر انداز کیا تھا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے؟"

ھادہیر نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا جو رخ موڑے اس سے مکمل بے نیازی برت رہی تھی۔ ھادہیر کو اس کے نظر انداز کرنے پر اچھا خاصا غصہ آیا تھا وہ چند قدموں کا فاصلہ عبور کر کے اس تک پہنچا اور اس کا بازو پکڑ کر زبردستی اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر دھکیلا تھا۔ شمائل کے لئے یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ وہ سمجھ ہی نہ سکی تھی۔ ھادہیر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور اس کی طرف دیکھنے لگا جو گاڑی کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ھادہیر کے

لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ رخ موڑ کر چھپا گیا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد جب وہ تقریباً ہلکان ہو چکی تھی دروازہ کھولنے میں تب وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر ونڈ سکرین کو دیکھنے لگی تھی۔

"دروازہ کھولیں مجھے صارم بھائی کے ساتھ گھر جانا ہے۔"

شمائل کی آواز پر وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں گھر ہی جا رہا ہوں اور صارم اپنی بیوی کو لینے چلا گیا ہے اس کے میکے سے تو وہ تو نہیں آئے گا۔"

ھادہیر کے جواب پر وہ اپنی آنکھوں کو چھوٹا کر کے ھادہیر کو گھورنے لگی تھی۔

"آپ جانتے ہیں آپ ایک کبھی سمجھ نہ آنے والی مخلوق ہیں میرے لئے۔"

"ہاہاہا تو تم نے مجھے سمجھ کر کیا کرنا ہے بھئی؟"

ھادہیر نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ شمائل کو اس کا لہجہ مسکراتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"چپ کر کے گاڑی چلائیں جلدی گھر پہنچنا ہے مجھے اور پیکنگ بھی کرنی ہے۔"

شمائل نے آخری بات اس کی طرف دیکھ کر کہی تاکہ اس چہرے سے کوئی تاثر ڈھونڈ سکے لیکن اس کی یہ کوشش بے سود رہی کیونکہ مقابل ھادہیر بلاج شاہ تھا جس کو اپنے جذبات اور احساسات پر مکمل اختیار تھا یا شاید وہ ایسے ظاہر کرتا تھا۔

"اماں سائیں کی مانو میں کونسا تمہیں ڈیٹ پر لے کر جا رہا ہوں بھئی گھر ہی لے کر جا رہا ہوں۔"

ھادہیر کے نارمل انداز پر شمائل جی جان سے کڑتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی میرے سامنے ڈیٹ کا نام لیتے ہوئے۔۔ دو بھائی ہیں میرے میں ان کو بتا کر آپ کی ہڈیاں کمزور کروا سکتی ہوں۔"

شمائل کی بات پر ھادہیر کا قہقہ گاڑی میں گونجا تھا جبکہ شمائل اسے گھورنے لگی تھی۔

"اپنے بھائیوں کی دھمکی تم کسے دے رہی ہو مانو جی؟"

"آپ کو دے رہی ہوں۔"

شمائل کے دوبدو جواب پر وہ بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹ کر اسے دیکھنے سے مکمل گریز کر گیا تھا۔

"لیکن میں نے کیا کیا ہے؟"

ھادہیر کے معصومانہ انداز پر شمائل نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"ابھی آپ نے مجھے ڈیٹ پر لے جانے کو کہا تھا ھاد؟"

شمائل کی آواز پر وہ اسے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے کی معصومیت سے ھادہیر کو اپنا دل تیزی سے دھڑکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ جلدی سے نظروں کا زاویہ باہر سڑک پر مرکوز کر گیا تھا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔"

شمائل کا منہ کھل گیا تھا ھادہیر کی بات پر۔

"ھادہیر شاہ آپ جھوٹ بھی بولتے ہیں؟"

شمائل کی آواز صدمے سے تر تھی۔

"ہاہاہا نہیں کبھی کبھی سچ بھی بولتا ہوں۔"

ھادہیر ہنستے ہوئے بولا تو شمائل نے غصے سے اسے دیکھ کر خاموشی سے ونڈو سے باہر دیکھنے لگی تھی۔ گویا ھادہیر سے بحث اسے فضول لگ رہی تھی جبکہ ھادہیر اس کے ناراضگی کے اظہار پر سرشار سا مسکرایا تھا۔

انداز اتنا دلربا ہے ان کا کہ

واللہ ہم خود کو بھول جاتے ہیں

(کرن رفیق)

جنازے کے بعد سب قبرستان سے نکل رہے تھے جب حاطب شاہ کا دھیان حازم کی جانب اٹھا تھا جو ہادی کے پاس کھڑے اس سے کچھ بات کر رہے تھے اور ہادی خاموشی سے سن رہا تھا جبکہ پاس کھڑا حمین اپنی نگاہوں کو ادھر ادھر گھما رہا تھا۔ حاطب شاہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی جبکہ دل خون ہوا تھا اتنے فاصلے پر ان کا بھائی نہیں تھا جتنے فاصلے پر فرض نے کر دیا تھا۔ حاطب شاہ قبرستان کے گیٹ سے ہادی کی جانب بڑھے تھے۔ ہادی انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر اپنی آنکھوں سے انہیں وہیں رکنے کا اشارہ کرنے لگا جس کو حاطب شاہ مکمل نظر انداز کر گئے تھے۔

"چلیں میجر مجھے ڈراپ کر دیں۔"

حاطب شاہ کی آواز پر حازم شاہ بولتے ہوئے رکے تھے۔ وہ دائیں طرف پلٹ کر حاطب شاہ کو دیکھنے لگے مگر مایوسی ہوئی تھی کیونکہ ان کا ماسک حازم شاہ کو غلط فہمی کے جہاں میں جانے سے روک گیا تھا۔

"جی سر میں آتا ہوں۔"

ہادی کی بات پر حاطب شاہ مسکرائے تھے۔

"میجر ان سے تعارف نہیں کرواؤ گے ہمارا؟"

حاطب شاہ کی بات پر جہاں ہادی گڑبڑایا تھا وہیں حازم شاہ کو ان کی آواز بہت سال پیچھے لے کر جا رہی تھی۔

"کیوں نہیں سر۔۔ سر یہ میرے ڈیڈ ہیں حازم شاہ اور یہ میرا چھوٹا بھائی ہے حمین شاہ اور ڈیڈ یہ میرے سنئیر آفیسر ہے فرحان غازی۔"

ہادی نے جلدی سے جھوٹ بولا تھا جبکہ حاطب شاہ اس کی بوکھلاہٹ پر بمشکل اپنا قہقہ روکے ہوئے تھے۔

"نائس ٹو میٹ یو سر۔"

حازم شاہ نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا جبکہ حاطب شاہ نے ان کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے ان کو آگے بڑھ کر گلے لگایا تھا۔

ہادی نے حاطب شاہ کو گھورا تھا مگر وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے ہادی کو دیکھنے لگے۔

"ہمارے ہاں ایسے ملتے شاہ جی۔"

حاطب شاہ کے انداز پر حازم شاہ نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا تھا۔

"آپ کا انداز میرے بھائی سے بہت ملتا ہے اور آواز بھی۔"

حازم شاہ کی بات پر حاطب شاہ نے ہادی کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولے۔

"اچھا یہ تو کافی حسین اتفاق ہے۔ کبھی ملوائیں ہمیں اپنے بھائی سے آپ؟"

حاطب شاہ کی بات پر حازم شاہ سمیت وہاں موجود حمین شاہ کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں۔

"وہ شہید ہو چکے ہیں۔"

حمین شاہ کی لرزتی آواز پر تینوں نے اس کی طرف دیکھا تھا جس کی آنکھیں سرخ ہوتے ہوئے برس رہی تھیں۔

تینوں کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ پلٹ کر وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ حاطب شاہ نے بے ساختہ ہادی کو دیکھا تھا۔

"ایم سوری وہ اپنے بڑے پاپا کے ذکر پر ایسے ہی ری ایکٹ کر جاتا ہے میں اسے دیکھتا ہوں۔ آپ سے زندگی رہی تو دوبارہ ضرور ملاقات ہو گی۔ اللہ حافظ۔"

حازم شاہ حاطب شاہ سے ہاتھ ملا کر وہاں سے حمین کے پیچھے چلے گئے تھے جبکہ ہادی انہیں گھورنے لگا تھا جو مسکراتے ہوئے حازم شاہ کی پشت کو دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہے؟"

"حاطب شاہ نے ہادی کے گھورنے پر جھنجلا کر پوچھا۔

"پاپا ایک ویک کی بات ہے بس پھر آپ ہمارے ساتھ گھر میں ہوں گے۔"

ہادی کا انداز التجا لئے ہوئے تھا۔

"تم اپنے باپ کی طرح بس سڑیل ہو اور کچھ نہیں لیکن میں ایک ہفتے سے پہلے اپنے گھر جانا چاہوں گا۔"

حاطب شاہ کی بات پر ہادی نے بے بسی سے انہیں دیکھا تھا۔

"آپ جانتے ہیں ہنی بالکل آپ کی کاپی ہے مجال ہے جو ذرا سا بھی کسی کو شک ہونے دے کہ وہ آپ کا بیٹا نہیں ہے۔ ڈیڈ کو ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے بالکل ویسے ہی جیسے آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں ابھی۔"

ہادی کی بات پر حاطب شاہ نے خفگی سے ہادی کو گھورا اور بنا کچھ بولے وہاں سے چلے گئے۔

"یہ تو بتانا ہی بھول گیا کہ ہنی بھی آپ کی ہی طرح ناراض ہوتا ہے اور سے پیسوں کے علاوہ منایا نہیں جا سکتا۔"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے ان کے پیچھے گیا تھا۔

ہادی حاطب شاہ کو منا کر رات کو گھر واپس آیا تھا۔ پورے گھر کی لائٹس آف تھیں سوائے لائونج کی جہاں مدھم سی روشنی تھی۔ ہادی لائونج میں داخل ہوا تو اس کا دھیان بے ساختہ آئرہ کے کمرے کی طرف گیا تھا۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ آہستہ سے قدم بڑھاتے ہوئے آئرہ کے کمرے کی طرف گیا تھا۔ دروازہ ناک کرنے کے لئے جو نہی اس نے ہاتھ بڑھایا دروازہ تھوڑا سا کھل گیا تھا۔ وہ اندر بڑھا تھا اور دروازے کے ساتھ والی دیوار پر لگے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس نے کمرے کی لائٹس کو آن کیا تھا۔ جیسے ہی اس کی نظر بیڈ پر پڑی اس کی پیشانی پر چند شکنوں کا اضافہ ہوا تھا۔ کیونکہ بیڈ بالکل خالی تھا اور کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا۔

"یہ اتنی رات کو کہاں گئی؟"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے لائٹس کو آف کر گیا۔ اور کمرے سے نکل کر لائونج میں آیا تھا۔

"اوشٹ اس کی تورات کی ڈیوٹی ہوتی ہے میں یہ کیسے بھول گیا چلو صبح ملتے ہیں ڈاکٹر صاحبہ۔"

ہادی اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا اور سڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ مسکرایا تھا۔ ایک تھکاوٹ بھرے دن کے بعد وہ اپنے گھر میں تھا۔ نیند آنکھوں پر حاوی ہوئی تو وہ کبرڈ سے کپڑے لے کر واش روم کی طرف گیا۔ نہا کر باہر نکلا تو اپنے بیڈ پر پڑی اپنی اور آئرہ کے نکاح کی تصویر کو دیکھ کر ٹھٹکا۔

"یہ یہاں کیسے آئی؟"

خود سے بولتے ہوئے وہ آگے بڑھا اور تصویر کو اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"جانتا ہوں تمہیں بہت سی شکایتیں ہیں مجھ سے لیکن ان تمام شکایتوں کو میں میری دسترس میں دور کروں گا بیگم کیونکہ ابھی تو تھوڑا تنگ کرنے کا ارادہ ہے۔"

ہادی آئرہ کی تصویر کو انگلیوں سے چھو کر نرمی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ پھر جانے کیا ہوا تھا اس کو شاید جذبات غالب آچکے تھے اس پر وہ تصویر کو اپنے چہرے کے قریب لے گیا اور آئرہ کی مسکراتی تصویر پر اپنے تشنہ آور لبوں کو رکھ کر مسکرا دیا۔

"وٹینگ فار یو ڈیسپریٹلی۔"

ہادی کی آواز اتنی اتنی تھی جیسے سرگوشی کر رہا تھا وہ اس کی تصویر سے۔ وہ مسکرا رہا تھا اس کی تصویر کو دیکھ کر پھر وہ بیڈ پر لیٹ کر اس تصویر کو سینے پر رکھ کر آنکھیں موند گیا تھا۔ قسمت دور کھڑی ہادی کی خوشیاں اسے دینے کا سوچ رہی تھی جبکہ وقت ایک بڑے امتحان کی تیاری کر رہا تھا جو شاہ ہاؤس کے مکینوں کو ہر حال میں دینا تھا۔

صبح کی روشنی شاہ ہاؤس کے مکینوں کے لئے ایک نیا پیغام لائی تھی۔ وہ فریش ہو کر جیسے ہی سڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آیا سامنے کا منظر اس کے قدم زمین سے جکڑ گیا تھا۔ آزفہ شاہ کو سب کے ساتھ ہنستے ہوئے دیکھ کر وہ بے یقین ہوا تھا۔ اچانک حمین کی نظر اس پر پڑی تھی وہ مسکرایا تھا۔ خوشی اس کے چہرے سے عیاں ہوئی تھی۔

"بھائیو آپ کب آئے؟"

حمین اپنی جگہ پر ہی براجمان تھا البتہ آواز کافی اونچی تھی۔ آئرہ کے ناشتہ کرتے ہاتھ لرزے تھے جبکہ عشال اور آزفہ نے پلٹ کر ہادی کو دیکھا تھا۔ آزفہ شاہ کی آنکھیں ہادی کو دیکھ کر ایک لمحے میں نم ہوئی تھیں۔ ہادی جلد ہی خود کو کمپوز کرتے ہوئے آگے بڑھا تھا اور آئرہ شاہ کے ساتھ والی کرسی پر براجمان آزفہ شاہ کے قدموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اس نے آزفہ شاہ کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"بڑی ماما آپ ٹھیک ہو گئیں۔"

ہادی کی بات پر آزفہ شاہ کے آنسو ان کے رخساروں کی زینت بنتے ہوئے ہادی کی ہتھیلیوں کو بھگو کر نیچے ہوا میں معلق ہو گئے تھے۔

"ہادی میرا بچہ۔"

آزفہ شاہ نے ہادی کے ہاتھوں کو پکڑ کر ان پر بوسہ دیا تھا اور پھر اس کے سینے پر سر رکھے اپنا تمام غبار نکال دیا تھا۔ ہادی نے اس دوران اپنے ضبط کو ہارنے نہیں دیا تھا۔ آزفہ شاہ کو خود سے الگ کر کے اس نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"میں نے آپ کا بہت انتظار کیا ہے۔"

ہادی کی بات پر عشال اور حازم مسکرا دیئے تھے جبکہ آئرہ نے اسے ایک نظر دیکھ کر رخ موڑ لیا تھا۔

"میں جانتی ہوں میرے بیٹے نے کتنا انتظار کیا ہو گا۔ یہ بتانے کی ضرورت تمہیں بالکل نہیں ہے۔"

آزفہ شاہ کی خوشی ان کی آنکھوں کی چمک سے واضح ہو رہی تھی۔ہادی نے ان کے رخسار اپنے ہاتھوں سے صاف کر کے ایک بار پھر ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر ان کو مکمل ہونے کا احساس دلایا تھا۔

"ارے بھئی کوئی ہم سے بھی مل لے یا سارا پیار اپنی بڑی ماما کے لئے ہی ہے۔"

عشال شاہ کی نرم آواز پر وہ مسکراتے ہوئے اٹھا اور عشال شاہ کے پاس گیا تھا۔ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے وہ ان کو بھی سرشار کر گیا تھا۔

"مسڈ یو سو مچ ماما۔"

ہادی کے لفظوں پر عشال نے بھی اس کی ہاتھوں کو پکڑ کر لبوں سے لگایا تھا۔

"لیکن مجھ سے زیادہ نہیں کیا ہو گا۔"

عشال کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"ڈیڈ دیکھ لیں آپ کا بڑا بیٹا سوری بقول آپ کے آپ کا شریف بیٹا آپ کی بیوی پر آپ کے سامنے ہی پیار کی برسات کر رہا ہے۔"

حمین نے حازم شاہ کو دیکھ کر کہا تو ہادی نے اسے گھورا تھا جبکہ حازم شاہ نے مسکراتے ہوئے ہادی کو دیکھا تھا۔

"تم گھر کب آئے تھے؟"

"وقت کا تو پتہ نہیں شاید سوا دو بجے واپسی ہوئی تھی۔میں آتے ہی سو گیا تھا اور اس لئے کسی کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔سوچا صبح سب کو سرپرائز دوں گا مگر یہاں تو مجھے سرپرائز مل گیا۔"

ہادی نے آخری بات آزفہ شاہ کی طرف دیکھ کر کہی تھی۔جو مسکراتے ہوئے ہادی کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"اچھا باتیں بعد میں کرنا پہلے ناشتہ کرو۔"

عشال کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے حمین کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا لیکن جیسے ہی اس کی نظر آئرہ کے ساتھ بیٹھی لڑکی پر پڑی وہ ایک دم سنجیدہ سا ہو کر حازم شاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"ڈیڈ یہ لڑکی کون ہے؟"

ہادی کی آواز پر حمین نے عابیہ کو دیکھا جو نروس سی انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔ اس سے پہلے حازم شاہ کوئی جواب دیتے حمین کی آواز ہادی کی سماعتوں کو مرکز بنی تھی۔

"بھائیو کمال کرتے ہیں ایک ماہ میں ہی اپنی بیوی سوری منکوحہ کو بھول گئے ہیں۔"

ہادی نے حمین کو گھورا تھا جو اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا جبکہ آئرہ نے اپنا سر اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"میں جانتا ہوں سامنے میری منکوحہ بیٹھی ہے میں اپنی منکوحہ کے ساتھ بیٹھی لڑکی کا پوچھ رہا ہوں۔"

"ہاہاہا بھائیو یہاں تو ایک ہی لڑکی ہے بس اور وہ ہے آپ کی منکوحہ باقی تو کوئی لڑکی نہیں ہے۔ ویسے حیرت ہے آپ کو لڑکیاں نظر آنا شروع ہو گئی ہیں وہ بھی بی جے کے ہوتے ہوئے۔"

حمین کی بات پر جہاں ہادی نے اسے سخت نظروں سے گھورا تھا وہیں حازم شاہ نے ہادی کا سرخ چہرہ دیکھ کر بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا۔ جبکہ عشال اور آزفہ شاہ مسکراتے ہوئے حمین کی شرارت کو دیکھ رہی تھیں اگر کوئی لاپرواہ تھا ان سب سے تو وہ تھی آئرہ شاہ جو ناشتہ کرنے میں خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھیں مگر تمام حسیات ان کی گفتگو کی جانب ہی تھیں۔

"ہنی اگر گھر کے سامنے والے گراؤنڈ کے دس چکر لگائیں جائیں اور وہ بھی بیس منٹ میں تو کیسا لگے گا۔"

ہادی کی بات میں چھپی دھمکی پر حمین شاہ نے معذرت خواہ نظروں سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"سوری بھائیو آپ تو غصہ ہی کر جاتے ہیں سڑیل لوگوں کی طرح میں تو مذاق کر رہا تھا۔ یہ عابیہ ہے اور۔۔۔ جیسے ہی اس کے والدین ملیں گے یہ یہاں سے چلی جائے گی۔"

حمین نے سنجیدگی سے ہادی کو سارا معاملہ گوش گزار کیا تھا۔ ہادی نے حمین کی بات سن کر جیسے ہی عابیہ کو دیکھا تھا اسے بے ساختہ اس پر ترس آیا تھا۔

"ڈونٹ وری گڑیا تم آج سے میرے لئے میری بہن کی طرح ہو اور میں جلد ہی تمہارے پیرنٹس کو ڈھونڈ کر تمہیں ان سے ملوائوں گا۔"

ہادی شاہ کی بات پر عابیہ نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"شکریہ بھائی۔"

عابیہ کے معصومانہ انداز پر حمین غش کھاتے ہوئے بچا تھا۔

"بھائیوں کو کون شکریہ بولتا ہے پاگل۔"

ہادی کی مصنوعی خفگی پر وہ مسکرائی تھی۔ اس سے پہلے عابیہ کوئی جواب دیتی آئرہ شاہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

"مام میری ڈیوٹی کو وقت ہو رہا ہے میں شام میں ملتی ہوں آپ سے۔ خیال رکھئے گا اپنا۔"

آئرہ بمشکل مسکراتے ہوئے آزفہ شاہ کی پیشانی پر بوسہ دے کر عشال شاہ کی طرف بڑھی تھی جب حازم شاہ کی بات پر وہ پلٹ کر انہیں دیکھنے لگی تھی۔

"عارو آپ کی گاڑی ورکشاپ پر ہے آپ بس پانچ منٹ رکو میں ڈراپ کر دیتا ہوں آپ کو۔"

ہادی نے ایک نظر اسے دیکھا جو کیمل کلر کے ڈریس میں بنا میک اپ کے غضب ڈھا رہی تھی۔

"ڈیڈ آپ ناشتہ کریں میں چھوڑ دیتا ہوں آئرہ کو ویسے بھی مجھے ایک کام ہے کرنل صاحب سے ملنا ہے۔"

ہادی یہ بول کر اٹھا اور وہاں موجود تقریباً تمام نفوس کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔

"پاپا میں ٹیکسی سے چلی جاتی ہوں کسی کو میری وجہ سے زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

آئرہ یہ بول کر عشال شاہ کی طرف پلٹی تھی اور ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر سب کو اللہ حافظ بول کر باہر کی جانب چلی گئی تھی۔ سب نے حیرانگی سے آئرہ کا رویہ دیکھا تھا۔

"ڈیڈ میں دیکھتا ہوں اسے آپ لوگ ناشتہ کریں اور ہاں بڑی ماما آپ سے میں رات کو ملتا ہوں۔"

ہادی یہ بول کر جلدی سے آئرہ کے پیچھے گیا تھا مبادہ کہیں سچ میں ٹیکسی میں ہی نہ چلی جائے۔ ابھی وہ دروازے پر ہی پہنچی تھی جب ہادی نے تیزی سے اس کے پاس پہنچ کر اس کی کلائی پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔ آئرہ حواس باختہ سی اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ ہادی نے اس کی کلائی پر اپنی گرفت سخت کرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ تقریباً کھینچا تھا اور اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر اس میں آئرہ کو زبردستی بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔ اس دوران آئرہ نے بھول کر بھی اس کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں تھی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ ضبط کے آخری مراحل میں ہو گا۔ گاڑی کو روڈ پر لا کر اس نے سائیڈ پر روکا تھا اور آئرہ کی طرف متوجہ ہوا تھا جو ونڈو سے باہر دیکھنے میں مصروف تھی یا شاید ایسا ظاہر کر رہی تھی۔

"ادھر دیکھو میری طرف۔"

ہادی کے سخت لہجے پر آئرہ نے پلٹ کر اسے بے تاثر چہرے سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا تھا یہ سب؟"

ہادی نے بے ساختہ اس کے دیکھنے پر اپنے لہجے کو نرم کیا تھا۔

"کیا؟"

آئرہ نے انجان بن کر پوچھا۔

"میں تمہارے رویے کی بات کر رہا ہوں گھر والوں کے سامنے کیا بولا تھا؟"

ہادی نے اب کی بار اسے گھورا تھا۔

"میں نے وہی کہا جو مجھے صحیح لگا میں آپ کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی بحرحال اگر آپ اپنی مرضی کر ہی چکے ہیں تو مجھے جلدی ہاسپٹل پہنچادیں ورنہ میں ٹیکسی لے کر چلی جائوں گی۔"

آئرہ کے سنجیدہ انداز پر ہادی نے سختی سے لبوں کو پیوست کرکے خود کو کچھ الٹا بولنے سے روکا تھا۔

ہادی نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی تھی اور پھر آئرہ کی طرف دیکھا جو دوبارہ سے ونڈو سے باہر دیکھنے میں مصروف ہوچکی تھی۔ہادی نے گاڑی سٹارٹ کی اور باقی کا تمام راستہ خاموشی کی نظر ہوا تھا۔اس خاموشی میں ایک اگر بے چین تھا تو سکون دوسرے کی ذات کو بھی نہیں تھا لیکن اناواحد ایسی چیز تھی جو ان دونوں کو اس خاموشی کو توڑنے سے باز رکھے ہوئے تھی۔

وہ عشق کے عین سے نہیں واقف

اور ہم قاف پر جان لٹائے بیٹھے ہیں

(کرن رفیق)

عابیہ آزفہ شاہ کے پاس بیٹھی باتیں کررہی تھی جب عشال شاہ کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

"عابیہ بیٹا آپ چل رہی ہیں میرے ساتھ یا نہیں؟"

عشال شاہ کی نرم آواز پر وہ ناسمجھی سے عشال شاہ کو دیکھنے لگی جو کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھ چکی تھیں۔

"آنٹی میں نے کہاں جانا ہے؟"

عابیہ نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔

" بھئی شاپنگ پر جانا ہے میرے ساتھ جس دن سے آئی ہو شمائل کے کپڑوں میں گزارہ کر رہی ہو حالانکہ ہمیں دھیان رکھنا چاہیے تھا خیر تمہارے انکل مجھے پیسے دے کر گئے ہیں تمہاری شاپنگ کے اس لئے تم میرے ساتھ چل رہی ہو۔"

عشال شاہ کی بات پر آزفہ شاہ اور عشال شاہ دونوں کو دیکھنے لگی تھی۔

" آنٹی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگوں نے مجھے رہنے کو چھت دی کافی ہے پلیز مزید احسان مت کریں میرے اوپر۔"

" کس نے کہا کہ ہم احسان کر رہے ہیں بھئی تم ہمارے لئے اس گھر کا حصہ ہو اور آئندہ احسان والی بات نہیں کرنی ورنہ میں نے ناراض ہو جانا ہے۔"

عشال شاہ کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

" آنٹی یہ آپ کا بڑا پن ہے لیکن مجھے واقعی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے آپ پلیز تکلف نہیں کریں۔"

عشال شاہ نے عابیہ کو گھورا تھا۔

" میں شمائل کی شاپنگ بھی کرنے والی ہوں کیونکہ وہ کل واپس آ رہی ہے اس لئے تمہارے انکل نے بولا کہ تمہیں بھی لازمی شاپنگ کروانی ہے ورنہ وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ اب تم چاہو گی کہ وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں؟"

عشال شاہ کی ایموشنل بلیک میلنگ پر وہ لبوں کو دانتوں سے کاٹنے لگی تھی۔

" اچھا ٹھیک ہے آنٹی میں اپنے کمرے سے بڑی چادر لے کر آئی بس۔"

عابیہ ہار مانتے ہوئے مسکرائی تھی اور وہاں سے چلی گئی تھی۔

" عشی اگر ہماری آزاح آج ہمارے پاس ہوتی تو وہ بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے نا؟"

آزفہ شاہ کے بھیگتے لہجے پر عشال اٹھ کر ان کے پاس آئی تھیں اور ان کو اپنے حصار میں لے کر ان کو تسلی دینے لگی۔

"آزی دعا کیا کرو وہ جہاں بھی خوش ہو اور اللہ نے چاہا تو وہ ہمارے پاس واپس ضرور آئے گی۔"

"ان شاء اللہ۔"

آزفہ شاہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی تھیں۔

"اچھا تم چل رہی ہو شاپنگ پر یا نہیں؟"

عشال شاہ کی بات پر آزفہ شاہ مسکرائی تھیں۔

"تم لوگ جائو میں گھر پر ریسٹ کروں گی۔ ویسے بھی زیادہ نہیں چلا جائے گا مجھ سے۔"

آزفہ شاہ کی بات پر عشال شاہ نے مسکرا کر انہیں دیکھا اور کچھ ہدایات کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئی تھیں۔

"پلیز حمنہ جلدی کرو مجھے سر سے ملنے بھی جانا ہے۔"

ہادی حمنہ کو لے کر شاپنگ پر آیا تھا کیونکہ اسے حاطب شاہ نے ہدایت کی تھی شاپنگ کروانے کی۔ مگر پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل حمنہ کبھی ایک چیز کو سلیکٹ کر رہی تھی اور کبھی ریجیکٹ کر رہی تھی۔ ہادی اکتا کر بولا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے میجر تمہارے پیسے لگ رہے ہیں اس لئے تم ایسے ری ایکٹ کر رہے ہو نا؟"

حمنہ ہادی کو دیکھ کر شرارت سے بولی تو ہادی نے مسکرا کر اس کر سر پر تھپڑ لگایا تھا۔

"پاگل ہو تم بس جلدی کرو پلیز تمہیں ہوٹل میں ڈراپ کر کے مجھے پاپا کے پاس بھی جانا ہے۔"

ہادی کی بات پر حمنہ مسکرائی تھی۔

"اچھا بھئی کر رہی ہوں۔"

ہادی نے مسکرا کر اسے دیکھا جو شاپنگ میں مشغول ہو گئی تھی اور پھر ارد گرد دیکھنے لگا مگر جیسے ہی اس کا دھیان اپنی دائیں طرف گیا تھا اس کا چہرہ ایک پل میں فق ہوا تھا کیونکہ سامنے ہی عشال شاہ عابیہ کا ہاتھ تھامے بے یقینی سے ہادی کو دیکھ ہی تھی۔ تقریباً پندرہ قدم کے فاصلے پر اسے یہ تو یقین تھا کہ انہوں نے کچھ سنا نہیں ہو گا لیکن حمنہ کو اس کے ساتھ دیکھنا وہ غالباً ہر روایتی ماں کی طرح سوچ رہی تھیں اس لئے تو بے یقینی ان کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔

"ماما یہاں۔"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے بولا تھا مگر حمنہ نے اس کی بڑبڑاہٹ واضح سنی تھی۔

"کہاں ہیں آپ کی ماما میجر مجھے بھی ملوائیں ان سے۔"

حمنہ کی بات پر ہادی ہوش میں آیا تھا۔ حمنہ نے اس کی نظروں کی تعاقب میں دیکھا تو ایک چالیس پینتالیس عورت کے ساتھ ایک لڑکی تھی۔

"یہ آپ کی ماما ہے نا میجر کریں میں ابھی مل کر آتی ہوں۔"

حمنہ بغیر ہادی کا جواب سنے عشال شاہ کی جانب بڑھی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی کیسی ہیں آپ؟"

حمنہ کی آواز پر عشال شاہ نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر عابیہ سے مخاطب ہوئیں۔

"عابیہ گھر چلو۔"

عشال شاہ عابیہ کا ہاتھ تھام کر ایک کاٹ دار نظر ہادی پر ڈال کر وہاں سے جا چکی تھیں جبکہ حمنہ نے حیرانگی سے ان کا رد عمل دیکھا تھا۔

"حمنہ چلو پلیز باقی شاپنگ پھر کبھی کر لینا۔"

ہادی کی سنجیدہ آواز پر حمنہ جو کچھ پوچھنے لگی تھی اپنا سر اثبات میں ہلا کر اس کی پیچھے چلنے لگی تھی۔ عشال شاہ سارے راستے مسلسل ہادی کا مسکرا کر حمنہ کو دیکھنا اور حمنہ کا ہادی کو گھورنا سوچ رہی تھیں۔

"یا اللہ جیسا میں سوچ رہی ہوں پلیز ویسا کچھ نہ ہو۔"

عشال شاہ نے دل میں دعا مانگی تھی جبکہ عابیہ نے نرمی سے ان کا ہاتھ دبا کر ان کو جیسے تسلی دی تھی۔ عابیہ کے انداز پر عشال شاہ چاہ کر بھی لبوں پر مسکراہٹ کو بکھیر نہیں سکی تھیں۔

"عشال تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

عشال شاہ جب سے شاپنگ مال سے آئی تھیں تب سے کمرے کی ونڈو کے پاس بیٹھی تھیں۔ حازم شاہ جیسے ہی گھر آئے تھے سیدھا کمرے میں جا کر عشال سے پوچھنے لگے جو ان کے آنے پر اپنا چہرہ جلدی سے صاف کر گئی تھیں۔

"عشال تم رو رہی ہو؟"

حازم شاہ اپنا کوٹ بیڈ پر رکھ کر عشال شاہ کے پاس آئے تھے۔

"نہیں تو میں کہاں رو رہی ہوں بس آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے۔"

عشال شاہ اپنی آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے بولیں تو حازم شاہ نے انہیں سنجیدگی سے دیکھا تھا۔

"مجھ سے جھوٹ نہیں بولو اور بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

حازم شاہ کا نرم لہجہ جیسے عشال کے آنسوئوں کے بند کو توڑ گیا تھا۔

"شاہ میں بالکل اچھی ماں ثابت نہیں ہوئی میں کیا جواب دوں گی بھائی کو؟"

عشال کے لفظوں پر حازم شاہ نے ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما تھا۔

"عشال بات کیا ہے اور یہ کیا باتیں کر رہی ہو؟"

حازم شاہ نے الجھن لئے عشال شاہ کو دیکھا تھا۔

"شاہ وہ کیسے کر سکتا ہے میری بیٹی کو چیٹ؟"

حازم شاہ نے نا سمجھی سے عشال کو دیکھا تھا۔

"عشال رونا بند کرو اور مجھے بتائو کیا بات ہے؟ کس نے چیٹ کیا ہماری بیٹی کو؟ اور کس کی بات کر رہی ہو تم؟"

اس سے پہلے عشال کوئی جواب دیتی ہادی نے دروازے پر دستک دی تھی۔ عشال نے ہادی کو ایک نظر دیکھ کر رخ موڑ لیا تھا۔ حازم شاہ نے عشال کی یہ حرکت بغور دیکھی تھی۔

"ڈیڈ میں اندر آ سکتا ہوں؟"

ہادی کی اجازت طلب آواز پر حازم شاہ نے اپنا سر اثبات میں ہلایا تھا۔ ہادی آہستہ سے چلتے ہوئے عشال شاہ کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ پکڑ کر بولا۔

"ماما کیوں رو رہی ہیں آپ؟ پلیز مت روئیں۔"

"تم میری بیٹی کو چیٹ کرو اور میں رو بھی نہیں سکتی جائو یہاں سے۔"

عشال کی آواز کافی اونچی تھی۔ حازم شاہ نے شاکڈ نظروں سے عشال شاہ کا ردعمل دیکھا تھا جبکہ ہادی نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

"ماما جیسا آپ سمجھ رہی ہیں ویسا کچھ نہیں ہے وہ لڑکی صرف میری اچھی دوست ہے۔"

ہادی نے وضاحت دی تھی۔ شاید زندگی میں پہلی بار اور بھی اپنی ماں کے سامنے جو اسے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھی شاید۔

"واہ میجر واہ۔۔۔ کمال کا جھوٹ بولتے ہیں آپ؟"

آئرہ جو عشال شاہ کو آزفہ شاہ کا پیغام دینے آئی تھی۔ ان کی تمام گفتگو سن کر سمجھ گئی تھی کے معاملہ کیا ہے۔ حازم شاہ اور عشال شاہ نے پلٹ کر آئرہ کو دیکھا تھا جو نم آنکھیں لئے لبوں پر زبردستی مسکراہٹ کو سجائے اندر بڑھی تھی۔

"کونسا جھوٹ مسز شاہ؟"

ہادی نے پلٹ کر آئرہ سے پوچھا تھا۔

"وہی جھوٹ جو آپ بول رہے ہیں کہ وہ لڑکی آپ کی دوست ہے۔ وہ دوست نہیں بیوی ہے آپ کی جس کے ساتھ آپ اتنے دنوں سے تھے اور جسے آج آپ ہوٹل میں ڈراپ کرنے گئے تھے۔"

آئرہ کے لفظوں پر عشال اور حازم نے بے یقینی سے ہادی کو دیکھا تھا جبکہ ہادی نے آئرہ کو دیکھا تھا ایک اذیت ابھری تھی اس کے چہرے پر شاید آئرہ کے یقین نہ کرنے کی اذیت لیکن وہ جلد ہی خود پر قابو پاتے ہوئے پلٹا تھا۔ آئرہ آج اپنی ایک دوست سے ہوٹل میں ملنے گئی تھی جب پارکنگ میں اس نے ہادی کو حمنہ کے ہمراہ دیکھا تھا۔

"ہادی کیا عارو سچ بول رہی ہے؟"

حازم شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"ڈیڈ ایسا کچھ نہیں ہے آپ کی بیٹی کو کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔"

ہادی نے جیسے بات ختم کرنا چاہی تھی۔

"میجر کیوں جھوٹ بول کر پاپا کو مزید گمراہ کر رہے ہیں۔ بتا کیوں نہیں دیتے انہیں کہ وہ لڑکی آپ کی بیوی ہے۔ پاپا آپ کے بیٹے نے شادی کی ہے دوسری اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو میرے پاس پکس اور ویڈیوز موجود ہیں جس میں آپ اور آپ کی بیوی دونوں ساتھ ہیں۔"

آئرہ کے لفظوں پر جہاں عشال شاہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے وہیں حازم شاہ نے ہادی کو دیکھا تھا۔ہادی کا دماغ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں سمجھ گیا تھا کہ یہ سب احان کی کارکردگی تھی۔احان کو سوچتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی جس سے حازم شاہ کو طیش آیا تھا اور انہوں نے آگے بڑھ کر ہادی کے دائیں گال پر ایک ذور دار تھپڑ رسید کیا تھا۔آئرہ نے بے ساختہ اپنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے تھے جبکہ عشال شاہ وہیں صوفے پر ڈھے گئی تھیں۔ہادی نے بے یقینی سے حازم شاہ کو دیکھا تھا۔

"مطلب آپ کو بھی مجھ پر یقین نہیں ہے۔ٹھیک ہے اب کوئی وضاحت نہیں دوں گا میں اور نہ کوئی دلیل جسے یقین کرنا ہے کرے جسے نہیں کرنا مت کرے۔"

ہادی نے بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کر کے آخری بات آئرہ کو دیکھ کر کہی تھی جو اس کے دیکھنے پر نظروں کو زاویہ بدل گئی تھی۔

"ماما آپ سے میں رات میں بات کروں گا مگر پلیز روئیں مت یقین کریں اپنے بیٹے پر پلیز۔آپ کا بیٹا آپ کا سر کبھی جھکنے نہیں دے گا۔"

ہادی یہ بول کر ایک قہر برساتی نظر آئرہ پر ڈال کر کمرے سے جا چکا تھا جبکہ آئرہ اس کے جاتے ہی کمرے سے باہر کی جانب چلی گئی تھی۔حازم شاہ جھکے کندھوں سے بیڈ پر بیٹھے تھے جبکہ عشال شاہ ہچکیوں سے روتے ہوئے آئرہ کا سوچ رہی تھیں۔

رات کے ڈنر پر سب موجود تھے سوائے ہادی شاہ کے، غیر معمولی خاموشی پر حمین کو کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔

"ڈیڈ کیا آپ کی کوئی ڈیل کینسل ہوئی ہے؟"

حمین کے سنجیدہ انداز پر حازم شاہ نے اسے دیکھا تھا۔

"نہیں تو۔"

حازم شاہ کے جواب پر حمین نے عشال شاہ کو دیکھا تھا جو کھانے کو کھا کم دیکھ زیادہ رہی تھیں۔

"موم کیا آپ کی ڈیڈ سے لڑائی ہوئی ہے۔"

حمین کی بات پر عشال شاہ نے بے تاثر چہرے سے اسے دیکھا تھا۔

"نہیں کیوں کیا ہوا؟"

"اگر کچھ نہیں ہوا تو اس قدر خاموشی کیوں ہے؟"

حمین نے منہ بسور کر پوچھا تھا۔

"خاموشی سے کھانا کھا کر اپنے کمرے میں جاؤ ہر وقت فالتو بولنا اچھا نہیں ہوتا۔"

عشال شاہ نے سختی سے حمین شاہ کو دیکھ کر کہا تھا۔ حمین نے شرمندگی سے سر جھکا دیا تھا جبکہ باقی سب نے حیرانگی سے عشال کا حمین کے ساتھ تلخ ہونا دیکھا تھا۔

"سوری موم۔"

حمین یہ بول کر سرخ چہرہ لئے وہاں سے سڑھیوں کی جانب چلا گیا تھا جبکہ آزفہ شاہ نے خفگی سے عشال کو دیکھا تھا۔

"عشی فضول میں اپنا غصہ اس پر کیوں نکال دیا ہے تم نے اور مجھے بتاؤ ایسا بھی کیا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تم نے اسے اتنی بری طرح سے ڈانٹ دیا۔"

آزفہ شاہ کی بات پر عشال شاہ نے بنا کسی طرف دیکھے اپنی کرسی سے اٹھ کر وہاں سے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھائے تھے۔

"یہ سب کو ہو کیا گیا ہے؟"

آزفہ شاہ نے حیرانگی سے کہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا آزی تم آرام کرو جا کر میں دیکھتا ہوں عشال کو۔"

حازم شاہ کی بات پر آزفہ شاہ نے آئرہ کو دیکھا جو بمشکل مسکرائی تھی۔ آزفہ شاہ نے اس کی مسکراہٹ کو سنجیدگی سے دیکھا تھا اور پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تھیں کیونکہ اتنا تو وہ محسوس کر چکی تھیں کہ کوئی بات تو تھی جس کی وجہ سے ان کے گھر کا سکون غارت ہو چکا تھا۔

آئرہ بمشکل رات کے دو بجے سوئی تھی۔ ابھی اسے سوئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوا ہے۔ آئرہ نے جیسے ہی آنکھیں کھولی سامنے ہادی شاہ کو دیکھا جو آئرہ کے بیڈ پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ آئرہ جلدی سے اٹھی تھی اور سرہانے کے پاس پڑا اپنا ڈوپٹہ اٹھا کر اسے اپنے شانوں پر پھیلایا تھا۔ ہادی کے لبوں پر اس کی اس حرکت سے مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ کمال مہارت سے چھپاتے ہوئے رخ موڑ گیا تھا۔

"آپ اتنی رات کو میرے کمرے میں کیا کر رہے ہیں؟"

آئرہ نے غصے سے ہادی کو دیکھ کر پوچھا تھا۔ ہادی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر آئرہ کے پاس آیا جو اس کا چہرہ مسلسل اپنی نگاہوں کے حصار میں لئے ہوئے تھی۔ ہادی اس سے چند انچ کر فاصلے پر بیٹھا تھا۔ آئرہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔

"کیا اپنی بیوی کے کمرے میں آنے کے لئے مجھے وقت دیکھنے کی ضرورت ہے؟"

ہادی کے انداز میں ایسا کچھ ضرور تھا جو آئرہ کو پلکیں جھکانے پر مجبور کر گیا تھا۔

"بیوی نہیں منکوحہ اور جو بیوی ہے اس کے پاس جائیں آپ میرے ساتھ بیٹھ کر اپنا وقت ضائع نہیں کریں۔"

آئرہ کا تلخ انداز ہادی کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ڈمپلز نے بھرپور کوشش کی تھی آئرہ کی توجہ کھینچنے کی لیکن وہ نظروں کا رخ موڑ کر خود پر قابو پا چکی تھی۔

"کیا یقین نہیں ہے اپنے میجر پر؟"

ہادی نا چاہتے ہوئے بھی آج اپنی محبت کے سامنے وضاحت دینے پر مجبور تھا۔

"یقین۔۔۔کمال ہے میجر ایسی کونسی ڈور تھمائی تھی مجھے کہ میں آپ کی باتوں پر آنکھیں بند کر کر کے آمین بول دیتی۔"

آئرہ شاہ کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی بھرا گیا تھا۔وہ اس ظالم ہرجائی کے سامنے رو کر اپنے آنسوئوں کو بے مول نہیں کرنا چاہتی تھی۔ہادی نے مسکرا کر اسے دیکھا اور وہاں سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"جلدی سے اٹھو اور میرے ساتھ چلو مجھے کچھ دکھانا ہے تمہیں۔"

ہادی کی بات پر آئرہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔

"کیوں اب ایسا کیا رہ گیا ہے جو مجھے دکھانا ہے جائیں اپنی بیوی کو دکھائیں جا کر۔"

آئرہ شاہ کی جلن پر ہادی اندر تک سرشار ہو رہا تھا۔

"اسے تو بعد میں دکھائوں گا ابھی تو وہ ہوٹل میں ہے اور فلحال تو تم میسر ہو اس لئے تم سے گزارہ کرنا پڑے گا۔"

ہادی نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر آئرہ کو مزید تنگ کیا تھا جس میں وہ کامیاب بھی رہا تھا۔

"بھاڑ میں جائے وہ اور بھاڑ میں جائیں آپ مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی آپ بس جائیں یہاں سے۔"

آئرہ نے غصے اور جلن کے ملے جلے احساس سے کہا تھا۔آنسو گلابی رخساروں کی زینت بنے تو ہادی نے آئرہ کا دایاں بازو پکڑ کر ایک دم اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔وہ کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اس کے سینے سے لگی تھی جبکہ آنسو ہادی کا

سینہ بھگونے میں مصروف ہو چکے تھے۔ہادی نے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ اوپر کیا جو رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا۔

"مت رویا کرو، یہ آنسو بہت قیمتی ہیں میرے لئے انہیں یوں بے مول نہیں کرو۔"

ہادی کے گھمبیر لہجے پر آئرہ نے اسے دیکھا تھا۔

"میجر اگر اتنے ہی میرے آنسو آپ کے لئے قیمتی ہوتے تو انہیں زندگی بھر کے لئے تحفے میں نہیں دیتے۔"

آئرہ نے ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کیا تھا۔ہادی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کمرے میں لگی گھڑی کو دیکھا، پھر بنا کچھ کہے وہ اسے اپنے کسرتی بازئوں میں اٹھا چکا تھا۔یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ آئرہ کو خود سمجھ نہیں آئی تھی کیا ہوا؟ وہ ہادی کو دیکھنے سے مکمل گریز کر گئی تھی۔ہادی نے مسکرا کر اس کا سرخ چہرہ اور بھیگی پلکوں کو دیکھا تھا۔

جذبات کی منہ زور فرمائش پر وہ جھکا تھا اور آئرہ کی بھیگی پلکوں پر باری باری اپنے لب رکھ کر اسے سانس روکنے پر مجبور کر گیا تھا۔آئرہ کا سرخ چہرہ مزید گلنار ہوا تھا۔لبوں پر کپکپاہٹ اور پلکوں پر حیا کا بوجھ آن گرا تھا۔ہادی نے دلچسپی سے اس کا شرمانا گھبرانا دیکھا تھا۔

"اب اگر مزید کچھ بولی تو یقین کرو ڈیڈ کی اجازت کے بغیر آج ہی رخصت کروالوں گا۔"

ہادی کے لفظوں پر اس کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں وہ سختی سے آنکھوں کو بند کر گئی تھی۔ہادی نے اس کی ادا کو جان نثار نظروں سے دیکھا تھا اور پھر آہستہ سے قدم باہر کی طرف بڑھانے لگا۔ہادی آئرہ کو لئے چھت پر آیا تھا جہاں کا منظر آئرہ شاہ کو بے یقینی کے گہرے سمندر میں غرق کر چکا تھا۔

چھت کو موم بتیوں اور دیوں کی روشنی سے وہ سجائے آئرہ شاہ کو مبہوت ہونے پر مجبور کر گیا تھا۔تمام دیوں کو ایک دائرے کی شکل میں لگائے ان کے درمیان موم بتیوں سے اس نے اپنا اور آئرہ کے نام کا پہلا حروف لکھا تھا۔

درمیان میں ایک ٹیبل اور دو کرسیاں تھیں جن پر ایک ہارٹ شیپ چاکلیٹ کیک پڑا ہوا تھا۔ہادی نے آہستہ سے

اسے نیچے اتارا تو آئرہ نے بے یقینی سے ہادی کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ آئرہ آہستہ سے چلتے ہوئے ٹیبل کے پاس آئی اور دیکھنے لگی کیک پر ہیپی برتھ ڈے آئرہ لکھا ہوا تھا۔ آئرہ نے دونوں ہاتھوں کو منہ پر رکھا تھا۔ اس کے لئے یہ منظر واقعی ناقابل یقین تھا۔ اس سے پہلے وہ پلٹتی ہادی نے اسے پیچھے سے اپنے حصار لیا اور اس کی تیز ہوتی دھڑکنوں کو مزید تیز ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس کے دائیں کندھے پر تھوڑی ٹکائے وہ اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے مسز ہادی شاہ۔"

بولتے ہوئے ہادی کے ہونٹ آئرہ کے کان کو چھو رہے تھے۔ وہ اس کے لمس سے بے جان ہو رہی تھی۔ آئرہ کو اپنی ٹانگیں کانپتے ہوئے محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ بولنے کی کوشش کیسے کرتی اسے حصار میں لئے تو وہ اس کے لفظوں کو قفل لگا چکا تھا۔

"کیا ہوا کچھ بولو گی نہیں۔"

ہادی نے اس کندھے پر عقیدت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے پوچھا۔ آئرہ اگر مزید ایک سیکنڈ اس کے حصار میں رہتی تو یقیناً وہ بے ہوش ہو جاتی۔ وہ جلدی سے اس کے حصار سے نکلتے ہوئے پلٹ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"اگر یہ چونچلے کر کے آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ کو آپ کی دوسری شادی کے لئے معاف کر دوں گی تو آپ غلط سوچ رہے ہیں میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔"

آئرہ کے تلخ الفاظ اور سرد انداز ہادی کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں لایا تھا۔ اس نے آئرہ کا بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اس کے دونوں بازوؤں کو اس کی کمر کے ساتھ لگا کر اسے خود سے قریب کیا تھا۔ اتنا قریب کے ہادی کی پر تپش سانسوں سے آئرہ کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"پہلی اور آخری بار بتا رہا ہوں کان کھول کر سن لو اور سمجھ لو۔ ہادی شاہ کی زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی کی گنجائش نکلتی ہے، جس سے ہادی شاہ انتہا کا عشق کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی زندگی میں نہ کوئی لڑکی ہے نہ کبھی آئے گی کیونکہ ہادی شاہ اپنے عشق کو رولا کر دنیا میں جہنم نہیں خریدنا چاہتا۔ وہ بیوی نہیں ہے میری بس دوست ہے اور ہمارا نکاح جھوٹا تھا میجر کی جان۔"

ہادی کی بات پر آئرہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جس کی چمک بتا رہی تھی وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔

"کون ہے وہ لڑکی جس سے آپ عشق کرتے ہیں؟"

آئرہ نے بے چینی سے سوال کیا تھا۔

"عکس واضح ہے اس کا میری آنکھوں میں بس اپنی بے یقینی کے دھندلاہٹ کو ہٹا کر دیکھو۔"

ہادی کے اظہار پر آئرہ کی ساری ناراضگی ایک پل میں ختم ہوئی تھی۔ وہ ہادی کے لفظوں پر اپنے اندر تک سکون اترتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

"میں مر جاتی اگر آپ دوسری شادی کرتے۔"

آئرہ اس کی گردن کے گرد بازو حائل کر کے اس کے سینے پر سر رکھے اپنے لفظوں سے اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"کب یقین آیا کہ وہ سب تصاویر اور ویڈیوز جھوٹ تھیں۔"

"جب آپ نے ماما اور پاپا کے سامنے وضاحت دینے سے انکار کر دیا تھا۔"

اس کے جواب پر ہادی نے اس کا چہرہ پکڑ کر سامنے کیا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تب ہی کیوں یقین آیا؟"

"کیونکہ میں جانتی ہوں میرے علاوہ اگر کوئی لڑکی آپ کی زندگی میں آتی تو آپ مجھے سب سے پہلے بتاتے اور پھر میری اجازت سے اسے اپنی زندگی میں شامل کرتے۔"

آئزہ شاہ کی آنکھوں میں یقین تھا، مان تھا، اعتماد تھا جس سے ہادی شاہ پر سکون ہو چکا تھا۔

"پھر تھپڑ کیوں مروایا ڈیڈ سے؟"

ہادی نے اسے مصنوعی خفگی سے گھورا تھا۔

"کیونکہ آپ نے مجھے رونے پر مجبور کیا تھا۔"

آئزہ کے جواب پر وہ اسے گھور کر رہ گیا تھا۔

"اچھا ایک بات بتائیں کہ آج تک مجھے اگنور کیوں کرتے رہے ہیں؟"

آئزہ کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"تمہیں کھونے سے ڈرتا ہوں۔ ڈرتا ہوں اس دن سے جس دن میری شہادت ہو گی اور تمہاری آنکھوں سے بہتے اشکوں کو میں چاہ کر بھی اپنی پوروں پر چن نہیں سکوں گا۔"

ہادی کے لفظوں پر آئزہ شاہ نے مسکرا کر سے دیکھا تھا۔

"آپ کے اس ڈر نے مجھے سالوں اذیت دی ہے۔"

"ایم سوری۔"

ہادی یہ بول کر اس کی پیشانی پر اپنا محبت اور عقیدت بھرا لمس چھوڑ کر پیچھے ہٹا تھا۔

"آپ کی وجہ سے میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتی تھی۔"

ایک اور شکایت پر وہ جھکا تھا اور کی نم بھیگی پلکوں کو اپنے لبوں سے چھو کر اس کے زخموں کا مداوا کرنے کی ایک ادنی سی کوشش کر گیا تھا۔ اس کے عمل پر آئرہ جی جان سے کانپ کر رہ گئی تھی۔ حیا ایسی غالب آئی کہ وہ مزید اپنے لفظوں کو لبوں پر ہی قید کر گئی تھی۔ ہادی نے اس کا شرمانا دیکھا تو وہ مسکرا کر اس کے قریب جھکا تھا۔

"کیا مزید کوئی شکایت ہے یار خصتی تک ادھار کرلیں۔"

ہادی کی سرگوشی پر وہ بری طرح جھینپ گئی تھی۔

"نہیں تنگ کریں۔"

آئرہ منمناتے ہوئے بولی تھی۔ ہادی کا قہقہہ گونجا تھا وہاں۔ آئرہ نے اسے گھورا اور کیک کی جانب بڑھ گئی۔

آئرہ نے کیک کٹ کر کے ہادی کو کھلایا تو ہادی نے وہی کیک اس کے منہ میں ڈالا تھا۔

"میجر یہ سب آپ نے خود کیا؟"

آئرہ اب نارمل تھی اس لئے اس نے ہادی کی طرف دیکھ کر پوچھا جو اس کے دیکھنے پر اپنا ہاتھ بالوں میں لے گیا تھا۔

"یہ سب ہنی نے کیا ہے میں تو واپس ہی گھر دو بجے آیا تھا لیکن مجھے میسج کر کے وہ بتا چکا تھا اس سب کے بارے میں۔"

ہادی کی صاف گوئی پر آئرہ کا منہ کھلا تھا۔

"مطلب اگر ہنی نہ بولتا تو آپ مجھے وش تک نہیں کرتے۔"

آئرہ کو صدمہ ہوا تھا۔

"نہیں کیونکہ مجھے تمہاری برتھ ڈے یاد نہیں تھی۔"

صاف گوئی کی انتہا تھی۔ آئرہ نے خفگی سے رخ موڑ لیا تو ہادی مسکراتے ہوئے اس کے سامنے آیا۔

"گفٹ نہیں چاہیے برتھ ڈے کا؟"

ہادی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

"آئرہ نے اپنا ہاتھ آگے کیا مگر وہ منہ سے کچھ نہیں بولی۔

ہادی نے ایک پیار بھری نظر اس کے خوبصورت چہرے پر ڈالی اور پھر پاکٹ سے بلیک ڈائمنڈ کا بریسلیٹ نکالا جس کے اوپر ایک ہارٹ بنا ہوا تھا اور اس کے گرد ہادی اور آئرہ کے نام کا پہلا لفظ لکھا ہوا تھا۔ بلیک ڈائمنڈ اس ہارٹ اور ان کے ناموں میں تھے۔ بریسلیٹ دیکھ کر آئرہ مسکرائی تھی۔ ہادی نے مسکرا کر اسے بریسلیٹ پہنایا اور پھر اس بریسلیٹ پر اپنے تشنہ آور لبوں کو رکھ کر اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ میاں بیوی کا رشتہ تب ہی خوبصورت ہوتا ہے جب اس میں شکوے کرنے کی بجائے اگلی زندگی کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔ ماضی کو بدلا نہیں جا سکتا لیکن مستقبل کو ایک کوشش بہترین بنا سکتی ہے۔ ہادی اور آئرہ کی زندگی میں بھی ایسے ہی شکوے تھے آئرہ کو ہزاروں مگر وہ ہادی کے عشق کو محسوس کرتے ہوئے اسے معاف کر چکی تھی۔

ہادی جذبات کی شدت میں اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر ابھی جھکا ہی تھا کہ حمین کی آواز پر وہ جلدی سے اس سے دور ہوا تھا جبکہ آئرہ بھی سرخ چہرے کے ساتھ رخ موڑ گئی تھی۔

"سوری بھائیو آپ کے رومینس میں خلل ڈالنے کے لئے لیکن میں آپ کو مطلع کرنے آیا تھا کہ آپ کے والد محترم اور والدہ محترمہ تہجد کے نماز کے لئے جاگنے والے ہیں۔"

حمین آنکھوں پر ہاتھ رکھے شرارت سے بولا تھا۔ ہادی نے اسے گھورا اور اس کی طرف بڑھا تھا جبکہ آئرہ نروس سی انگلیاں چٹخانے میں مصروف ہو چکی تھی۔

"بی جے اس سے پہلے بھائیو پر آپ کے اغوا کا مقدمہ درج ہو جلدی سے نیچے چلی جائیں۔"

حمین کی بات پر آئرہ نے اسے گھورا اور بنا کسی کی طرف دیکھے وہاں سے چلی گئی تھی۔

"خبیث انسان تم تو مجھے بول رہے تھے تم سونے لگے ہو۔"

ہادی نے اس کی گردن دبوچتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاہاہا میں نے ایسا صرف کہا تھا جبکہ پچھلے آدھے گھنٹے سے یہاں چلتی رومینٹک فلم دیکھ رہا تھا۔"

حمین اپنی گردن چھڑوا کر ہنستے ہوئے بولا اور ہادی کے اپنی طرف بڑھتے قدموں پر وہ تیزی سے نیچے کی طرف بھاگا تھا جبکہ ہادی نے دانت پیس کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"خبیث انسان۔"

ہادی بڑبڑاتے ہوئے اس روشنی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جس نے اس کی زندگی میں واقعی آج اجالا بکھیر دیا تھا۔

صبح کی روشنی شاہ ہاؤس کے مکینوں کے لئے خوشیوں کا پیغام لائی تھی۔ شمائل آمنہ شاہ اور علی شاہ کے ہمراہ پاکستان پہنچ چکی تھی اور اس وقت اپنے گھر والوں کے ساتھ لائونج میں موجود تھی۔ آزفہ شاہ کی گود میں سر رکھے وہ صوفے پر لیٹی تھی جبکہ حمین گھور کر شمائل کو دیکھ رہا تھا۔ ہادی ان سب سے ملنے کے بعد حاطب شاہ کے پاس جا چکا تھا۔

"موٹی اٹھو میری بڑی ماں کی گود سے کب سے لیٹی ہوئی ہو۔"

حمین شاہ نے شمائل کو گھور کر کہا تھا۔

"موٹے ہو گے تم اور تمہاری ہونے والی بیوی میں تو بالکل موٹی نہیں ہوں۔"

شمائل نے ہنستے ہوئے اسے چڑایا تھا۔ حمین کی بیوی کے نام پر بے ساختہ نظریں عابیہ پر ٹھہری تھیں جو لائونج میں تھوڑے فاصلے پر ڈائنگ ٹیبل پر آئرہ کے ساتھ لنچ کے لئے برتن لگوا رہی تھی۔

"لاحول ولا قوت۔"

حمین بے ساختہ بول کر شمائل کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"وہ تو پتلی ہو گی لیکن تمہارا شوہر ضرور ہم کوئی چڑیا گھر سے لائیں گے جس کا سائز ہاتھی جیسا ہو اور دماغ گدھے جیسا اور۔۔۔"

"ہنی کے بچے۔"

شمائل اسے گھورتے ہوئے اٹھی تھی اور اسے کے پیچھے بھاگی تھی جواب لائونج میں دوسرے صوفے کی طرف چلا گیا تھا۔

"ایویں مجھ معصوم پر الزام نہ لگائو میری تو ابھی شادی نہیں ہوئی تو بچے کہاں سے آ گئے؟"

حمین کی بات پر عشال شاہ نے اسے گھورا تھا جبکہ حازم شاہ کی اڑتی ہوئی چپل حمین کے کندھے کی زینت بنی تھی۔

"ڈیڈ آپ نے بھری محفل میں مجھ معصوم پر ہاتھ اٹھایا؟"

حمین کی ایکٹنگ پر حازم شاہ اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔

"بیٹا جی ہاتھ تو اب اٹھے گا پہلے تو جوتا اٹھایا تھا۔"

حازم شاہ کو اپنی طرف سنجیدگی سے بڑھتے دیکھ کر حمین جلدی سے آئرہ شاہ کی طرف بھاگا تھا اور اس کے پیچھے تقریباً چھپا تھا اور آئرہ کو حازم شاہ کے سامنے کیا تھا۔

"پاپا جانے دیں بچہ ہے"

آئرہ کی بات پر حازم شاہ نے حمین کو گھورا تھا۔

"یہ بچہ ابھی بچوں کی بات کر رہا تھا عارو تم ہٹو میں بتاتا ہوں اس کو جسے بولنے تک کا لحاظ نہیں ہے۔"

حازم شاہ نے آئرہ کے پیچھے بتیس دانتوں کی نمائش کرتے حمین کو دیکھ کر کہا تھا۔

"غصہ تو ایسے کر رہے ہیں جیسے اپنے بچے گوگل سے ڈائونلوڈ کئے ہیں۔"

حمین کی بڑبڑاہٹ پر آئرہ نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا جبکہ پاس کھڑی عابیہ سے قہقہہ روکنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے حمین کو دیکھنے لگی جبکہ حمین اس کی ہنسی میں کھو سا گیا تھا۔ عابیہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنس رہی تھی۔ اس کی نم آنکھیں اس کی ہنسی کے ساتھ چمک رہی تھیں، دوسری طرف حازم شاہ ناسمجھی سے تینوں کو دیکھ رہے تھے یقیناوہ حمین کی زبان سے نکلے لفظوں کو سننے سے محروم رہ گئے تھے۔ حمین کا دل عابیہ کو ہنستے دیکھ ایک الگ ہی منزل کی جانب گامزن ہو چکا تھا جبکہ حمین کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔ جیسے ہی عابیہ کی ہنسی تھمی تھی ایک فسوں ساٹوٹا تھا حمین شاہ کا۔ وہ جلدی سے رخ موڑ کر وہاں سے اپنے کمرے کی جانب چلا گیا تھا۔ شاید اس بار وہ خود سے اپنے پاکیزہ جذبات جو وہ عابیہ کے لئے محسوس کر رہا تھا پچھلے کچھ دنوں سے اعتراف کرنے والا تھا یا وقت اس سے اعتراف کا موقع چھیننے والا تھا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں ماما؟"

رات کو عشال شاہ اور حازم شاہ اپنے کمرے میں تھے جب ہادی نے دستک دے کر پوچھا تھا۔ عشال نے ایک نظر اسے دیکھا اور رخ موڑ لیا تھا جبکہ حازم شاہ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔

"آجائو ہادی۔"

حازم شاہ نے عشال شاہ کی پشت کو دیکھا جو الماری کی طرف منہ کئے کھڑی تھیں۔ ہادی چلتے ہوئے ان کے پاس آیا اور ان کی تھوڑی پر سر ٹکا کر ان کے گرد حصار باندھ گیا۔

"ایم سوری ماما لیکن سچ میں آئرہ کو غلط فہمی ہوئی تھی وہ لڑکی صرف میری دوست ہے۔"

ہادی کی بات پر عشال شاہ نے اس کا حصار توڑ کر پلٹ کر اسے دیکھا تھا جو چہرے پر بیچارگی سجائے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"وہ لڑکی دوست ہے یا جو بھی ہے میں اس کے ساتھ تمہارا فری ہونا بالکل برداشت نہیں کروں گی۔"

عشال شاہ کے لفظوں پر وہ مسکرایا تھا۔

"آئی پرامس کہ اب ایسا نہیں ہو گا۔"

ہادی نے مسکرا کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ عشال شاہ نے مسکرا کر اس کے سینے پر سر رکھا تھا۔

"اگر ماں بیٹے کی محبت کا سین ختم ہو گیا ہو تو یہاں بھی نظر کرم کر لیں دونوں۔"

حازم شاہ کی مصنوعی جلن پر جہاں ہادی مسکرایا تھا وہیں عشال شاہ جھینپ سی گئی تھیں۔

"ڈیڈ آپ کی وائف ہیں ہی اتنی خوبصورت کے محبت اندر سے نکلتی ہے۔"

ہادی نے حازم شاہ کو دیکھ کر کہا تو حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"حمین کی صحبت نظر آ رہی ہے مجھے۔"

حازم شاہ کی بات پر عشال اور ہادی دونوں نے قہقہہ لگایا تھا۔

"ڈیڈ ڈونٹ ٹیل می کہ آپ جیلس ہو رہے ہیں۔"

"میری بیوی کو میرے سامنے تم پیار کرتے ہو اور میں جیلس بھی نہیں ہو سکتا کیا؟"

حازم شاہ کے جواب پر ہادی نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا جبکہ عشال سرخ ہوتے ہوئے وہاں سے کمرے کے ساتھ ملحقہ واش روم کی طرف چلی گئی تھیں۔

"ناراض تو نہیں ہو مجھ سے؟"

حازم شاہ کی سنجیدہ آواز پر ہادی پلٹ کر حازم شاہ کے پاس آیا اور ان کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

"نہیں ڈیڈ آپ نے جو کیا وہ حالات کے مطابق ایک نارمل ردعمل تھا اس لئے آپ یہ نہیں سوچیں کہ میں ناراض ہوں یا نہیں کیونکہ آپ ایک بار نہیں ہزار بار مجھ پر ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔"

ہادی کے لفظوں پر حازم شاہ کا سینہ فخر سے بلند ہوا تھا۔

"مجھے فخر ہے تم پر اور تمہاری ماں کی تربیت پر۔"

"کمال ہے ویسے ماما کی تعریف کرنا تو جیسے آپ نے فرض سمجھا ہوا ہے۔"

ہادی نے حازم شاہ کو مصنوعی خفگی سے دیکھ کر کہا تو حازم شاہ مسکرائے تھے۔

"بیٹا یہ جب عارو کی رخصتی ہو گی تب پوچھوں گا کہ بیوی کی تعریف کرنا فرض ہے یا۔۔۔"

حازم شاہ نے دانستہ بات کو ادھورا چھوڑ کر ہادی کو مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔ڈیڈ آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔"

ہادی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈرا تو نہیں رہا اپنے تجربے کی روشنی میں بتا رہا ہوں جو حقیقت ہے۔"

"ہاہاہا مطلب آپ اپنی بیٹی کے برائی کر رہے ہیں۔"

ہادی نے جان بوجھ کر حازم شاہ کو چڑایا تھا۔

"گدھے میں نے اپنی بیٹی کی بات نہیں کی ہر بیوی کی بات کی ہے جو شادی کے بعد چڑیل جیسی خصوصیات کو اپنے اندر اتار لیتی ہے۔"

"ماما ڈیڈ نے ابھی آپ کو چڑیل کہا۔"

ہادی نے واش روم سے نکلتی ہوئی عشال شاہ کو دیکھ کر کہا تو حازم شاہ نے ہادی کو گھورا جو آگ لگا کر اب بیڈ سے اٹھ کر روم سے جا رہا تھا۔

"شاہ میں نے کونسا چڑیلوں والا کام کیا ہے؟"

عشال شاہ کے سخت لہجے پر حازم شاہ گڑبڑاتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے جہاں پر ہادی کھڑا ان کے دیکھنے پر اپنی دائیں آنکھ کا کونا دبا کر انہیں مزید سلگا گیا تھا۔

"کوئی شک نہیں کہ ہماری اولاد ہماری لڑائی کروانے میں ماہر ہے۔"

حازم شاہ بڑبڑائے تھے کیونکہ اونچا بول کر وہ عشال شاہ کے غصے کو مزید ہوا نہیں دے سکتے تھے۔

"عشال میں نے ایسا کچھ نہیں کہا وہ جھوٹ بول کر گیا ہے کمینہ انسان۔"

حازم شاہ کی بات پر عشال شاہ کا لیکچر شروع ہو چکا تھا جسے حازم شاہ مسکرا کر سن رہے تھے۔

صبح کا ناشتہ سب باتیں کرتے اور مسکراتے ہوئے کر رہے تھے سوائے ہادی، شمائل، آمنہ شاہ اور علی شاہ کے۔

آمنہ شاہ اور علی شاہ ناشتہ کر چکے تھے اس لئے وہ اب اپنے کمرے میں تھے جبکہ شمائل لیٹ اٹھی تھی اور ملازمہ کے بلانے پر ناشتہ کرنے آ رہی تھی۔ ہادی شاہ تو صبح فجر کی نماز کے بعد سے ہی غائب تھا۔

"بیگم آپ کا دوسرا بیٹا نظر نہیں آ رہا۔"

حازم شاہ نے مسکراتے ہوئے عشال شاہ سے پوچھا تھا۔

"ڈیڈ بھائیو صبح سے غائب ہیں، یقیناً کوئی کھچڑی پکا رہے ہیں جو بہت جلد ہم سب کو کھانی پڑے گی۔"

عشال شاہ سے پہلے ہی حمین شاہ کے لفظوں پر عشال نے اسے گھورا تھا۔

"ہنی بڑا بھائی ہے وہ تمہارا عزت سے نام لیا کرو اس کا۔"

عشال شاہ کی بات پر حمین نے منہ بسور کر انہیں دیکھا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ہادی شاہ لائونج میں مسکراتے ہوئے داخل ہوا تھا۔

"السلام علیکم سب کو۔"

ہادی کا مسکراتا لہجہ اور گالوں پر پڑتے ڈمپل اس وقت اس کی خوشی کا پتہ صاف ظاہر کر رہے تھے۔ سب گھر والوں نے ہادی کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا بات ہے بھائیو ہے صبح صبح ہی آپ کو لگیٹ کا وقفہ دے رہے ہیں۔"

حمین شاہ کی بات پر وہ بجائے اسے گھورنے کے اپنی مسکراہٹ کو مزید گہرا کر گیا تھا۔

"ڈیڈ آپ کو کسی سے ملوانا ہے۔"

ہادی کی بات پر آئرہ شاہ نے نا سمجھی سے ہادی کو دیکھا تھا۔

"کس سے ملوانا ہے ہادی؟"

حازم شاہ اپنے جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئے تھے جو بار بار دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ سب گھر والے ان کی تقلید میں ناشتہ چھوڑ کر وہاں سے ان دونوں کی جانب آ گئے تھے۔ البتہ حمین ناشتے سے پورا انصاف کر رہا تھا۔

"اندر آجائیں۔"

ہادی نے مسکرا کے لائونج کے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ حازم شاہ سمیت سب گھر والوں کی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھی تھیں، لیکن اندر داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ کر سب کو اپنی بصارت پر جیسے یقین نہیں رہا تھا۔ آزفہ شاہ بے ساختہ لڑکھڑائی تھیں آئرہ نے بے ساختہ ان کو کندھوں سے تھام کر سہارا دیا تھا۔

حاطب شاہ آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے ان کی جانب بڑھ رہے تھے۔ دودھیا رنگت میں پیلاہٹ نمایاں تھی جبکہ چہرے پر پڑی جھریاں اور زخم کا نشانات واضح تھے۔ سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنے وہ سب کے سانس کو ساکت کر گئے تھے۔ حازم شاہ سمیت وہاں سب کے چہرے پر بے یقینی تھی۔ حاطب شاہ حازم شاہ کے سامنے رکے تھے۔ آنکھوں میں نمی سے حازم شاہ کا عکس دھندلاہٹ کا شکار ہوا تھا۔ حازم شاہ نے ہادی کی جانب دیکھا تھا۔ حمین کا ناشتہ کرتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا۔

"ہادی یہ۔"

حازم شاہ کے لفظ لبوں پر ہی دم توڑ رہے تھے۔ انہیں حاطب شاہ کی آمد ایک خواب لگ رہی تھی ایسا خواب جسے اگر وہ ٹوٹتا دیکھتے تو اس بار واقعی وہ خود بھی کرچیوں کی طرح بکھر جاتے۔

"ڈیڈ یہ کوئی خواب نہیں ہے پاپا سچ میں ہمارے ساتھ ہیں۔"

حاطب شاہ بیس سال بعد اپنے دوست، بھائی، اپنے ہمراز کے روبرو تھے۔ حازم شاہ کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں اور انہوں نے پلٹ کر حاطب شاہ کو دیکھا تھا جو اپنے آنسوئوں پر قابو کھو کر انہیں دیکھ رہے تھے۔ حازم شاہ نے لرزتے ہاتھوں سے ان کا چہرہ تھاما تھا شاید یقین کرنے کی کوشش تھی کہ سامنا کھڑا شخص ان کے خواب کا حصہ نہیں ہے۔ بیس سال سے جس انسان کے لئے وہ رو رہے تھے وہ آج اچانک روبرو تھا۔ حاطب شاہ کا چہرہ تھام کر حازم شاہ کے لبوں سے بے ساختہ ان کا نام نکلا تھا۔

"حاطب۔"

حازم شاہ نے بے ساختہ ان کو گلے لگایا تھا۔ کیسا معجزہ ہوا تھا سب کے لئے سب ہی حیرانگی اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات سے حاطب شاہ کو دیکھ رہے تھے۔ بیس سال کا غبار دونوں نے رو کر نکالا تھا۔ ایسا دریا بہا تھا اشکوں کا جو سب کی آنکھوں کو آنسوئوں سے بھر گیا تھا۔

"ت۔۔ تم۔۔ زندہ ہو۔"

حازم شاہ نے ان کا چہرہ تھام کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

"زندہ ہوں تو تمہارے سامنے ہوں۔"

حاطب شاہ کی بات پر وہ مسکرا کر ایک بار پھر سے ان کے گلے لگے تھے۔

"بھائی۔"

عشال نے آہستہ سے قدم بڑھا کر حاطب شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ حاطب شاہ کو پکار میں نمی واضح محسوس ہوئی تھی۔ انہوں نے پلٹ کر عشال شاہ کو دیکھا جن کی آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں سے نیچے گر رہے تھے۔ حاطب شاہ نے حازم شاہ سے الگ ہو کر ان کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

"عشی میری جان۔"

حاطب نے اس کے سر پر بوسہ دیا تھا۔ عشال نے ان کے گرد اپنے بازو حائل کر ان کے سینے پر سر رکھا کر رونا شروع کیا تھا۔

"کیوں چھوڑ کر چلے گئے تھے آپ ہمیں؟"

عشال شاہ کی بات پر وہ نم آنکھوں سے مسکرائے تھے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر ان کے آنسوئوں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کر کے انہیں دیکھنے لگے تھے۔

"حالات ایسے تھے بس عشی ورنہ تم لوگوں سے دوری میں، میں بھی تڑپا ہوں۔"

حاطب شاہ کی بات پر عشال نے ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ان پر بوسہ دیا تھا۔

"بھائی دیکھیں آپ کی بیٹی کتنی بڑی ہو گئی ہے۔"

عشال نے آئرہ کی طرف اشارہ کیا جو آزفہ شاہ کو کندھوں سے تھامے انہیں دیکھ رہی تھی۔ حاطب شاہ نے آئرہ کو دیکھ کر اپنے بازو پھیلائے تھے جبکہ آزفہ شاہ سر جھکائے رونے میں مصروف تھیں۔ آئرہ بے ساختہ ان کی طرف بڑھی تھی اور ان کی سینے پر سر رکھے رونے میں مصروف ہو چکی تھی۔ پاس کھڑا ہادی بے چین ہوا تھا۔ وہ بھلا کب اسے روتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ اپنے ہاتھوں کو مٹھی کی شکل دے کر وہ خود کو کنٹرول کر رہا تھا۔

"بابا میں نے بہت یاد کیا آپ کو، زندگی کے گزرتے ہر لمحے میں پلیز اب چھوڑ کر مت جایئے گا۔"

آئرہ کی التجا پر حاطب شاہ کا دل بھی تڑپا تھا۔ انہوں نے آئرہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس کی پیشانی اور سر پر بوسہ دیا تھا۔

"بابا کی جان اب بابا کہیں نہیں جائیں گے اپنی گڑیا کو چھوڑ کر۔"

حاطب شاہ کی بات پر آئرہ نے نم آنکھوں سے مسکرا کر انہیں دیکھا تھا۔ حمین جو ناشتہ چھوڑ کر حاطب شاہ کو دیکھ رہا تھا۔ جلدی سے ان کی جانب بڑھا تھا۔

"بڑے پاپا۔"

حمین کی آواز پر حاطب شاہ نے مسکرا کر اسے گلے سے لگایا تھا۔ حمین بچوں کی طرح ہچکیاں لیتے ہوئے رویا تھا۔

"میرے شیر بس بھی کرو۔"

حاطب شاہ نے حمین کی پیٹھ سہلاتے ہوئے کہا تھا۔ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ عابیہ نے حمین کو دیکھا جو ارد گرد سے بے نیاز بچہ بنا ہوا تھا۔ شائل جو مسکراتے ہوئے سڑھیاں اتر رہی تھی سامنے کا منظر اسے ساکت کر گیا تھا۔

"بڑے پاپا۔"

عشال آنکھوں میں نمی لئے ان کی طرف تقریباً بھاگتے ہوئے آئی تھی۔ حاطب شاہ نے مسکرا کر اس کی پیشانی پر بھی بوسہ دیا تھا۔ آمنہ شاہ اور علی شاہ اپنے کمرے میں تھے۔ جب شور کی آواز سن کر دونوں باہر آئے سامنے حاطب کو دیکھ کر آمنہ شاہ نے بے ساختہ انہیں پکارا تھا۔

"حاطب۔"

آمنہ شاہ کی آواز پر وہ پلٹ کر مسکرائے تھے اور ان کی طرف آہستہ سے بڑھ کر ان کے پاس پہنچے تھے۔

"حاطب تم زندہ ہو، میری جان کہاں تھے تم؟"

آمنہ شاہ نے والہانہ انداز میں ان کے چہرے پر بوسہ دیئے تھے۔حاطب شاہ نے ان کے سر پر بوسہ دے کر انہیں اپنے حصار میں لیا تھا۔

"بڑی ماما خدا کا معجزہ ہے جو میں آپ سب کے سامنے ہوں۔"

حاطب شاہ آمنہ شاہ سے مل کر علی شاہ سے ملے تھے اور ان کے ہاتھوں پر بوسہ دے کر انہیں نم آنکھوں سے بھی مسکرانے پر مجبور کر گئے تھے۔

"اللہ کا شکر ہے تم زندہ ہو اور ہمارے پاس واپس آ گئے ہو۔"

علی شاہ نے نم آنکھوں سے مسکرا کر حاطب شاہ کو گلے لگایا تھا۔اس سے پہلے حاطب شاہ کچھ بولتے آئرہ کی چیخ پر وہ پلٹے تھے۔

"مام۔"

آئرہ کی نظروں کے تعاقب میں جب حاطب شاہ نے دیکھا تو ان کا چہرہ ایک دم فق ہوا تھا۔آزفہ شاہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر چکی تھیں۔سب گھر والے ان کی جانب بڑھے تھے۔ہادی نے جلدی سے انہوں بازئوں میں اٹھایا اور ان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

آزفہ کو ڈاکٹر نے نیند کا انجیکشن دیا تھا۔اچانک شاک سے وہ بے ہوش ہو چکی تھیں۔سب ان کے کمرے میں موجود تھے۔آئرہ آزفہ شاہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ہادی اس کی مسکراہٹ کو اپنے لبوں پر محسوس کر رہا تھا۔

"حاطب کہاں تھے تم اتنے عرصے سے۔"

حازم نے صوفے پر بیٹھے حاطب سے پوچھا جو آزفہ شاہ کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ حازم کے مخاطب کرنے پر ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے لیکن اس سے پہلے وہ کچھ بولتے ہادی نے بولنا شروع کیا تھا۔

"ڈیڈ پاپا اتنا عرصہ انڈیا میں تھے را کے ایک ایجنٹ کی قید میں۔۔۔۔ اور کل رات ملک آذر کو ہاسپٹل سے پکڑا ہے اور وہ اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کر چکا ہے اس لئے اب پاپا کو گھر لے کر آیا ہوں۔"

ہادی نے الف سے لے کر یے تک ساری روداد تمام گھر والوں کے گوش گزار کر دی تھی۔ عشال کی آنکھیں ایک بار پھر سے نم ہوئی تھیں جبکہ کمرے کے باہر کھڑی عابیہ تمام باتیں سن کر شاک میں جا چکی تھی۔

"مطلب اس ملک آذر کے دشمن اور میرے پاپا حاطب انکل ہیں۔"

عابیہ خود سے بڑبڑائی تھی۔ اسی اثنا میں وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ چکی تھی۔ جیسے ہی اس کے حواس بحال ہوئے وہ فوراً اپنے کمرے کی جانب بھاگتے ہوئے گئی تھی۔ کمرے میں داخل ہو کر وہ دروازے کو بند کر کے اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔

"یا اللہ یہ کیسی آزمائش ہے؟ اس انسان نے مجھے میرے گھر والوں سے دور رکھا اب اگر میں نے گھر میں سب کو بتایا تو کوئی میرا یقین نہیں کرے گا۔ میں کیسے سب کو اپنی بات کا یقین دلائوں گی۔ اور اگر میں ثابت نہ کر سکی کہ میں اس گھر کی بیٹی ہوں تو سب کتنی نفرت کریں گے مجھ سے۔ نہیں میں کسی کو نہیں بتائوں گی کہ میں اس گھر کی بیٹی ہوں۔ پہلے خود کنفرم کروں گی پھر سب سے بات کروں گی۔ ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔"

عابیہ خود سے بول رہی تھی اور آنکھیں مسلسل اس کے لفظوں کا ساتھ دیتے ہوئے برس رہی تھی۔

وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اٹھی تھی اور بیڈ پر بیٹھ کر سب کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ قسمت شاید ایک در کھول کر اسے معتبر کرنے والی تھی یا وقت سارے راستے بند کر کے اسے ایک بڑی آزمائش میں ڈالنے والا تھا۔

اپنی آنکھوں کو آہستہ سے کھولتے ہوئے وہ شعور کی دنیا میں قدم رکھ رہی تھیں۔ خالی ذہن سے وہ آنکھیں کھولے چھت کو دیکھنے لگی تھیں۔ سر کو تھام کر وہ جیسے ہی اٹھی تھیں اپنی دائیں جانب حاطب شاہ کو کہنی کے بل لیٹے دیکھا جو آزفہ شاہ کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ آزفہ شاہ کی آنکھیں ایک لمحے سے پہلے نم ہوئی تھیں۔ آنسو پلکوں کی باڑ کو توڑ کر رخساروں کی زینت بنے تو حاطب شاہ آہستہ سے بیڈ کروائون سے ٹیک لگا کر ان کا سر اپنے سینے پر رکھ کر ان کے آنسوئوں کو، تکلیف کو، اذیت کو، گو کر ہر درد کو اپنے اندر اترتا ہوا محسوس کرنے لگے تھے۔ آزفہ شاہ نہیں جانتی تھیں وہ خوشی کے آنسو بہا رہی تھیں یا اس جدائی کے جو اتنے سال انہوں نے بغیر وجہ کے کاٹی تھی۔ حاطب شاہ بھی رو رہے تھے ان کے آنسو آزفہ شاہ کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

"اتنا بھی کوئی تڑپاتا ہے حاطب جتنا آپ نے تڑپایا۔"

بالآخر ایک شکوہ آزفہ شاہ کے لبوں سے آزاد ہوا تھا۔

"خدا جانتا ہے آزی کے میں نے ہر لمحہ تمہیں یاد کیا ہے۔ بہت اذیت سہی تھی میں نے، سب بھول گیا تھا مگر ایک نام یاد تھا جو صرف تمہارا تھا، سب کو بھول کر تمہارے عکس سے باتیں کرتا تھا۔ اگر تم تڑپی ہو تو درد میں نے بھی برداشت کیا ہے۔"

حاطب شاہ کے لفظوں کی سچائی آزفہ شاہ باخوبی محسوس کر رہی تھیں۔

"میں نے موت سے پہلے اپنی سانسوں کو ٹوٹتے دیکھا ہے حاطب، میں نہیں جانتی تھی کہ آپ کے بغیر میں سانسیں کیسے لے رہی تھی مگر اتنا جانتی ہوں میری زندگی کا بدترین وقت تھا آپ کے بغیر گزرا ہر لمحہ۔"

"میری زندگی تم سے ہی ہے، میری سانسوں کی روانگی ہو تم آزی خدا کے لئے اب رونا بند کر دو۔"

حاطب شاہ نے آزفہ شاہ کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا۔

"میرے آنسوئوں پر میرا اختیار نہیں ہے حاطب۔"

آزفہ کا انداز بے بسی لئے ہوئے تھا۔

"تم یقیناً مجھے مزید تکلیف نہیں دینا چاہتی ہو۔"

حاطب شاہ نے آزفہ شاہ کے آنسو اپنی پوروں پر چنتے ہوئے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"میں آپ کے بغیر نہیں جی سکوں گی۔"

آزفہ شاہ نے حاطب شاہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا۔

"خدا نے ہماری آزمائش لکھی تھی آزی۔۔۔ ہم لوگ چاہ کر بھی وقت سے پہلے مل نہیں سکتے تھے۔ میں نے کئی بار کوشش کی وہاں سے بھاگنے کی لیکن ان لوگوں نے وار ہی ایسی جگہ کیا کے میں بے بس ہو گیا تھا۔"

حاطب شاہ بے بسی سے مسکرائے تھے۔ آزفہ شاہ نے اپنی آنکھوں کو مکمل کھولا تھا۔

"حاطب کیا مطلب ہے آپ کی بات کا؟"

آزفہ شاہ نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔ جواب میں حاطب شاہ نے اپنی شلوار کو گھٹنوں تک اوپر کیا تھا۔ آزفہ شاہ کے دونوں ہاتھ بے ساختہ منہ پر گئے تھے۔ بمشکل اپنی چیخ کا گلا گھونٹ کر وہ حاطب شاہ کو دیکھنے لگی تھیں۔

"حاطب یہ۔"

آزفہ شاہ نے بمشکل یہ الفاظ بولے تھے۔

"میں اپنی ٹانگیں کھو چکا ہوں یہ مصنوعی ہیں جو پچھلے پانچ سال سے میری ذات کا حصہ بن چکی ہیں۔"

گھٹنوں کے نیچے مصنوعی ٹانگوں کو دیکھ کر آزفہ شاہ ایک بار پھر سے رونا شروع ہو چکی تھیں۔

"وہاں سے تین دفعہ بھاگا تھا میں جب تیسری دفعہ بھاگا تو ان لوگوں نے میری ٹانگیں کاٹ دی تھیں۔ پھر شاید وقت کو مجھ پر رحم آ گیا تھا اس لئے ان لوگوں نے مجھے یہ مصنوعی ٹانگیں لگوائی۔ پہلے تو مجھے ان کی یہ بات سمجھ نہیں

آئی تھی لیکن جب انہوں نے مجھے اپنی ایجنسی کے چیف کے سامنے پیش کیا تھا تب سمجھ آگیا تھا مجھے کہ وہ اس کے سامنے مجھے صحیح سلامت دکھانا چاہتے تھے۔ میری یادداشت بہت کمزور ہو چکی تھی الیکٹرک شاکس کی وجہ سے لیکن خدا کی عنایت تھی مجھ پر کہ ریکور جلدی ہو گیا تھا۔"

ہادی کے لفظوں سے زیادہ توجہ آزفہ اس کی ٹانگوں کو دے رہی تھی۔

"خدا غارت کرے ان لوگوں کو جن کی وجہ سے آپ کی یہ حالت ہوئی ہے۔"

آزفہ شاہ کی بات پر وہ مسکرائے تھے۔

"ہادی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا میری ٹانگوں کے بارے میں اور اب تم جانتی ہو۔ میں بس تم سے کچھ چھپانا نہیں چاہتا تھا۔"

"آپ کی ہر تکلیف اور درد میں، میں آپ کے ساتھ ہوں اور رہوں گی حاطب۔"

آزفہ شاہ بولتے ہوئے حاطب شاہ کے سینے پر سر رکھ کر ان کے گرد حصار باندھ گئی تھیں۔

"تم زندگی ہو میری۔"

حاطب شاہ نے مسکرا کر ان کے سر پر بوسہ دیا تھا اور وہیں سر رکھ کر آنکھیں موند گئے تھے۔ قسمت دور کھڑی ان کی تکلیفوں کو ختم ہوتے دیکھ رہی تھی۔

دو دن ہو گئے تھے حاطب کو گھر آئے ہوئے سب معمول کے مطابق ڈنر کر رہے تھے جب لائونج میں ایک بھاری مردانہ آواز پر سب اس جانب متوجہ ہوئے تھے۔

"اسلام علیکم۔"

ھاد کی آواز پر سب کے چہرے پر حیرانگی چھائی تھی۔

"ھادواٹ آ سرپرائز۔"

ہادی خوش ہوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور مسکراتے ہوئے اس کی جانب بڑھ کر اس کے بغلگیر ہوا تھا۔

"کیسے ہیں آپ بھائی؟"

ھاد مسکرا کر ان سے الگ ہوا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں تم بتائو کیسے ہو؟ تم تو ایک ہفتے بعد آنے والے تھے پھر اچانک سرپرائز کر دیا۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"بھائی کام جلدی ختم ہو گیا تو سوچا پاکستان جا کر سب کو سرپرائز دیا جائے۔"

ھادہیر کے لہجے میں بلا کی نرمی تھی۔ شائل سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی جو ہادی کے ہمراہ قدم بہ قدم ڈائننگ ٹیبل کی طرف آرہا تھا۔

اچانک وہ حاطب شاہ کو دیکھ کر رکا تھا۔ کسی نے بھی اسے حاطب شاہ کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ وہ بے یقینی سے حاطب شاہ کو دیکھ رہا تھا جو اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے دیکھنے لگے تھے۔ وہ بالکل بالاج شاہ کی کاپی لگ رہا تھا حاطب شاہ کو۔ حاطب شاہ نے بازو پھیلائے تھے۔

"ویلکم ہوم میرے شیر۔"

حاطب شاہ کے لفظوں پر وہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا۔ بے ساختہ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں وہ تیزی سے آگے بڑھ کر ان کے گلے لگا تھا۔

"آپ زندہ ہیں۔ پاپا مجھے یقین نہیں آرہا۔"

ھادہیر سب فراموش کئے حاطب شاہ کا چہرہ تھام کر بولا تھا۔ وہ بھی ہادی کی طرح حاطب شاہ کو پاپا ہی بلاتا تھا۔

"میرا شیر یہ بتائو سفر کیسا رہا؟"

حاطب شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھا تھا۔

"اچھا رہا آپ بتائیں کیسے ہیں؟"

ھادہیر نے مسکرا کر ان کی ہاتھوں کو پکڑ کر ان پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا تھا۔

"تمہارے سامنے ہوں۔"

حاطب شاہ کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"اچھا باقیوں سے بھی مل لو یا پاپا پر ہی ساری محبت نچھاور کرنی ہے۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے باری باری سب سے ملا تھا۔ حازم شاہ، عشال اور آزفہ شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا جبکہ آمنہ شاہ اور علی شاہ کے ہاتھوں پر ھادہیر نے عقیدت سے اپنے لب رکھے تھے۔ آئرہ کو وہ مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا۔

"کیسی ہیں بھابھی آپ؟"

ھادہیر کی بات پر وہ اسے گھورنے لگی تھی۔ ھادہیر جانتا تھا کہ وہ اس کے بھابھی لفظ سے چڑتی تھی کیونکہ وہ شروع سے ہی ھادہیر کو بولتی تھی وہ اس کا بھائی ہے۔

"تمہاری بہن ہوں میں بھابھی نہیں ویسے میں بالکل ٹھیک ہوں تم بتائو۔"

آئرہ کے جواب پر ھادہیر مسکرایا تھا اور آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ شمائل پر جیسے ہی اس کی نظر پڑی شمائل نے نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔ اس کی اس حرکت پر ھادہیر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی جبکہ عابیہ کو دیکھ کر وہ سنجیدگی سے سلام کر کے حمین کو دیکھنے لگا جو اسے مکمل طور پر انداز کئے کھانا کھانے میں مشغول تھا۔ ھادہیر نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر حازم شاہ کو جو حمین کو گھور رہے تھے۔

"ہنی کیسے ہو؟"

ھادھیر کے مخاطب کرنے پر حمین اسے دیکھے بغیر اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور کسی کی طرف دیکھے بغیر وہاں سے سڑھیوں کی طرف چلا گیا۔ حازم شاہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے ھادھیر کو دیکھا تھا جو مسکرا دیا تھا۔

"سوری ھاد میں دیکھتا ہوں اسے۔"

ہادی یہ بول کر وہاں سے حمین کے پیچھے گیا تھا جبکہ ھادھیر نے مسکرا کر حازم شاہ کو دیکھا تھا۔

"میں جانتا ہوں چھوٹے پاپا وہ ناراض ہے مجھ سے، آپ فکر نہیں کریں میں ابھی منا لیتا ہوں اسے۔"

ھادھیر بھی یہ بول کر حمین کی کمرے کی طرف ہادی کے پیچھے ہی چلا گیا تھا۔

"ہنی کیوں ناراض ہے ھاد سے؟"

حاطب اور آزفہ شاہ دونوں کے دماغ اس سوال میں الجھے تھے مگر حاطب شاہ کے لبوں پر ان کی الجھن در آئی تھی۔ حازم شاہ مسکرائے تھے۔

"حمین دس سال کا تھا جب وہ ھاد سے پہلی بار ملا تھا لندن میں لیکن واپس آکر وہ ہمیشہ ھاد کی باتیں کرتا تھا اور ھاد کی جب بھی کال آتی تھی حمین اسے پاکستان آنے کے لئے فورس کرتا تھا۔ دو تین سال تو وہ کافی ضد کرتا رہا مگر بعد میں اس نے یہ ضد چھوڑ دی تھی اور اب تو وہ ھادھیر سے بات بھی نہیں کرتا تھا۔ شاید ہی کبھی بات کی ہو۔"

حازم شاہ کے تفصیلی جواب پر حاطب شاہ مسکرائے تھے۔

"مجھے لگتا ہے ہنی صرف ناراض ہونا جانتا ہے۔"

آزفہ شاہ کے تبصرے پر وہاں موجود تمام لوگ مسکرائے تھے اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اگر کسی کی توجہ نہیں تھی تو وہ تھی شمائل شاہ جو سوچ کے گہرے سمندر میں غرق تھی۔

\-

"واٹ از دس ہنی؟"

حمین جو اپنے کمرے میں موجود بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا ہادی کی آواز پر اٹھا تھا۔ ہادی سنجیدگی سے حمین کو دیکھنے لگا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں مطلب وہ اپنے آنسو بمشکل روکے ہوئے تھا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟"

حمین نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"تم ھاد سے ملنا تو دور اس کی بات کا جواب دیئے بغیر ہی وہاں سے کیوں آ گئے؟"

ہادی نے سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھ کر پوچھا تھا۔

"کیونکہ مجھے نہ ہی ان سے ملنا ہے اور نہ ہی ان کے کسی سوال کا جواب دینا ہے۔"

حمین کی آواز کافی اونچی تھی جبکہ لہجہ کافی سخت۔ ہادی نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

"اپنی آواز آہستہ رکھو اور بدتمیزی سے پرہیز کرو ورنہ میں بالکل لحاظ نہیں کروں گا تمہارا اب چلو نیچے جا کر اس سے ملو۔"

ہادی کا سرد لہجہ حمین کا غصہ ایک لمحے میں ختم کر گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ مزید بولتا کمرے میں ھادہیر دستک دے کر داخل ہوا۔ دونوں بھائیوں نے اسے دیکھا۔ حمین نے نظروں کا رخ موڑ لیا تھا جبکہ ہادی نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب ھادہیر کے لفظوں نے اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔

"بھائی مجھے ہنی سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے۔"

ھادہیر کی نرم آواز پر ہادی نے اپنے ساتھ کھڑے ہادی کو گھورا اور کمرے سے نکل گیا۔ ھادہیر چلتے ہوئے اس کے مقابل آیا جو فرش پر نظریں جمائے ھادہیر کے وجود سے مکمل گریز برت رہا تھا۔

"ناراض ہو؟"

ھادہیر کے نرم لہجے پر بھی حمین نے سر نہیں اٹھایا تھا۔

"یار بات تو کرو ایسے کون کرتا ہے؟ خاموشی کی مار کون مارتا ہے؟"

ھادہیر نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا تھا۔ حمین نے ھادہیر کو دیکھا اور اس کے آنسو ھادہیر کی ہتھیلیوں پر گرنے لگے۔

"جائیں اب بھی لندن کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟ جائیں کچھ نہیں لگتا میں آپ کا؟"

حمین روتے ہوئے چیخ کر بولا اور غصے سے ھادہیر کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا گیا۔

"مطلب پکا میں جائوں اور بات نہیں کروں تم سے۔"

ھادہیر مسکراتے ہوئے بولا تو حمین نے اسے سرخ آنکھوں سے گھورا تھا۔

"بات نہیں کریں مجھ سے آپ۔"

حمین کے بچگانہ انداز پر ھادہیر نے بمشکل اپنا قہقہ روکا تھا۔

"یار تم تو لڑکیوں کی طرح ناراض ہوتے ہو مجھے تو تمہاری بیوی کی فکر ہو رہی ہے وہ کیا کرے گی تمہارا؟"

ھادہیر کی بات پر حمین نے خفگی سے اسے دیکھا تھا۔

"اچھا اب کیسے مانو گے؟"

ھادہیر نے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

"اب آپ واپس نہیں جائیں گے۔"

حمین کی بات پر ھادہیر مسکرایا تھا۔

"یہ ناممکن ہے میری پڑھائی ہے جاب ہے ادھر۔"

"تو جائیں پھر مجھ سے بات کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ کو؟"

حمین سلگ کر بولا تھا۔

"ہنی کچھ دنوں بعد میں واپس جائوں گا اور اپنے سارے کام ایک ہفتے کے اندر ختم کر کے واپس آ جائوں گا ہمیشہ کے لئے۔ اب خوش؟"

ھادہیر کی بات پر حمین نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"پرامس؟"

حمین نے اپنا ہاتھ اس کے آگے پھیلایا تھا۔ ھادہیر نے اسے گھورا تھا۔

"میری بات پر یقین نہیں ہے کیا؟"

ھادہیر نے پوچھا تو حمین نے معصومیت سے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔ ھادہیر نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھا تھا۔

"چلو اب لڑکیوں کی طرح رونا بند کرو اور نیچے چلو سب انتظار کر رہے ہیں۔"

ھادہیر نے اس کا چہرہ صاف کر کے کہا تھا۔ حمین مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگا اور اس کے دائیں گال پر بوسہ دے کر وہاں سے بھاگا تھا۔

"گھٹیا انسان۔"

ھادہیر اپنے گال کو اپنی شرٹ کے بازو سے صاف کر کے بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے گیا تھا۔

رات کا معلوم نہیں کونسا وقت تھا جب شائل کو اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ شائل نے ڈر کر آنکھیں کھولی تھیں لیکن جیسے ہی اس کی نظر صوفے پر بیٹھے ھادہیر پر گئی وہ سانس روک گئی تھی۔

"آپ۔۔ میرا مطلب آپ اتنی رات کو کہاں کیا کر رہے ہیں؟"

شائل جلدی سے بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی تھی۔ ھادہیر نے ایک سنجیدہ سی نظر اس پر ڈالی اور چل کر اس کے پاس آیا۔ جو بیڈ کر ائون سے ٹک لگائے کمبل میں خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہارے پاس آنے کا مجھے بس میرے سوال کا جواب چاہیے اور وہ بھی سچ۔"

ھادہیر نے شمائل کو گھور کر کہا تھا۔ اس کے لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا کہ شمائل کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہوئی تھی۔

"کک۔۔ کیسا سوال؟"

شمائل کے لفظوں سے اس کی گھبراہٹ ظاہر تھی۔

"میرے کمرے میں جو کارڈ تھا وہ تم نے ہی یقیناً رکھا تھا آنے سے پہلے مجھے بس یہ جاننا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟"

ھادہیر نے اسے سرد نظروں سے گھورا تھا۔ شمائل نے لبوں پر زبان پھیر کر رخ موڑ لیا تھا۔ پاکستان واپس آنے سے پہلے وہ ھادہیر کے کمرے میں ایک کارڈ رکھ کر آئی تھی جس پر وہ ناچاہتے ہوئے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اسے پاکستان واپس آنے سے منع کر چکی تھی۔ غصے میں وہ سب لکھ تو آئی تھی مگر اب ھادہیر کو یوں اچانک دیکھ کر وہ صحیح معنوں میں پچھتا رہی تھی۔

"وہ تو بس۔"

شمائل منمنائی تھی۔

"وہ تو بس کیا؟"

ھادہیر نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

"میں ناراض تھی تو غصے میں بول دیا بس۔ سوری لکھ دیا۔"

شمائل کی بات پر مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی تھی مگر وہ اسے چھپا کر مقابل کو کسی بھی خوش فہمی میں غرق ہونے سے بچا گیا تھا۔

"کیا تمہارا مجھ سے کوئی ایسا رشتہ ہے جس کے باعث تم مجھ سے ناراض ہو؟"

ھادہیر کی بات پر شمائل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں جبکہ سر خود بخود نفی میں ہلا تھا۔ مقابل اس کے اعصاب پر سوار ہونے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا۔

"تو پھر؟"

لہجے میں سختی وہ جان بوجھ کر لا رہا تھا کیونکہ وہ شمائل کو کسی بھی غلط فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"سوری آئندہ نہیں ہو گا۔"

شمائل کا لہجہ اور آواز دونوں نم ہوئے تھے۔ ھادہیر ایک لمحے سے پہلے نرم ہوا تھا۔

"آئندہ خیال رکھنا کیونکہ میں محرم نہیں ہوں تمہارا جس سے تم جیسے چاہے جب چاہے فری ہو کر بات کرو گی۔"

ھادہیر کی بات پر شمائل کا چہرہ بے ساختہ ضبط سے سرخ ہوا تھا۔

"محرم کی بات ہے تو پلیز آپ ابھی سی وقت میرے کمرے اور زندگی سے چلے جائیں۔"

شمائل کی بات پر ھادہیر نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

"چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں بھئی کچھ کرنا پڑے گا جلد ہی اب اس کمرے میں تب ہی میں آئوں گا جب تمام اختیارات میرے ہاتھ میں ہوں گے۔"

ھادہیر یہ بول کر طنزیہ مسکرایا تھا اور ایک نظر شمائل کے سوالیہ چہرے کو دیکھ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

"یہ کیا بول کر گئے ہیں؟"

شمائل خود سے بڑبڑائی اور پھر سونے کے لئے لیٹ گئی کیونکہ نیند حاوی ہو رہی تھی اس پر شاید ھادہیر کو یہاں دیکھ کر وہ پرسکون ہو چکی تھی۔ قسمت کیا سوچ بیٹھے تھی یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا مگر وقت شاید اب سب پر مہربان ہونے والا تھا۔

"مجھے سب لوگوں سے کچھ بات کرنی ہے۔"

تین دن ہو گئے تھے ھادہیر کو پاکستان آئے ہوئے سب معمول کے مطابق رات کا کھانا کھا رہے تھے جب علی شاہ کی آواز ڈائینگ ٹیبل پر موجود تمام گھر والوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ چکی تھی۔ حازم اور حاطب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"بولیں پاپا کیا بات ہے؟ سب ٹھیک ہے؟"

حازم شاہ کے فکر مندانہ انداز پر وہ مسکرائے تھے اور آمنہ شاہ کو دیکھ کر حازم کو دیکھنے لگے۔

"حازم تم جانتے ہو جب شمائل پیدا ہوئی تھی تو تم نے بالاج سے ایک وعدہ کیا تھا۔"

علی شاہ نے تمہید باندھی تھی۔

سب گھر والے سوالیہ نظروں سے علی شاہ کو دیکھ رہے تھے جبکہ حازم شاہ نے نظروں کا زاویہ شمائل پر مرکوز کیا تھا۔

"پاپا آپ سب جانتے ہیں پھر کیسے ممکن ہے یہ؟"

حازم شاہ کی بات پر علی شاہ کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔

"میں تم سے پوچھ نہیں رہا بتا رہا ہوں حازم شاہ۔"

علی شاہ کی بارعب آواز پر حمین کا قہقہ گونجا تھا حازم شاہ کا چہرہ دیکھ کر۔ اس کے قہقے پر ہادی نے اسے گھورا تھا حمین نے جلدی سے مصنوعی سنجیدگی کو اپنے چہرے پر جگہ دی تھی۔

"ھاد بھائی مجھے لگتا ہے ڈیڈ بابا سائیں سے ڈرتے ہیں۔"

حمین کی سرگوشی پر وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر روک کر حمین کو گھورنے لگا۔

"حازم بے تکے جواز نہیں دو۔"

"بڑے پاپا بات کیا ہے ؟"

حاطب شاہ نے بلآخر خاموشی کو توڑا تھا۔

سب ہی ان کی گفتگو کو سمجھ نہیں رہے تھے۔

"حاطب تمہیں شاید یاد نہیں لیکن جب شمائل پیدا ہوئی تھی تب بالاج نے حازم سے وعدہ لیا تھا کہ شمائل کی شادی وہ ھادہیر سے کروائے گا۔ تم بھی تب ان دونوں کی گفتگو کا اہم حصہ رہے تھے خیر اب اگر یاد نہیں تو کوئی بات نہیں۔ میں چاہتا ہوں شمائل کی پڑھائی جیسے ہی مکمل ہو حازم اپنا وعدہ پورا کرے۔"

علی شاہ کی بات پر ہادی مسکرایا تھا جبکہ ھادہیر کا دھیان بے ساختہ شمائل کی طرف گیا تھا جو منہ کھولے علی شاہ کی بات سن رہی تھی۔ آئرہ اور عابیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا جبکہ حمین کی زبان پر کھجلی ہوئی تھی۔

"سب کے رشتے بچپن سے ہی طے تھے تو میرا رشتہ کیوں نہیں طے کیا؟ کیا تھا بڑے پاپا اگر آپ کی ایک اور بیٹی ہوتی اور میری اس سے بچپن سے بات طے ہوتی۔"

حمین کی آخری بات آزفہ شاہ کے ہاتھ بے ساختہ کپکپائے تھے جبکہ حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"حمین شاہ اپنی زبان کو کبھی ریسٹ بھی دیا کریں۔"

حازم شاہ کے طنزیہ انداز پر وہ بتیس دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے اپنا سر اثبات میں ہلا گیا تھا۔

"پاپا مجھے ایک بار شمائل سے پوچھ لینے دیں اس کی جو مرضی ہو گی وہی ہو گا۔"

حازم شاہ کی بات پر علی شاہ مسکرائے تھے۔

"مانو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہمارے فیصلے سے ؟"

علی شاہ نے مان بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔

"مجھے اعتراض ہے بابا سائیں میں نہیں چاہتی ھاد کی زندگی میں کوئی ایسی لڑکی داخل ہو جس کی روح کو بچپن میں ہی پامال کر دیا گیا تھا۔"

شمائل یہ بول کر وہاں سے جا چکی تھی جبکہ ھادہیر نے بمشکل اپنے غصے کو کنٹرول کیا تھا۔ سب کے چہروں سے وہ مسکراہٹ کو ایک لمحے میں غائب کر کے وہاں سے جا چکی تھی۔ عشال شاہ نے نم آنکھوں سے حازم شاہ کو دیکھا تھا۔

حمین نے سب کو دیکھا اور پھر اٹھا تھا۔

"بابا سائیں میں گڑیا سے بات کرتا ہوں۔"

حمین یہ بول کر وہاں سب کو حیران کئے شمائل کے کمرے کی طرف جا چکا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ آج بھی ان دنوں کو اپنی زندگی سے نکال نہیں سکی۔"

عشال روتے ہوئے بولی تو حاطب شاہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا چہرہ اپنے ساتھ لگا کر ان کو تسلی دی تھی۔

ھادہیر اٹھ کر باہر لان میں چلا گیا تھا جبکہ ہادی بھی اس کے پیچھے لان میں ہی چلا گیا تھا۔

"شاہ وہ نہیں مانے گی کبھی بھی۔"

عشال شاہ نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا۔

"تمہارا لاڈلہ اپنی بہن کو دلاسہ دینے نہیں گیا بلکہ اپنے بھائی کا کیس لڑنے گیا ہے اندر دیکھ لینا منا کر واپس آئے گا۔"

حازم شاہ کی بات پر سب مسکرائے تھے جبکہ عشال شاہ نے چاہ کر بھی مسکراہٹ کو لبوں پر جگہ نہیں دی تھی۔

"برا لگ رہا اس کے انکار پر؟"

ھادہیر لان میں کھڑا چاند کی مدھم روشنی میں آسمان کو دیکھ رہا تھا جب ہادی کی آواز سن کر وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔

"تو کیا اچھا لگنا چاہیے؟"

ھادہیر کے انداز پر ہادی مسکرایا تھا۔

"کیا تم اس کے پاسٹ سے واقف ہو؟"

ہادی نے سنجیدگی سے ھادہیر کا چہرہ دیکھا تھا۔

"بھائی میں اس کی زندگی کے ہر راز سے واقف ہوں اور پھر بھی اسے اپنانا چاہتا ہوں۔"

"محبت تو نہیں ہو گئی میری بہن سے؟"

ہادی نے مسکراہٹ کو لبوں پر سجائے ھادہیر سے پوچھا تھا۔

"معلوم نہیں لیکن میں اسے بس اپنے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کی آنکھوں میں آئی نمی کو اس کی خوشیوں سے بدلنا چاہتا ہوں۔"

ھادہیر کا انداز واقعی اس کی کنفیوژن کا پتہ صاف دے رہا تھا۔

"ھاد وہ بہت معصوم ہے۔ ہم لوگوں نے کبھی اس سے سخت لہجے میں بات نہیں کی کیونکہ وہ بہت جلد سہم جاتی ہے۔ ہنی اسے تنگ ضرور کرتا ہے لیکن کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو آجائے تو وہ گھر سر پر اٹھا لیتا ہے۔ میں ہر بھائی کی طرح اس کی زندگی میں شامل ہونے والے شخص سے یہی چاہوں گا کہ وہ کبھی اس کے ماضی کا طعنہ اسے نہ دے بلکہ زندگی میں ہر قدم پر جہاں وہ لڑکھڑائے اسے بنا حیل وحجت کے سنبھال لے۔"

"بھائی کیا آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے؟ بابا سائیں نے جب مجھ سے میری اور شمائل کی شادی کی بات کی تھی تب سے ہی میں نے سوچ لیا تھا اسے اتنا پر اعتماد تو ضرور بناؤں گا کہ وہ دنیا کا مقابلہ بلا خوف وخطر کر سکے۔"

ھادہیر کے سنجیدہ انداز پر وہ مسکرایا تھا۔

"مجھے لگتا کے وہ دن دور نہیں ہے ھادہیر بالاج شاہ جب تم اس سے عشق کر بیٹھو گے لیکن تمہارے عشق کو منزل ملتی ہے یا نہیں یہ خدا بہتر جانتا ہے۔"

"جس عشق کا الہام خدا کی طرف سے ہوتا ہے نا بھائی وہ حقیقی ہو یا مجازی منزل پا ہی لیتا ہے۔"

ھادہیر کا پر اعتماد انداز ہادی کو لاجواب کر گیا تھا۔

"اگر وہ انکار کر دیتی ہے تو کیا کرو گے ؟"

"وہ انکار نہیں کرے گی کیونکہ ہنی اسے منا لے گا لیکن پھر بھی اگر وہ نہ مانی تو میرا یقین مانیں میں زبردستی ہی سہی لیکن اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا کر رہوں گا۔"

ھادہیر پلٹ کر ہادی سے کہنے لگا تو ہادی نے اسے گھورا۔

"میری بہن کے ساتھ تم زبردستی کسی صورت نہیں کر سکتے۔"

ہادی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"چیلنج کر رہے ہیں مجھے ؟"

ھادہیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جواباً سوال کیا۔

"چیلنج نہیں کر رہا واضح بتا رہا ہوں کہ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے بصورت دیگر تمہارے تمام کرتوت بابا سائیں کو بتا دوں گا۔"

ہادی کی بات پر اب ھادہیر کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

"بھائی مجھے لگتا تھا کہ ہنی بلیک میل کرتا ہے لیکن آپ اس سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں۔"

ھادہیر جل کر بولا تو ہادی نے قہقہ لگایا۔

"اب سوچ لینا کیا کرنا ہے کیونکہ بہن کے معاملے میں واقعی میں حد سے زیادہ حساس ہوں۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو اور یہ بتائو ولیم کا کیا بنا؟"

ہادی کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔ آنکھیں چمکی تھیں۔

"ولیم کی گیم اسی مہینے کے اندر اندر مجھے ختم کرنی ہے کیونکہ اسے پتہ چل چکا ہے کہ کوبرا مر چکا ہے اور وہ دوسرے ملک شفٹ ہونے کی تیاری کر رہا ہے۔"

ھادہیر کی بات پر ہادی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"ایچ ایس تم اس کو آئی ایس آئی کے حوالے کر دو۔"

ہادی کا انداز سنجیدگی لئے ہوئے تھا۔

"مجھے میرے ماں باپ کا قصاص لینا ہے بھائی اور وہ میں ہر صورت میں لوں گا۔"

ھادہیر کے لہجے میں نرمی مفقود تھی لیکن کچھ ایسا ضرور تھا اس کے لہجے میں جو ہادی کو اسے دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"میں تمہارے بدلے کے درمیان میں نہیں آئوں گا لیکن اسے مارنے کے بعد تم اپنا وعدہ بھی پورا کرو گے۔"

"او گاڈ بھائی۔۔۔ کر لوں گا پورا۔ پاکستان شفٹ ہوتے ہی آئی ایس آئی جوائن کرنی ہے۔ یاد ہے مجھے۔"

ھادہیر کے بیزار لہجے پر وہ مسکرایا تھا۔

"اچھا مجھے نیند آ رہی ہے میں چلتا ہوں صبح ڈیوٹی پر بھی جانا ہے۔"

ہادی یہ بول کر اندر کی جانب بڑھ گیا جبکہ ھادہیر نے مسکرا کر آسمان کو دیکھا تھا۔

حمین آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر آیا تھا اور مسکرا کر شمائل کو دیکھا جو اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی رو رہی تھی۔ حمین مسکراتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"تم کیوں رہی ہو؟"

حمین نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کئے تھے۔

"مجھے نہیں کرنی شادی۔"

شمائل کی بات پر حمین مسکرایا تھا۔

"لے مجھے لگا شاید یہ بولو گی کی مجھے شادی کرنی ہے مگر تم تو الٹا بول گئی ہو۔"

حمین کی بات پر شمائل نے اسے گھورا تھا۔

"جائو یہاں سے بدتمیز انسان مجھے تنہا رہنا ہے۔"

شمائل نے خفگی سے منہ موڑ کر کہا تھا۔

"اچھا ہے بھئی نہ کرو شادی اس گھر میں رہ کر میری اور میری بیوی کی خدمت کرنا مفت میں۔"

حمین کی بات پر شمائل نے ایک تھپڑ اس کے بائیں بازو پر مارا تھا۔

"انتہائی چول انسان ہو تم۔"

"اچھا یہ بتائو کیا خرابی ہے حماد بھائی میں اچھے خاصے شریف لگتے ہیں۔ باقی شریف ہیں یا نہیں یہ تو انہیں معلوم ہو گا۔"

حمین کے سنجیدگی پر شمائل کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"وہ شریف ہی ہیں۔"

"اچھا جی ابھی سے برائی برداشت نہیں ہو رہی۔ ویسے آپس کی بات ہے حماد بھائی کی کتنی گرل فرینڈز ہیں؟"

حمین کی بات پر شمائل مسکرائی تھی۔

"ان کی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے ہنی۔"

"میں ان کی جگہ ہوتا تو قسم سے دس بارہ گرل فرینڈز بنا چکا ہوتا لیکن ھاد بھائی بھی نا۔۔ تم نے کوئی ٹپ دینی تھی ان کو گرل فرینڈ بنانے کی۔"

حمین نے مصنوعی رعب سے کہا تھا۔

"تم بدتمیز ہو پورے وہ بہت اچھے ہیں اور بہت شریف بھی ہیں۔۔ بس مجھے بھائی بولنے سے منع کر دیا تھا تب ہی برے لگے تھے۔ لیکن اب نہیں لگتے۔"

شمائل نے صاف گوئی سے کہا تو حمین نے اسے گھورا تھا۔

"برو نے تمہیں انہیں بھائی بولنے سے منع کیا تھا۔"

حمین نے بے یقینی سے پوچھا۔

"ہاں کیا تھا کیوں؟"

"مجھے لگتا ہے پھر تو وہ کالی دال پکا کر میرا مطلب کھا کر ہی جائیں گے۔"

حمین کی بے تکی بات پر شمائل نے اسے گھورا تھا۔

"تم بہت فضول بولتے ہو۔"

"اچھا اب سریس ہوں میں پلیز برو سے شادی کر لو قسم سے میں تمہیں اس گھر سے دور جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا اور ویسے بھی کبھی برو نے کچھ غلط کیا تو ہم سب یہاں ہوں گے تمہارے پاس اور اپنے ماضی کو اب دوبار یاد کر کے سب گھر والوں کو تکلیف نہیں دو پلیز۔"

حمین کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"کیا تم چاہتے ہو میں تمہارے برو سے شادی کر لوں؟"

شمائل نیم رضامندی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں بالکل کیونکہ وہی تمہیں ہینڈل کر سکتے ہیں۔"

حمین کی زبان بے ساختہ پھسلی تھی۔ جواب میں اس نے گھورا تھا۔

"دفعہ ہو جائو یہاں سے چول انسان آئے بڑے اپنے برو کی حمایت کرنے والے۔"

شمائل کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"تو جناب اعلی میں پھر ہاں ہی سمجھوں۔۔ یہ نہ ہو کہ تم مجھے سب کے سامنے جھوٹا ثابت کر دو۔"

حمین کی بات پر شمائل مسکرائی تھی۔

"ہنی یقین نہیں ہے اپنی بہن پر؟"

"ایک فیصد بھی نہیں ہے تم اپنی خوشی سے اس شادی کے لئے راضی ہو رہی پہلے یہ گارنٹی دو اور پھر پرامس کرو کے موم ڈیڈ کو ہاں بول دو گی بھائی کے لئے۔"

حمین کیا بات پر اس نے حمین کو گھورا تھا پھر اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"پرامس چوہے۔"

شمائل کے لقب پر وہ اسے گھور کر رہ گیا تھا۔ پھر اس کا ہاتھ چھوڑ کر دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ ایک دم اپنے قدموں پر پلٹ کر وہ شمائل کو دیکھنے لگا۔

"تم چوہی تمہارا ہونے والا شوہر چوہا تمہارے آنے والے بچے چوہے۔۔۔ ان شارٹ تمہاری اپ کمنگ فیملی ہی چوہے اور چوہیاں۔"

حمین یہ بول کر بھاگا تھا کیونکہ شمائل اپنے ڈریسنگ ٹیبل سے ایک پرفیوم پکڑ کر اس کا نشانہ لینے والی تھی۔

"پاگل انسان۔"

شمائل بڑبڑاتے ہوئے بولی اور بیڈ کی جانب بڑھ گئی تھی۔

سب گھر والوں نے ھادہیر اور شمائل کی رضامندی دیکھ کر ان کا نکاح ایک ہفتے بعد رکھا تھا۔ھادہیر اور حمین گھر کی تمام عورتوں کے ساتھ شاپنگ سینٹر آئے ہوئے تھے جبکہ حازم شاہ آفس اور حاطب شاہ آزفہ شاہ کے ساتھ گھر پر تھے۔ علی شاہ اور آمنہ شاہ بھی ان کے ساتھ ہی تھیں۔ہادی اپنی ڈیوٹی پر تھا۔

"حمین تم تو لڑکیوں سے بھی زیادہ وقت لیتے ہو شاپنگ میں۔"

ھادہیر اور حمین ایک شاپ پر شرٹس دیکھ رہے تھے جب ھادہیر نے اسے شاپ کیپر سے بحث کرتے دیکھ کر کہا۔

حمین نے ھادہیر کو گھورا تھا۔

"آپ کی پیسے لگ رہے ہیں اسی لئے سنا رہے ہیں مجھے رہنے دیں میں نہیں کرتا شاپنگ۔"

حمین شرٹ کو کائونٹر پر رکھ کر شاپ سے باہر نکل آیا جبکہ ھادہیر نے معذرت خواہ نظروں سے شاپ کیپر کو دیکھا اور پھر حمین کے پیچھے ہی شاپ سے نکل آیا۔

"جب پسند نہیں تھی شرٹ تو ڈرامہ کرنے کی ضرورت کیا تھی سیدھے بول دیتے برو مجھے یہاں سے کچھ پسند نہیں ہے۔"

ھادہیر کی آواز پر وہ پلٹ کر مسکرایا تھا۔

"ہاہاہاہا اگر ایسے بولتا تو شاپ کیپر کا جو ایک گھنٹہ میں نے ضائع کروایا تھا وہ بیچارا گالیاں نکالتا مجھے اس لئے سوچا بندہ درمیان والا راستہ چنے۔"

حمین کی بات پر ھادہیر نے مسکراتے ہوئے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"ہو گئی شاپنگ؟"

آئرہ کی آواز پر وہ دونوں پلٹے تھے۔ آئرہ کے ساتھ شمائل اور عابیہ بھی تھیں۔

"آپ کا ہنی اور پورا شاپنگ مال نہ گھومے یہ ہو سکتا ہے کیا؟"

ھادہیر کی بات پر حمین نے اسے گھورا تھا جبکہ آئرہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"میں پاپا کو کال کرتی ہوں وہی تمہیں شاپنگ کروائیں گے ہنی کیونکہ ان کے علاوہ تم کسی کے قابو میں نہیں آتے۔"

آئرہ یہ بول کر سائیڈ پر کال کرنے چلی گئی جبکہ حمین بھی اس کے پیچھے گیا تھا اسے منع کرنے۔

"کیوں سر عام چھترول کروانا چاہتی ہیں آپ میری؟"

حمین کی بات پر آئرہ نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"اگلے آدھے گھنٹے میں اگر تمہاری شاپنگ مکمل نہ ہوئی تو میں واقعی پاپا کو کال کر دوں گی۔"

آئرہ نے اسے دھمکی دی تھی جس پر وہ منہ بسور کر رہ گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا شائل کی چیخ پر دونوں متوجہ ہوئے تھے۔ جیسے ہی حمین نے شائل کی طرف دیکھا سامنے کا منظر گویا اسے ساکت کرتے ہوئے اس کے تمام حواس سلب کر چکا تھا۔ عابیہ خون میں لت پت تھی جبکہ ھادہیر اسے بازؤں میں اٹھائے لفٹ کی جانب بڑھا تھا۔ آئرہ نے جلدی سے عشال شاہ کو کال کی تھی جبکہ حمین فرش پر گرے عابیہ کے خون کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک سے ہوا کیا تھا۔ حمین حواس میں واپس آتے ہی ان کی جانب بھاگا تھا۔

"گڑیا کیا ہوا ہے عابیہ کو؟"

"عابیہ کو گولی لگی ہے ہنی۔"

جواب ھادہیر نے دیا تھا جبکہ حمین کے قدم ایک بار پھر ساکت ہوئے تھے اور وہ لفٹ کا دروازہ بند ہوتے دیکھ رہا تھا۔

ھادہیر جیسے ہی ہاسپٹل کے اندر عابیہ کو اٹھائے داخل ہوا بے ساختہ کسی سے ٹکرایا۔

"ایم سوری۔"

ھادہیر جلدی سے بول کر آگے بڑھ گیا تھا جبکہ پیچھے شہروز ملک کا رنگ ایک لمحے میں فق ہوا تھا۔

"عابیہ۔"

ایک سرگوشی نما آواز کے ساتھ وہ ھادہیر کی پشت کو دیکھ رہے تھے۔ حواس جیسے ہی واپس آئے وہ جلدی سے ھادہیر کی جانب بڑھے تھے۔ ھادہیر نے حازم شاہ کو کال کر دی تھی ہاسپٹل آنے سے پہلے۔ ہاسپٹل میں حازم شاہ کا ایک دوست سرجن تھا جس کے باعث بنا کسی رکاوٹ کے عابیہ کو سیدھا آئی سی یو میں لے گئے تھے۔ آئرہ شمائل اور عشال کے ہمراہ وہاں آئی تھی۔

"اللہ خیر کرے بیچاری بچی پر۔"

عشال وہاں پہنچ کر بے ساختہ بولی تھیں۔

"کیا ہوا ہے میری بیٹی کو؟"

شہروز ملک کی آواز پر کوریڈور میں کھڑے سب نفوس ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔ ھادہیر کی پیشانی پر شکنوں نے اپنا جال بنایا تھا۔

"کیا اندر جو لڑکی ہے وہ آپ کی بیٹی ہے؟"

ھادہیر نے بہت حد تک خود کو نارمل رکھا تھا۔

"ہاں میری بیٹی ہے اب بتائو کیا ہوا اسے؟"

شہروز ملک بے چینی سے بولے تھے۔ عابیہ کا سرخ چہرہ ان کی آنکھوں میں ابھی بھی گھوم رہا تھا۔

"گولی لگی ہے اسے لیکن یہ نہیں معلوم کہ کہاں لگی ہے؟"

ھادہیر نے جواب دیا اور اپنا رخ آئی سی یو کی جانب کر لیا۔ اس کی موجودگی میں عابیہ کو گولی لگنا اسے بے سکون کر رہا تھا۔

"یا اللہ میری بیٹی کی حفاظت کرنا۔"

شہروز ملک خود سے بولے اور وہاں موجود بینچ پر بیٹھ گئے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ہادی کی آواز پر شہروز ملک نے سر اٹھایا تھا۔ ہادی کی جسم پر آرمی یونیفارم دیکھ کر شہروز ملک نے سختی سے اپنے لبوں کو پیوست کیا تھا۔ اس دن ملک آذر کو جب ہادی نے گرفتار کیا تھا ہاسپٹل سے تب شہروز ملک اس کے ساتھ تھے اور کافی واویلا بھی کیا تھا انہوں نے لیکن ہادی نے بمشکل خود کو کنٹرول کیے شہروز ملک کو وارن کیا تھا اور ملک آذر کو لے کر وہاں سے اپنی ٹیم کے ہمراہ چلا گیا تھا۔ آج شہروز ملک کو یہاں دیکھ کر وہ بمشکل اپنے غصے کو کنٹرول کر سکا تھا۔

"تم سے مطلب میں یہاں کیا کر رہا ہوں۔ تم ہوتے کون ہو مجھ سے سوال کرنے والے؟"

شہروز ملک نے ہادی کو گھور کر کہا تھا۔ ہادی غصے میں اس کی جانب بڑھا تھا مگر حازم شاہ کی آواز پر وہ اپنے قدموں کو نا چاہتے ہوئے بھی ساکت ہونے مجبور کر گیا تھا۔

"رکو ہادی۔"

شہروز نے پلٹ کر حازم شاہ کو دیکھا لیکن ساتھ کھڑے حاطب شاہ کو دیکھ کر انہیں صحیح معنوں میں جھٹکا لگا تھا۔

حاطب ڈرائیور کے ساتھ حازم کے آفس گئے تھے لیکن ہادی کی کال کے بعد اب حازم کے ساتھ ہی ہاسپٹل آئے تھے۔

"حاطب شاہ۔"

شہروز ملک کی بڑبڑاہٹ پر وہاں ہادی سمیت ھادہیر نے اسے دیکھا تھا۔

"شہروز ملک تمہاری یہاں موجودگی کی وجہ جاننی ہے مجھے؟"

حازم شاہ کا تحمل شہروز ملک کو ان کا چہرہ دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"میری بیٹی ہے اندر جسے گولی لگی ہے۔"

شہروز ملک کا دکھ ان کے چہرے سے عیاں تھا۔

"وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے کیونکہ اس نے مجھے بتایا تھا وہ اس دنیا میں تنہا ہے۔"

حازم شاہ کے ماتھے پر آئی شکنوں کو وہاں موجود ہر شخص نے دیکھا تھا۔

"وہ میری بیٹی ہی ہے عابیہ ملک نام ہے اس کا لیکن۔"

شہروز ملک کے لفظوں پر حازم شاہ کا ضبط آخری مراحل میں پہنچا تھا۔

"لیکن کیا؟"

"وہ میری سگی اولاد نہیں ہے بس پرورش کی ہے میں نے اس کی۔"

شہروز ملک کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"عابیہ بالغ لڑکی ہے اور اب جو وہ چاہے گی وہی ہو گا۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرائے تھے اور حاطب شاہ کی جانب بڑھے تھے۔

"حاطب شاہ میرے باپ، بھائی اور چچا نے تمہارے گھر کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میں معافی مانگنا بھی چاہوں تو نہیں مانگ سکتا۔ اندر لیٹی لڑکی میری بیٹی نہیں ہے لیکن مجھے دل سے عزیز ہے اور۔"

ابھی وہ بول رہے تھے جب ایک ڈاکٹر باہر آیا تھا۔ وہاں موجود تمام نفوس ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"مسٹر حازم شاہ آپ کی پیشنٹ کو بائیں کندھے پر دل سے تھوڑا اوپر گولی لگی تھی۔ لیکن اللہ کا شکر ہے گولی اندر نہیں تھی اب سرجری کے بعد وہ خطرے سے باہر ہیں اور ہم نے انہیں نیند کا انجیکشن لگایا ہے کچھ گھنٹوں تک وہ ہوش میں آجائیں گی۔"

ڈاکٹر یہ بول کر وہاں سے نرس سے ایک فائل لے کر جا چکا تھا جبکہ سب گھر والوں نے سکون کا سانس لیا تھا۔ حمین جو خود پر بہت کنٹرول کر کے وہاں آیا تھا۔ اس کا ہاتھ بے ساختہ دل پر گیا تھا۔ ایک آنسو اس کے دائیں رخسار سے لڑھک کر نیچے فرش پر گرا تھا۔ وہ وہاں سے پلٹ کر جانے لگا جب ھادھیر کی آواز پر وہ رکا تھا۔

"ہنی کہاں جا رہے ہو؟"

ھادھیر کی آواز پر وہ کچھ سیکنڈ رکا تھا پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہاں سے جا چکا تھا۔ ھادھیر بھی اس کے پیچھے گیا تھا۔ شہروز ملک نے تھکے لہجے میں خود کر بینچ پر تقریباً گرایا تھا۔ وہ اب عابیہ سے مل کر ہی گھر جانا چاہتے تھے۔ حازم اور حاطب اس کے سامنے بینچ پر بیٹھ گئے جبکہ ہادی آئرہ، شمائل اور عشال شاہ کو گھر چھوڑنے کے لئے چلا گیا تھا۔

"ہنی رکو بات سنو۔"

ھادھیر ہاسپٹل کے لان میں اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے آیا اور اب اس کا دایاں بازو پکڑ کر اس کے سامنے آیا تھا۔ ھادھیر اس کی سرخ آنکھیں اور بھیگی پلکوں کو دیکھ کر ٹھٹکا تھا۔ کچھ تھا جو ھادھیر کے دیکھنے پر وہ نظریں چرا گیا تھا۔

"تم رو رہے تھے؟"

ھادھیر کی آواز میں بے یقینی کے ساتھ حیرانگی کا عنصر بھی موجود تھا۔ وہ بے بسی سے سر جھکا گیا تھا۔ ھادھیر اس کا بازو پکڑ کر اپنی گاڑی کی طرف آیا اور اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔

"ہنی بات کیا ہے؟ کیا تم اس لڑکی کی وجہ سے رو رہے ہو؟"

ھادہیر کے پوچھنے پر وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام گیا تھا۔ اس کی بے چینی اور اضطرابی کیفیت ھادہیر کو تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔

"برو مجھے نہیں معلوم کیا ہو رہا ہے؟"

حمین کا انداز بتا رہا تھا وہ اس وقت ذہنی طور پر کافی پریشان ہے۔

"اسے کب تک ہوش آئے گا؟"

کافی دیر خاموشی کے بعد حمین کی آواز پر ھادہیر مسکرایا تھا۔

"رات تک آجائے گا ہوش کیوں؟"

ھادہیر نے بمشکل اپنا انداز سنجیدہ کیا تھا۔

"وہ مجھے کافی دنوں سے ڈسٹرب کر رہی ہے۔ کبھی ساری رات اس کو سوچتے ہوئے گزر جاتی ہے۔ کبھی دن میں ایک نظر نہ دیکھوں تو جیسے بھوک پیاس سب ختم ہو جاتی ہے۔ عجیب ہو رہا ہے سب۔ اب اسے گولی لگی تھی لیکن برو رونا مجھے آ رہا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ مجھے درد ہو رہا ہے۔ پتہ نہیں سب کیا ہو رہا ہے لیکن میں اس کا عادی ہوتا جا رہا ہوں۔"

حمین کی بے چینی اور بے بسی پر ھادہیر کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ جبکہ حمین ڈیش بورڈ پر سر رکھے سب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اچھا یہ سب ہو رہا ہے۔ یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔"

ھادہیر نے اسے تنگ کیا۔

"کیا مطلب بھائی میں کچھ غلط کر رہا ہوں کیا؟"

حمین اس وقت واقعی معصوم لگ رہا تھا۔

"ہاں مجھے تو یہی لگتا ہے ویسے اس کا باپ ہاسپٹل کے اندر موجود ہے مجھے لگتا ہے وہ اسے واپس اپنے ساتھ لے کر جائے گا۔"

"کیا مطلب اس بات کا؟ وہ اس کا باپ نہیں ہے۔"

حمین کا چہرہ ایک پل میں زرد ہوا تھا ایک خوف اس کے چہرے پر چھایا تھا۔

"لیکن اس کے سگے ماں باپ کا پتہ بھی تو نہیں معلوم ہمیں۔"

ھادہیر بیچارگی چہرے پر سجائے بولا تھا۔

"ہاں تو وہ جب تک نہیں مل جاتے عابیہ کہیں نہیں جائے گی۔"

حمین اٹل لہجے میں بول کر ھادہیر کو حیران کر گیا تھا۔

"محبت کرتے ہو اس سے؟"

ھادہیر کے سوال پر حمین نے بے ساختہ اسے دیکھا تھا۔ وہ الجھا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔"

"اگر نہیں معلوم تو جانے دو اسے خود سے دور خود ہی معلوم ہو جائے گا۔"

"بھائی پلیز آئی کانٹ۔"

حمین کی بات پر ھادہیر نے اس کے بال خراب کئے تھے۔

"تم محبت کر چکے ہو اس لڑکی سے ہنی لیکن سب گھر والے نہیں مانیں گے کیونکہ وہ پاپا کے دشمن کی بیٹی ہے تب تک جب تک اس کے سگے ماں باپ نہیں مل جاتے۔"

ھادہیر نے سنجیدگی سے اس سے کہا۔

"بھائی مجھے اس کے سگے ماں باپ کو ہر حال میں ڈھونڈنا ہے کیونکہ آپ شاید ٹھیک بول رہے ہیں مجھے واقعی اس سے محبت ہو گئی ہے۔"

آخری بات پر حمین کے لب دانستہ طور پر مسکرائے تھے۔

"اچھا گولی چلانے والا ایک بیس سال کا کوئی لڑکا لگ رہا تھا ہمیں پہلے اسے ڈھونڈنا ہے تاکہ عابیہ پر دوبارہ اٹیک نہ ہو۔"

ھادہیر کی بات پر حمین نے اسے دیکھا تھا۔

"میں جانتا ہوں عابیہ پر گولی اس کمینے ارحم نے چلائی ہے کیونکہ آپ کے جانے کے بعد میں نے اسے مال کے دروازے سے نکلتے دیکھا تھا۔"

حمین کی بات پر ھادہیر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"ارحم؟"

"کزن ہے عابیہ کا اور بدقسمتی سے اس کا منگیتر بھی۔"

حمین کی بات پر ھادہیر نے اسے دیکھا جو ارحم کے نام پر ہی اپنے غصے کو عروج پر پہنچا چکا تھا۔

"اگر گھر والے نہ مانے پھر کیا کرو گے؟ کیونکہ میرا ابھی صرف نکاح ہو رہا ہے شادی دو سال بعد ہونی اور تم تو ابھی پڑھ رہے ہو بیٹا اس لئے تمہارے نکاح کا تو چانس ہی نہیں ہے۔"

ھادہیر کا مقصد اس کا دھیان بٹانا تھا جس میں وہ کامیاب بھی رہا تھا۔

"میں آپ سے پہلے شادی کروں گا دیکھ لیجئے گا۔"

"ہاہاہا چھوٹے پاپا یہ معجزہ ہونے ہی نہ دیں کہیں۔"

ھادہیر نے اس کا مذاق اڑایا تھا۔

"ہونے دیں گے بھئی خود بھی تو یونی میں تھے جب ہادی بھائی پیدا ہوئے تھے۔"
حمین کی بات پر ھادہیر نے قہقہ لگایا تھا جبکہ حمین زبان کو دانتوں میں دبا گیا تھا۔
"شکر ہے ہٹلر نہیں ہیں یہاں ورنہ میری شادی کی پلیننگ سرے سے ہی فیل ہو جانی تھی۔"
حمین بول کر بے ساختہ گاڑی کی پشت سے ٹیک لگا گیا جبکہ ھادہیر نے اسکا پر سکون چہرہ دیکھ کر ایک گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔

گاڑی گھر کے پورچ میں جیسے ہی رکی سب اتر کر اندر کی طرف چلے گئے تھے جبکہ آئرہ ابھی اترنے ہی لگی تھی کہ ہادی نے گاڑی لاک کر دی تھی۔ آئرہ جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی گھور کر ہادی کو دیکھنے لگی۔
"کیا ہے کیوں تنگ کر رہے ہیں؟ دروازہ کھولیں۔ مام ویٹ کر رہی ہوں گی۔"
آئرہ کی بات پر ہادی نے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔ مسکراہٹ لبوں پر آئی تو ڈمپلز نے بھرپور توجہ کھینچی تھی آئرہ شاہ کی۔ آئرہ نے بمشکل نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔ ہادی نے اس کا دایاں بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کمرے کے گرد حائل کر کے اپنے حصار میں لیا تھا۔ اس کی اس افتاد پر آئرہ کی آنکھیں پوری کھلی تھیں۔
"میجر۔"
آئرہ کے بولتے ہوئے لب ہادی شاہ کے سینے پر مس ہو رہے تھے۔ ہادی نے اس کا بازو چھوڑ کر تھوڑی سے اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔ لرزتی پلکوں پر حیا کا بوجھ اور گالوں کی سرخی مقابل کو مبہوت کر رہی تھی۔ دھڑکنوں کا شور دونوں طرف سے اٹھا تھا۔ آئرہ نے نچلے لب کو سختی سے دانتوں میں دبایا تھا۔
"تم سادگی میں ہی دل کی دنیا تہس نہس کر دیتی ہو واللہ جس دن تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر روبرو ہو گی مجھے لگتا ہے دھڑکنیں رک جائیں گی میری۔"

ہادی کی گھمبیر آواز پر آئرہ کا سرخ چہرہ مزید سرخ ہوا تھا۔

"میجر پلیز ہاتھ چھوڑیں سب انتظار کر رہے ہوں گے میرا۔"

آئرہ منمناتے ہوئے بولی تھی۔ہادی جھکا تھا اور اس لرزتی پلکوں پر اپنے لبوں سے مہر لگاتے مقابل کو مزید گھبرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ہادی کی قربت پر آج واقعی وہ حواس سلب ہوتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔

"محبت کرتی ہو مجھ سے؟"

ہادی نے اس کا بایاں گال اپنے دائیں ہاتھ سے سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"محبت نہیں عشق کرتی ہوں آپ سے۔ مجبور ہوں میں آپ سے عشق کرنے پر کیونکہ اگر ایسا نہیں کرتی میں تو سانسیں رک جاتی ہیں میری اور میری روح چیخ چیخ کر مجھے آپ کو یاد کرنے پر، آپ کو دیکھنے پر مجبور کرتی ہے۔"

آئرہ کے اظہار پر وہ سرشار سا مسکرایا تھا۔

"عشق کا عین عداوت کرواتا ہے انسان کی خود سے۔ محبوب کے علاوہ کچھ اچھا نہیں لگتا یہاں تک کے اپنا آپ بھی نہیں۔ شین۔۔ شدت دکھاتا ہے جذبوں میں۔وہی جذبات جو انسان کو خود سے غافل کر دیتے ہیں اور قاف قاتل بنا دیتا ہے اپنی ذات کا جس میں، میں ختم ہو جاتی ہے اور بس تم ہی رہ جاتا ہے۔"

ہادی کے لفظوں میں ایک سحر تھا جو آئرہ کو جھکڑ گیا تھا۔

پتہ ہے میجر۔۔ جینا آسان ہوتا ہے لیکن صرف تب تک جب تک ہم عشق کے عین سے واقف نہ ہوں کیونکہ جیسے ہی ہم اس سے واقف ہوتے ہیں یہ ہمیں اس کا قاف یعنی قتیل بنا دیتا ہے۔"

آئرہ کی بات پر وہ جھک کر اس کی پیشانی پر اپنے لبوں کو رکھ کر اسے پرسکون کر گیا تھا۔

"یو آر دا موسٹ وانٹڈ پرسن فار مائے بریتھ۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"آئی نو۔"

ایک یقین تھا آئرہ شاہ کو ہادی پر۔

"میں نے ڈیڈ سے رخصتی کی بات کی ہے اور ہماری رخصتی ھادھیر اور گڑیا کے نکاح والے دن ہو گی سمجھ گئی۔"

ہادی کی بات پر آئرہ کا پورا منہ کھلا تھا۔

"میجر مجھ سے پوچھے بغیر آپ یہ فیصلہ کیسے لے سکتے ہیں میں ابھی رخصتی نہیں چاہتی۔ ابھی تو مجھے اپنا ہاسپٹل بنانا ہے اور۔۔۔"

"ششششش۔۔ فیصلہ ہو چکا ڈاکٹر اب انکار نہیں ہونا چاہیے ورنہ دوسری صورت میں حمنہ کا آپشن موجود ہے میرے پاس۔"

ہادی نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اس کے باقی لفظوں کو قفل لگاتے ہوئے اسے سمٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"میں سر پھاڑ دوں گی آپ کا اگر اب آپ نے اس حمنہ کا نام بھی میرے سامنے لیا تو۔"

آئرہ جلن اور غصے سے بولی تو ہادی نے مسکرا کر اس کے دائیں گال کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔

تیری ذات نے بنا رکھا ہے
میرے گرد ایک حصار
میں نکلنے لگتا ہوں جب
اس سے ہو جاتا ہوں بیکار
۔(کرن رفیق)

ہادی کے شاعرانہ مزاج پر وہ مسکراتے ہوئے اس دور ہوئی تھی۔ اور جلدی ے گاڑی کا لاک کھول کر باہر کی جانب بھاگی تھی۔

"مل جائو ایک دن سارے حساب بے باک کروں گا ڈاکٹر۔"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ سے گاڑی سٹارٹ کئے گھر سے چلا گیا تھا۔

آہستہ سے آنکھیں کھولتے ہوئے وہ اپنے ذہن کو بیدار کرنے لگی تھی۔ جیسے ہی آنکھوں کو کھول کر ارد گرد دیکھا خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر پایا۔ بائیں کندھے کو تھوڑی سی حرکت دی تو تکلیف سے اس کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ ایک نرس جو اس کی ڈرپ چینج کر رہی تھی نے اسے دیکھا اور نرمی سے مسکراتے ہوئے پروفیشنل انداز میں بولی۔

"اب طبیعت کیسی ہے آپ کی؟"

"میں ٹھیک ہوں بس کندھے میں بہت درد ہو رہا ہے۔"

عابیہ بمشکل ہی اپنے آنسوئوں کو کنٹرول کئے ہوئے تھی۔

"آپ لیٹی رہیں میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں۔"

نرس یہ بول کر باہر چلی گئی ابھی اسے کچھ ہی سیکنڈ ہوئے تھے تکلیف کو برداشت کرتے جب شہروز ملک کی آواز نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا تھا جو اس نے شدت تکلیف سے بند کی تھیں۔

"عابیہ کیسی ہو؟"

شہروز ملک کی نرم آواز پر عابیہ نے خالی نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

"زندہ ہوں ورنہ آپ کے بھتیجے نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی مارنے میں۔"

عابیہ کے چہرے پر ایک لمحے میں سختی چھائی تھی۔

"کیا ارحم نے گولی چلائی تھی تم پر؟"

شہروز ملک کی آواز کے ساتھ ان کے چہرے پر بھی بے یقینی واضح تھی۔

"کیوں اس نے بتایا نہیں کارنامہ آپ کو اپنا؟"

عابیہ بمشکل ہی بول رہی تھی۔

"کیا تم نے حاطب شاہ کو اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ تم ان کی بیٹی ہو؟"

شہروز ملک نے ارحم والی بات کا جواب نہیں دیا تھا کیونکہ کوئی جواب تھا ہی نہیں ان کے پاس اس لئے عابیہ سے دوسرا سوال پوچھا تھا۔

"کیوں آپ کو اس سے مطلب؟"

عابیہ چاہتے ہوئے بھی اپنا لہجہ سخت ہونے سے روک نہیں پا رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے تم نے باقی گھر والوں کو بھی نہیں بتایا کہ تم ان کی کھوئی ہوئی بیٹی ہو۔۔وجہ جان سکتا ہوں میں اس کی؟"

شہروز ملک کا لہجہ اب بھی نرمی لئے ہوئے تھا۔

"جتنا بے یقین آپ کی فیملی اور باپ نے میرے باپ کو کیا ہے اس کے بعد آپ کو لگتا ہے وہ مجھ پر یقین کریں گے؟"

عابیہ اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو چھپا نہیں سکی تھی۔اس سے پہلے کہ شہروز ملک کچھ بولتے کمرے میں حاطب شاہ کی آواز گونجی تھی۔

"تم میری بیٹی مطلب میری آزاح ہو؟"

حاطب شاہ نے بے یقینی سے عابیہ کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا تھا۔عابیہ کی آنکھوں میں چمکتی نمی اب رخساروں کی زینت بن چکی تھی۔وہ اپنا سر آہستہ سے اثبات میں ہلا کر حاطب شاہ کو دنیا کا مکمل انسان بنا گئی تھی۔

"یہ تمہاری بیٹی ہے حاطب شاہ جسے میرے باپ نے ہاسپٹل سے چرایا تھا بدلہ لینے کے لئے۔"

شہروز ملک کا لہجہ شرمندگی سے تر تھا جبکہ نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

حاطب شاہ شہروز ملک کو سن کب رہے تھے وہ تو عابیہ کا چہرہ دیکھنے میں مصروف تھے۔ اتنے سالوں کی تشنگی تھی۔ ایک تڑپ تھی جسے سکون ملا تھا۔ دھوپ میں جلتی ان کی شفقت کو جیسے کسی نے چھاؤں میں کھڑا کیا تھا۔

"آزاح۔"

حاطب شاہ بیڈ پر بیٹھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر روئے تھے۔ انہیں پرواہ نہیں تھی کہ کوئی انہیں روتے دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ پرواہ تھی تو اتنی کی ان کی بیٹی، ان کا اثاثہ ان کے سامنے تھی۔

"پاپا۔"

عابیہ کی آواز پر وہ جیسے ہوش کی دنیا میں آئے تھے۔ اس کے چہرے سے نظر آتی تکلیف پر وہ جلدی سے پیچھے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتے ہادی، ھادہیر اور حازم شاہ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اور تینوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ سب سن چکے ہیں۔

"پاپا آپ کیسے کسی کی بات پر اتنی جلدی یقین کر سکتے ہیں؟"

ہادی کی آواز پر حازم شاہ نے اسے دیکھا تھا جبکہ حاطب کے چہرے پر خفگی کے تاثرات ابھرے تھے جو مقابل کو واضح بتا گئے تھے کہ انہیں ہادی کی یہ بات پسند نہیں آئی۔

"کیوں یقین نہ کروں؟"

حاطب شاہ نے الٹا سوال کیا تھا۔

"پاپا ہادی بھائی کا مقصد صرف اتنا ہے کہ عابیہ ملک ہاؤس کے مکینوں کے ساتھ رہی ہے اور ہمیں ابھی معلوم نہیں ہے کہ یہ ہماری بہن ہے یا نہیں تو پہلے اس کا ڈی این اے ٹیسٹ کروائیں پھر ہی اس بات کی تصدیق ہو گی کی ملک سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔"

ھادہیر نے نرمی سے حاطب شاہ کو مخاطب کر کے کہا تو عابیہ نے بمشکل خود کو رونے سے روکا تھا۔ وہ تیار تھی اس دن کے لئے لیکن شاید آج اس کی ہمت ٹوٹ رہی تھی سب کے سامنے خود کو سچا ثابت کرنے کے لئے۔

"ہادی مجھے میری بیٹی پر یقین ہے۔"

حاطب شاہ کا اٹل انداز ہادی کو انہیں دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔ حاطب شاہ اس وقت ایک انٹیلیجنس آفیسر کی طرح نہیں بلکہ ایک باپ کی طرح سوچ رہے تھے۔

"پاپا پلیز ایک دفعہ تصدیق کے لئے یہ ٹیسٹ کروالیں پلیز۔۔ میری تسلی ہو جائے گی۔"

ہادی ان کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا تو حاطب نے عابیہ کا چہرہ دیکھا جو سرخ ہو رہا تھا شاید ضبط سے اور تکلیف سے جو اس کے کندھے میں ہو رہی تھی۔ حاطب نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی اور ہادی کو ٹیسٹ کے لئے اجازت دی تھی۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر نے حاطب اور عابیہ دونوں کا بلڈ لیا تھا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔ رپورٹس شام تک ملنی تھی تب تک سب ہی انتظار کی سولی پر لٹک چکے تھے۔ خدا خدا کر کے وقت گزرا تھا اور شام سات بجے ڈاکٹر نے ہادی شاہ کو اپنے کیبن میں بلایا تھا۔ ہادی نے کوریڈور میں بیٹھے سب نفوس کو دیکھا اور ڈاکٹر کی بات سننے چلا گیا۔ آدھے گھنٹے بعد جب وہ واپس آیا تو اس کا جبڑا سختی سے تنا ہوا تھا اور اس کے دائیں ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ جسے اس نے حازم شاہ کو پکڑایا تھا اور شہروز ملک کی جانب پلٹا تھا۔ شہروز ملک جو کل سے ہاسپٹل میں تھے اب مطمئن سے ہادی کو دیکھنے لگے۔

"لعنت بھیجتا ہوں میں تمہارے باپ پر جو اتنا گھٹیا نکلا، مرد ہوتا تو میدان میں مقابلہ کرتا سالا نکلا ہی خبیث انسان۔"

ہادی غصے سے بول رہا تھا جب حازم شاہ کی تنبیہ پر وہ رکا تھا۔

"ہادی اس نے ہماری بیٹی کا خیال رکھا ہے ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے نا کہ اس طرح سے اس کے باپ کے کرتوت کو اس کے سامنے سر عام کھول کر اسے شرمندہ کرنا چاہیے۔"

حازم شاہ کی بات پر شہروز ملک نے مسکرا کر انہیں دیکھا تھا۔

"آپ کی امانت آپ تک پہنچ گئی میں پر سکون ہوں۔ اب چلتا ہوں خیال رکھیے گا اس کا۔"

شہروز ملک یہ بول کر جانے لگے تھے جب ہادی کی آواز پر وہ پلٹ کر رہے تھے۔

"اپنے بھتیجے کو بولنا اگلے ایک گھنٹے میں اگر اس نے خود گرفتاری نہیں دی تو اس کی موت کا ذمے دار وہ خود ہو گا۔"

ہادی کی دھمکی پر شہروز ملک نے وہاں سب کو دیکھا جہاں نرمی کہیں نہیں تھی۔ پھر پلٹ کر وہاں سے چلے گئے۔

"وہ میری بیٹی ہے حازم مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ وہ چھوٹی سی آزاح اتنی بڑی ہو گئی ہے۔ وہ میری بیٹی ہے آزی۔۔ کتنا خوش ہو گی۔۔ میری بیٹی حازم۔"

حازم شاہ جیسے ہی حاطب شاہ کے پاس بیٹھے حاطب شاہ ان کے گلے لگی خوشی اور جوش سے بول رہے تھے۔ جبکہ ھادہیر حمین کو سوچ کر مسکرایا تھا۔

"سالے نے کتنے شدت سے دعا کی ہے اسے پانے کے لئے۔"

ھادہیر خود سے بڑبڑایا اور پھر وہاں سے مسکراتے ہوئے اپنا موبائل نکال کر حمین کو کال ملانے لگا۔ یقیناً خوشیوں نے شاہ ہاؤس کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا جسے وہاں کے مکینوں نے دل سے خوش آمدید کیا تھا۔

چند گھنٹوں بعد شاہ ہاؤس کے تمام افراد ہاسپٹل میں موجود تھے۔ آزفہ شاہ کی آنکھیں مسلسل نم ہو رہی تھیں جنہیں وہ بار بار صاف کر رہی تھیں عشال شاہ مسکرا کر ان کے کندھوں پر بازو رکھے انہیں تسلی دے رہی تھیں۔ سب ہی تقریباً ہاسپٹل کے کمرے میں تھے جہاں عابیہ پر سکون ہو کر سو رہی تھی۔ عابیہ کی کسی احساس کے تحت

آنکھیں کھلی تھیں۔ اس نے اپنی دائیں جانب دیکھا جہاں آزفہ شاہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھیں جبکہ ان کے دائیں سائیڈ پر آئرہ بیٹھی تھی جس کی آنکھیں بھی سرخ تھیں یقیناوہ اپنے آنسو ضبط کر خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی۔ دوسری طرف عشال شاہ مسکراتے ہوئے آزفہ شاہ کو تسلی دے رہی تھیں۔ ان سے تھوڑے سے فاصلے پر حاطب شاہ اور حازم شاہ باتیں کر رہے تھے جبکہ ہادی، ھادھیر اور حمین کمرے میں نہیں تھے۔ عابیہ نے اٹھنا چاہا تو ایک کراہ نکلی تھی اس کے منہ سے اور وہ تکلیف کی شدت سے اپنی آنکھوں کے خالی گوشوں کو بھیگنے پر مجبور کر گئی تھی۔ آزفہ شاہ جلدی سے آگے بڑھی تھیں۔ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے وہ اپنے دائیں ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرنے لگیں۔

"زیادہ تکلیف ہو رہی ہے کیا؟"

آزفہ شاہ کے سوال پر عابیہ نے لبوں کو سختی سے پیوست کیا تھا اور اپنا سر بمشکل نفی میں ہلایا تھا۔

"حاطب دیکھیں آپ کی چھوٹی بیٹی بالکل آپ پر گئی ہے اپنی تکلیف کو چھپا رہی ہے اپنی ماں سے۔"

آزفہ شاہ نے حاطب شاہ کو دیکھ کر کہا تو حاطب شاہ مسکرا دیئے تھے۔

"ماما۔"

عابیہ کی پکار پر آزفہ شاہ کو لگا جیسا کسی نے انہیں جلتی دھوپ میں سے لا کر ٹھنڈی چھائوں میں کھڑا کر دیا ہے۔ ایک تڑپ جو پچھلے بیس سالوں سے وہ محسوس کر رہی تھیں جیسے اس کو سکون مل گیا تھا۔ آزفہ شاہ کی آنکھیں بے ساختہ نمکین پانی کو باہر دھکیلنے لگی جبکہ لب کپکپانے لگے تھے۔

"ماما کی جان بھی تم پر قربان۔"

آزفہ شاہ بھرائے لہجے میں بول کر جھکی تھیں اور دیوانہ وار اس کے چہرے پر بوسے دینے لگی تھیں۔ سب ہی مسکرا کر ان کی والہانہ محبت کو دیکھ رہے تھے۔

"میں اب اپنی بیٹی کو کبھی خود سے دور نہیں کروں گی۔"

آزفہ شاہ نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے حاطب شاہ کو دیکھ کر کہا تھا۔ جواب میں وہ مسکرا دیئے تھے۔

"اچھا بھئی اب ماں بیٹی کا ملنا ہو گیا ہو تو کیا چھوٹی ماما مل سکتی ہیں اپنی بیٹی سے؟"

عشال شاہ کی نرم آواز پر عابیہ اور آزفہ دونوں مسکرائی تھیں۔ آزفہ شاہ اٹھ کر آئزہ کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔ آئزہ نے مسکرا کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ عشال شاہ نے مسکرا کر عابیہ کو دیکھا۔

"ہمارا گھر آج مکمل ہوا ہے۔ تمہاری ماں کی حالت کے ہم سب گواہ ہیں۔

تمہارا بچھڑنا سب کے لئے ایک صدمہ تھا مگر کسی نے ہمت کر کے خود کو اس صدمے سے نکال لیا اور کسی نے تمہاری ماں کی طرح دل پر لے لیا۔ میں پچھلی باتوں کو یاد کر کے نہ تمہیں دکھی کروں گی نہ ہی باقی گھر والوں کو بس اتنا کہوں گی کہ جب بھی ضرورت ہو اپنی چھوٹی ماما کو یاد کر لینا۔"

یہ بول کر عشال نے مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔ آئزہ اٹھ کر اس کے پاس آئی تھی جو مسکرا کر سب کی محبتیں سمیٹ رہی تھی۔

"اپنی فیملی میں خوش آمدید میری جان۔"

آئزہ نے مسکرا کر اس دائیں ہاتھ کو پکڑ کر اس پر لب رکھے تھے۔

" تھینکس آپی۔"

عابیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ شمائل جو کمرے میں موجود واش روم میں تھی نکل کر اس کی طرف آئی تھی۔

"میں بھی تمہاری آپی ہوں آزاح اور خوش آمدید۔۔ ویسے تم میرے کمرے میں رہو گی میرے ساتھ اوکے۔"

شمائل کے انداز پر سب ہی مسکرا دیئے تھے۔ حازم شاہ نے بھی آگے بڑھ کر عابیہ کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ہماری بیٹی کا اصل نام آزاح ہے تو بہتر رہے گا سب اسی نام سے پکاریں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنے نام کی وجہ سے بھی اپنی بھیانک ماضی کو یاد کرے۔"

حازم شاہ کی بات پر کمرے میں داخل ہوتے شاہ ہاؤس کے تینوں لڑکے مسکرائے تھے۔ سب سے پہلے ہادی اس کے پاس آیا تھا۔

"سوری گڑیا لیکن ڈی این اے ٹیسٹ کروانا میری مجبوری تھی۔ باقی تمہیں کسی سے بھی کوئی شکایت ہوئی تو تم نے مجھے بتانا ہے پھر میں جانوں اور وہ انسان جس کی تم نے شکایت کی ہو گی۔"

ہادی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا دی تھی۔

"اوکے بھائی۔"

عابیہ نے مسکرا کر کہا تھا۔

"اور کبھی تمہارا بڑا بھائی موجود نہ ہو تو تم اپنے چھوٹے بھائی سے بھی کسی کی بھی شکایت کر سکتی ہو۔"

ھادہیر نے مسکراتے ہوئے عابیہ سے کہا تو شمائل نے اسے گھورا تھا۔

"میں نے جب بھائی بولا تھا کیسے ڈانٹ دیا تھا مجھے اور اسے کیسے اجازت دے رہے ہیں۔"

شمائل خود سے بڑبڑائی تھی۔ کوئی اور تو شاید متوجہ نہیں تھا مگر ھادہیر اس کی بڑبڑاہٹ واضح سن چکا تھا۔

"لو جی یہ محترمہ ابھی بھی اسی بات پر اٹکی ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے گھونگھٹ اٹھاتے ہی مجھے سب سے پہلے اسی سوال کو سننا پڑے گا۔"

ھادہیر نے مسکراتے ہوئے سوچا تھا۔

"اوکے چھوٹے بھائی۔"

عابیہ کی آواز پر وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ھادہیر نے حمین کو دیکھا جو مسکرا کر عابیہ کو دیکھ رہا تھا۔

"ویسے اگر میں اور ہادی بھائی دونوں ہی موجود نہ ہوں تو تم اپنے لاڈلے بھائی ہنی سے بھی بول سکتی ہو۔"

ھادہیر کی بات پر حمین نے اسے گھورا تھا۔

"دنیا کی ایک ہی لڑکی میری بہن ہے اور وہ شمائل شاہ باقی کوئی لڑکی میری بہن نہیں ہے۔"

حمین کی بات پر حازم شاہ سمیت سب نے سے حیرانگی سے دیکھا تھا جبکہ ھادہیر نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر روکا تھا۔

"کیوں بھئی اتنی کیوٹ ہے ہماری آزاح اور۔۔۔"

جو بھی ہے بھائیو لیکن میری بہن نہیں ہے یہ۔"

ہادی کی بات وہ درمیان میں کاٹ کر سختی سے بولا تھا اور پھر بنا کسی کی طرف دیکھے کمرے سے نکل گیا تھا۔اس کا انداز وہاں موجود تمام لوگوں کو تشویش میں مبتلا کر گیا تھا سوائے ھادہیر کے جو مسکرا کر سر جھکا گیا تھا جبکہ عابیہ نے خفت سے اپنی آنکھوں کو موند کر اپنے آنسوئوں کو باہر آنے سے روکا تھا۔

چار دن بعد آزاح کو چھٹی ملی تھی ہاسپٹل سے اور ان چار دنوں میں آئرہ چوبیس گھنٹے اس کے ساتھ رہی تھی جبکہ آزفہ شاہ، عشال شاہ اور شمائل دن میں وہاں آجاتی تھیں۔مرد حضرات بھی دن کے وقت چکر لگا لیتے تھے۔لیکن رات کو آئرہ ہی اس کے پاس ہوتی تھی۔چار دن بعد جب وہ گھر آئی تھی تو سب نے اس کا خوش دلی سے ویلکم کیا تھا۔ڈاکٹر نے کچھ ادویات دی تھیں اور ساتھ میں آزاح کو بازو کو زیادہ حرکت دینے سے منع کیا تھا۔گھر آکر وہ پرسکون سی شمائل کے کمرے میں سو رہی تھی جو اب اس کا کمرہ بھی تھا بقول شمائل کے، جب حمین دبے قدموں

سے اندر داخل ہوا۔ وہ چار دن بعد اسے دیکھ کر پر سکون ہوا تھا۔ ان چار دنوں میں اس کا اضطراب یونیورسٹی جا کر بھی کم نہیں ہوا تھا۔ نائل اور رومان تو اس کی سنجیدگی پر تشویش میں مبتلا تھے جبکہ سر عقیل کو اس کی خاموشی کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا آزاح کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ حمین نے اسے دیکھا اور اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے بولا۔

"میں نے سوچا کزن کا حال چال ہی پوچھ لیا جائے۔ تو بتاؤ مس چڑیل کیسی ہو؟"

حمین کی بات پر آزاح تھوڑا سا بیڈ کروائون سے ٹیک لگا کر اٹھی تھی اور حمین کو سنجیدگی سے دیکھنے لگی۔

"او تو بلآخر چار دن بعد آپ جناب کو یاد آگیا کوئی کزن بھی ہے اور اس کا حال بھی پوچھنا ہے؟"

آزاح نے طنزیہ انداز میں کہا تو حمین بنا شرمندہ ہوئے ہنسنے لگا۔

"شکر کرو یاد آگیا ورنہ تم کوئی یاد آنے والی چیز نہیں ہو۔"

حمین کی بات پر آزاح نے پاس پڑا کشن اسے مارا تھا جسے وہ بروقت نیچے ہو کر اس کا نشانہ خطا کر گیا تھا۔

"ارے۔۔ ارے۔۔ گولہ باری کیوں کر رہی ہو میں نے کیا کیا ہے؟"

حمین کے معصوم انداز پر آزاح نے اسے گھورا تھا۔

"جب میں تمہاری بہن ہی نہیں ہوں تو جاؤ یہاں سے کیوں پوچھنے آئے حال چال بھی۔"

آزاح منہ پھلا کر بولی تو حمین مسکرا کر سر جھکا گیا تھا۔ آہستہ سے اس کے پاس بیڈ پر تھوڑے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے وہ اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"تم میری بہن نہیں ہو اور نہ ہی میں کبھی تمہیں اپنی بہن مانوں گا۔ جتنی جلدی یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو گی تمہارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا۔"

حمین کے انداز پر آزاح اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"کیوں نہیں مان سکتے بہن؟ کیا میری پچھلی باتوں کی سزا دو گے؟"

آزاح کی بات پر وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر روک گیا تھا۔

"نہیں تم میری بہن نہیں ہو سکتی کیونکہ۔۔"

حمین یہ بولتے ہوئے اس سے فاصلہ کم کر کے اس کے دائیں ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی دھڑکنوں کو ایک لمحے میں منتشر کر چکا تھا۔ آزاح نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔ اور اپنے خشک لبوں پر زبان پھیر کر بمشکل پوچھا تھا۔

"کیونکہ؟"

"کیونکہ یہ جو دل ہے ناقسم سے بہت بڑا کمینہ نکلا ہے۔ تمہیں جیسے ہی بہن بنانے کا سوچتا ہوں میرا دل جیسے میری سانسوں کو روک دیتا ہے۔ تم میری بہن نہیں ہو نہ کبھی ہو سکتی ہو کیونکہ سکون چھین لیا ہے تمہاری دوری نے میرا، بے چین ہو جاتا ہوں تمہیں تکلیف میں دیکھ کر، درد تمہیں ہوتا ہے دل میرا خون ہوتا ہے۔ تمہیں روتے دیکھ کر سب کچھ تہس نہس کرنے کو دل کرتا کے اب بتاؤ ایسی صورت حال میں کیا میں تمہیں اپنی بہن بنا سکتا ہوں؟"

حمین کے لفظوں پر آزاح سانس روکے اسے دیکھنے لگی تھی۔ دھڑکنیں معمول سے تیز ہو چکی تھیں۔ اس کی گرفت میں موجود ہاتھ لرزا تھا۔ جبکہ گال اس کی باتوں پر دہکنے لگے تھے۔ وہ مبہوت سا اسے دیکھنے لگا تھا جو اس کی بے ضرر سی باتوں پر سرخ ہو چکی تھی۔

"تم واقعی حسین ہو یا میری نظریں کمزور ہو رہی ہیں۔"

حمین کی بات پر آزاح نے منہ کھولے اسے دیکھا تھا۔

"میں حسین ہی ہوں۔"

آزاح نے دانت پیس کر کہا تھا۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ یہ جھوٹ بولتے ہوئے تمہیں ذرا خیال نہیں آیا کہ سامنے بیٹھا شخص کمزور دل کا مالک بھی ہو سکتا ہے۔"

حمین کا انداز صاف مذاق اڑانے والا تھا۔

"ابھی آپ نے خود کہا تھا میں حسین ہوں۔"

"اچھا بھئی مذاق کر رہا تھا۔ سوری۔"

حمین اس کی ناراضگی والا چہرہ دیکھ کر فورا بولا تو آزاح مسکرا دی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں یا نہیں لیکن اتنا معلوم ہے تمہیں اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے اور پھر تمہارے ساتھ بہت ساری لڑائیاں کرنی ہیں۔ اور اپنے بچوں کو بتانا ہے کہ ان کی ماں بہت بڑی چڑیل ہے۔"

حمین کی بات پر آزاح نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"یہ پرپوز کرنے کا کونسا طریقہ ہے؟ اور ویسے بھی میں اپنے ماں باپ کی مرضی سے شادی کروں گی۔"

"یہ حمین شاہ کا طریقہ ہے کیونکہ اس میں پیسے نہیں لگتے اور رہی بڑے پاپا اور بڑی ماں کی بات تو وہ اپنے ہنی کو انکار کر ہی نہیں سکتے کیونکہ انہیں معلوم ان کی چڑیل۔ جیسی بیٹی کو مجھ سے زیادہ ہینڈسم داماد نہیں ملے گا۔"

حمین کی بات پر آزاح نے ایک اور کشن پکڑا اور حمین کو مارا تھا۔

"خوش فہمیاں ہیں جناب کی بس اب جائیں یہاں سے۔"

شرم وحیا کی وجہ سے وہ حمین سے نظریں ملانے سے گریز کر رہی تھی۔

"اچھا جا رہا ہوں۔ ویسے تمہیں ایک بات تو بتانا ہی بھول گیا تمہارے سابقہ کزن کو پولیس نے ایسا دھویا ہے کہ بیچارا خود کو پہچاننے سے انکاری ہو رہا ہے۔ میرے بس میں ہوتا تو جان سے مار دیتا اسے لیکن کل عدالت ہی اس کا فیصلہ کرے گی۔ امید ہے انصاف ضرور ملے گا ہمیں۔"

حمین کی باتوں پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی جس کا چہرہ اب خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

"اچھا اپنا خیال رکھنا ھاد بھائی اور شمائل کا نکاح بھی تمہاری وجہ سے لیٹ ہو گیا ہے۔ بیچارے پتہ نہیں کتنی بد دعائیں دے رہے ہوں گے تمہیں۔ ویسے میں سوچ رہا ہوں بھائیو اور بی جے کی رخصتی جو اگلے ماہ ہونا طے پائی ہے اس کے ساتھ ہی ہمارا نکاح بھی ہو جائے۔ کیا خیال ہے تمہارا ہونے والی مسز ہنی؟"

"مجھے نہیں معلوم جائیں یہاں سے۔"

آزاح کو نظریں چراتے دیکھ کر وہ مسکرایا تھا۔ اور پھر ایک نظر دیکھ کر وہ مسکرا کر باہر نکل گیا جبکہ آزاح کا دایاں ہاتھ بے ساختہ دل پر گیا تھا۔ اس کی دھڑکنیں ابھی بھی بے ترتیب تھیں۔ اس کی باتوں نے اس کا یہ حال کر دیا تھا تو اس کی قربت تو واقعی اس کے حواس سلب کر لے گی۔ ایسا صرف وہ سوچ ہی سکی تھی۔ ایک شرمگیں مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی تھی۔

ھادہیر واپس لندن جا چکا تھا اور شمائل بھی اپنے سٹڈی کی وجہ سے اس کے جانے کے دو دن بعد لندن جا چکی تھی۔ تقریباً ایک ماہ ہونے والا تھا لندن میں ان دونوں کو لیکن بات چیت بالکل نہ ہونے کے برابر تھی۔ شمائل کو صارم ہی یونیورسٹی لے جاتا اور واپس لاتا تھا اور شمائل واپس آ کر کھانا بناتی تھی۔ ھادہیر رات کو خاموشی سے کھانا کھا کر کمرے میں چلا جاتا تھا۔ ضرورت ہوتی تو کوئی بات کر لیتا ورنہ بالکل خاموشی تھی۔ شمائل نے آج اس سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ آج اس نے ھادہیر کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا اس لئے اس کے انتظار میں لائونج میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ جب اس کی آنکھیں نیند کی وجہ سے بند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ نیند حاوی ہوئی تو وہ وہیں سر رکھے سو گئی تھی۔ ھادہیر دو دن تک ولیم کو پکڑنے والا تھا اور اسے جہنم واصل کر کے وہ پاکستان جانے کا ارداہ رکھتا تھا۔ ابھی وہ لائونج میں داخل ہوا جب اس کی نگاہوں کا مرکز شمائل کی ذات بنی تھی۔ وہ

آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا جو نیند میں ایک معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی۔ھادہیر اس کے چہرے پر پھیلے سکون کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"تمہیں نظرانداز کرنا مشکل ہے شمائل شاہ لیکن اگر میں نے کسی پر بھی یہ ظاہر کر دیا کہ تم میری ذات کے لئے ضروری ہو تو مجھے یقین ہے میرے دشمن تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے جو میں کسی قیمت پر نہیں چاہتا۔"

ھادہیر خود سے بڑبڑایا اور پھر آگے بڑھا اور اس کے بالوں کو اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی سے پیچھے کرتے ہوئے وہ مبہوت سا اسے دیکھنے لگا۔شمائل نیند میں بھی اس کا لمس محسوس کر گئی تھی شاید اس لئے وہ جلدی سے آنکھیں کھول کر خود پر جھکے ھادہیر کو دیکھنے لگی۔اس کو اٹھتے دیکھ کر ھادہیر تیزی سے پیچھے ہوا تھا۔

"آپ کب آئے؟"

شمائل خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی۔

"تب ہی آیا تھا جب تم پورا اصطبل بیچ کر سو رہی تھی۔"

ھادہیر کا مسکراتا لہجہ شمائل کو اسے دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"شمائل شاہ اس وقت بہتر ہے جا کر سو جائو کیونکہ مجھے فلحال نیند بہت آ رہی ہے۔"

ھادہیر جانتا تھا وہ یونیورسٹی میں آج اسے اس کی کلاس فیلو جمائما کے ساتھ دیکھ چکی تھی۔جمائما جو کہ ھادہیر کی کلاس فیلو تھی ایک سبجیکٹ کے نوٹس کے لئے وہ ھادہیر سے بات کر رہی تھی جب شمائل شاہ وہاں سے گزرتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ چکی تھی۔اور ھادہیر کو تب پتہ چلا تھا کہ شمائل شاہ وہاں موجود ہے جب وہ وہاں سے کیفے کی جانب چلی گئی تھی۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے ھاد۔"

شمائل کا سخت لہجہ ھادہیر کو اسے دیکھنے کو مجبور کر گیا تھا۔

"جو بھی ضروری بات کرنی ہے وہ ہم صبح کریں گے ابھی مجھے نیند آ رہی ہے۔"

ھادہیر نرمی سے بول کر سڑھیوں کی جانب بڑھا تھا جب شمائل کے لفظوں نے اس کے قدم ساکت کر دیئے تھے۔

"کیوں اپنی گرل فرینڈ سے بات کرنے کا آپ کے پاس بہت وقت ہوتا ہے لیکن ہونے والی بیوی کی بات سننا آپ پر حرام ہو رہا ہے؟"

"شمائل شاہ اپنی زبان کو لگام دے کر بات کرو یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے جہاں جب چاہو گی جیسے چاہو گی بات کرو گی یہ ھادہیر شاہ کا گھر ہے یہاں رہنے کے لئے خود کو میرا پابند بنائو اور مجھے ایسی لڑکیاں بالکل نہیں پسند جو اپنی آواز کو اونچا کر کے خود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کریں۔"

ھادہیر تیزی سے اس کی جانب بڑھ کر اس کے شانوں پر اپنی گرفت جمائے اسے خود سے قریب کر کے سرد انداز میں بولا۔

شمائل نے ڈر کر آنکھیں بند کی تھیں۔ ھادہیر کے کانوں میں ہادی کے لفظوں کی بازگشت ہوئی تو اس نے جلدی سے شمائل کو چھوڑا تھا۔

"سو جائو جا کر اب نظر نہ آنا مجھے لائونج میں۔"

ھادہیر یہ بول کر سڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چلا گیا تھا۔ شمائل نے نم آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا پھر منہ پر ہاتھ رکھے وہ تیزی سے کمرے کی طرف گئی تھی۔ غلط فہمی کسی بھی رشتے میں ہو اسے کمزور کر دیتی ہے اور جب رشتہ کمزور ہو جائے تو بدگمانی کا ہلکا سا جھونکا بھی اس رشتے کو توڑ دیتا ہے۔ شاید یہی بدگمانی ھادہیر اور شمائل کو ایک بڑے امتحان میں ڈالنے والی تھی جس سے دونوں ہی انجان تھے۔

شمائل نے ساری رات رو کر گزاری تھی۔ صبح جیسے ہی وہ یونیورسٹی پہنچی رونل نے اس کا راستہ روک لیا۔

"ہائے بیوٹیفل۔"

شمائل نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی تھی اور اس کی دائیں سائیڈ سے نکلنا چاہا جب رونل اس کے سامنے آ گیا۔ وہ بمشکل خود کو اس سے ٹکرانے سے بچا سکی تھی۔

"واٹس یور پرابلم رونل؟"

شمائل نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔

"یو بیوٹیفل۔۔ آئی ایم ان لو ود یو اینڈ آئی وانٹ ٹو میری یو۔"

رونل کے مسکرا کر کہا تو شمائل نے اسے گھورا تھا۔

"بٹ آئی ڈونٹ وانٹ ٹو میری یو بی کاز آئی لو مائے فیانسی۔"

شمائل کے لہجے پر رونل نے اسے گھورا تھا جبکہ لفظوں پر بے یقینی کا تاثر وہ چہرے سے چاہ کر بھی مٹا نہیں سکا تھا۔

"ہو از یور فیانسی؟"

"ھادھیر شاہ ناؤ ایکسکیوز می۔"

شمائل یہ بول کر جا چکی تھی جبکہ رونل نے غصے سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔

"نو بیوٹیفل۔۔ یو آر اونلی مائن۔" رونل خود سے بولا اور پھر کلاس کی جانب چلا گیا۔

کلاس کے بعد جیسے ہی وہ باہر نکلا شمائل کو گراؤنڈ کے بینچ پر بیٹھے دیکھا۔ وہ آہستہ سے اس کے پیچھے آیا لیکن جیسے اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔ ھادھیر اپنی کلاس فیلو جمائما سے گراؤنڈ میں بیٹھے مسکرا کر کچھ بات کر رہا تھا۔

شمائل نے دس منٹ تک ھادہیر کو دیکھا اور پھر وہاں سے پارکنگ کی طرف چلی گئی اور ساتھ ہی موبائل نکال کر صارم کو کال کرنے لگی تھی۔ ابھی اسے پارکنگ میں صارم کے انتظار میں کھڑے دس منٹ ہی ہوئے تھے جب ھادہیر وہاں آگیا۔ شمائل کو دیکھ کر وہ اس کی طرف آیا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ ابھی تو تمہاری کلاس ہے نا؟"

ھادہیر اپنی رسٹ واچ پر وقت دیکھ کر پیشانی پر شکنوں کو جال بنائے مقابل سے گویا ہوا۔ شمائل نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سنجیدگی سے جواب میں بولی۔

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی میری اس لئے گھر جا رہی ہوں۔"

شمائل کی بات پر وہ اس کے قریب آیا تھا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"

اس کے فکر مندانہ انداز پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"سر درد ہے بس۔"

مختصر جواب دے کر وہ پلٹ گئی تھی کیونکہ صارم کی کال اس کے موبائل پر آ رہی تھی جس کا مطلب تھا وہ اسے لینے پہنچ گیا ہے۔ ھادہیر نے لب بھینچ کر اس کو دیکھا تھا جو حد سے زیادہ سنجیدہ تھی۔ ھادہیر اس سے پوچھنا چاہتا تھا اس کی سنجیدگی کی وجہ لیکن آج اسے کلب میں ولیم پر نظر رکھنے جانا تھا اور اس کی سیکریٹری سے کچھ معلومات نکلوانی تھیں کیونکہ وہ اپنے کسی ساتھی سے مل کر دوسرے ملک جانے کی پلیننگ کر رہا تھا۔

"موم آج تو بڑی خوشبو آ رہی ہے کیچن سے کیا بنا رہی ہیں آپ؟"

حمین کیچن میں داخل ہوتے ہوئے بولا تھا۔

"ہادی کی فیورٹ مٹن کڑاہی بنا رہی ہوں، آج وہ واپس آرہا ہے نا گھر اس لئے۔"

شمائل کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"اچھا جی بھائیو کے لئے مٹن کڑاہی تو میرے لئے کیا بنایا ہے سپیشل؟"

"تمہارے لئے ہنی روز ہی تمہاری فرمائش کی ڈش بناتی ہوں۔"

عشال شاہ نے اسے گھورا تھا۔

"موم ایک بات کرنی تھی آپ سے۔"

حمین عشال شاہ کو کیچن میں تنہا دیکھ کر بولا تو عشال شاہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ہاں میری جان بولو کیا بات کرنی ہے؟"

"موم آپ کو آزاح کیسی لگتی ہے؟"

حمین کی بات پر عشال شاہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب کیسی لگتی ہے بیٹی ہے میری تو ظاہر سی بات ہے جان بستی ہے میری اس میں۔"

عشال شاہ کے جواب پر وہ مسکرایا تھا۔

"جان تو وہ میری بھی ہے لیکن ظالم سماج سمجھتا ہی نہیں۔"

حمین خود سے بڑبڑایا تو عشال نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کچھ کیا تم نے؟"

"موم میں بول رہا تھا آزاح کتنے سالوں بعد گھر واپس آئی ہے نا اور بڑے پاپا اور بڑی ماما اسے خود سے دور بھی نہیں کرنا چاہتے تو۔۔"

حمین کی تمہید پر عشال شاہ اب مکمل اس کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"ہنی بات کیا ہے صاف لفظوں میں بتائو۔"

"موم مجھے آزاح سے شادی کرنی ہے۔"

حمین ایک ہی سانس میں بول کر آنکھیں بند کر گیا تھا جبکہ عشال شاہ نے پہلے بے یقینی اور پھر مسکراتے ہوئے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتیں کیچن میں حازم شاہ کی آواز گونجی تھی۔

"حمین شاہ میرے کمرے آئو۔"

حازم شاہ کی بارعب آواز اور سنجیدہ لہجہ سن کر وہ جلدی سے آنکھیں کھول کر اپنے باپ کو دیکھنے لگا جو اسے حکم دے کر اب وہاں سے اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے جبکہ عشال شاہ بمشکل اپنی ہنسی کو روکے ہوئے تھیں۔ حمین نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا اور پھر بیچارگی سے بولا۔

"موم پلیز ہٹلر سے بچا لیں۔"

"ہاہاہاہا۔۔ بھئی تم نے خود اپنی شامت کو دعوت دی ہے اب جائو بھگتو۔"

عشال شاہ کی جانب سے ہری جھنڈی دکھائے جانے پر وہ منہ بسورتے ہوئے حازم شاہ کے کمرے کی جانب گیا تھا۔

دروازے پر دستک دے کر وہ اندر داخل ہوا تھا۔ سامنے ہی حازم شاہ اپنے کمرے کے صوفے پر بیٹھے ایک فائل کو پڑھ رہے تھے۔ حمین آہستہ سے چلتے ہوئے ان کے سامنے آیا۔

"ڈیڈ آپ نے بلایا؟"

حمین کی مدھم آواز پر حازم شاہ نے اسے دیکھا تھا۔

"بیٹھو۔"

حازم شاہ نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا تو حمین بنا وقت ضائع کئے ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

"اب جو کیچن میں بول رہے تھے کیا تم اس چیز کو لے کر سریس ہو یا پھر کوئی ایڈونچر آیا ہے دماغ میں تمہارے اور اگر ایسا ہے تو یاد رکھنا آزاح کو تکلیف پہنچانے والے کو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

حازم شاہ کا سنجیدہ لہجہ حمین کو انہیں دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"ڈیڈ کیا آپ کو اپنے بیٹے پر یقین نہیں ہے؟ کیا آپ کو لگتا ہے میں کسی ایڈونچر کے لئے یہ سب کر رہا ہوں؟"

"مجھے نہیں معلوم حمین شاہ، میں بس اتنا جانتا ہوں کہ اب اپنے بھائی اور بہن کو ذرہ برابر تکلیف بھی میری برداشت سے باہر ہو گی۔"

"ڈیڈ آئی لو ہر۔"

حمین کے لہجے میں اس کی سچائی موجود تھی حازم شاہ نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"پھر کیا کیا جائے؟"

"مجھے شادی کرنی ہے اس سے اور کیا؟"

حمین نے منہ بسورتے ہوئے کہا تو حازم شاہ نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا۔

"دیکھو حمین میں نہیں کہتا کہ محبت کرنا بری بات ہے لیکن اسے حاصل کرنے میں اچھے اور برے کی تمیز بھول جانا غلط ہے۔ میں تمہارے احساسات کی قدر کرتا ہوں لیکن۔۔"

"لیکن کیا ڈیڈ؟"

حمین کی سنجیدگی اسے سراپہ سوال بنا کر حازم شاہ کے سامنے کھڑا کر گئی تھی۔

"آزاح بہت اچھی ہے لیکن اس کی زندگی کا فیصلہ وہ خود کرے گی میں حاطب سے بات کروں گا اگر اسے کوئی اعتراض ہوا یا آزاح کی رضامندی نہ ہوئی تو تم اپنی اس محبت سے دستبردار ہو جاؤ گے۔"

ایک لمحے میں حازم شاہ نے اسے آسمان سے زمین پر پٹخا تھا۔

"ڈیڈ یہ ناممکن ہے اور ویسے بھی دستبرداری آسان تو نہیں ہوتی۔"
حمین کی بات پر وہ مسکرائے تھے۔
"مشکل ہے حمین ناممکن تو نہیں ہے اچھا چھوڑو میں حاطب سے بات کروں گا امید ہے وہ اپنے لاڈلے کو انکار نہیں کرے گا۔"

حازم شاہ کی بات پر وہ خاموش رہا تھا۔ حازم شاہ نے اس کے دل میں ایک ڈر بٹھا دیا تھا۔ جسے صرف حاطب شاہ اور آزاح دور کر سکتے تھے۔ حمین وہاں سے اٹھا تھا اور بنا حازم شاہ کی طرف دیکھے وہاں سے چلا گیا تھا۔ اپنے کمرے کی طرف وہ بے دھیانی میں جا رہا تھا جب سڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ آزاح سے ٹکرایا۔
"آنکھیں نہیں کیا؟"
آزاح نے اسے گھورا تو وہ غائب دماغی سے آزاح کو دیکھنے لگا پھر بنا کچھ کہے وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔
آزاح نے حیرانگی سے اس کی خاموشی کو دیکھا تھا
پھر کندھے اچکاتے ہوئے وہ آزفہ شاہ کے کمرے کی جانب چلی گئی تھی۔

رات کے آٹھ بجے کا وقت تھا جب شمائل کے موبائل پر انجان نمبر سے میسج آیا تھا۔ شمائل جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی موبائل کی رنگ ٹیون پر اس کی طرف متوجہ ہوئی تو انجان نمبر سے میسج دیکھ کر اسے کوفت ہوئی لیکن جیسے ہی اس نے میسج اوپن کیا ھادہیر کا نام دیکھ کر وہ چونک گئی تھی۔ انگلش میں لکھی تحریر کو پڑھتے ہوئے اس کے دودھیا رنگ میں سرخیاں گھلتی جا رہی تھیں اور یہ سرخیاں اس کی پیشانی پر بھی لکیروں کو واضح ابھار رہی تھیں۔
"ھادہیر شاہ مجھے بے ایمانی پسند نہیں ہے۔"

شمائل غصے سے بڑبڑاتے ہوئے اٹھی اور موبائل کو بیڈ پر پھینک کر دروازے کی جانب بڑھی۔ نائٹ ڈریس میں وہ زیادہ تر پاجامہ شرٹ کا استعمال کرتی تھی اور اب اسی حلیے میں وہ بغیر ڈوپٹے کے کمرے سے نکلی تھی۔ سچ کہتے ہیں غصہ انسان کو وہاں تک پچھتانے پر مجبور کر دیتا جہاں انسان کی سوچ ختم ہو جاتی ہے۔ غصے میں انسان وہ کچھ کر جاتا ہے جو بعد میں اس کو شرمندگی کے گہرے سمندر میں غوطہ زن کر دیتا ہے۔ فلیٹ سے نکل کر وہ ٹیکسی کی مدد سے اس کلب تک پہنچی تھی۔ کلب کے اندر داخل ہوتے ہی اسے اپنے حلیے کا احساس ہوا تھا وہ واپس پلٹنا چاہتی تھی لیکن اس وقت اس کے دماغ میں صرف ھادہیر شاہ سوار تھا۔ نامعقول لباس میں وہاں شراب پیتے لڑکے اور لڑکیاں نہ صرف ڈانس کر رہے تھے بلکہ کچھ تو اتنے قریب تھے کہ شمائل کو اپنی بے ساختگی پر غصہ آیا تھا۔ وہ وہاں سے واپس پلٹنے لگی جب رونل نے پتہ نہیں کہاں سے آکر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"ہائے بیوٹیفل۔"

رونل کی آواز اور اس کے لمس پر وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"لیو می رائٹ ناؤ رونل۔"

شمائل غصے سے اونچی آواز میں بولی تھی۔ رونل نے ڈھیٹوں کی طرح مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔

شمائل پھر سے جانے لگی جب اسے وہاں شیشے میں ھادہیر شاہ کا عکس نظر آیا تھا۔ وہ ساکت رہ گئی تھی کیونکہ اس کے گلے میں بازو ڈالے ایک لڑکی اس کے قریب بیٹھی تھی۔ اتنے قریب کے بے ساختہ شمائل کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ وہ پلٹ کر ھادہیر کو دیکھنے لگی جو ڈانسنگ فلور سے تھوڑے فاصلے پر پڑے صوفے پر ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ شمائل کو اپنا وجود انگاروں پر لوٹتا ہوا محسوس ہوا، آنسو بے ساختہ گالوں سے لڑھکتے ہوئے نیچے ہوا میں معلق ہونے لگے تھے۔

"ھادہیر شاہ از آ پلے بوائے بیوٹیفل۔ ہی از آکنگ آف دس پلیس۔"

رونل کی آواز پر وہ اس کی جانب پلٹی تھی اور بنا کس کی طرف دیکھے ایک ویٹر سے جو وہاں سے گزر رہا تھا اس کے ہاتھ سے بے دھیانی میں شراب لے کر ایک سانس میں اسے حلق تک انڈیل گئی تھی۔ ھادہیر جو ولیم کی سیکریٹری سے ولیم کی معلومات نکلوا رہا تھا۔ معلومات ملتے ہی اس نے صارم کو اشارہ کیا تھا کہ اس لڑکی کو اس سے دور کرے۔ وہاں وہ ھادہیر شاہ نہیں ایچ ایس تھا۔ وہ لڑکی بھی شاید نشے میں تھی صارم کی سخت گرفت پر اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ھادہیر سرد چہرہ لئے وہاں سے کلب کے بیرونی راستے کی جانب بڑھ گیا۔

وہ جیسے ہی کلب سے باہر نکلنے لگا ایک جانی پہچانی آواز نے اس کے قدم ساکت کر دیئے۔ وہ بے ساختہ پلٹ کر اپنی نگاہوں کو ارد گرد گھمانے لگا تو وہ سامنے ہی چند قدم کے فاصلے پر رونل کے ساتھ تھی۔ ایک لمحے سے پہلے اس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔ کیونکہ شائل شاہ ایک نامحرم کا سہارا لئے شاید نہیں یقیناً نشے میں تھی۔ رونل اسے اپنے قریب کر رہا تھا جس پر وہ مزاحمت کر رہی تھی۔ آنکھوں کی سرخی میں یہ منظر دیکھ کر بے ساختہ اضافہ ہوا تھا۔ یہ لڑکی اس کی کوئی بات سنتی کیوں نہیں تھی؟ یہ سوچ ہی اس کی پیشانی پر موجود لکیروں کو واضح کر گئی تھی۔

"صارم کلب کے پچھلے دروازے کی طرف میرا انتظار کرو۔"

یہ بول کر ھادہیر آگے بڑھا اور رونل کے ہاتھ شائل کے شانوں سے ہٹا کر اس کے دائیں گال پر ایک زور دار تھپڑ رسید کیا تھا۔ میوزک کا شور اتنا تھا کہ کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ ھادہیر کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر رونل نے اپنا خشک گلا تر کیا تھا۔

"اپنی سانسوں کو گننا شروع کر دو رونل رائے کیونکہ اگلے چوبیس گھنٹے تمہیں تمہاری زندگی سے موت کی طرف لے جانے والے ہیں۔"

ھادہیر کی سرد آواز مقابل کے رونگٹے کھڑے کر گئی تھی۔

رونل اپنے لڑکھڑاتے قدموں سے پیچھے کی طرف بھاگا تھا۔ جبکہ ھادہیر نے شمائل کو دیکھے بغیر اسے کندھے پر اٹھایا اور کلب کے پچھلے دروازے سے باہر گاڑی میں لے گیا جہاں صارم اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"صارم مجھے رونل رائے چاہیے اگلے آدھے گھنٹے میں۔"

ھادہیر کی بات پر صارم نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور کلب کے اندر چلا گیا جبکہ ھادہیر نے شمائل کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر اس کے گرد سیفٹی بیلٹ باندھا اور اسے ایک نظر دیکھا جو موندی آنکھوں سے دھیمی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے غنودگی میں جا رہی تھی۔

اس کی طرف کا دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تو شمائل نے اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔

"وہ مجھ سے بالکل محبت نہیں کرتے رونل، وہ تو میری طرف دیکھتے بھی نہیں ہیں۔ ان کے لئے میں پاکستان سے یہاں لندن آگئی مگر وہ تو مجھے ایسے نظرانداز کرتے ہیں جیسے میں ان کی کچھ لگتی نہیں ہوں۔ یونیورسٹی ہو یا گھر انہوں نے ایک نظر میری طرف دیکھنا کبھی گوارہ نہیں کیا۔ میرا عشق مجھے بے بس کر چکا ہے رونل۔۔۔ اتنی تذلیل کے بعد بھی مجھے صرف ھادہیر شاہ سے یک طرفہ عشق ہوا۔ ایسا عشق جو آہستہ آہستہ مجھے موت کی طرف لے کر جا رہا ہے۔"

شمائل کے دھیمی سرگوشیوں پر ھادہیر نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ اگر وہ حازم شاہ کی بیٹی اور ہادی شاہ کی بہن نہ ہوتی تو یقیناً اب تک اس کے ہاتھوں مر چکی ہوتی۔ ھادہیر نے اس کا سر دوبارہ سے سیٹ کی پشت سے ٹکایا اور گہری سانس فضا میں خارج کی۔

"میری زندگی کا صرف ایک مقصد ہے شمائل شاہ، ولیم اور اس کی نسل کو سرے سے ختم کرنا۔ اس دوران میں کبھی بھی اپنی کوئی کمزوری ان پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ ھادہیر شاہ مر سکتا ہے لیکن تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دے سکتا۔"

یہ بول کر وہ نظروں کا رخ بدلتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

وہ ابھی ڈیوٹی سے واپس آکر لیٹی ہی تھی کہ اس کے موبائل پر ہادی کا میسج آگیا۔ آئرہ نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو رات کے بارہ بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ میسج اوپن کرتے ہی وہ منہ بسور کر رہ گئی تھی۔

"ایک کپ کافی پلیز۔"

ہادی کی فرمائش پر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔ ایک تو اس کے سر میں پہلے ہی درد تھا اور تھکاوٹ بھی کافی تھی اوپر سے ہادی کی فرمائش وہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکی تھی۔ ڈوپٹے کو شانوں پر پھیلائے وہ کمرے سے نکل کر کیچن کی جانب بڑھی تھی۔ کافی بنا کر وہ ہادی کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ دستک دے کر وہ اندر داخل ہوئی تو ہادی کو دیکھا جو سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ تیزی سے ٹائپ کر رہا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور ٹیبل پر کافی رکھ کر خاموشی سے پلٹنے لگی جب اس کے کلائی ہادی کی گرفت میں آگئی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

ہادی کی گھمبیر آواز پر وہ پلٹ کر ہادی کو دیکھنے لگی تھی۔ جو بائیں ہاتھ سے اس کا بازو تھامے دائیں ہاتھ سے ٹائپنگ کر رہا تھا جبکہ نگاہوں کا مرکز صرف لیپ ٹاپ تھا لیکن تمام حسیات شاید آئرہ کی جانب تھیں۔

"مجھے نیند آرہی ہے سونے جا رہی ہوں۔"

آئرہ کی آواز پر وہ مسکرایا تھا اس کا ڈمپل بھرپور نمائش کر کے مقابل کے حواس سلب کر چکا تھا۔ ہادی دو منٹ بعد اپنی میل کو سینڈ کر کے اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ جو بمشکل اپنی آنکھوں کو کھول کر اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔

"بیٹھو یہاں۔"

ہادی دائیں ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے بائیں ہاتھ سے اس کا بازو تھامے اسے بیڈ پر بیٹھا کر خود اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے موڈ کیوں آف ہے؟"

آئرہ کا چہرہ دیکھ کر وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"تھکاوٹ ہو گئی ہے بس میجر اور نیند بہت آ رہی ہے۔"

آئرہ کی آواز پر وہ مسکرایا تھا۔

"میں دوپہر سے تمہیں دیکھنے کا انتظار کر رہا تھا اب جا کر وقت ملا ہے اب فرصت سے دیکھنے تو دو۔"

"میجر ایک بات پوچھوں؟"

آئرہ اس کی مسکراہٹ میں جیسے کھو سی گئی تھی۔

"ایک کیوں ہزار پوچھو ابھی تو فرصت ہی فرصت ہے۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

"آپ کے مسکراہٹ اتنی پیاری کیوں ہے؟"

ہادی اس کی بچگانہ بات پر کھل کر مسکرایا تھا۔

"کیونکہ یہ صرف میری جان تمہارے لیے ہے اس لئے پیاری ہے۔"

ہادی کا جواب اسے لاجواب کر گیا تھا۔

"اچھا مجھے نیند آ رہی ہے اب میں چلی۔"

آئرہ یہ بول کر وہاں سے جانے کے لئے اٹھی تھی جب ہادی نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر اس کے اوپر گری تھی۔ ہادی نے مسکرا کر اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھا تھا۔ آئرہ نے دھڑکتے دل

سے اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن بے سود پلکوں پر حیا کا بوجھ اتنا تھا کہ وہ اٹھنے سے انکاری ہو چکی تھیں۔ اس کی نظروں کی تپش سے اپنے رخسار دہکتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ وہ اپنے جذبات کو بے قابو ہوتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔

"گڈ نائٹ تو بول دو اپنے شوہر کو۔"

ہادی کا گھمبیر لہجہ اسے سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔

"گڈ نائٹ میجر اب جانے بھی دیں۔"

آئرہ منمناتے ہوئے بولی تو ہادی نے جھک کر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔ جذبات کا ٹھاٹیں مارتا سمندر ہادی کو بے بس کر رہا تھا۔ آئرہ کی قربت میں وہ تمام حدود بھول کر آگے بڑھنا چاہتا تھا لیکن پھر بمشکل اس کے گالوں کی سرخی سے نظریں چراتے اس نے اپنی گرفت ڈھیلی کی تھی اور اسے اپنے حصار سے آزاد کیا تھا۔ آئرہ تیزی سے دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے وہاں سے گئی تھی جبکہ ہادی نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی دلکش مسکراہٹ کو اپنے چہرے پر جگہ دی تھی۔

"کنٹرول میجر ورنہ اپنے ہٹلر باپ کو جانتے ہو تیری رخصتی روک دیں گے۔"

ہادی خود سے بڑبڑاتے ہوئے کافی کے خالی مگ کو دیکھنے لگا جو آئرہ سے باتیں کرتے ہوئے وہ ختم کر چکا تھا اور پھر اسے ٹیبل پر رکھ کر بیڈ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ ایک مسکراہٹ کے ساتھ وہ سونے کے لئے لیٹ گیا تھا۔

صبح وہ بھاری ہوتے سر سے اٹھی تھی۔ رات کو کیا ہوا اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ سر میں شدید درد تھا جس کے باعث وہ اپنے سر کو تھام گئی تھی۔ جیسے ہی اس نے اپنی بائیں جانب دیکھا ساکت رہ گئی تھی ایک خوف کی لہر اس کے سارے جسم میں سرائیت کر گئی تھی۔ ھادہیر سرخ آنکھیں لئے، سرد تاثرات چہرے پر سجائے اور لبوں کو سختی سے آپس

میں پیوست کئے وہ مقابل کا سانس چند فٹ کے فاصلے پر بیٹھ کر بھی خشک کر گیا تھا۔ ایک دم رات والا واقعہ اس کے ذہن میں گردش کرنے لگا تو وہ سر درد بھلائے اٹھنے لگی جب ھادہیر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آیا۔

"تم کل رات کلب میں کیا کر رہی تھی؟"

ھادہیر موبائل پر رونل کا میسج دیکھ چکا تھا جسے اس نے ایک انجان نمبر سے سینڈ کیا تھا۔ اسے یقین تھا رونل نے ہی اسے وہاں بلایا ہو گا۔ اس میسج میں اس نے ھادہیر کے بارے میں کہا تھا وہ ایک لڑکی کے ساتھ نازیبا حرکات کر رہا ہے اور اگر یقین نہ ہو تو اس کلب میں آکر دیکھ لے۔ کلب کا نام بھی میسج کے آخر میں تھا۔ لیکن ھادہیر کو شمائل کی بیوقوفی پر غصہ آرہا تھا۔ وہ ساری رات انگاروں پر جلا تھا۔ یہ سوچ ہی اس کی جان نکال رہی تھی اگر وہ نہ دیکھتا شمائل کو تو پھر کیا ہوتا؟ چند قدم پر وہ اس کے آواز کو نہ سن پاتا تو کیا ہوتا لیکن شاید اس کی آواز میوزک میں بھی اس تک پہنچنا معجزہ ہی تھا۔ اب اس کے اٹھتے ہی وہ سخت لہجے میں باز پرس کرنے لگا تھا۔

"وہی جو آپ کرنے گئے تھے۔"

شمائل اندر سے ڈری ہوئی تھی لیکن اتنے دنوں کا غبار اب غصے کی صورت میں نکلنے والا تھا۔

"اپنی زبان کو لگام دو شمائل شاہ ورنہ اس زبان کو کاٹ کر تمہارے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔"

ھادہیر کی غراہٹ پر شمائل نے سختی سے اپنی آنکھوں کو بند کیا تھا۔

"تم آج شام کی فلائٹ سے پاکستان واپس جا رہی ہو اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے۔"

ھادہیر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ شمائل کو ایک لگا دیتا لیکن فلحال اس نے شمائل کو یہاں سے واپس پاکستان بھیجنے میں ہی عافیت جانی تھی اور اس سلسلے میں وہ ہادی کو انفارم بھی کر چکا تھا۔

"مجھے یہاں سے بھیج کر آپ اپنے کرتوت بدل نہیں سکتے۔ میں وہاں جا کر سب گھر والوں کو بتاؤں گی کہ آپ یہاں کیا کرتے ہیں۔"

شمائل کی بات پر وہ جو ضبط کرتے ہوئے کمرے سے جارہا تھا اب واپس آیا اور اسے شانوں سے پکڑ کر اپنے مقابل کیا۔

"اپنی زبان سے اگر ایک لفظ بھی نکالا تو یاد رکھنا شمائل شاہ ھادہیر شاہ سزا کے معاملے میں رعایت نہیں برتتا چاہے مقابل کوئی میرا اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ اپنا سامان پیک کرو اور تمہارا موبائل میرے پاس ہے فلائٹ میں صرف چند گھنٹے ہیں اور مزید میں تمہاری شکل دیکھ کر اپنا وقت برباد نہیں کر سکتا اس لئے جلدی سے فریش ہو کر ناشتہ کرو۔"

ھادہیر یہ بول کر اسے بیڈ پر تقریباً دھکا دیتے ہوئے کمرے سے نکل گیا جبکہ شمائل نے اس کے رویے پر رونا شروع کر دیا تھا۔

"وہ کیوں اس کی غلط فہمی کو دور نہیں کر رہا تھا۔ کیا واقعی اس کے لڑکیوں کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔"

شمائل کے دماغ میں مسلسل یہ باتیں گردش کر رہی تھیں مگر آنکھیں صرف آنسو بہانے میں مصروف تھیں۔

ٹھہر گئے تھے آنسو
میرے بھیگی پلکوں پر
جبیں چوم کر جب وہ
الوداع بول گیا تھا
(کرن رفیق)

"آہ۔۔پلیز لیو می۔۔۔ آہ۔"

اندھیرے کمرے میں رونل کی چیخیں گونج رہی تھیں۔ رونل کے دونوں بازوؤں کو کرسی کے ساتھ باندھ کر بٹھایا گیا تھا جبکہ سامنے ھادہیر مطمئن سا اسے ہاتھ میں پکڑی تاروں سے کرنٹ لگا رہا تھا۔ پچھلے ایک ہفتے سے وہ یہاں

قید یہ تکلیف برداشت کر رہا تھا۔

"تم نے میری شمائل کو ہاتھ کیسے لگایا؟ جسے ہاتھ لگاتے ہوئے میں سو دفعہ سوچتا ہوں اسے تم نے ہاتھ کیسے لگایا؟"

ھادہیر کے سرد لہجے پر رونل نے اسے دیکھا تھا کیونکہ اسے ھادہیر کی اردو سمجھ نہیں آئی تھی۔ ھادہیر مسکرایا تھا۔ عجیب تھا اسکا مسکرانا پاس کھڑا صارم اس کے اس تاثر سے ہمیشہ خوف کھاتا تھا۔ وہ ایچ ایس تھارتی برابر بھی رعایت نہ برتنے والا۔ ھادہیر نے باری باری اس کی انگلیوں کے ذریعے اسے کرنٹ لگا کر تکلیف دی تھی اور اس دوران رونل کی چیخیں عروج پر تھیں۔ نڈھال سا رونل اب سر جھکائے غنودگی میں جا رہا تھا جب ھادہیر اٹھا تھا۔

"اس کا باپ کہاں ہے صارم؟"

ھادہیر نے صارم کو دیکھ کر پوچھا۔

"وہ دوسرے روم میں ہے جہاں آپ نے کہا تھا اسے رکھنے کو۔"

صارم کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"ولیم رائے بس دس منٹ اور۔"

ھادہیر خود سے بڑبڑایا اور اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔ دو منٹ بعد وہ ایک کرسی پر بیٹھا ولیم رائے کو دیکھ رہا تھا جسے الٹا لٹکا کر نیچے کھولتے ہوئے تیزاب کا بڑا سا ٹب رکھا گیا تھا۔ ایک خوف تھا ولیم کے چہرے پر اور وہی خوف ھادہیر شاہ کو مطمئن کر رہا تھا۔

"جانتے ہو صارم مرنے والے کو سب سے زیادہ تکلیف کب ہوتی ہے؟"

ھادہیر کی آواز پر صارم نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"جب اسے یہی معلوم نہ ہو کہ اسے مارا کیوں جا رہا ہے؟ ایک الگ ہی خوف ہوتا ہے اس کے چہرے پر جو مقابل کے جسم میں سکون کو پیوست کرتا ہے۔"

ھادہیر کی بات پر صارم مسکرایا تھا۔

"ایچ ایس اس کا کیا کرنا ہے؟"

صارم نے ہاتھ سے رونل کی طرف اشارہ کیا تو ھادہیر نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے بغیر اسے جواب دیا تھا۔

"جس انسان نے میری شمائل کو ہاتھ لگایا تمہارا کیا خیال ہے اس کے ساتھ میں کیا کروں گا؟"

"سر ویسے بھی یہ سمگلر ہے بہت بڑا آپ جو بھی سزا دیں گے اسے وہ اس کے لئے کم ہی ہو گی۔"

صارم کے لہجے میں رونل کے لئے حقارت تھی۔

"اس کی سزا بہت ہی آسان ہو گی صارم یہ ساری زندگی پاگل خانے میں رہے گا۔"

ھادہیر کے مسکراتے لہجے پر صارم نے اسے دیکھا تھا۔

"لیکن سر پاگل خانے والے اسے کیوں لیں گے؟ میرا مطلب ہے سب جانتے ہیں یہ ولیم رائے کا بیٹا ہے جو لندن کا مشہور بزنس مین ہے۔"

"ہاہاہا صارم تم بھی کمال کرتے ہو جو انسان اپنے باپ کو قتل کرے اور اس کے بعد اپنا ہاتھ کاٹ کر خودکشی کی کوشش کرے وہ پاگل نہیں ہو گا کیا؟"

ھادہیر کی بات ایک لمحے سے پہلے صارم کی سمجھ میں آئی تھی۔ وہ قائل ہو گیا تھا ھادہیر شاہ کی ذہانت کا۔ ھادہیر نے گردن موڑ کر علی کو مخاطب کیا تھا جو ولیم کے ساتھ اس کے کمرے میں تھا لیکن ولیم اس کی موجودگی سے واقف نہیں تھا۔

"میں اس ولیم کو آسان موت کبھی دینا چاہتا تھا لیکن بھائی کی قسم کے آگے مجبور ہوں کہ میں اسے انسان سمجھتے ہوئے اپنا بدلہ لوں نا کہ جانور سے بدتر سلوک کر جائوں۔ اس لئے تم اسے شوٹ کرو لیکن سب سے پہلی دو گولیاں اس کی آنکھوں میں مارنا جنہوں نے میرے ڈیڈ کو گندی نیت سے دیکھا تھا پھر اس کے ہاتھوں پر مارنا کیونکہ ان

ہاتھوں کی وجہ سے میرے ڈیڈ نے اتنے سال اذیت سہی تھی اور آخری نشانہ اس کے دماغ کا لینا جس میں اس نے میرے باپ کو مجھ سے دور کرنے کی کامیاب کوشش کی تھی۔"

ھادہیر کے سرد انداز پر علی مسکرایا تھا۔

"ڈونٹ وری ایچ ایس آج آپ کو مایوسی نہیں ہو گی۔"

علی کے جواب پر وہ صارم کی جانب متوجہ ہوا۔

"ولیم کی باڈی کو اس کے گھر کیسے پہنچانا ہے اور اس کا قتل کیسے اس رونل پر ڈالنا ہے یہ سب تمہیں ہینڈل کرنا ہے صارم اور ہاں جیسے کسی نے ولیم کو یہاں لاتے ہوئے نہیں دیکھا ویسے ہی کسی کو واپسی پر بھی معلوم نہ ہو۔ میری اگر بیس منٹ تک فلائٹ نہ ہوتی پاکستان کی تو کبھی بھی ان دونوں باپ بیٹوں کو آسان موت نہیں دیتا۔"

ھادہیر کی بات پر صارم نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور سنجیدگی سے بولا۔

"آپ کیا ہمیشہ کے لئے پاکستان جا رہے ہیں؟"

"ہاں کیونکہ بھائی سے وعدہ کیا تھا جس دن میرا بدلہ پورا ہو گیا اس دن میں گھر واپس آجائوں گا۔ اور ہاں یاد آیا میرا فلیٹ میں تمہارے نام کر چکا ہوں اس کے پیپرز میرے کمرے میں موجود الماری کے پہلے دراز میں ہیں۔"

ھادہیر نے مسکرا کر اسے گلے لگایا تھا۔

"علی بھی میرے ساتھ رہے گا؟"

صارم کی آواز پر ھادہیر مسکرایا تھا۔

"خدا کو مانو یار اسے تمہارے ساتھ چھوڑ جائوں گا تو تمہارے گھر میں ہر وقت دنگل لگا رہے گا اور تمہاری بیوی کو چھوٹے چھوٹے ہارٹ اٹیک آتے رہیں گے اس لئے وہ کل کی فلائٹ سے پاکستان آجائے گا اور میرے ساتھ ہی رہے گا۔"

ھادہیر کی بات پر صارم مسکرایا تھا۔

"میں آپ دونوں کو مس کروں گا۔"

"او بھئی جب بھی زیادہ یاد آئیں ہم پاکستان آجانا اور ابھی اس پاگل انسان کو پاگل خانے یاد سے بجھوا دینا۔"

ھادہیر یہ بول کر کمرے سے نکل گیا جبکہ صارم نے مسکراتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔ وہ واقعی کبھی کبھی صارم کو حیران کر دیتا تھا اپنے رویے سے لیکن آج ولیم اور رونل کے ساتھ جو اس نے کیا وہ اسے حیران کم شاکڈ زیادہ کر گیا تھا کیونکہ وہ نرمی کسی صورت نہیں دکھاتا تھا لیکن بعض دفعہ ہم سے جڑے رشتے ہمیں مجبور کر دیتے ہیں اپنے اندر کے جانور کو مار کر انسانیت دکھانے پر، غصے میں انسان اور جانور میں فرق تب ہی ہوتا ہے جب وہ نہ تو اپنے لفظوں کے نشتر کسی پر برساتا ہے اور نہ ہی ہاتھ سے کسی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ھادہیر نے اپنے غصے کو قابو کر لیا تھا کیونکہ اسے اب آئی ایس آئی جوائن کرنی تھی پاکستان جا کر جہاں جذبات سے نہیں اصولوں سے کام لینا تھا۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا شمائل کو پاکستان آئے ہوئے لیکن سب ہی اس کی غیر معمولی خاموشی سے پریشان تھے۔ اس سلسلے میں آمنہ شاہ نے ھادہیر شاہ سے بات کی تو اس نے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔ آج بھی وہ نہا کر اپنے کمرے کی بالکنی میں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی جب حمین اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ رخ موڑ کر حمین کو دیکھنے لگی ایک پھیکی سی مسکراہٹ کو لبوں پر بمشکل سجائے وہ رخ موڑ گئی تھی۔

"کیا کر رہی ہو یہاں پر سب تمہارا لائونج میں ویٹ کر رہے ہیں۔"

حمین نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجھے فلحال تنہا چھوڑ دو ہنی۔"

"کیوں تنہا چھوڑ دوں اور مجھے بتائو ہوا کیا ہے؟ جب سے تم پاکستان واپس آئی ہو خاموش ہو گئی۔ کیا برو کو اتنا یاد کر رہی ہو کہ باقی سب تمہیں نظر ہی نہیں آ رہے؟"

حمین کی بات پر ایک تلخ مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی تھی۔

"یہ خاموشی تو اب میری ذات کا حصہ بننے والی ہے ہنی تو بہتر ہے سب اس کے عادت ڈال لیں۔"

"گڑیا بات کیا ہے پلیز بتائو مجھے کیا برو سے کوئی جھگڑا ہوا ہے تمہارا؟"

حمین نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ وہ مسکرائی تھی حمین کی فکر مندی پر اور اس کے انداز پر جس میں دنیا بھر کی نرمی اور محبت تھی۔

"کچھ نہیں ہوا میرے بھائی۔"

وہ مسکراتے ہوئے اسے تسلی دینے کی ناکام کوشش کرنے لگی جس میں یقیناوہ ناکام ٹھہری تھی کیونکہ سامنے حمین شاہ تھا جو اپنے باپ بھائی سے زیادہ شمائل کو محبت کرتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تو وہ مذاق میں بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔ پھر وہ کیسے نہ سمجھتا کہ اس کی جان سے پیاری بہن کی خاموشی خود اس کی ذات کے لئے کتنی تکلیف دہ ہو گی۔

"مجھے ایسا کیوں لگتا ہے شمائل تم اس رشتے سے خوش نہیں ہو۔"

حمین کی بات پر وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"جانتے ہو یک طرفہ محبت تکلیف نہیں دیتی کیونکہ اس میں اعتبار اور اختیار سرے سے ہی نہیں ہوتا اور جو چیز اختیار میں ہی نہیں ہے اس کا شکوہ میں خدا سے کیوں کروں؟ جب شکوہ ہی نہیں ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ اس رشتے میں خوشی یا غم کوئی معنی رکھتا ہو گا۔"

"شمائل تمہاری اس بات کا کیا مطلب لوں میں کہ بھائی تم سے محبت نہیں کرتے اور ان کے ساتھ زبردستی کی جا رہی ہے؟"

حمین کی بات پر وہ خاموش رہی تھی۔

"دیکھو شمائل اگر ایسا ہے تو کوئی بھی تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا میرے ہوتے ہوئے۔ تم اس رشتے کے لئے جب چاہے انکار کر سکتی ہو۔"

"تم دنیا کے سب سے اچھے بھائی ہو ہنی لیکن مجھے ماما اور ڈیڈ کو سب کے سامنے شرمندہ نہیں کروانا۔ ویسے بھی ھادھیر شاہ اگر میرا نصیب ہے تو لاکھ کوشش کرنے پر بھی وہ میری زندگی سے کہیں نہیں جائے گا بصورت دیگر وہ اپنے راستے میں اپنے راستے۔"

شمائل نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔

"جب نصیب کا لکھا ہی ماننا ہے تو بلاوجہ کی اذیت کیوں دے رہی ہو خود کو چلو سب کے ساتھ نیچے بیٹھو ویسے بھی تمہاری خاموشی زہر سے زیادہ بری لگتی ہے مجھے۔"

"اچھا میرے بندر چلو۔"

شمائل کرسی سے اٹھتے ہوئے اس کے ساتھ ہی کمرے سے نکلی لیکن جیسے ہی سڑھیوں سے اترتے ہوئے اس نے لائونج میں پڑے صوفے پر بیٹھے ھادھیر کو دیکھا تھا جو مسکرا کر سب سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ حمین کا ہاتھ تھامے اپنے آنسوئوں کو حلق میں ہی دبائے، آنکھوں کی نمی کو پلکوں کے پردوں میں چھپائے بمشکل مسکراتے ہوئے لائونج میں آئی تھی۔

"السلام علیکم برو کیسے ہیں آپ۔"

حمین کی پرجوش آواز پر ھادہیر جو ہادی سے بات کر رہا تھا اس کی جانب رخ موڑ کر دیکھنے لگا جو مسکراتے ہوئے شمائل کے ساتھ کھڑا تھا۔ ھادہیر نے ایک نظر اس کے مرجھائے چہرے کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

"وعلیکم السلام ہنی کیسے ہو؟"

حمین کو اشارے سے اپنے پاس بلاتے ہوئے وہ جواب میں بولا تھا۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں لیکن آپ کا موسم ضرور بگڑنے والا ہے۔"

حمین اس کے پاس بیٹھے سرگوشی نما آواز میں بولا تو ھادہیر نے ایک نظر شمائل کو دیکھا جو آئرہ اور آزاح کے ساتھ بیٹھ کر ان سے باتوں میں مصروف ہو چکی تھی۔ ھادہیر سر جھکا کر مسکرا دیا تھا۔

رات کے کھانے کے بعد سب لائونج میں بیٹھے تھے سوائے آئرہ کے جو ڈیوٹی پر جا چکی تھی۔ باقی سب گھر والے لائونج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب علی شاہ نے حاطب اور حازم شاہ دونوں کو مخاطب کیا تھا۔

"حازم اور حاطب مجھے تم دونوں سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"جی پاپا بولیں۔"

حازم شاہ جو حاطب شاہ سے مسکرا کر اپنا کوئی ماضی کا واقعہ یاد کر کے ہنس رہے تھے اب علی شاہ کی جانب متوجہ تھے۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہادی اور آزفہ کی شادی کے ساتھ شمائل اور ھادہیر کی شادی بھی کر دی جائے۔"

علی شاہ کی بات پر ھادہیر مسکرایا تھا جبکہ شمائل نے خالی نظروں سے اپنے بابا سائیں کو دیکھا تھا اور پھر بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چلی گئی تھی۔ سب کو لگا وہ شرما گئی ہے لیکن اصل وجہ ھادہیر کو مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"بابا سائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ کو جیسے مناسب لگے۔"

حازم شاہ کی بات پر وہ مسکرائے تھے حمین نے اپنے باپ کو گھورا جو اس کی بات پچھلے ایک ہفتے سے لٹکائے ہوئے تھے۔

"مجھے بھی آپ سب سے کچھ بات کرنی ہے۔"

حمین جو ھادیر اور ہادی کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولا۔ سب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا بات ہے ہنی؟"

آمنہ شاہ کی آواز پر وہ سنجیدگی سے حاطب کی جانب بڑھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر وہ حاطب شاہ کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر امید بھری نظریں ان پر جمائے ہوئے بولا۔

"بڑے پاپا آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں؟"

حمین کی بات پر حازم شاہ کا سر نفی میں ہلا تھا جبکہ ھادیر مسکرا دیا دونوں جانتے تھے وہ کیا بات کرنے والا ہے۔ باقی سب گھر والے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے سب سے زیادہ محبت تو میں اپنے بیٹے ہنی سے کرتا ہوں۔"

حاطب شاہ کے جواب پر وہ اپنے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیر کر حازم شاہ کو دیکھنے لگا جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"بڑے پاپا سب کی شادی ہو رہی ہے گھر میں لیکن کسی کو میرا خیال نہیں آ رہا اور نہ ہی آزاح کا اس لئے سوچا اپنے منہ سے ہی بول دیتا ہوں۔ بڑے پاپا مجھے آزاح سے شادی کرنی ہے۔"

حمین کی بات پر ھادیر نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا جبکہ ہادی نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

"اچھا میری بیٹی کا ہاتھ مانگ رہے ہو؟"

حاطب شاہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر روک کر مصنوعی سنجیدگی سے پوچھا۔

"بڑے پاپا ہاتھ کب مانگا ہے یار پوری بیٹی مانگی ہے ہاتھ کا میں کیا کروں گا؟"

حمین آنکھوں میں شرارت لئے معصومیت سے بولا۔ سب گھر والوں کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"اور اگر میں اپنی بیٹی نہ دوں تو؟"

حاطب شاہ کی بات پر اس کا چہرہ ایک دم زرد ہوا تھا شاید خوف سے۔ وہ ایک نظر آزاح کو دیکھ کر آزفہ شاہ کو دیکھنے لگا۔

"یہ تو غلط بات ہے بڑے پاپا بھائیو کو بھی تو اپنی بیٹی دی ہے آپ نے میری دفعہ کیوں بول رہے ہیں ایسا؟"

حمین کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"کیونکہ وہ اچھا خاصا کماتا ہے بھئی اور تم تو ابھی پڑھ رہے ہو۔"

حاطب شاہ نے اسے جان بوجھ کر تنگ کیا۔

"بڑے پاپا تو اس میں کونسی بڑی بات ہے میں بھی اپنی پڑھائی کے بعد ڈیڈ کا بزنس جوائن کر لوں گا۔"

"ہاں تو جب کمانے لگو بھئی تب ہی بات کرنا۔ میں اپنی بیٹی کسی بیروزگار کے ساتھ نہیں بیاہ سکتا۔"

ان دونوں کی گفتگو سے سب گھر والے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"بڑے پاپا یہ اب ذیادتی ہے۔"

حمین ایک نظر آزاح کو دیکھ کر بے بسی سے بولا۔

"کوئی ذیادتی نہیں ہے ٹھیک بول رہا ہے حاطب اب اٹھو اور جا کر اپنے بھائیوں اور بہنوں کی شادی کی تیاری کرو۔ ویسے بھی تمہاری عمر نہیں ہے ابھی شادی کی۔"

حازم شاہ کی بات پر وہ ان کی جانب مڑا تھا۔

"ڈیڈ آپ تو رہنے ہی دیں میرے جتنی عمر میں آپ ایک عدد بچے کے باپ بھی بن چکے تھے اب میری دفعہ آپ ایسا بول رہے ہیں۔"

حمین کی بات پر لائونج میں سب کے قہقے گونجے تھے سوائے ہادی شاہ، حازم شاہ اور عشال شاہ کے، تینوں حمین کو سخت نظروں سے غور کر رہ گئے تھے۔

"ہاہاہاہا او گاڈ۔۔ حازم یہ واقعی میرا بیٹا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔"

حاطب ہنستے ہوئے بولے تھے۔

"تمہارا بیٹا تو رکھو سنبھال کر اسے اور بیٹا تم آج ملو مجھے کمرے میں اکیلے۔"

حازم شاہ نے حمین کو گھور کر کہا تو حاطب شاہ نے جواب میں حازم کو گھورا تھا۔

"خبردار حازم اگر میرے بیٹے کو اپنی خوفناک آنکھوں سے ڈرانے کی کوشش بھی کی تو۔"

"او بھئی سنبھال کر رکھو اپنے بیٹے کو۔"

حازم شاہ نے مصنوعی غصے سے کہا تھا۔

"اچھا بڑے پاپا بتائیں نا پھر کیا فیصلہ ہے آپ کا۔ ویسے فیصلہ لینے سے پہلے میں آپ کو اپنی اور آزاح کی شادی کے کچھ فوائد بتا دیتا ہوں۔"

حمین کے انداز پر آزاح نے اسے گھورا اور وہاں سے واک آئوٹ کر گئی تھی۔

"کیسے فوائد؟"

حاطب نے حیرانگی سے پوچھا۔

"پہلا فائدہ کے آپ کی بیٹی آپ کے سامنے آپ کے گھر میں ہی رہے گی۔ دوسرا فائدہ کہ آپ کی بیٹی کی جب بھی مجھ سے لڑائی ہو گی تب اسے زیادہ دور شکایت کرنے جانا نہیں پڑے گا۔ اور تیسرا سب سے بڑا فائدہ آپ کے پوتے پوتیاں آپ سامنے رہیں گے۔"

حمین کی باتوں پر اب کی بار سب کے قہقے لائونج میں گونجے تھے۔

"ہاہاہا بس کرو ہنی۔"

حاطب ہنستے ہوئے بولے۔

"تو پھر میں ہاں سمجھوں؟"

"ہنی تمہارے باپ نے مجھ سے پہلے ہی بات کر لی تھی اور تمہارے بھائیوں کے ساتھ تمہارا اور آزاح کا صرف نکاح ہو گا رخصتی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی ہو گی یہ میری بیٹی کی شرط ہے جو مجھے بھی منظور ہے۔"

حاطب شاہ کی سنجیدگی پر وہ بیچارگی سے حاطب شاہ کو دیکھنے لگا۔

"کوئی نہیں بڑے پاپا کل کو جب میرے بچے مجھ سے پوچھیں گے کہ ہم سکول لیٹ کیوں گئے تو میں ان کو بول دوں گا ان کی ماں کی وجہ سے۔"

حمین کی بات پر اب حازم شاہ کا جوتا اس کی کمر پر لگا تھا۔ وہ بے ساختہ ہنستے ہوئے پلٹا تھا۔ حازم شاہ کے سخت تیور دیکھ کر وہ فوراً سڑھیوں کی جانب بھاگا تھا۔

"آپ سے بڑا دشمن اس گھر میں میرے بچوں کا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ دیکھ لیجیئے گا اپنے بچوں کو ہاتھ تک نہیں لگانے دوں گا میں آپ کو۔"

حمین شرارت سے بول کر جلدی سے اپنے کمرے کی جانب بھاگا تھا کیونکہ اب ہادی بھی سخت تیور لئے اس کی جانب آ رہا تھا۔

"یہ رونق ہے ہمارے گھر کی حازم شاہ۔"

حاطب محبت بھرے لہجے میں بولے تو سب ہی مسکرا دیئے تھے۔

گزرتا وقت بہت سے زخموں کو مندمل کر دیتا ہے بشرطیکہ کے اپنے اس وقت میں ساتھ دیں۔ شمائل بظاہر تو سب سے بات کرتی تھی لیکن ھادہیر کی موجودگی میں وہ ایک لفظ بھی منہ سے نکالنا خود پر حرام سمجھتی تھی۔ ھادہیر بھی اس سے مکمل لاتعلقی برتے ہوئے تھا۔ شادی کے دن جیسے جیسے قریب آرہے تھے شمائل کو ھادہیر کا رویہ مزید الجھاتا جارہا تھا۔ وقت کا کام ہے گزرنا چاہے اچھا ہو یا برا گزر ہی جاتا ہے۔ آخر کار وہ دن بھی آ گیا جب سب کی قسمت ایک دوسرے سے جڑنے والی تھی۔ آج مہندی کی رسم تھی لیکن مہندی کی رسم سے پہلے ھادہیر اور حمین کا نکاح شمائل اور آزاح سے بخیر وعافیت انجام پاچکا تھا۔ نکاح کے بعد سے جیسے حمین کی خوشی دیدنی تھی۔ مہندی کی رسم کے لئے تمام لڑکیوں کو پارلر والی تیار کرنے آچکی تھی جبکہ ھادہیر اور ہادی کو مہندی کے لئے تیار ہوتے دیکھ حمین منہ بسور کر رہ گیا تھا۔ آف وائیٹ کلر کی شلوار قمیض پہنے، گلے میں سبز اور پیلے رنگ کی چنری ڈالے، پائوں میں پشاوری چپل پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کئے، چہرے پر ہلکی سی داڑھی اور مونچھیں ہادی اور ھادہیر دونوں کو ہینڈسم بنارہی تھیں۔ دونوں اس وقت ہادی کے کمرے میں موجود تیار کھڑے تھے۔ ہادی اپنے اوپر پرفیوم سپرے کر رہا تھا جبکہ تھوڑے فاصلے پر ھادہیر بیٹھا موبائل پر کسی کو میسج ٹائپ کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا جب حمین اندر داخل ہوا۔ مہندی کلر کا کرتا پہنے، گلے میں پیلے رنگ کی چنری اوڑھے اور چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے وہ کمرے میں موجود دونوں نفوس کو اپنے طرف متوجہ کر گیا تھا۔

"ہو گئے تیار دونوں؟"

حمین اندر داخل ہوتے ہوئے بولا تو ہادی نے مسکرا کر اس کے چہرے کی سنجیدگی کو دیکھا۔

"ہاں جی بالکل تیار ہیں۔"

ہادی اس کی طرف رخ کرتے ہوئے بولا۔

"بھائیو قسم سے آپ دونوں بہت ظالم ہیں۔"

حمین کی دہائیاں ایک بار پھر سے شروع ہوتے دیکھ ھادہیر نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا جبکہ ہادی نے ڈمپلز کی نمائش بھرپور کی تھی۔

"ہنی تمہاری منکوحہ کا فیصلہ ہے بھئی قدر کرو اس کے فیصلے کی۔"

"بھائیو منکوحہ کا فیصلہ نہیں ہے یہ میں جانتا ہوں وہ تو ہے ہی معصوم یہ ہمارے ہٹلر باپ اور میری خوشیوں کے دشمن حازم شاہ کا فیصلہ ہے۔"

حمین منہ بسورتے ہوئے بولا تو ہادی نے اسے گھورا۔

"شرم بھی کسی چیز کا نام ہے ہنی۔"

"اور وہ چیز آپ کے چھوٹے بھائی کے پاس نہیں پائی جاتی۔"

حمین کے دوبدو جواب پر ھادہیر کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

"فضول کی مت ہانکو اور چلو اس سے پہلے ڈیڈ یہاں آ کر ہماری کلاس لیں۔"

ہادی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے بولا۔ حمین نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے چھیڑا تھا۔

"بھائیو ڈیڈ کا تو پتہ نہیں لیکن مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے آپ بی جے کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔"

ھادہیر ان کی گفتگو کو مکمل مزے سے سن رہا تھا۔

"اپنی بکواس کو اپنے منہ میں رکھو ورنہ شادی میں شرکت مشروط کر دوں گا۔"

ہادی کی دھمکی پر وہ مسکرایا تھا۔

"بی جے ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں ویسے اور گڑیا بھی۔"

حمین موبائل نکال کر جس انداز میں بولا تھا دونوں کا متوجہ ہونا لازمی تھا۔ہادی نے ایک نظر ھادہیر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم نے کیسے دیکھا ان کو؟"

ھادہیر نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا تھا۔

"بروہالڈ آن ایک بھائی کی گھوریاں کم تھیں جو آپ بھی شروع ہو گئے۔میں تو اپنی بیوی کو دیکھنے گیا تھا بی جے کے کمرے میں لیکن وہ وہاں تھی نہیں کیونکہ وہ موم کے کمرے میں تھی۔پھر میں نے بی جے اور گڑیا کی پکس بنائیں اور یہاں آ گیا۔"

حمین کی بات پر دونوں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے پاس پہنچے تھے۔

"دکھاؤ پکس۔"

ھادہیر نے اس کے ہاتھ سے موبائل لینا چاہا تو حمین نے موبائل جلدی سے اپنے کرتے کے دائیں سائیڈ پر بنی جیب میں ڈال لیا۔

"ایسے کیسے دکھا دوں۔۔۔ بھئی کوئی ٹیکس ہوتا ہے، کوئی قیمت ہوتی ہے دکھانے کی۔"

حمین کی بات پر ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"رہنے دو میں خود ہی دیکھ لوں گا۔"

ہادی یہ بول کر کمرے سے جانے لگا جب حمین نے اس کا بازو پکڑا تھا۔

"آپ کا کل تک پردہ ہے بی جے سے جانتے ہیں نا آپ تو آج دونوں دلہنیں پردے۔۔ میرا مطلب ہے گھونگھٹ میں مہندی کی رسم ادا کریں گی۔"

حمین کی بات پر ہادی اور ھادہیر نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"کیا چاہیے تمہیں؟"

ہادی کو ہتھیار ڈالتے دیکھ کر حمین بتیس دانتوں کی نمائش کرنے لگا تھا۔

"دولاکھ روپے۔"

حمین کی بات پر ہادی اور ھادہیر نے اسے دیکھا تھا جو مزے سے ہاتھ پھیلائے ان کے آگے کھڑا تھا۔

"ہنی دولاکھ خدا کا خوف کرو اتنے پیسے کون مانگتا ہے تصویر دکھانے کے۔"

ھادہیر نے دانت پیس کر کہا تھا۔

"لے۔۔ میں دکھاتا ہوں برو اور کون دکھائے گا اتنے پیسوں میں۔"

"ہنی مجھے تمہاری بی جے کی شکل دیکھنے میں اتنی بھی دلچسپی نہیں ہے کہ میں دولاکھ دوں گا تمہیں اس کے لئے۔"

ہادی کی بات پر حمین مسکرایا تھا۔

"بھائیو دو کیا آپ ابھی چار لاکھ بھی دیں گے جب میں ویڈیو کال پر آپ کی بات کرواؤں گا۔"

"ہنی تم جانتے ہو تم ایک نمبر کے واہیات انسان اور سب سے بڑے بلیک میلر ہو۔"

ھادہیر نے اسے گھورا اور کمرے سے نکل گیا جبکہ ہادی بھی اس کی تقلید میں ہی کمرے سے نکل گیا تھا۔ حمین نے ان کے جاتے ہی اپنا موبائل نکالا جہاں بی جے کے ساتھ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کال پر تھا مطلب وہ اپنی اور ان کی گفتگو آئرہ اور شمائل تک پہنچا چکا تھا۔

"بی جے اب آپ نے اپنا وعدہ پورا کرنا ہے آزاح کو آج رات چھت پر لے کر آنا ہے پلیز۔"

حمین موبائل کو کان سے لگا کر بولا تو دوسری طرف سے بنا کسی جواب کے کال بند کر دی گئی تھی۔

"ہاہاہا میرا نکاح ہی کروایا تھا نہ اب بھگتو آپ دونوں بھی۔"

حمین تصور میں ہی ہادی اور ھادہیر کے اترے چہرے دیکھ کر بولا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

مہندی کی رسم شاہ ہاؤس کے لان میں اپنی آب و تاب سے جاری تھی۔ حمین کی کہی بات واقعی سچ ہوئی تھی شمائل اور آئرہ کے چہروں کو گھونگھٹ کی اوڑھ میں چھپایا ہوا تھا۔ ایک بڑا سا سٹیج جس پر دو جھولے لگائے تھے۔ دائیں طرف والے جھولے پر ہادی بیٹھا تھا جس کے ساتھ آئرہ پیلے رنگ کا لہنگا پہنے بیٹھی تھی جبکہ بائیں سائیڈ والے جھولے پر ھادہیر بیٹھا مسکرا رہا تھا جس کے ساتھ شمائل اورنج کلر کے لہنگے میں خاموش سی بیٹھی تھی۔ سٹیج سے تھوڑے فاصلے پر حمین اور آزاح کھڑے تھے۔ دور سے دیکھنے پر ایسا لگا رہا تھا جیسے وہ ایک ہیپی کپل ہو لیکن ان کی لڑائی کی آواز صرف ان دونوں تک محدود تھی۔ حاطب شاہ اور حازم شاہ علی شاہ کے ساتھ براجمان تھے۔ اور بلال شاہ جو ایک ہفتہ پہلے ہی پاکستان واپس آئے تھے اب علی شاہ کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ آزفہ اور عشال شاہ مسکرا کر آمنہ شاہ کو کچھ بتا رہی تھیں۔ سب ہی خوش تھے۔

"یہ گھونگھٹ کیوں کیا ہوا ہے؟"

ہادی کی جھنجلائی آواز پر آئرہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"تاکہ آپ کی بری نظر نہ لگ جائے۔"

آئرہ کے جواب پر وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا لیکن دل ہی دل میں اس سے آج رات بات کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ ھادہیر نے اپنے ساتھ بیٹھی شمائل کے جھکے سر کو دیکھا تو مسکرا دیا۔

"کیا ہوا مسز اتنی خاموش کیوں ہو؟ مبارکباد ہی دے دو بھئی ترقی ہو گئی ہے میری۔"

ھادہیر کی گھمبیر آواز پر وہ گھونگھٹ کے اندر ہی لرز سی گئی تھی۔ لبوں کو سختی سے پیوست کیئے وہ خود کو کچھ غلط بولنے سے روک گئی تھی۔

"کیا ہوا زبان کمرے میں بھول آئی ہو یا شوہر کو جواب دینا ہی نہیں چاہ رہی۔"

ھادہیر نے اسے مزید اکسایا تھا۔

"مجھ سے بات مت کریں پلیز۔"

شمائل کی بھرائی آواز پر ھادہیر نے جھولے کو پکڑ کر اپنا غصہ کنٹرول کیا تھا اور پھر گیٹ سے داخل ہوتے علی کو دیکھ کر اٹھا اور اس کی جانب بڑھ گیا۔

"مجھے تو یہ تھا تم آج بھی نہیں آئو گے۔"

ھادہیر کی خفگی بھری آواز پر وہ مسکرایا تھا۔

"آپ کی شادی کو مس کیسے کر سکتا تھا۔ویسے بھی میرے کچھ کام پینڈنگ تھے لندن میں اب سب ختم کر کے آیا ہوں۔"

علی مسکرا کر بولا تو ھادہیر نے ہادی کو اشارے سے اپنی طرف آنے کا کہا۔ہادی بھی اٹھ کر ان دونوں کی جانب آگیا۔

"السلام علیکم علی کیسے ہو؟ مجھے ھاد نے تمہارے بارے میں بتایا تھا۔خوشی ہوئی تم سے مل کر۔"

ہادی اس کے بغلگیر ہوتے ہوئے بولا تو علی مسکرا دیا۔

"شکریہ سر۔"

"تم پاک آرمی جوائن کرنا چاہتے ہو غالبا؟"

ہادی کی بات پر علی نے ھادہیر کو دیکھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔ایک دفعہ باتوں باتوں میں اس نے ھادہیر کو بتایا تھا کہ وہ پاک آرمی جوائن کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کافی پرانی بات تھی۔ علی نے مسکرا کر ہادی کو دیکھا۔

"سر کرنا تو چاہتا ہوں لیکن میری تعلیم اتنی نہیں ہے کہ۔۔"

"او۔۔ کم آن ینگ مین۔۔ میں اپنے سر سے بات کروں گا تمہارے بارے میں آرمی میں جوائنگ کے بعد بھی تم پڑھ سکتے ہو۔"

ہادی اس کی بات کاٹ کر سنجیدگی سے بولا۔

"شکریہ سر مجھے خوشی ہوگی۔"

اس سے پہلے ہادی کوئی جواب دیتا ایک نسوانی آواز نے ان تینوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"السلام علیکم میجر کیسے ہیں آپ؟"

ہادی نے جیسے ہی آواز کی سمت دیکھا وہ مسکرا دیا تھا۔ حمنہ گرین کلر کی فراک پہنے شانوں پر ڈوپٹہ پھیلائے لائٹ سے میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"وعلیکم السلام میڈم لیکن آپ لیٹ ہیں۔"

"وہ گاڑی خراب ہوگئی تھی فلیٹ سے نکلتے ہی اور ٹیکسی بھی بمشکل ہی ملی تھی۔ تم جانتے ہو مجھے راستہ بھی واضح نہیں تھا پتہ اس لئے ہوگئی ہوں لیٹ۔"

حمنہ نے مسکرا کر جواب دیا تو ہادی نے پاس کھڑے علی اور ھادھیر کا تعارف کروایا۔

"حمنہ یہ میرا بھائی ہے ھادھیر شاہ اور یہ اس کا دوست علی نیازی۔"

"السلام علیکم آپ دونوں کو، کیسے ہیں آپ؟ ہادی مجھے تمہاری دلہن سے ملنا ہے مجھے اس سے ملواٶ۔"

حمنہ ان دونوں سے حال پوچھ کر پرجوش سے ہادی کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔ ھادھیر نے حیرت سے اس کی بے تکلفی دیکھی تھی جبکہ علی تو اس کی مکسراہٹ میں ہی کھو گیا تھا۔

"ہاں چلو بھئی۔"

ہادی یہ بول کر آگے بڑھ گیا جبکہ حمنہ بھی اس کی تقلید میں اس کے پیچھے ہی چلی گئی۔ ھادھیر نے ایک نظر علی کو دیکھا جو بنا پلکیں جھپکائے حمنہ کھولے حمنہ کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔

"علی منہ تو بند کرو۔"

ھادھیر کی مسکراتی آواز پر علی نے جلدی سے منہ بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ جھینپ کر مسکراتے ہوئے نظروں کا رخ موڑ گیا تھا۔ ھادھیر اس کے کندھوں پر بازو پھیلائے اسے سب گھر والوں سے ملوانے کے لئے آگے بڑھ گیا تھا۔

مہندی کی رسم بخیر و عافیت انجام کو پہنچی تھی۔ حمنہ سے مل کر سب گھر والوں کو اچھا لگا تھا۔ ہادی اب اسے دوبارہ فلیٹ پر چھوڑنے گیا تھا جو اس نے پاکستان آنے کے بعد اسے ایک ماہ بعد لے کر دیا تھا۔ سب بڑوں کو تھکاوٹ ہو چکی تھی اس لئے سب اپنے کمروں میں آرام کی غرض سے چلے گئے تھے۔ ہادی جیسے ہی حمنہ کو واپس چھوڑ کر گھر آیا اس کا دھیان بے ساختہ آئرہ کے کمرے کی جانب اٹھا تھا۔ وہ مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنی نگاہوں کو ارد گرد دوڑانے لگا تو سب مہمان ہی تقریباً سو چکے تھے۔ وہ آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے آئرہ کے کمرے کی جانب چلا گیا۔
دروازہ جیسے ہی وہ کھولنے لگا ٹھٹک کر رکا تھا کیونکہ دروازہ اندر سے لاک تھا۔
"حفاظتی تدابیر۔"
ہادی خود سے بڑبڑا کر کیچن کی جانب بڑھا۔ فریج کے اوپر چابیوں کا گچھا دیکھ کر وہ واپس آئرہ کے کمرے کی جانب بڑھا۔ ایک دو چابیاں لگانے کے بعد تیسری چابی پر لاک کھلا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر کی جانب بڑھا اور مسکراتے لہجے میں دروازہ دوبارہ لاک کر کے جیسے ہی پلٹا دنگ رہ گیا تھا کیونکہ سامنے ہی بیڈ پر آئرہ کی جگہ ھادھیر اور حمین لیٹے ہنستے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔
"تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟"
ہادی ان دونوں کو گھورتے ہوئے بولا جو پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے اسے مزید غصہ دلا رہے تھے۔
"بھائیو آپ کو کیا لگتا اندر بی جے آپ کا انتظار کر رہی ہوں گی؟"

حمین آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولا تو ہادی غصے سے اس کی جانب بڑھا جو بیڈ سے چھلانگ لگا کر دوسری طرف اتر چکا تھا۔

"ہاہاہا بھائی اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں۔ ہم دونوں کو یہاں چھوٹے پاپا نے قید کیا ہے کیونکہ ان کو یقین تھا کہ ہم تینوں ان کی بیٹیوں کی نیند حرام کرنے پہنچ جائیں گے۔"

ھادہیر کی بات پر وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہ سب ڈیڈ کو یقینا اس خبیث انسان نے ہی کہا ہو گا۔"

ہادی نے حمین کو گھورا تھا۔

"ہاہاہا بھائی قسم لے لیں جو میں نے ڈیڈ سے ایسا ویسا کچھ کہا ہو۔ وہ تو اچانک مجھے بھی میرے کمرے سے باہر نکال کر وہاں لاک لگا چکے ہیں۔"

حمین کے جواب پر ہادی بیڈ پر بیٹھا تھا۔

"ڈیڈ کو بھی پتہ نہیں کیوں ہٹلر بننے کا شوق چڑا ہوا ہے؟"

ہادی خود سے بڑبڑایا اور جوتا اتار کر وہیں لیٹ گیا۔ ھادہیر نے بھی لیٹ جانے میں ہی عافیت جانی جبکہ حمین ان دونوں کو بیڈ پر لیٹے دیکھ کر گھورنے لگا۔

"میں کہاں جا کر سونے کی تیاری کروں یہ بھی بتا دیں آپ دونوں؟"

حمین کی آواز پر ہادی نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"وہ سامنے پڑا صوفہ تمہارا منتظر ہے حمین شاہ اب اس کا مزید انتظار نہ کرواتے ہوئے دفعہ ہو جائیں اس کے پاس۔"

ہادی کی بات پر حمین کڑوے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا جبکہ ھادہیر ہلکی سی مسکراہٹ کو لبوں پر سجائے آنکھیں بند کر کے صبح کا انتظار کرنے لگا تھا۔ وہ فیصلہ کر چکا تھا نئی زندگی کی شروعات سے پہلے وہ شمائل کو اپنی زندگی کے تمام پہلوئوں سے آگاہ کر دے گا تا کہ آنے والی زندگی میں کوئی گلہ شکوہ یا شکایت ان کی خوشیوں پر اثرانداز نہ ہو۔

ایک طویل مسافت کے بعد خوشیوں نے شاہ ہائوس کا بسیرا کیا تھا جو یقیناً دائمی نہ سہی لیکن وقت طور پر سب کو پر سکون کر گئی تھیں۔

ایک نئی صبح سب کی منتظر تھی۔ کبھی کبھی خوشیوں کے لئے ایک طویل انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس انتظار میں آزمائش آجائے تو صبر کا دامن چھوڑنا بیوقوفی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ آزمائش کا کیا ہے گزر ہی جاتی ہے لیکن انسان کو ہمت کبھی نہیں چھوڑنی چاہیے۔ امید گمان میں تب ہی بدلتی ہے جب اسے انسانوں سے باندھا جاتا ہے لیکن خدا سے امید باندھیں تو کبھی گمان میں نہیں بدلتی۔ شاہ ہائوس پر برا وقت آیا تھا لیکن رب پر کامل یقین نے انہیں اس برے وقت سے نکال دیا تھا۔ خدا کبھی بھی ہمت سے زیادہ نہیں آزماتا اس لئے اس سے شکوہ کرنے کی بجائے امید رکھو کہ وہ بہتر سے بہترین کی طرف لے کر جائے گا۔ غم کا اندھیرا ختم ہوا تو خوشیوں کا سویرا اپنی آب و تاب سے چمکا تھا۔ شاہ ہائوس کو جگمگاتی روشنیوں سے سجایا گیا تھا۔ ہر طرف شادی کی گہما گہمی تھی۔ شمائل اور آئرہ سیلون گئی تھیں اور آزاح بھی ان کے ساتھ ہی تھی جبکہ دوسری طرف ہادی اور ھادہیر تیار ہو رہے تھے۔ حاطب شاہ حازم شاہ کے ہمراہ پہلے ہی ہوٹل میں پہنچ چکے تھے۔ علی شاہ اور بلال شاہ آمنہ شاہ کے ساتھ ہوٹل کے لئے نکل گئے تھے۔ عشال شاہ اور آزفہ شاہ نے ہادی لوگوں کے ساتھ جانا تھا۔

سلور کلر کی شیروانی زیب تن کئے، کالے سلکی بالوں کو جیل سے سیٹ کئے، گندمی چہرے پر سجی ہلکی سی فرنچ کٹ داڑھی، آنکھوں میں چمکتی خوشی، لبوں پر سجی دلکش مسکراہٹ لئے، دائیں ہاتھ میں برینڈڈ گھڑی پہنے بائیں ہاتھ

سے خود پر پرفیوم سپرے کرتے وہ آئینے میں اپنے سراپے کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔ ایک دم اس کی مسکراہٹ تھمی تھی۔ اپنے کمرے کی بیڈ کرائون کے اوپر موجود اپنے ماں باپ کی انلارج تصویر دیکھ کر وہ پلٹا تھا۔

"آج کے دن آپ کو شدت سے یاد کر رہا ہوں۔ آپ کی کمی کوئی بھی پوری نہیں کر سکتا ماما پاپا۔۔۔ سب کو لگتا ہے آپ دونوں نہیں ہیں لیکن آپ زندہ ہیں میں جانتا ہوں میرے دل میں، میری دھڑکنوں میں اور میری باتوں میں۔۔ مسنگ بوتھ آف یو ٹوڈے ویری بیڈلی۔"

نم آنکھوں سے بولتے ہوئے وہ رکا تھا کیونکہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کسی نے اسے شاید تسلی دی تھی ھادھیر نے سختی سے آنکھیں بند کر کے اپنے آنسو اپنے اندر اتارے تھے۔

"سب کچھ ادھورا ہے آج کے دن ھاد کیونکہ آج بڑے پاپا کو سب یاد کریں گے۔ لیکن تمہیں ہمت سے کام لینا ہے ہمارے لئے سب سے بڑھ کر شمائل کے لئے۔"

ہادی جو اپنا یونیفارم زیب تن کئے، اپنے بیجز کو سینے پر فخر سے سجائے، بالوں کو جیل سے سیٹ کئے ھادھیر کے کمرے میں آیا تھا۔ ھادھیر کو خود سے بولتے دیکھ کر بمشکل خود پر کنٹرول رکھتے ہوئے وہ اسے تسلی دینے لگا تھا۔ ھادھیر پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"آئی نو بھائی اور میری کوشش ہو گی سب کے چہروں پر خوشی ہی رہے۔"

ھادھیر مسکرایا تھا لیکن اس کی آنکھوں کی نمی ہادی کی نگاہوں سے چھپ نہیں سکی تھی۔

"مجھے سب کے ساتھ تمہاری بھی مسکراہٹ چاہیے اور اس مسکراہٹ میں دکھ کی آمیزش نہیں ہونی چاہیے ھاد۔"

ہادی بولتے ہوئے اس کے بغلگیر ہوا تھا۔ ھادھیر نے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"چلو نیچے سب انتظار کر رہے ہیں۔"

ہادی یہ بول کر اسے اپنے ساتھ لئے کمرے سے نکل گیا تھا۔وقت ان دونوں کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا شاید قسمت بھی ان پر مہربان تھی۔

سب ہی ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ سوائے دلہنوں کے جن کو حازم شاہ خود لینے گئے تھے۔ سب مہمان بھی ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ھادہیر اور ہادی سٹیج پر صوفے پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے جبکہ ان سے کچھ فاصلے پر اسٹیج کی بائیں طرف حمین ہنستے ہوئے نائل اور رومان سے باتیں کر رہا تھا۔ اچانک ہال کی لائٹ آف ہوئی تھی اور سپاٹ لائٹ سیدھا داخلی راستے کی جانب آن ہوئی تھی۔ ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے پہنے، سر پر ڈوپٹے کو اچھے سے سیٹ کئے، ہیوی جیولری پہنے، نفاست سے کئے گئے میک اپ میں، ناک میں سجی نتھ، اور لبوں پر موجود مسکراہٹ آئرہ اور شمائل دونوں کو خوبصورتی کی تصویر میں قید کر گئی تھی۔

ھادہیر اور ہادی اپنے جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے۔ ھادہیر تو بنا پلکیں جھپکائے شمائل کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ آہستہ سے قدم اٹھاتے ہوئے وہ ھادہیر کے دل کی دنیا میں ہلچل مچا گئی تھی۔ آئرہ بھی مسکراتے ہوئے قدم اٹھا رہی تھی۔ ہادی کو آج اسے دیکھ کر اردگرد کا ہوش ہی کہاں رہا تھا۔ دونوں کی دائیں جانب حازم شاہ تھے جن کا بازو آئرہ کے کندھے پر تھا جبکہ بائیں جانب آزاح تھی جو پیچ کلر کی فراک پہنے ڈوپٹے کو دائیں کندھے پر ڈالے، بالوں کی سائیڈ مانگ نکال کر پف بنائے۔ لائٹ سے میک اپ میں بھی حمین شاہ کو اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی۔ حمین منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔ سٹیج کے قریب پہنچ کر حازم شاہ نے ہادی کو دیکھا تو ہادی مسکراتے ہوئے آگے بڑھا اور آئرہ کے آگے اپنی ہتھیلی کو پھیلائے اسے دیکھنے لگا۔ آئرہ نے مسکرا کر اپنا دایاں ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھا تھا جبکہ ھادہیر نے بھی شمائل کے سامنے اپنا ہاتھ کیا۔ شمائل نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ دونوں جوڑیاں اپنی اپنی جگہ براجمان ہو چکی تھیں۔ حمین موقع دیکھتے ہی آزاح کے پاس آیا جو سٹیج پر چڑھنے لگی تھی مگر

حمین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ اس ایریا میں لے آیا جہاں لوگ کم تھے۔ حازم شاہ کے اشارے پر مینجر نے لائٹس آن کروائی تھیں۔ ھادھیر کے پہلو میں بیٹھی شمائل کا دل بے ساختہ دھڑک رہا تھا۔ ھادھیر نے مسکرا کر اسے دیکھا جو مکمل لاتعلقی برتتے ہوئے تھی۔ دوسری طرف آئرہ کے ہاتھ پر ہادی نے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ مگر آئرہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ ہادی نے حیرانگی سے اس کی اس حرکت کو دیکھا تھا۔

حمین کو دیکھ کر آزاح بے ساختہ نظریں جھکا گئی تھی۔

"تعریف کر سکتا ہوں تمہاری؟"

حمین کا گھمبیر لہجہ آزاح کے دل کی دنیا کو ڈگمگا گیا تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھنا چاہتی تھی لیکن حیا کا بوجھ ایسا غالب آیا کہ وہ پلکوں کو چاہ کر بھی اوپر کی سمت اٹھا نہ سکی۔ گالوں پر آئی سرخی اس کے حسن کو مزید خوبصورتی فراہم کر رہی تھی۔ لبوں کو دانتوں سے کاٹتے وہ حمین شاہ کو تمام حدود کو توڑنے پر مجبور کر رہی تھی۔

"دنیا کی سب سے حسین عورت میری موم ہیں لیکن ان کے بعد حمین شاہ کی زندگی میں خوبصورتی کا دوسرا نام آزاح حمین شاہ ہے۔"

حمین کا مخمار آلود لہجہ آزاح کو لرزنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"پلیز میرا ہاتھ چھوڑیں مجھے سٹیج پر جانا ہے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔"

آزاح منمناتے ہوئے بولی تو حمین نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"محبت کرتی ہو مجھ سے؟"

حمین کے اچانک سوال اور اوپر سے اس کی قربت پر وہ حواس سلب ہوتے محسوس کر رہی تھی۔

"پلیز چھوڑیں نا کوئی دیکھ لے گا۔"

"دیکھتا ہے تو دیکھ لے تم بیوی ہو میری۔"

حمین کی بات پر آزاح نے اسے گھورا تھا۔ مگر زیادہ دیر اس کی آنکھوں کی چمک میں دیکھنا اسے بے بس کر گیا تھا۔

"اظہار محبت شادی کے بعد ہو گا ابھی کے لئے جانے دیں نا۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں ابھی بڑے پاپا سے رخصتی کی بات کرتا ہوں پھر تو اظہار محبت کرو گی نا؟"

حمین کے چیلنجنگ انداز پر آزاح نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

"اگر ایسا ہوا تو ضرور لیکن فلحال چھوڑیں مجھے۔"

حمین نے مسکراتی نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر تھوڑا سا جھک کر اس کی پیشانی پر اپنا پہلا محبت اور عقیدت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔ آزاح اس کے اس اقدام پر سانسیں روک گئ تھی۔ حمین نے اسے مزید تنگ نہ کرتے ہوئے اس کا بازو چھوڑا تو وہ بنا اس کی طرف دیکھے وہاں سے سٹیج کی جانب چلی گئ تھی۔ حمین نے مسکراتے ہوئے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"چوری چوری مسکرا رہے لازمی تم اپنے جان سے عزیز دوستوں سے کچھ چھپ رہے ہو؟"

رومان اور نائل اسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں آئے تو اسے تنہا مسکراتے دیکھ کر نائل شرارت سے بولا۔

"پہلی بات میں چوری چوری مسکرا نہیں رہا اور دوسری بات تم لوگ جان سے عزیز مجھے کبھی نہیں رہے۔"

حمین ان دونوں کو گھورتے ہوئے بولا تو وہ دونوں ڈھیٹوں کی طرح مسکرا دیئے تھے۔

"ہاں بھئی اب تو جان سے عزیز ہماری بھابھی ہی ہوں گی۔"

رومان نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تھا۔

"کمینوں تم لوگ تو ایسے جیلس ہو رہے ہو جیسے میری بیویاں ہو۔"

حمین کی بات پر نائل نے بے ساختہ ایک پنچ اس کے کندھے پر مارا تھا۔

"استغفراللہ کمینے انسان کبھی تو کچھ سوچ کر بول لیا کر۔"

نائل کی بات پر وہ اسے گھورنے لگا۔

"ہاں تو اور کیا جب دیکھو میرے ساتھ چپکے رہتے ہو۔"

حمین نے مزید انہیں تنگ کیا۔

"ٹھیک ہے بھئی سمجھ گئے ہم یہی تھی دوستی تمہاری، بیوی آئی نہیں کہ دوست دشمن لگنے لگ گئے۔"

رومان کی ایکٹنگ پر حمین اسے گھورنے لگا۔

"انتہائی ٹھنڈا جوک تھا رومی۔"

حمین کی بات پر وہ بتیس دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے مسکرایا تھا۔

"تم سے ہی سیکھا ہے سب۔"

اس سے پہلے حمین اسے کوئی جواب دیتا عشال کی آواز پر وہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جو اسے سٹیج کی طرف بلا رہی تھیں۔

"تم دونوں اپنا کمینہ پن جاری رکھو میں موم کی بات سن کر آیا۔"

حمین یہ بول کر وہاں سے سٹیج کی جانب چلا گیا تھا جبکہ نائل اور رومان مسکراتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھنے لگے تھے۔

کچھ رسموں کے بعد رخصتی کا شور اٹھا تھا۔ رخصتی کے وقت آئرہ اور شائل دونوں ہی رو رہی تھیں جبکہ ہادی اور ھادہیر مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہے۔ حمین کی زبان رخصتی کے وقت بند دیکھ کر سب حیران ہوئے تھے۔ رخصتی کے بعد دونوں دلہنوں کو گھر لایا گیا تھا اور ان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ ایک بجے کا وقت تھا جب ہادی

اپنے آرمی کے چند ساتھیوں کو الوداع کر کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ کمرے کے دروازے پر حمین اور آزاح کو کھڑے دیکھ کر وہ پیشانی پر اپنی شکنوں کو دعوت دینے لگا تھا۔

"تم دونوں اب یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ہادی نے دونوں کو گھورا تھا۔

"بھائی نکالیں چار لاکھ روپے پھر ہی اندر جانے دیں گے ورنہ آج رات آپ باہر ہی رہیں گے۔"

حمین کی بات پر وہ اس کی طرف بڑھا تھا مگر آزاح کو درمیان میں دیکھ کر رک گیا۔

"دیکھو گڑیا ابھی چند گھنٹے پہلے ہی تم نے دودھ پلائی کی رسم کے لئے مجھ سے ایک لاکھ روپے لئے ہیں اب تو کچھ خیال کرو بھائی کا۔"

ہادی نرمی سے آزاح کو دیکھ کر بولا۔

"بھائی میں تو بول رہی تھی آپ کے بھائی کو لیکن ان کا ماننا ہے انصاف ہو گا۔ مطلب ھادہیر بھائی نے بھی پیسے دے کر ہی اپنے کمرے میں قدم رکھے ہیں۔"

آزاح سارا ملبہ حمین پر گرائے معصومیت کی انتہا پر تھی جبکہ حمین تو غش کھا کر رہ گیا تھا اس کی معصومیت پر۔

"میں جانتا ہوں گڑیا اس پاگل انسان نے ہی تمہیں یہاں کھڑا کیا ہے۔ یہ لو پچاس ہزار روپے اور تم جائو باقی تمہارے شوہر سے میں خود بات کر لیتا ہوں۔"

ہادی آزاح کی ہتھیلی پر پانچ پانچ ہزار کے چند نوٹ رکھتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا کر حمین کو دیکھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی جبکہ حمین اسے گھور کر رہ گیا تھا۔

"ہاں تو کیا بول رہے تھے حمین شاہ؟"

ہادی اپنے یونیفارم کے بازو فولڈ کرتے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔ حمین نے ارد گرد دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔

"بھائیو میں تو مذاق کر رہا تھا آپ تو سریس ہی ہو گئے۔"

حمین کی بات پر ہادی نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو لبوں پر روکا تھا۔

"ھاد سے کتنے پیسے لئے تم نے؟"

"صرف دو لاکھ۔"

حمین کی معصومیت پر ہادی اسے گھور کر رہ گیا تھا۔

"گھٹیا انسان تمہیں شرم نہیں آتی اتنے پیسے مانگتے ہوئے؟"

"شرم کیسی بھئی۔۔ اور ویسے مجھے تو آج تک اپنے باپ سے اتنے پیسے مانگتے ہوئے شرم نہیں آئی یہ تو پھر برو ہیں۔"

ہادی اس کی منطق پر اسے گھورنے لگا اور اس کی گردن کو دبوچنے لگا تھا جب وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے بھاگا تھا۔

"بیسٹ آف لک بھائیو۔"

حمین دائیں آنکھ کا کونا دبا کر شرارت سے بولا اور پھر اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔

"ایک نمبر کا خبیث انسان ہے۔"

ہادی بڑبڑاتے ہوئے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔ بیڈ پر پھولوں کے درمیان بیٹھی گھونگھٹ نکالے وہ اسی کی منتظر تھی۔ یہ خیال ہی اس پر سرشاری کی کیفیت کو طاری کر گیا تھا کہ اس کی محبت اسکے روبرو اس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ ہادی آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے پاس آیا اور بیڈ پر بیٹھ کر اس کے مہندی سے سجے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔

"السلام علیکم مسز ہادی شاہ۔"

آئزہ نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔

"کیا ہوا بھئی زبان کو کہاں چھوڑ آئی ہو؟"

ہادی نے اس کی خاموشی پر پوچھا۔ آئرہ پھر بھی کچھ نہیں بولی تھی۔

"کیا میں یہ گھونگھٹ اٹھا سکتا ہوں؟ اس خوبصورت چہرے کو دیکھ کر اپنی تشنگی بجھانا چاہتا ہوں۔"

اجازت طلب آواز پر آئرہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی لیکن کل والی ہادی کی باتیں جلد ہی اسے نارمل کر گئی تھیں۔

"کیوں کل بھی یہی شکل تھی نا جس کے لئے دو لاکھ روپے دیتے ہوئے شرم آرہی تھی آپ کو؟"

آئرہ کی غصے بھری آواز پر وہ حیران ہوا تھا۔

"میں سمجھا نہیں؟"

ہادی نا سمجھی سے بولا تو آئرہ نے خود ہی اپنا گھونگھٹ اٹھا دیا اور ہادی کو گھورنے لگی۔

"کیوں کل ہنی کو کیا بول رہے تھے آپ میں تو کبھی آئرہ کی شکل کے لئے دو لاکھ نہ دوں۔"

ہادی نے گہری نظروں سے آئرہ کا چہرہ دیکھا تھا اور اس کا انداز اسے مزید اکسا رہا تھا آئرہ کی قربت کے لئے۔ وہ بمشکل اپنے جذبات کو قابو کرتے ہوئے بولا تھا۔

"دیکھو مسز وہ جھوٹ۔۔"

"میجر میں نے اپنے کانوں سے سنا تھا کیونکہ میں اس وقت کال پر تھی ہنی کے ساتھ۔"

آئرہ نے اس کی بات درمیان میں کاٹ کر کہا۔

"یہ ہنی کمینہ کسی دن مرے گا میرے ہاتھوں سے۔"

ہادی بڑبڑایا تھا مگر صد شکر کہ اس کی بڑبڑاہٹ آئرہ نے نہیں سنی تھی۔

"اچھا وہ تو مذاق میں کہا تھا۔ سوری نا۔"

ہادی اس کے دونوں ہاتھ تھام کر نرمی سے آنکھوں میں محبت لئے بولا تھا۔ آئزہ اس کے اس قدر نرم انداز پر خود میں سمٹنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ اس کی جذبات سے لبریز آنکھوں میں وہ زیادہ دیر تک اپنا عکس نہیں دیکھ سکی تھی۔ شرم و حیا کا بوجھ ایسا غالب آیا کہ وہ بے ساختہ لرز گئی تھی۔

پلکوں کی لرزش اور لبوں کی کپکپاہٹ پر اس کے گالوں کی سرخی ہادی کو مبہوت کر گئی تھی۔ وہ پورے استحقاق سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ پھر انہی جذبات کے پیش نظر وہ جھکا تھا اور اس کی بے داغ پیشانی پر اپنے لبوں کو رکھ کر اس کی دھڑکنوں کو منتشر کرتے ہوئے وہ اس کی سانسوں کو بھی روک گیا تھا۔

"میرا وجود تم سے مکمل ہوتا ہے۔ میں کبھی بھی تم سے لاتعلق نہیں ہو سکتا۔ میرے تمام جذبے تمہارے لئے ہیں، ان میں ملاوٹ کا عنصر کہیں موجود نہیں ہے۔ میں چاہوں گا آئزہ اس زندگی کو شروع کرنے سے پہلے تم خود کو اچھی طرح سے یہ باور کروالو کہ تم ہادی شاہ کا عشق ہو۔ پر اس عشق سے پہلے میرا وطن ہے کبھی بھی مجھے اس دوراہے پر مت لانا کہ میں وطن اور تم میں سے کسی ایک کو اہمیت دوں۔ تم دونوں ہی ہادی شاہ کے لئے لازم ہو۔ امید ہے تم میری بات کو سمجھ گئی ہو۔"

ہادی اس کے ہاتھوں پر بنے مہندی کے ڈیزائن پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی پھیرتے ہوئے بولا تو آئزہ مسکرا دی تھی۔

"میں جانتی ہوں میجر آپ کی زندگی میں اس وطن کی کیا اہمیت ہے۔ میں کبھی بھی آپ سے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کروں گی جو بعد میں میرے لئے خود پچھتاوے کا باعث بن جائے بلکہ آپ کے ساتھ آپ کی طاقت بن کر کھڑی رہوں گی۔"

آئزہ کا مسکراتا لہجہ ہادی کے ڈمپلز کو اپنا دیدار کروانے پر مجبور کر گیا تھا۔

"یہ رہا تمہارا ویڈنگ گفٹ۔"

ہادی نے اپنے بیڈ کی دراز سے اس کے لئے ایک بریسلیٹ نکالا جس میں چھوٹے چھوٹے بلیک کلر کی ڈائمنڈ لگے تھے۔ دکھنے میں وہ ایک عام سے بریسلیٹ لگ رہا تھا لیکن اس کی قیمت واقعی بہت زیادہ تھی۔ وہ بریسلیٹ ہادی نے آئرہ کے ہاتھ پر پہنا کر اس پر اپنے لب رکھے تھے۔

"میں جانتا ہوں تمہیں بلیک ڈائمنڈ بہت پسند ہیں اور جیولری میں تم صرف بریسلیٹ استعمال کرتی ہو اس لئے ہر بار میں تمہیں یہی گفٹ کروں گا۔"

ہادی کی بات پر وہ مسکرا کر اس کے سینے پر سر رکھ کر اسے معتبر کر گئی تھی۔ ہادی نے مسکرا کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا اور اس کے گرد حصار کھینچ دیا۔ رات کی روشنی بھی ان کے ملن پر مسکرا کر رہ گئی تھی۔

ھادہیر کمرے میں داخل ہوا تو شمائل کو اپنے بیڈ کی بجائے کھڑکی کے سامنے کھڑے دیکھ کر مسکرایا۔ دروازہ لاک کر کے وہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے آیا اور اسے اپنے حصار میں لے گیا۔ اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے وہ اس کا سانس روک گیا تھا۔

"السلام علیکم مسز۔۔ کیسی ہو؟ میں نے تو سوچا تھا بیڈ پر بیٹھ کر مشرقی لڑکیوں کی طرح میرا انتظار کر رہی ہو گی تم، لیکن تم تو یہاں چاند کی روشنی کو دیکھ رہی ہو۔"

ھادہیر کا مسکراتا لہجہ شمائل کو لب بھینچنے پر مجبور کر گیا تھا۔ شمائل نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا تھا لیکن چاہ کر بھی ان سے بہنے والے آنسوئوں کو روک نہ سکی۔ شمائل کا ایک آنسو جیسے ہی ھادہیر کی ہاتھ کی پشت سے ٹکرایا وہ بے ساختہ شمائل کو اپنی جانب موڑ گیا تھا۔ اس کے آنسو دیکھ کر وہ بے چین ہوا تھا۔

"کیا ہوا ہے شمائل رو کیوں رہی ہو؟"

"آپ پلیز مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔"

شمائل کی التجا پر ھادہیر نے بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کی تھا۔

"اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں ایک بات بٹھالو شمائل ھادہیر شاہ کہ تم ھادہیر شاہ کی پہلی اور آخری چاہت ہو۔ تم وہ لڑکی ہو جس کے لئے ھادہیر شاہ دنیا کی ہر چیز کو ٹھکرا سکتا ہے۔ اور تمہیں تنہا چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، تم میری ذمے داری ہو، محبت ہو میری کیسے تمہاری آنکھوں میں آنسو برداشت کر سکتا ہوں؟ بتاؤ بات کیا ہے؟"

ھادہیر نے سنجیدگی سے اپنی محبت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے آنسو اپنے دائیں ہاتھ سے صاف کئے تھے۔

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔۔ آپ صرف میرا دل بہلانے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ ایک ایسی لڑکی سے کون محبت کر سکتا ہے جس کو بچپن میں ہی۔۔۔"

"بس مسز ایک لفظ مزید نہیں تمہارا ہر شکوہ، شکایت سر آنکھوں پر مگر اپنے لئے آئندہ اگر ایسے الفاظ استعمال کئے تو جان لے لوں گا تمہاری میں۔"

ھادہیر سرد انداز میں اس کی بات کو درمیان میں کاٹ کر بولا۔ شمائل کانپ گئی تھی اس کے انداز پر ایک خوف کا سایہ لہرایا اس کے چہرے پر۔ ھادہیر نے خود کو کوستے ہوئے بمشکل خود کو نارمل کیا تھا۔ وہ شمائل کو اپنے ساتھ لئے بیڈ پر آیا اور اسے بیڈ پر بٹھا کر خود گھٹنوں کے بل اس کے پاس، اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لئے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"میں نہیں جانتا شمائل کی میں تمہاری نظر میں کیا ہوں لیکن میرے لئے تم صرف سراپہ محبت ہی ہو۔ چھوٹا سا تھا جب ماما پاپا نے ساتھ چھوڑ دیا۔ بہت ضرورت تھی ان کی مجھے لیکن وہ نہیں تھے۔ بابا سائیں اور اماں سائیں نے ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی لیکن جب رات کی تنہائی بڑھتی تھی نا تو مجھے شدت سے ان دونوں کی کمی محسوس ہوتی تھی۔ میں بہت روتا تھا رات کو کہ اللہ نے کیوں مجھ سے میرے ماں باپ چھین لیے؟ کیا مجھے حق نہیں تھا ان کی

آغوش میں سر رکھ کر سونے کا؟ لیکن پھر ایک دن اپنے پاپا کی ڈائری کو پڑھا جو مجھے ان کے سامان میں سے ملی تھی۔ وہ ڈائری پڑھتے ہوئے بھی میں بہت رویا تھا کیونکہ میرے باپ کی تکلیف کو میں خود پر محسوس کر رہا تھا۔ لیکن اس ڈائری کو پڑھنے کے بعد میرے اندر دوسرے ھادہیر نے پیدائش لی جس کا ایک ہی مقصد تھا اپنے باپ کے مجرموں سے بدلہ لینا۔"

شمائل سانس روکے اسے سن رہی تھی جو رو رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ میرے باپ کے قاتل بھی وہی ہیں جن لوگوں نے ان کے ساتھ زیادتی کی تھی۔ مجھے ہادی بھائی کے بتایا تھا پھر تو جیسے مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ان لوگوں کو قتل کرنا ہو گیا تھا۔ اس دن کلب میں تم نے جس کے ساتھ دیکھا مجھے وہ ولیم کی سیکرٹری تھی اور کالج میں جس لڑکی کو تم نے میرے ساتھ دیکھا تھا وہ ولیم کی سیکرٹری کی کزن تھی جو اس کے ساتھ رہتی تھی اور مجھے ولیم تک ہر حال میں پہنچنا تھا اس لئے اس دوران اپنی نازک دل والی بیوی کا دل دکھا گیا۔ تمہارا ماضی میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا شمائل، جس دن تم نے مجھے اپنے ماضی کے بارے میں بتایا تھا مجھے ایک دفعہ بھی تم پر ترس نہیں آیا نہ ہی تم سے ہمدردی محسوس کوئی کیونکہ میری محبت میں ان دونوں کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ لیکن تم نے تب بھی الٹا مطلب لیا میری توجہ کا۔۔ پھر اماں سائیں نے مجھ سے تمہاری شادی کی بات کی تو میں نے ایک لمحے سے پہلے انہیں ہاں بول دیا تھا۔ جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ تمہیں کھو دیتا تو ھادہیر شاہ زندگی بھر کے لئے خالی ہاتھ رہ جاتا۔ میں محبت کرتا ہوں تم سے لیکن اس سے کہیں زیادہ میں تمہاری عزت کرتا ہوں۔ اور ایک بات کہ میں نے چھوٹے پاپا کے بزنس کو جوائن تو کیا ہے لیکن میں آئی ایس آئی آفیسر بھی ہوں۔ یہ بات صرف تمہیں اور بھائی کو معلوم ہے اس لئے اسے خود تک ہی محدود رکھنا۔ اب کوئی گلہ، شکوہ یا شکایت ہے تو بتا دو؟"

ھادہیر نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھنے لگا جو آنسوئوں سے تر ہو چکا تھا۔

"میں آپ کے ہر دکھ میں آپ کا ساتھ دوں گی اور آپ کی محبت کا ہاتھ تھام کر آپ کے ہمراہ اپنی ساری زندگی گزارنا چاہوں گی۔"

شمائل کے اعتراف پر وہ مسکرا کر اٹھا اور اس کے مقابل بیٹھا تھا۔

"تم ھادھیر شاہ کی بیوی ہو اس لئے کوشش کرنا آئندہ بدگمانی کو اپنے دل میں جگہ نہیں دو۔"

یہ بول کر ھادھیر نے اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی پر انگوٹھی پہنائی تھی۔

"یہ میری ماما کی ہے امید ہے اسے سنبھال کر رکھو گی تم۔"

ھادھیر یہ بول کر جھکا اور اس کی پیشانی پر اپنے لبوں کو رکھ کر اس کی دھڑکنوں کو منتشر کر گیا تھا۔ وہ حیا کی سرخی رخساروں پر سجائے، لرزتے ہوئے اس کے حصار میں پناہ لیتے پر سکون ہو چکی تھی۔ ھادھیر نے مسکرا کر اس کے سر پر اپنے لبوں کر رکھا اور اسے خود میں سمیٹ کر اسے معتبر کر گیا تھا۔ دونوں ہی ایک دوسرے کے حصار میں مطمئن تھے۔ چاند بھی ان کے ملن پر مسکرا کر رہ گیا تھا۔

تین ماہ بعد:

"تم سے کس نے کہا کہ میں کسی لڑکی کے ساتھ لنچ کر رہا تھا؟"

ھادھیر جیسے ہی آفس سے کمرے میں داخل ہوا شائل کو دیکھنے لگا جو اسے گھورتے ہوئے آتے ہی بلا تمہید اس سے پوچھنا شروع ہو گئی تھی۔ ھادھیر جانتا تھا کہ کس نے شائل سے جھوٹا بولا ہو گا۔ لیکن پھر بھی وہ اس کے منہ سے اس انسان کا نام سننا چاہتا تھا۔

"جس نے بھی کہا سچ ہی ہے کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتا مجھ سے۔"

شمائل کی بات پر ھادھیر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔

"ہنی نے تمہیں بولا ہے کہ میں کسی لڑکی کے ساتھ تھا؟"

"ہاں بولا ہے اور میں جانتی ہوں میرا بھائی مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا۔"

شمائل نے اسے گھورا تھا۔ پچھلے تین ماہ میں وہ واحد اس گھر میں ایسی فرد تھی جس کی اونچی آواز ھادہیر نرمی اور خاموشی سے برداشت کرتا تھا۔ اس کی محبت اور توجہ نے شمائل کو تین ماہ میں بہت حد تک نڈر بنا دیا تھا۔ وہ بلا خوف وخطر اس سے ہر بات کو شئیر کرتی تھی اور اس سے جھگڑتی تھی۔ سونے پر سہاگہ منا تا بھی ہر بار کی طرح ھادہیر تھا چاہے غلطی کسی کی بھی ہو۔

"کمینہ، گھٹیا انسان مل جائے کہیں، خبیث ہر بار ذلیل کرواتا ہے۔"

"آپ میرے سامنے ہی میرے بھائیوں کو گالیاں دے رہے ہیں؟"

شمائل صدمے سے پلٹتے ہوئے بولی تھی۔ ھادہیر نے اسے گھورا تھا جسے اپنے بھائیوں کا قصور کبھی نظر نہیں آتا تھا۔

"بھائیوں کو نہیں صرف بھائی اور وہ بھی چھوٹے والے کو۔۔۔ سالا مل جائے کہیں منہ توڑ دوں گا اس کا۔"

ھادہیر کی بات پر شمائل اس کے پاس آئی اور اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"اگر میرے بھائی کو ہاتھ بھی لگایا تو میں آپ کی شکایت ماما سے کروں گی اور انہیں بتاؤں گی کہ آپ ایک نمبر کے غنڈے ہیں۔"

اس کی بات پر ھادہیر نے اسے گھورا تھا۔ پہلی بار اس نے اپنا راز کسی سے شئیر کیا تھا اور نتیجہ وہ پچھلے تین ماہ سے بھگت رہا تھا دھمکیوں کی صورت میں، ھادہیر نے خاموش رہنے میں عافیت جانی۔ شمائل پلٹ کر بیڈ سے تکیہ اور کمبل اٹھا کر کمرے سے جانے لگی تو ھادہیر نے جلدی سے اسکا راستہ روکا۔

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کہتا تمہارے بھائی کو کچھ لیکن اب کمرے سے کیوں جا رہی ہو؟"

"آپ نے جو گالیاں میرے بھائی کو دی ہیں اس کے بعد میری غیرت گوارہ نہیں کر رہی کہ میں اس کمرے میں رکوں۔"

شمائل یہ بول کر کمرے سے جا چکی تھی جبکہ ھادہیر نے تصور میں ہی حمین کی چھترول شروع کر دی تھی جس کی وجہ سے شادی کے بعد تیسرے مہینے میں وہ ان کی دسویں لڑائی کروا چکا تھا۔ حمین سے بعد میں بات کرنے کا سوچ کر وہ عشال شاہ کے کمرے کی جانب بڑھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہیں ڈیرہ جمائے وہ رونے میں مصروف ہو گی اور بنا بات کے ھادہیر بیچارے کو اسے منانا پڑے گا۔ وہ مسکرا کر سر جھٹک کر رہ گیا تھا کیونکہ اس کی بیوی نہایت ہی بیوقوف تھی جو اپنے بھائی کی باتوں پر جلد ہی یقین کر لیتی تھی جبکہ ھادہیر بیچارے پر لڑکیوں کے معاملے میں یقین کم ہی کرتی تھی۔ وجہ بدگمانی نہیں تھی بس وہ ھادہیر کے معاملے میں حد سے زیادہ حساس تھی اور یہ بات ھادہیر جانتا تھا اس لئے وہ خود ہی شمائل کو منا لیتا تھا اس کے معذرت یا شرمندگی محسوس کرنے سے پہلے۔ وہ واقعی خوش قسمت سمجھتا تھا خود کہ شمائل شاہ نے اس کی زندگی کو خوبصورت بنا دیا تھا۔

آئرہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی ہادی کو مسکرا کر دیکھا جو کل ہی واپس آیا تھا اور اب لیپ ٹاپ کھولے مسلسل کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"کھانا لگ گیا ہے آجائیں کھانا کھا لیں پہلے۔"

آئرہ کی آواز پر وہ مسکرایا تھا اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ مسکرا کر اس کے پاس گئی۔

"بس دو منٹ اور پھر ساتھ جاتے ہیں۔"

ہادی دوبارہ سے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا جبکہ آئرہ اس کا چہرہ دیکھ کر مسکرانے لگی تھی۔ کتنا عزیز ہو گیا تھا وہ اسے، وہ بس سوچ ہی سکی تھی۔ پھر وہاں سے جا کر صوفے پر بیٹھ گئی اور ہادی کے دو منٹ دس منٹ بعد ختم ہوئے تھے۔ جیسے اس نے آئرہ کو دیکھا وہ مسکرا دیا۔

"کچھ کہنا ہے کیا؟"

ہادی اس کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے بولا تو آئرہ نے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا۔

اچھا بولو۔"

ہادی کی بات پر وہ اسے دیکھنے لگی۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ مسکراہٹ کو ضبط کر رہا ہو۔

"مجھے ڈسٹریکٹ نہیں کریں کیونکہ مجھے غصہ آتا ہے آپ کے ڈسٹریکٹ کرنے پر۔"

وہ جھنجھلا کر بولی تھی، ہادی نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

"میں نے کب ڈسٹریکٹ کیا؟"

"آپ جب بولتے ہیں آپ کے ڈمپلز میری توجہ کھینچ لیتے ہیں۔"

اس کے شکایتی انداز پر ہادی نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا تھا۔

"اچھا اب نہیں کرتا ڈسٹریکٹ بتائو کیا بات ہے؟"

ہادی نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"وہ۔۔میں۔۔۔وہ میں ڈاکٹر کے پاس گئی تھی آج ماما ساتھ۔"

آئرہ ہچکچاتے ہوئے بولی تو ہادی جلدی سے اس کے پاس آیا۔

"کیوں کیا ہوا تمہیں ٹھیک ہو نا؟ کتنی بار کہا ہے کہ چھوڑ دو ہاسپٹل لیکن میری سنتا کون ہے ہو گئی ہو گی تھکاوٹ یا پھر کچھ الٹا سیدھا کھا کر طبعیت بگاڑی ہو گی۔ اس ہنی کے بچے کو تو میں چھوڑوں گا نہیں جو میرے جانے کے بعد تمہیں فاسٹ فوڈ لا کر دیتا ہے۔"

ہادی کی بات پر آئرہ نے بے ساختہ قہقہ لگایا تھا جبکہ ہادی نے اسے گھورا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوا میجر اس بیچارے نے کچھ نہیں کیا۔"

"تو پھر کیوں گئی تھی ڈاکٹر کے پاس؟"

ہادی کی سنجیدگی ہنوز برقرار تھی۔

"آئی ایم ایکسپیکٹڈ۔"

آئرہ نظریں جھکا کر بولی تو ہادی نے بے یقینی سے اسے دیکھا اور صوفے سے اٹھ کر بولا۔

"تم سچ بول رہی ہو؟"

ہادی کی آواز میں بے یقینی اور خوشی دونوں کا عنصر موجود تھا۔ آئرہ نے جواب میں اپنا سر اثبات میں ہلایا تو وہ آئرہ کو کمر سے پکڑ کر بازئوں میں اٹھائے گول گول گھمانے لگا۔

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ دن دکھایا۔ بہت شکریہ مسز اتنی بڑی خوشخبری سنانے کے لئے۔"

ہادی اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے بولا تو وہ مسکرا دی۔

"اچھا چلو کھانا کھائیں لیٹ ہو جائے گا ورنہ اور ویسے بھی اب تو لاپرواہی بالکل نہیں چلے گی۔"

ہادی بولتے ہوئے آئرہ کا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ قسمت دور کھڑی ان کی خوشیوں پر مسکرا رہی تھی۔

"ڈیڈ آپ کو معلوم ہے آج علی اور حمنہ کا نکاح تھا۔"

حمین حازم شاہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔ حازم شاہ جو کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے مسکرا کر حمین کو دیکھنے لگے کیونکہ وہ جانتے تھے حمین کی بات اپنی شادی پر ختم ہو گی۔

"تو؟"

"تو ڈیڈ میرا ابھی کچھ سوچیں نا؟ بھائیو باپ بننے والے ہیں اور ایک میں ہوں جس کو آپ نے نکاح پر ٹرخا دیا ہے۔"

حمین حازم شاہ کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا تو حازم شاہ نے اسے گھورا تھا۔

" آزاح بھی یہی چاہتی ہے کہ جب تک تم بزنس میں اپنا نام نہیں بنالو گے رخصتی نہیں کروائے گی وہ۔"

" دیکھتا ہوں کیسے نہیں کرواتی بس پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار ہے مجھے اور دوسری بات کے جس دن میرے فائنل سمیسٹر کے پیر ختم ہوں گے اس سے اگلے دن آزاح کی آپ لوگ رخصتی کر دیں گے ورنہ۔۔"

حمین بولتے ہوئے رکا تو حازم شاہ نے دایاں آبرو اچکا کر پوچھا۔

"ورنہ؟"

"ورنہ میں آپ کو اپنے بچوں کو ہاتھ تک نہیں لگانے دوں گا اور اپنی بیوی کو تو دیکھنے تک نہیں دوں گا جب شادی ہو گی۔"

حمین کی دھمکی پر حازم شاہ نے اسے گھورا اور کتاب کو ٹیبل پر رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"تو پھر ٹھیک ہے رخصتی ہونی ہی نہیں چاہیے کیونکہ مجھے اپنی بیٹی کا چہرہ روزانہ صبح دیکھنے میں بہت سکون اور خوشی ملتی ہے۔"

"ڈیڈ یہ غلط ہے اب، آپ میری دفعہ ہی کیوں ہٹلر بن جاتے ہیں۔"

حمین کی ایکٹنگ پر حازم شاہ نے اپنا جوتا نکالا تو حمین جلدی سے وہاں سے بھاگا تھا جبکہ حازم شاہ نے اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔ یہ حمین کا روزانہ کا معمول تھا وہ ایسے ہی حازم شاہ کو تنگ کرتا تھا۔ سب گھر والے سکون سے زندگی گزار رہے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے یہ خوشیاں کب تک تھیں لیکن اتنا جانتے تھے اگر کوئی غم ان کی زندگی میں آیا تو وہ مل کر مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ زندگی میں بعض دفعہ سب کھو کر بھی ہم وہ کچھ پا لیتے ہیں جس کی صرف ہمیں حسرت ہی ہوتی ہے۔ خدا کے فیصلوں کے آگے بے شک انسان کی سوچ منجمند ہو جاتی ہے لیکن اگر انسان یہ سوچ لے کے اس فیصلے میں خدا کی کوئی بہتری ہے تو اس فیصلے کو ماننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ بے شک خدا جو کرتا کے وہ بہت ہی بہترین ہوتا ہے بس انسان کو سمجھنے میں دیر لگ جاتی ہے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین۔

****

(ختم شد)